جلد ششم

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

غ ـ ل

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلفہ

مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۸۸	فٹ پاتھ استعمال کرنے کا حیلہ........
۸۸	فٹ پاتھ پر قبضہ کرنا........
۸۹	فٹ پاتھ پہ کاروبار کرنا........
۹۰	فٹ پاتھ کرایہ پر دینا........
۹۰	فجر کے بعد سونا........
۹۱	فحش اخبار........
۹۱	فحش رسالوں کی خرید وفروخت........
۹۲	فحش رسائل........
۹۴	فحش رسائل جاری کرنا........
۹۵	فحش مواد........
۹۵	فحش میگزین........
۹۶	فراوانی........
۹۶	فرضی بیع........
۹۷	فرق ''قرض'' اور ''دین'' میں........
۹۷	فرق کا نفع لینا اور نقصان برداشت کرنا........
۹۷	فرق کرنا قیمت میں........
۹۷	فروخت شدہ چیز کو کم قیمت پر واپس لینا........
۹۹	فروخت شدہ زمین کے درختوں کا حکم........

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان
۱۴۵	قبضہ زمین پر........
۱۴۵	قبضہ سودے کے طور پر ہوا........
۱۴۶	قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا........
۱۴۶	قبضہ سے پہلے بیع کی ایک صورت........
۱۴۷	قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی چیز کا ضائع ہونا........
۱۴۸	قبضہ سے پہلے چیز بیچنا........
۱۴۸	قبضہ سے پہلے فروخت کرنا........
۱۴۹	قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا........
۱۵۰	قبضہ سے پہلے مبیع ضائع ہوگئی........
۱۵۰	قبضہ سے پہلے مبیع فروخت کرنے کی صورت میں نفع کا حکم........
۱۵۰	قبضہ سے قبل بیع کی ممانعت کی حکمتیں........
۱۵۲	قبضہ سے مراد........
۱۵۲	قبضہ کا حکم........
۱۵۲	قبضہ کرنے کے بعد زائد قیمت پر فروخت کرنا........
۱۵۳	قبضہ کی تعریف........
۱۵۳	قبضہ کی حقیقت........
۱۵۴	قبضہ کی ہوئی زمین خریدنا........
۱۵۶	قبضے کے بعد مصنوع کا ضمان........

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر
قیمت مقررہ پر زائد رقم آدھی آدھی........................	۲۴۶
قیمت مقررہ سے زیادہ پر فروخت کرنا........................	۲۴۶
قیمت مقررہ سے کم رقم دینا........................	۲۴۶
قیمت مقررہ وقت پر وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا........................	۲۴۶
قیمت میں اختلاف ہو........................	۲۴۷
قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا........................	۲۴۷
قیمت میں فرق........................	۲۴۸
قیمت میں کمی کا تعین........................	۲۵۰
قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں........................	۲۵۱
کاپی رائٹ........................	۲۵۳
کاٹنے کے بعد عیب دار ہونے کا علم ہوا........................	۲۵۵
کارٹن میں خراب چیز نیچے اور صحیح چیز اوپر رکھنا........................	۲۵۵
کارخانہ کا مال چوری چھپے بیچ دینا........................	۲۵۶
کارخانے والے سے مال لینے کی بات طے کرلی........................	۲۵۶
کارڈ پر اشیاء خریدنا........................	۲۵۶
کار لیزنگ (Car Leasing)........................	۲۵۷
کاروبار اعتماد پر چلتا ہے........................	۲۵۸

صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۹	❁ کاروبار تبدیل کرنا..........................
۲۶۰	❁ کاروبار ختم کئے بغیر شرکت ختم کرنا..........................
۲۶۱	❁ کاروبار میں برکت..........................
۲۶۲	❁ کاروبار میں سچائی..........................
۲۶۲	❁ کاروبار میں صداقت..........................
۲۶۲	❁ کاریز کا پانی فروخت کرنا..........................
۲۶۲	❁ کاروبار میں فیاضی سے کام لینا چاہیے..........................
۲۶۳	❁ کاروبار نیا شروع کرنے کی دعا..........................
۲۶۳	❁ کاروباری انشورنس کا حکم..........................
۲۶۳	❁ کاسٹ..........................
۲۶۴	❁ کاسٹ، انشورنس، فریٹ..........................
۲۶۴	❁ کاسٹ اینڈ فریٹ..........................
۲۶۴	❁ کاسمیٹک کی تجارت..........................
۲۶۴	❁ کاغذات سرکاری..........................
۲۶۴	❁ کافر..........................
۲۶۴	❁ کافر پر کپڑا فروخت کرنا..........................
۲۶۵	❁ کافر سے تحفہ قبول کرنا..........................

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان
۳۹۷	گاہک کی خرید وفروخت........
۳۹۷	گاہک کی رائے معلوم کریں........
۳۹۸	گاہک کے پیسے سے مال خرید کر اسی پر نفع سے فروخت کرنا........
۳۹۸	گاہک کے ساتھ حسن سلوک........
۳۹۹	گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے........
۳۹۹	گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا........
۴۰۰	گاہکوں کے ساتھ خیر خواہی........
۴۰۰	گائے کے بچے نے کتیا کا دودھ پی لیا........
۴۰۰	گائے کے بدلے بھینس خریدنا........
۴۰۰	گائے مر گئی........
۴۰۱	گاہک چھیننا........
۴۰۱	گائے کا گوشت دیکر بکری کا گوشت لیا........
۴۰۱	”گٹکا“ کی تجارت........
۴۰۲	گدھے کا گوشت........
۴۰۳	گڈول........
۴۰۳	گڈول چرانا........
۴۰۴	گراج کارڈ........
۴۰۴	گردے کی خرید وفروخت........

صفحہ نمبر	عنوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیع

غاصب کی جائیداد فروخت کرنا

اگر کسی نے کسی کی ملکیتی زمین پر غاصبانہ طور پر قبضہ کرلیا ہے، یا جعل سازی سے سرکاری کاغذات میں اپنے نام پر منتقل کرالیا ہے، تو وہ اس زمین کا مالک نہیں بنے گا، اس طرح ناجائز طور پر سرکاری کاغذات میں نام منتقل کرانا اور اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ (۱)

اگر غاصب زمین واپس نہیں کررہا ہے تو زمین کے مالک کے لئے غاصب کی منقولہ اور غیر منقولہ اشیاء فروخت کر کے اپنا حق وصول کرنا شرعاً جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن سعيد بن زيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ شبرا من الأرض ظلما فانه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين. متفق عليه. (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۵۴)، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمي.)

مرقاة المفاتيح: (۱۲۷/۶)، رقم الحديث: ۲۹۳۸، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: رشيديه.

صحيح البخاري: (۸۶۹/۱)، رقم الحديث: ۳۱۹۶، كتاب بدء الخلق، باب ماجاء في سبع أرضين، ط: الطاف اينڈ سنز.

(۲) قال: ونقل جد والدى لامه الجمال الاشقر في شرحه للقدورى ان عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان، لاسيما في ديارنا لمداومتهم للعقوق. (شامي: (۹۵/۴) كتاب السرقة، مطلب: يعذر بالعمل بمذهب الغير عند الضرورة، ط: سعيد.)

وفيه ان ابن ابي ليلى والشافعي يطلقان أخذ خلاف جنس حقه للمجانسة في المالية، وقالا هو الأوسع، ويجوز الأخذ به وإن لم يكن مذهبنا، فإنّ الإنسان يعذر في العمل به عند الضرورة. (البحر الرائق: (۵۶/۵) كتاب السرقة، ط: سعيد.)

الدر مع الرد: (۱۵۱/۶)، كتاب الحجر، و (۴۲۲/۶)، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.

العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۳۶۴/۵، ۳۶۵)، كتاب السرقة، ط: رشيديه.

غائب چیز کی بیع

غائب چیز کی بیع مطلقاً درست ہے، اور اس صورت میں خریدار جب اس چیز کو دیکھے گا تو اسے دیکھنے کا اختیار (خیارِ رؤیت) حاصل ہوگا، یعنی دیکھنے کے بعد لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ [۱]

غائب سودا

غائب سودا جس میں بیع کی نسبت مستقبل کی طرف کی جاتی ہے، یہ بیع نہیں بلکہ بیع کا محض وعدہ ہے اس لئے اس پر بیع کے احکام جاری نہیں ہوں گے، کیونکہ خرید وفروخت کی نسبت مستقبل کی طرف کرنا درست نہیں، اس لئے غائب سودا درست نہیں۔ [۲]

غبن

❹ ''غبن'' کے معنی ''دھوکے'' کے ہیں، فقہاء کرام کی اصطلاح میں کسی چیز کی مناسب قیمت سے زیادہ قیمت کو غبن کہتے ہیں۔

---

(۱) (صح الشراء والبيع لما لم يرياه... (وله) أي للمشتري (أن يرده إذا رآه)... (الدر مع الرد: (۴/ ۵۹۳، ۵۹۳)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۶/۲)، كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۳۲۰/۴)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: اشرفيه كوئٹه۔

(۲) (وما لا تصح) إضافته (إلى المستقبل) عشرة: (البيع وإجازته وفسخه والقسمة والشركة والهبة والنكاح والرجعة، والصلح عن مال والإبراء عن الدين)؛ لأنها تمليكات للحال فلا تضاف للاستقبال (الدر مع الرد: (۲۵۶/۵)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، قبيل باب الصرف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۹/۸)، كتاب الاجارة، باب فسخ الاجارة، قبيل: كتاب المكاتب، ط: سعيد۔

درر الحكام شرح غرر الاحكام: (۴۹/۲)، كتاب البيوع، مسائل شتى، قبيل باب الصرف، ط: رشيديه قندهار۔

غبن کی دو قسمیں ہیں:

① غبن یسیر ② غبن فاحش

''غبن یسیر'' سے مراد ایسی قیمت ہے جو قیمت لگانے والوں کے اندازہ کے دائرہ میں آسکے، جیسے کوئی چیز دس روپے میں خریدی گئی اور اس کی قیمت کوئی آٹھ کوئی نو اور کوئی دس روپے لگاتا ہے، تو یہ غبن یسیر ہے۔

''غبن فاحش'' وہ ہے جو قیمت لگانے والوں کے اندازے سے باہر ہو، جیسے کوئی چیز دس روپے میں خریدی گئی، لیکن قیمت کا اندازہ لگانے والے لوگ اس کی قیمت سات، آٹھ روپے لگاتے ہیں، اس سے زیادہ کوئی نہیں لگاتا، تو یہ غبن فاحش ہے۔

⑭ موجودہ دور میں منقولی اشیاء میں مناسب قیمت سے پانچ فیصد زیادتی جانوروں میں دس فیصد، اور زمین ومکانات میں وغیرہ میں بیس فیصد غبن فاحش ہے، اور اس سے کم غبن یسیر ہے۔

⑮ اگر کسی کو بیع میں دھوکہ ہوا تو مال واپس کرنا جائز ہے۔[1]

---

(۱) وإذا وجد غبن فاحش فی البیع ولم یوجد تغریر فلیس للمغبون ان یفسخ البیع... الغبن الفاحش: هو مالا یدخل تحت تقویم المقومین هو الصحیح، کما فی البحر وذلک لما لو وقع البیع بعشرة مثلاً ثم ان بعض المقومین یقول انه یساوی خمسة، وبعضهم ستة، وبعضهم سبعة، فهذا غبن فاحش؛ لأنه لم یدخل تحت تقویم أحد، بخلاف ما إذا قال بعضهم ثمانیة، وبعضهم تسعة، وبعضهم عشرة، فهذا غبن یسیر...

إذا غرّ أحد المتبایعین وتحقق ان فی البیع غبنًا فاحشًا فللمغبون ان یفسخ البیع حینئذٍ۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسی: (۳۳۵/۲، ۳۳۷) المادة: ۳۵۶، ۳۵۷، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السابع فی الغبن والتغریر، ط: رشیدیه)

قال: ثم حدد المتأخرون من الفقهاء الغبن الفاحش للتیسیر فی الفتوی والقضاء والتطبیق انه مابلغ خمس القیمة فی العقار، وعشرها فی الحیوان ونصف العشر فی العروض وسائر المنقولات۔ (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید: (۱۹۳/۳) خیار التغریر، ط: دار القلم)

قوله: لا رد بغبن فاحش... وبه أفتی بعضهم مطلقا، (قوله: وبه أفتی بعضهم مطلقا) أی سواء کان الغبن بسبب التغریر أو بدونه لکن هذا الاطلاق لم یذکره فی القنیة، وإنما حکی فی القنیة الاقوال الثلاثة =

غبن فاحش

(۴۴) غبن فاحش سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کی بازار میں زیادہ سے زیادہ جو قیمت لگائی جاتی ہے، اس سے بھی زیادہ قیمت وصول کی جائے اس کو غبن فاحش کہتے ہیں مثلاً ایک چیز ہزار سے بارہ سو روپے تک فروخت کی جاتی ہے، کوئی شخص اسے تیرہ سو روپے میں فروخت کرتا ہے تو یہ غبن فاحش ہے، اس طرح خرید وفروخت کرنے سے خرید وفروخت درست ہوجائے گی، اور نفع بھی دکاندار کے لئے حلال ہوگا لیکن یہ عمل مکروہ ہوگا۔ (۱)

= فيفهم منه ان هذا غير مقيد بالتغرير أو بدونه ، ولكن نقل في الفتح ان الإمام علاء الدين السمرقندي ذكر في تحفة الفقهاء، ان اصحابنا يقولون في المغبون انه لا يرد، لكن هذا في مغبون لم يغر، اما في مغبون غر يكون له حق الرد استدلالاً بمسئلة المرابحة . . . قلت : ويؤيده أيضا عدم التصريح بالإطلاق في القولين الأولين، وحيث كان ظاهر الرواية محمولا على هذا القول المفصل، يكون هو ظاهر الرواية إذ لم يذكروا ان ظاهر الرواية عدم الرد مطلقاً ، حتى ينافي التفصيل فلذا جزم في التحفة بحمله على التفصيل وحينئذ لم يبق لنا الا قول واحد وهو المصرح بأنه ظاهر الرواية وبأنه المذهب ، وبأنه المفتى به، وبأنه الصحيح۔ فمن أفتى في زماننا بالرد مطلقا فقد أخطأ خطأً فاحشا ، لما علمت من ان التفصيل هو المصحح المفتى به ، ولاسيما بعد التوفيق المذكور ، وقد اوضحت ذلك بما لا مزيد عليه في رسالة سميتها ، تحبير التحرير في إبطال القضاء بالغبن الفاحش بلا تغرير ۔ (الدر مع الرد : (۱۴۲/۵، ۱۴۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد)

(۱) (واعلم أنه لا رد بغبن فاحش) هو ما لا يدخل تحت تقويم المقومين (في ظاهر الرواية . . . ويفتى بالرد . . . إن غره) أي غر المشتري البائع أو بالعكس . . . (وإلا، لا) وبه أفتى صدر الإسلام وغيره.

قوله: هو ما لا يدخل تحت تقديم المقومين) هو الصحيح كما في البحر، وذلك كما لو وقع البيع بعشرة مثلاً ثم ان بعض المقومين يقول إنه يساوي خمسة، وبعضهم ستة وبعضهم سبعة فهذا غبن فاحش، لأنه لم يدخل تحت تقويم أحد بخلاف ما إذا قال بعضهم: ثمانية وبعضهم تسعة وبعضهم عشرة، فهذا غبن يسير. (الدر المختار مع الرد: (۱۴۲/۵، ۱۴۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد)

☜ الحنفية قالوا: الغبن الفاحش هو ما لا يدخل تحت تقويم المقومين، كما اشترى سلعة بعشرة فقومها بعض أهل الخبرة بخمسة، وبعضهم بستة، وبعضهم سبعة ولم يقل أحد إنها بعشرة، فالثمن الذي =

غبن فاحش کی صورت میں واپس کرنے کا حکم

اگر بائع یا دلال یا بروکر نے چالاکی اور ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کو اتنی زیادہ قیمت پر فروخت کی جو عام مارکیٹ کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے، تو مشتری کو علم ہونے کے بعد تصرف کرنے سے پہلے مبیع کو واپس کرنے کا حق ہوگا۔

اور اگر مشتری نے علم ہونے کے بعد مبیع کو کسی قسم کے تصرف سے پہلے واپس نہیں کیا بلکہ اس میں مالکانہ طور پر تصرف کیا، اور اس پر کچھ مدت بھی گزر گئی تو پھر مشتری کو مبیع واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا، کیونکہ غبن فاحش کی صورت میں علم ہونے کے باوجود تصرف کرنے سے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ (۱)

موجودہ دور میں بعض دکاندار ہزار کی چیز کو چار پانچ ہزار میں فروخت کر

= اشتریت به لم یدخل تحت تقویم أحد۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة:(۲/۲۸۵) کتاب أحکام البیع، مباحث الربا، مبحث البیع بالغبن الفاحش، ط: دار احیاء التراث العربی)

البحر الرائق:(۷/۲۸۷) کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء ط: رشیدیه.

ولأن الثمن حق العاقد فإلیه تقدیره فلا ینبغي للإمام أن یتعرض لحقه. (الهدایه:(٤/٤٧٢) کتاب الکراهیة، مسائل متفرقة، ط: رحمانیه)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذي یقابله العوض حلال. المسبوط للسرخسي:(۱۲/۱۱۹) کتاب البیوع، ط: دار المعرفة.

(۱) کل تصرف یدل علی الرضا بعد العلم به یمنع الرد والرجوع بالنقص . . . وسقی الارض وزراعتها وکسح الکرم رضاء۔ (البزازیة علی هامش الهندیة : (۴/۳۵۱، ۳۵۲) کتاب البیوع، باب الخیار، نوع فیما یمنع الرد وما لا یمنعه، ط: رشیدیه)

الهندیة : (۳/۷۵) کتاب البیوع، الباب الثامن: فی خیار العیب، الفصل الثالث فیما یمنع الرد بالعیب وما لا یمنع. . . ط: رشیدیه)

المشتری الذی حصل له تغریر، إذا اطلع علی الغبن الفاحش ثم تصرف فی المبیع تصرف الملاک، سقط حق فسخه کما لو عرض المبیع للبیع أو سقی الارض المبیعة أو غرسها إلی غیر ذلک من التصرفات الدالة علی الرضاء۔ (شرح مجلة الاحکام لسلیم رستم باز: (۱/۱۵۹)، المادة: ۳۵۹، البیوع، الباب السادس: فی الخیارات، الفصل السابع: فی الغبن والتغریر، ط: فاروقیه کوئٹه.

دیتے ہیں پھر اس کے بعد خریدار کسی اور دکاندار سے اس کے ریٹ معلوم نہ کر لے اس کے لئے ''فیلڈنگ'' کرتے ہیں تاکہ دوسرے دکاندار بھی اس چیز کی قیمت چار، پانچ ہزار بتادیں اور یہ چیز واپس نہ کرے، یہ بھی ناجائز اور گناہ ہے، اور اس گناہ میں دوسرے دکاندار بے فائدہ شریک ہوجاتے ہیں، اگر بالفرض مشتری کو معلوم ہوگیا کہ ہزار کی چیز چار پانچ ہزار میں فروخت کی ہے تو اس کو واپس کرنے کا حق ہوگا۔

آج کل اتنا زیادہ دھوکہ دیا جاتا ہے جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، یہاں تک کہ مال کی واپسی کے خوف سے عید وغیرہ کی چھٹیوں کے بعد فوراً بعض دکاندار دکان کھولتے بھی نہیں۔

غداری کا جھنڈا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دھوکے باز کی سرین پر قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔[۱]

اس لئے خرید وفروخت کے معاملے میں بھی دھوکہ بازی سے بچنا ضروری ہے ورنہ قیامت کے دن ایسے دکانداروں کی کمر پر غداری کا جھنڈا اگاڑا جائے گا، اور اس پر ان لوگوں کے نام درج ہوں گے جن کو دکاندار نے دھوکہ دیا ہے۔

غرر (Uncertainty)

جس چیز کا سودا ہورہا ہو وہ اپنی جنس، ذات، مقدار اور اوصاف کے لحاظ

(۱) عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لكل غادر لواء عند استه يوم القيامة. (صحيح مسلم: (۸۳/۲) كتاب الجهاد، باب تحريم الغدر، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۳) كتاب الإمارة والقضاء، باب ما على الولاة من التيسير، الفصل الأول، ط: قديمي.

مسند أحمد: (۷/۳) رقم الحديث: ۱۱۰۵۲، مسند أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

سے بالکل واضح اور متعین ہو، کسی بھی اعتبار سے مبہم یا غیر واضح نہ ہو اس قسم کے ابہام کو اصطلاح میں ''غرر'' کہتے ہیں، خرید و فروخت کے معاملہ میں غرر یعنی دھوکہ سے بچنا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

غرر اور مبیع کی جہالت میں فرق

''غرر'' میں مبیع (بیچی گئی چیز) کا وجود ہی مشکوک ہوتا ہے کہ مبیع موجود ہے یا نہیں، ہاتھ میں آئے گی یا نہیں۔

اور جہالتِ مبیع میں مبیع تو موجود ہوتی ہے، لیکن اس کی کسی صفت یا تعیین میں جہالت ہوتی ہے۔

جیسا کہ سمندر وغیرہ کے پانی میں رہتے ہوئے مچھلیوں کو فروخت کرنا غرر ہے اور دو چیزوں میں سے بلا تعیین ایک چیز کو بیچنا مبیع میں جہالت ہے۔ (۲)

---

(۱) نهي رسول الله صلي الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر. (صحيح مسلم: (۲/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) أبواب التجارات، باب النهي عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر، ط: قديمي.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

(۲) وبيع الحمل أي الجنين وحزم في البحر بطلانه كالنتاج، (قوله: وحزم في البحر بطلانه) لنهيه ﷺ عن المضامين والملاقيح، وحبل الحبلة، ولما فيه من الغرر... وهو الشك في وجوده... ولؤلؤ في صدف للغرر (قوله: للغرر)؛ لأنه لا يعلم وجوده۔ (الدر مع الرد: (۶۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

وبيع ثوب من الثوبين أو عبد من عبدين لجهالة المبيع ۔ (الدر مع الرد: (۶۶/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ولا يجوز بيع الحبل... ؛ لأن فيه غررا وهو ما طوى عنك علمه، قال المغرب في الحديث: "نهى النبي ﷺ عن بيع الغرر" وهو الخطر الذي لا يدرى أيكون أم لا؟ كبيع السمك في الماء، والطير في الهواء۔ (شرح النقاية: (۳۱۱/۶) ط: دار الفكر)

فإن الغرر هو الخطر الذي استوى فيه طرف الوجود والعدم بمنزلة الشك۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۶۳) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد)=

غرر کا معنی

’’غرر‘‘ کا معنی یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ظاہر کو تم پسند کرو، لیکن اس کا باطن ناپسند ہو، اس کا اردو ترجمہ ’’دھوکہ‘‘ ہے۔[1]

غرر کی صورتیں

’’غرر‘‘ کی تین صورتیں ہیں:

① مبیع مقدور التسلیم نہ ہو، یعنی جس چیز کو بیچ رہا ہے، خریدار کو وہ چیز حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو، مثلاً: کوئی شخص اپنے مملوکہ تالاب میں مچھلی کو فروخت کرتا ہے جبکہ مچھلی کو جال اور کسی حیلہ کے بغیر پکڑا نہ جاسکے۔

② مبیع (بیچی گئی چیز) یا ثمن (قیمت) یا میعاد میں سے کوئی چیز مجہول ہو، مثلاً سامنے بہت سارے کپڑے رکھے ہیں، اور ہاتھ میں ایک پتھر لے کر وہ پتھر مارا، اور کہا کہ جس کپڑے کو لگ جائے گا اس کی بیع ہوگی، تو اس صورت میں مبیع مجہول ہے، اسی طرح دکاندار خریدار کو یہ کہے کہ میں کپڑا تمہاری طرف پھینکوں گا، اور آپ کپڑا میری طرف پھینک دینا، اس صورت میں مبیع اور ثمن دونوں مجہول ہیں۔

③ معاوضہ کے عقود میں مالک بننے کو احتمالی چیزوں پر معلق کرنا، مثلاً اگر یہ واقعہ پیش آیا تو میں نے اپنی فلاں چیز آپ کو ابھی سے اتنے روپیہ کے عوض بیچ دی، مثلاً اگر جمعہ کے دن بارش ہوگئی تو آپ کو یہ کتاب ایک ہزار روپے میں فروخت

= بیع الغرر: ہو البیع الذی فیہ خطر انفساخہ بہلاک المبیع، والغَرَرَ-محرکۃ-التعریض للھلکۃ وماطوی عنک علمہ-وفی "المبسوط" الغرر ما کان مستور العاقبۃ-وفی "المغرب" الغرر ہو الخطر الذی لا یدری أن یکون أم لا؟، قال النووی: النھی عن بیع الغرر أصل عظیم من أصول کتاب البیوع...
(المجموعۃ للقواعد الفقہیۃ: (ص: ۱۳۵)، التعریفات الفقہیۃ، حرف الباء، ط: مکتبۃ البشری)

(۱) گزشتہ عنوان کے تحت درج حاشیہ ملاحظہ ہو۔

کردی، یہ درست نہیں، یہ قمار اور جوا میں داخل ہے۔ (۱)

غصب پر غصب

ایک شخص نے دوسرے کا مال غصب کیا، پھر دوسرے ڈاکو نے اس پر ڈاکہ ڈالا، مثلاً کسی کی گاڑی تھی ایک ڈاکو اس سے چھین کر لے گیا، پھر دوسرے ڈاکو نے اس سے پہلے ڈاکو سے چھین لی، پھر اس دوسرے ڈاکو کے ہاتھ سے ٹوٹ گئی یا کسی

---

(۱) وفسد (بيع سمك لم يصد) لو بالعرض والا فباطل لعدم الملك... (أو صيد ثم ألقى فى مكان لا يؤخذ منه الا بحيلة للعجز عن التسليم... (الدر مع الرد: (۶۰/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

و (الملامسة) للسلعة (والمنابذة) أى نبذها للمشترى (والقاء الحجر) عليها، وهى من بيوع الجاهلية فنهى عنها كلها عينى، لوجود القمار، فكانت فاسدة ان سبق ذكر الثمن بحر، (قوله: فنهى عنها كلها) فى الصحيحين من حديث أبى هريرة رضى الله عنه "أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الملامسة والمنابذة" زاد مسلم۔ أما الملامسة: فأن يلمس كل منهما ثوب صاحبه بغير تأمل ليلزم اللامس البيع من غير خيار له عن الرؤية، وهذا بأن يكون مثلا فى ظلمة أو يكون الثوب مطلوبا مرئيا يتفقان على أنه اذا لمسه فقد باعه منه، وفساده لتعليق التمليك على أنه متى لمسه وجب البيع وسقط خيار المجلس، والمنابذة: أن ينبذ كل واحد منهما ثوبه الى الآخر ولا ينظر كل واحد منهما الى ثوب صاحبه على جعل النبذ بيعاً، وهذه كانت بيوعاً يتعارفونها فى الجاهلية، وكذا القاء الحجر أن يلقى حصاة وثمة أثواب فأى ثوب وقع عليه كان المبيع بلا تأمل ورؤية ولا خيار بعد ذلك... (الدر مع الرد: (۶۵/۵، ۶۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(و) لا (الى قدوم الحاج والحصاد) للزرع (والدياس) للحب (والقطاف) للعنب لأنها تتقدم وتتأخر... (كما لو كفل الى هذه الأوقات) لأن الجهالة اليسيرة متحملة فى الدين والكفالة، لا الفاحشة، (أو أسقط) المشترى (الأجل) فى الصور المذكورة (قبل حلوله) وقبل فسخه (و) قبل (الافتراق) حتى لو تفرقا قبل الاسقاط تأكد الفساد ولا ينقلب جائزا اتفاقاً۔ ابن كمال وابن ملك، كجهالة فاحشة كهبوب الريح ومجىء مطر فلا ينقلب جائزا وان أبطل الأجل۔ (الدر مع الرد: (۸۲/۵، ۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۷۳/۶، ۷۶، ۸۸، ۸۹)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۵۹۶/۲، ۵۹۷، ۶۰۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه، قندهار۔

وجہ سے استعمال کے قابل نہیں رہی تو مالک کو ان دونوں کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کا حق ہوگا، اور ان دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان وصول کر سکے گا، البتہ جب ایک سے ضمان وصول کرے گا تو دوسرے سے وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ [1]

غصب شدہ چیزوں کی خرید و فروخت

☆ بعض اوقات علاقائی جھگڑوں میں ایک قوم دوسری قوم کو مغلوب کر کے اس کی تمام جائیداد، مال، مویشی وغیرہ پر غاصبانہ اور ظالمانہ قبضہ کر کے ضبط کر لیتی ہے، تو اس غاصب قوم سے مغلوب قوم کی غصب شدہ جائیداد کو خریدنا جائز نہیں ہے۔

☆ واضح رہے کہ مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کے مال و جان پر غاصبانہ قبضہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اس طرح غصب کر کے جائیداد وغیرہ پر قبضہ کرنے سے غاصب ان چیزوں کا مالک نہیں بنتا، بلکہ ان غصب شدہ چیزوں کو واپس کر دینا لازم ہے، اگر مالک زندہ ہے تو مالک کو واپس کرے، اور اگر مالک زندہ نہیں

---

(۱) غاصب الغاصب حکمه حکم عین الغاصب... فاذا غصب من الغاصب المال المغصوب شخص آخر، وأتلفه أو تلف في يده، فالمغصوب منه مخير ان شاء ضمنه الغاصب الأول، وان شاء ضمنه الغاصب الثاني، وله أن يضمن مقدار آمنه الأول والمقدار الآخر الثاني... واذا ضمن الغاصب الأول فهو يرجع على الثاني وأما اذا ضمنه الثاني فليس للثاني أن يرجع على الأول، اذا رد غاصب الغاصب المال المغصوب الى الغاصب الأول يبرأ وحده، واذا رده الى المغصوب منه يبرأ هو والأول۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۳۰۲/۱، ۳۰۳)، المادة: ۹۱۰، ۹۱۱، الكتاب الثامن: في الغصب والاتلاف، الفصل الثالث: في حكم غاصب الغاصب، ط: فاروقيه كوئته۔

🗀 شرح المجلة للأتاسي: (۴۴۸/۳، ۴۵۲)، المادة: ۹۱۰، ۹۱۱، أيضا، ط: رشيديه۔

🗀 الدر مع الرد: (۱۹۷/۶)، كتاب الغصب، مطلب في أبحاث غاصب الغاصب، ط: سعيد۔

🗀 لو غصب شخص متاع إنسان أو سيارته فجاء شخص آخر فغصب هذا المتاع من الغاصب أو المغصب السيارة أو الدابة، ثم هلك في يده فمن يضمن هذا المغصوب اتفق فقهاء المذاهب الأربعة على ان المالك بالخيار ان شاء ضمن الغاصب الأول لوجود فعل الغصب منه، فهو المتعدي الأول، وان شاء ضمن الغاصب الثاني۔ (فقه المعاملات للصابوني)

ہے تو اس کے وارثوں کو واپس کردے، اور اگر مالک یا وارث کوئی بھی نہیں ہے تو مالک کی طرف سے نیت کر کے فقراء اور مساکین پر صدقہ کردے۔

☆اگر غاصب نے غصب کئے ہوئے مال وجائیداد کو فروخت کیا ہے، تو یہ بیچنا مالک کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر مالک اجازت دے گا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ نہیں ہوگی، اور وہ غصب کیا ہوا مال اصل مالک کو واپس کردینا لازم ہوگا۔ (۱)

غصب شدہ مال کسی کے پاس مل جائے

اگر اپنا غصب شدہ مال کسی کے پاس صحیح حالت میں مل جائے، تو اس کو اپنا مال اس سے واپس لینے کا حق حاصل ہے، اگرچہ اس نے غصب کرنے والے سے خریدا ہو، کیونکہ جس وقت غاصب، ڈاکو کو یہ مال فروخت کررہا تھا وہ اس کا مالک نہیں تھا، لہٰذا یہ بیع منعقد ہی نہیں ہوئی، لہٰذا مالک اپنا مال اس سے لے لے، باقی یہ شخص

---

(۱) عن ابی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه۔ رواه البیهقی فی شعب الایمان والدار القطنی فی المجتبی۔ (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: ط: قدیمی۔

☐ الغصب... فی الشریعة: أخذ مال متقوم محترم بغیر اذن المالک علی وجه یزیل یده... ثم ان کان مع العلم فحکمه المأثم والمغرم وان کان بدونه فالضمان، لأنه حق العبد، فلا یتوقف علی قصده، ولا اثم لأن الخطاء موضوع... وعلی الغاصب رد العین المغصوبة۔ معناه: مادام قائماً لقوله: علیه السلام علی الید ما أخذت حتی ترد، وقال علیه السلام: لا یحل لأحد أن یأخذ متاع أخیه لاعباً ولا جاداً فان أخذه فلیرده علیه ولأن الید حق مقصود وقد فوتها علیه فیجب اعادتها بالرد الیه، وهو الموجب الأصلی...
(الهدایة: (۳/۳۷۰، ۳۷۱) کتاب الغصب، ط: رشیدیه)

☐ البحر الرائق: (۸/۱۰۸، ۱۰۹) کتاب الغصب۔ ط: سعید۔

☐ قال بعض مشایخنا: کسب المغنیة کالمغصوب لم یحل أخذه، وعلی هذا قالوا مات الرجل وکسبه من بیع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة یتورع الورثة، ولا یأخذون منه شیئاً وهو أولیٰ بهم ویردونها علی أربابها ان عرفوهم، والا تصدقوا بها، لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه۔
(شامی: (۶/۳۸۵)، کتاب الحظر والاباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید۔

☐ الخانیة علی الهندیة: (۳/۴۰۰)، کتاب الحظر والاباحة، ومایکره أکله، ط: رشیدیه۔

غاصب بائع سے ادا کردہ قیمت لے لے۔[1]

غصہ کی حالت میں اللہ سے ملاقات

''اللہ سے غصہ کی حالت میں ملاقات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۰/۱)

غلام کی بیع

''لونڈی کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۴/۵)

غلط بیانی سے اشتہار بازی کرنا

''اشتہاری مہم میں غلط بیانی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۹/۱)

غلط بیانی کی بنیاد پر جو نفع حاصل ہوا

تمام معاملات میں جو منافع غلط بیانی اور جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہو، وہ
ناجائز اور حرام ہے، ایسا آدمی سخت گناہ گار ہے، اور کسی بھی وقت اللہ کے عذاب میں
گرفتار ہوسکتا ہے۔[2]

---

(۱) أبو هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أو قال: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أدرک ماله بعينه عند رجل أو رجل قد أفلس، فهو أحق به من غيره۔ (صحيح البخاري: (۳۲۳/۱)، کتاب الاستقراض وأداء الديون... باب إذا وجد ماله عند مفلس فهو أحق به، ط: قديمی)

عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وجد عين ماله عند رجل فهو أحق به ويتبع البيّع من باعه۔ (سنن أبی داؤد: (۱۴۲/۲)، رقم الحديث: ۳۵۳۰، کتاب الاجارات، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ط: رحمانيه۔

عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا ضاع للرجل متاع أو سرق له متاع فوجده في يد رجل يبيعه فهو أحق به ويرجع المشتری علی البائع بالثمن۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۸)، أبواب الأحكام، باب: من سرق له شيء فوجده في يد رجل اشتراه، ط: قديمی۔

(۲) قال الله تعالى: "لعنة الله على الكاذبين" (آل عمران: الآية: ۶۱)=

غلطی سے نام ہو گیا

اگر پٹواری وغیرہ نے غلطی سے یا کسی اور وجہ سے زمین یا مکان مالک کے علاوہ کسی اور کے نام کر دی، تو وہ مالک نہیں ہوگا، بلکہ اصل مالک بدستور اصل مالک رہے گا، جس کے نام پر ہو گیا اس پر ضروری ہے کہ دوبارہ اصل مالک کے نام منتقل کر دے۔ (۱)

= عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ... وإياكم والكذب، وان الكذب يهدي الى الفجور، وان الفجور يهدي الى النار، ومايزال الرجل يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذاباً۔ متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (۴۱۲/۲)، كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الأول، ط: قديمي۔)

من غشنا فليس منا) أي ليس على منهاجنا لأن وصف المصطفى صلى الله عليه وسلم وطريقته الزهد في الدنيا والرغبة فيها وعدم الشره والطمع الباعثين على الغش، (والمكر والخداع في النار) أي صاحبهما يستحق دخولها لأن الداعي الى ذلك الحرص في الدنيا والشح عليها والرغبة فيها وذلك يجر اليها، وأخذ الذهبي من الوعيد على ذلك أن الثلاثة من الكبائر فعدها منها۔ (فيض القدير للمناوي: (۱۸۶/۶)، رقم الحديث: ۸۸۸۱، حرف الميم، دار المعرفة۔

مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي۔

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۰۰/۶) كتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخله في سفينة أو بنى عليه جداراً، ط: ادارة تاليفات اشرفيه۔

(۱) بخلاف جعلته باسمك فانه ليس بهبه... (الدر مع الرد: (۶۸۹/۵)، كتاب الهبة، ط: سعيد۔

وعلى الغاصب رد العين المغصوبة، معناه مادام قائماً لقوله عليه السلام على اليد ما أخذت حتى ترد، وقال عليه السلام: لا يحل لأحد أن يأخذ متاع أخيه لاعباً ولا جاداً فان أخذه فليرده عليه، ولأن اليد حق مقصود، وقد فوتها عليه، فيجب اعادتها بالرد اليه، وهو الموجب الأصلي... (الهداية: (۳۷۰/۳، ۳۷۱) كتاب الغصب، ط: رشيديه)

الخانية على هامش الهندية: (۴۰۰/۳)، كتاب الحظر والاباحة، ومايكره أكله، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۰۸/۸، ۱۰۹) كتاب الغصب، ط: سعيد۔

غلطی ہونا حساب وکتاب میں

’’حساب کتاب میں غلطی‘‘عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۰/۳)

غلہ کو شہر سے باہر جا کر راستے سے ہی خرید لینا

’’بیع مکروہ‘‘عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۵/۲)

غلہ لانے والوں کو نرخ کے بارے میں دھوکہ دینا

’’بیع مکروہ‘‘عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۵/۲)

غلہ کی تجارت

غلہ کی تجارت کرنا جائز ہے۔(۱) بلکہ انسان اور حیوانات کی غذا کے حصول میں آسانی پیدا کرنے کی نیت سے ہو تو ثواب کا کام ہے۔(۲)

---

(۱) وفي المبيع: كونه مالا متقوما شرعًا مقدور التسليم۔ (فتح القدير: (۲۴۸/۶) كتاب البيوع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

وشرط المعقود عليه... كونه موجودًا مالا متقومًا مملوكا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه۔ (شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

(۲) علقمة ابن وقاص الليثي يقول: سمعت عمر بن الخطاب رضي الله عنه على المنبر قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: إنما الأعمال بالنيات، وإنما لامرئ ما نوى۔ (صحيح البخاري: (۲/۱) باب كيف بدؤ الوحي، ط: قديمي)

قال الطيبي: قوبل الملعون بالمرزوق، والمقابل الحقيقي مرحوم، أو محروم ليعم، فالتقدير: التاجر مرحوم و مرزوق لتوسعته على الناس والمحتكر محروم وملعون لتضييقه عليهم۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۱۱/۶) كتاب البيوع، الفصل الثاني، رقم الحديث: (۲۸۹۳) ط: رشيديه) و: (۶/ ۹۹) ط: دار الكتب العلمية۔

حدثنا ابو بكر قال: حدثنا وكيع قال: حدثنا سفيان، عن حجاج بن فرافصة، عن رجل عن مكحول عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من طلب الدنيا حلالا استعفافا عن المسئلة، وسعيا على أهله، وتعطفا على جاره، لقي الله ووجهه كالقمر ليلة البدر، ومن طلب الدنيا حلالا مكاثرا

غلہ منڈی کی مزدوری

غلہ منڈی میں مال خریدنے تک مزدوروں کی جو مزدوری آتی ہے وہ بیچنے والے پر ہے اور فروخت کرنے کے بعد گاڑی وغیرہ تک لے جانے کے لئے جو مزدوری آتی ہے وہ خریدار پر ہے۔ [1]

غلیظ مواد پر مبنی کتب

کتاب بیچنے والے لوگوں کو چاہئے کہ اپنے کتب خانوں میں اسلامی کتابیں فروخت کریں مثلاً قرآن مجید، حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، سیرت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لکھی گئی کتابیں دینی مسائل کی کتابیں اور غزوات وغیرہ پر مشتمل اسلامی، اخلاقی کتابیں فروخت کریں تاکہ صدقہ جاریہ بنے، اور حلال روزی اور مال میں برکت کا سبب بنے۔ فحاشی، عریانی، گمراہی، فساد پھیلانے والی، اخلاقی زوال پیدا کرنے والی، مسلمانوں میں فتنے برپا کرنے والی، بدعات کو ترویج دینے والی اسلامی

=مرائیا، لقی اللہ وهو علیه غضبان۔ (المصنف لابن ابی شیبة: (۱۱/۳۸۰) کتاب البیوع والاقضیة، ط: المجلس العلمی)

(۱) عن عثمان رضي الله عنه أن النبي صلي الله عليه وسلم قال له: إذا بعت فكل وإذا ابتعت فاكتل. (صحيح بخاري: (۱/۲۸۵) كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطى، ط: قديمي)

وفي التوضيح: وعندنا أن مؤونة الكيل علي البائع ووزن الثمن علي المشتري... وأجرة النقل المحتاج إليه في تسليم المنقول على المشتري۔ (عمدة القاري: (۱۱/۳٤۸) كتاب البيوع، باب الكيل علي البائع والمعطي، ط: دار الكتب العلمية)

المصارف المتعلقة بتسلم المبيع تلزم البائع وحده مثلاً أجرة الكيال للمكيلات والوزان للموزونات المبيعة تلزم البائع وحده... لأن الكيل والعدو الذرع والوزن من متممات تسليم المبيع ولما كان تسليم المبيع لازماً له فيلزمه ما يتم به نفقة مايكون به تسليم المبيع لازمة له... فإذا باع شخص حمل سفينة حطباً كل قنطار بعشرين قرشاً فأجرة تسليم القنطار تلزم البائع إلا أن العمل في زماننا جار علي أخذ الأجرة من المشتري حسب النظام المخصوص. درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۲۲٦) المادة: ۲۸۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الرابع: في مؤنة التسليم ولوازم إتمامه، ط: فاروقيه.

عقائد ونظریات کو تباہ وبرباد کرنے والی رومانٹک عشقیہ قصے کہانی والی کتابیں فروخت نہ کریں، ایسی کتابوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے ایسی کتابیں مسلمان بچوں اور بچیوں کو گندے اور رذیل اخلاق کی تعلیم دیتی ہیں اور اخلاقی پستی اور جنسی راہ روی کی طرف لے جاتی ہیں۔ ایسے دکاندار مسلمانوں کو گمراہ کرنے والی کتابوں کی ترویج اور اشاعت میں حصہ دار ہیں ان کا یہ عمل آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب کا سبب بنے گا، اور قیامت تک گناہ کرنے والوں کے گناہوں میں یہ لوگ بھی شریک ہوں گے کیونکہ سبب یہی لوگ بنے۔(1)

غور کے بعد خریدوں گا

"قبضۂ امانت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٤٠/٥)

غیر اسلامی ممالک سے تجارتی پالیسی

اسلام تمام انسانوں کے لئے رحمت اور عدل کا پیغام ہے، اس کی نگاہ میں

---

(١) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم. (سورة لقمان:٦)

وقال الضحاك في قوله تعالى: "ومن الناس من يشتري لهو الحديث" يعني: الشرك... واختار ابن جرير أنه كل كلام يصد عن آيات الله واتباع سبيله. (تفسير ابن كثير: (٢١/٥) سورة لقمان:٦، ط: رشيديه)

واستدل بعضهم بالآية على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتراها النضر بن الحارث على حرمة مطالعة كتب تواريخ الفرس القديمة، وسماع ما فيها، وقراءته وفيه بحث، ولا يخفى أن فيها من الكذب ما فيها، فالاشتغال بها بغير غرض ديني خوض في الباطل۔ (روح المعاني: ٧٩/٢١) سورة لقمان: ٦، ط: دار احياء التراث العربي)

وقال الله تعالى: "وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الإثم والعدوان" يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله... في الصحيح: من دعا إلى هدي كان له من الأجر مثل أجور من اتبعه إلى يوم القيامة... ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من اتبعه إلى يوم القيامة. (تفسير ابن كثير: (٥٣/٢) سورة المائدة:٢، رشيديه)

ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور سارے انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، تمام انسان معاشی حاجات میں برابر ہیں، کسی امیر کو کسی غریب پر کوئی برتری نہیں، قرآن مجید جہاں انسانی رنگ ونسل کی برابری کا درس دیتا ہے، وہاں معاشی حاجات میں بھی برابری کا سبق دیتا ہے۔ (۱)

غیر اسلامی ممالک میں کوئی چیز ملے

اگر کسی مسلمان کو حربی کفار کے ملک میں کوئی گری پڑی چیز ملے اور وہ اٹھالے تو وہ اس چیز کا مالک بن جائے گا اور اس کا اعلان وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مگر یہ کہ اس کے نتیجے میں اس کو کوئی نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

اور اگر غیر حربی کفار کے ممالک میں کوئی چیز ملے تو اس کا اعلان اسی طرح کرنا ضروری ہوگا جس طرح مسلمانوں کے ممالک میں ملنے والی اشیاء کے بارے میں اعلان کرنا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) {یأیها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً کثیرًا ونساءً}۔[النساء: ۱]

عن حذیفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "کلکم بنو آدم وآدم خلق من تراب ولینتهین قوم یفخرون بآبائهم أو لیکونن أهون علی الله تعالیٰ من الجعلان۔ تفسیر ابن کثیر: (۷/ ۳۶۱)، سورة الحجرات، رقم الآیة: ۱۳، ط: دار الکتب العلمیة۔

"لا باس بأن یکون بین المسلم والذمی معاملة اذا کان مما لا بد منه، کذا فی السراجیة۔ (الهندیة: (۳۴۸/۵)، کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی أهل الذمة والأحکام التی تعود الیهم، ط: رشیدیه۔

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵)، کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید۔

(۲) کتاب اللقطة... ولم یذکر أکثر الشارحین تعریفها اصطلاحاً وعرفها في التاتارخانیة معزیاً إلی المضمرات: بأنها مال یوجد ولا یعرف له مالك ولیس بمباح اه. فخرج ماعرف مالکه، فإنه أمانة لا لقطة... وخرج بالأخیر مال الحربي. (البحر الرائق: (۱۴۹/۵) کتاب اللقطة، ط: سعید)

الدر المختار مع رد المحتار: (۲۷۶/٤) کتاب اللقطة، ط: سعید)

النهر الفائق: (۲۷۶/۳) کتاب اللقطة، ط: رشیدیه)

غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ بکرے کی کھال

غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا بکرا حرام ہے، اس کا گوشت کھانا حرام ہے، اور ایسا کرنے والا سخت گناہ گار ہے، اور اس کا ایمان خطرے میں ہے۔(۱)

چونکہ بکرا حرام ہے لہٰذا دباغت سے پہلے اس کی کھال کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے البتہ دباغت کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔(۲)

غیر شرعی لباس کی خرید وفروخت

غیر شرعی لباس مثلاً چست لباس یا ایسا لباس جس سے ستر نہ چھپے ان کو تیار کر کے غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنے کی گنجائش ہے بہتر نہیں ہے، اور مسلمانوں کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ اس میں گناہ کے کام میں تعاون ہے، اور گناہ کے کام میں تعاون کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے۔

واضح رہے کہ جاندار کی تصاویر کے ساتھ لباس تیار کرنا جائز نہیں ہے، اور

---

(۱) حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما أهل لغیر الله به. (المائدہ:۳)

قال العلماء: لو أن مسلماذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب إلی غیر الله. صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد. (التفسیر الکبیر: (۱۲/۵) سورة البقرہ: الآیة:۱۷۲، ط: دار الفکر)

(ذبح لقدوم الأمیر) ونحوه کواحد من العظماء (یحرم) لأنه أهل به لغیر الله (ولو) وصلیة (ذکر اسم الله تعالی). (الدر المختار مع الرد: (۳۰۹/۶) کتاب الذبائح، ط: سعید.

(۲) (وجلد میتة قبل الدبغ) لو بالعرض، ولو بالثمن فباطل... (وبعده) أي بالدبغ (یباع). (الدر المختار مع الرد: (۷۳/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

(لا یجوز بیع جلود المیتة قبل الدباغ) لأنها غیر منتفع بها، ولیست بمال لنجاستها فیبطل... (ویجوز بیعها بعده) أي بعد الدباغ. (مجمع الأنهر: (۸٦/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة)

الفتاوی الهندیه: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الخامس في المحرم الصید وبیع المحرمات، ط: رشیدیه)

ایسے لباس کو غیر مسلم کے ہاتھ بھی فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ [1]

غیر قانونی طور پر مال لانا

☆ ایک ملک کا مال غیر قانونی طور پر دوسرے ملک میں لانا قانونی اعتبار سے منع ہے، البتہ اگر وہ مال جائز اور حلال ہے تو اس کو خریدنا اور بیچنا شرعاً جائز ہے، اور جو آدمی اس کو خریدے گا وہ اس کا مالک ہوجائے گا۔ [2] اس کو اختیار ہوگا چاہے وہ خود

---

(۱) وفي المحيط: لايكره بيع الزنانير من النصراني والقلنسوة من المجوسي، لأن ذلك إذلال لهما، وبيع المكعب المفضض للرجل ان ليلبسه يكره، لأنه إعانة على لبس الحرام، وإن كان اسكافاً امره انسان أن يتخذه له خفا على زي المجوس أو الفسقة أو خياطاً امره أن يتخذ له ثوبا على زي الفسقة يكره له ان يفعل، لأنه سبب التشبه بالمجوس والفسقة۔ (شامي: (۳۹۲/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:سعيد)

▭ بيع الزنار من النصارىٰ والقلنسوة من المجوس لايكره، وبيع المكعب المفضض من الرجل اذا علم أنه اشتراه للبس يكره، (الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون: في البياعات المكروهة... ط:رشيديه۔

▭ "ولاتعاونوا على الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شديد العقاب" (المائدة: ۲)

▭ الاعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة: (۱۰۹/۲)، مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه۔

▭ وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الاجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى... (شامي: (۶۴۷/۱)، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد۔

▭ شرح مسلم للنووي: (۱۹۹/۲)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان... ط: قديمي۔

(۲) وأما حكمه فثبوت الملك في المبيع للمشتري، وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا۔ (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

▭ ومحله المال، وحكمه ثبوت الملك: أي في البدلين لكل منهما في بدل۔ (شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

▭ وحكمه: ثبوت الملك للمشتري في المبيع، وللبائع في الثمن إذا كان البيع باتا۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۲۷۶/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت)=

استعمال کرے، یا کسی کو گفٹ کرے یا فروخت کرے، اور آمدنی بھی حلال ہوگی۔ (۱) لیکن قانونی اعتبار سے پابندی ہونے کی صورت میں عزت اور مال دونوں کا خطرہ ہوتا ہے، اس لیے اس سے بچنا بہتر ہے۔ (۲)

☆ واضح رہے کہ اس دور میں صدر اور وزیر اعظم پر امام کا اطلاق صحیح نہیں ہے۔ (۳)

☆ واضح رہے کہ اصطلاح میں اس کو ''اسمگلنگ'' اور ''اسمگل'' کرنا کہتے ہیں۔

= اعلم أن أسباب الملک ثلاثة: ناقل كبيع وهبة۔ (الدر مع الرد: (۲۶۳/۶) كتاب الصيد، ط: سعيد)

هو مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (البحر الرائق: (۴۲۹/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه) و: (۲۵۶/۵)، ط: سعيد)

الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

تبيين الحقائق: (۴۷۵/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

(۱) كل يتصرف في ملكه كيف شاء ... (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۶۵۴) رقم المادة: (۱۱۹۲) الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الثالث في المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، الفصل الأول: في بعض قواعد أحكام الأملاک، ط: مكتبة حنفيه كوئٹه) و: (۵۱۷/۱)، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسي: (۱۳۲/۴)، المادة: ۱۱۹۲، أيضاً، ط: رشيديه۔

شامي: (۴۴۸/۵) كتاب القضاء، باب القاضي إلى القاضي وغيره، مطلب: اقتسموا دارا وأراد كل منهم فتح باب لهم ذلک، ط: سعيد)

(۲) لأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فرض، فكيف فيما هو طاعة۔ (شامي: (۲۶۱/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعيد)

عمدة القاري: (۲۰۸/۱۴)، رقم الحديث: ۲۹۵۵، كتاب الجهاد والسير، باب السمع والطاعة، ط: دار الكتب العلمية۔

بدائع الصنائع: (۱۴۰/۷)، كتاب السير، وأما بيان أحكام البغاة، ط: سعيد۔

"ولا تلقوا بأيديكم الى التهلكة" ... (البقرة: الآية: ۱۹۵)

(۳) (والامام يصير اماما) بأمرين (بالمبايعة من الأشراف والأعيان، وبأن ينفذ حكمه في رعيته خوفاً من قهره وجبروته فان بايع الناس) الامام (ولم ينفذ حكمه فيهم لعجزه) عن قهرهم (لا يصير اماماً۔ (الدر مع الرد: (۲۶۳/۴)، كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعيد۔

☆اور اگر مال ناجائز اور حرام ہے تو اس کو لانا ہی جائز نہیں ہے۔ (١)

غیر محرم کو ہاتھ لگانا

عورت یا مرد کے ستر کے جس حصہ کو دیکھنا جائز نہیں، اس کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں، اس لئے خرید وفروخت کے دوران بھی غیر محرم کو ہاتھ لگانے سے بچنا چاہیے۔ (٢)

غیر مسلم شرط فاسد کے ساتھ بیع کریں

شریعت کا قانون یہ ہے کہ شرائط فاسدہ کی وجہ سے عقد فاسد ہوجاتا ہے اور یہ قانون مسلمانوں کے آپس میں لین دین کا ہے، اگر غیر مسلم کے ساتھ عقد ہو تو شرط فاسد کی وجہ سے عقد فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ کفار فروعی مسائل میں شرعی قوانین کے پابند نہیں ہیں۔ (٣)

---

(١) وينبغي على قاعدة الحلال والحرام هذه أنه لا يجوز للمصرف الاسلامي انتاج أو تمويل أو استيراد أو تصنيع السلع المحرمة شرعاً كالخمر۔ (الفقه الاسلامي وأدلته: (٣٧٥٦/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس، المطلب الرابع، أحكام التعامل مع المصارف الاسلامية، ط: رشيديه۔

(٢) وما يباح النظر للرجل من الرجل يباح المس، كذا في الهداية۔ (الهندية: (٣٠٣/٥) كتاب الكراهية، الباب الثامن: فيما يحل للرجل النظر اليه وما لا يحل له... ط: رشيديه۔

🗀 وما حل النظر إليه حل مسه ونظره وغمزه من غير حائل، ولكن إنما يباح النظر إذا كان يأمن على نفسه الشهوة، فأما إذا كان يخاف على نفسه الشهوة فلا يحل له النظر، وكذلك المس إنما يباح له إذا أمن على نفسه وعليها الشهوة، وأما اذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة فلا يحل المس له، ولا يحل أن ينظر الى بطنها ولا الى ظهرها ولا الى جنبها، ولا يمس شيئاً من ذلك (الهندية: (٣٠٥/٥) كتاب الكراهية، الباب الثامن، فيما يحل للرجل النظر اليه وما لا يحل له... ط: رشيديه۔

🗀 الدر مع الرد: (٣٦٧/٦)، كتاب الحظر والاباحة، فصل: في النظر والمس، ط: سعيد۔

🗀 الجوهرة النيرة: (٣٦٧/٢)، كتاب الحظر والاباحة، ط: قديمي۔

(٣) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے امداد الاحکام میں بیع قبل القبض سے متعلق استفتاء کے جواب میں تحریر فرمایا: کیونکہ بیع معدوم ہے یا بیع مالم یقبض ہے، اور دونوں فاسد ہیں، ہاں اگر خریدار کافر ہو تو اس سے اس طرح بیع کرنے کا مضائقہ نہیں، مسلمان کے ساتھ اس طرح معاملہ نہ کیا جائے۔ (امداد الاحکام: (٣/ ٣٢٣)، کتاب البیوع، =

غیر مسلم کو تحفہ دینا

مسلمان کے لئے کافر رشتہ دار یا دکاندار یا پڑوسی وغیرہ کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی نیت سے کھانے کی کوئی چیز یا کپڑے وغیرہ تحفہ کے طور پر دینا جائز ہے، اگر وہ نادار ہے تو صلہ رحمی اور پڑوسی کا حق ادا کرنے کی نیت سے اور اگر دلجوئی کی نیت سے ہو تاکہ اسلام کی طرف راغب ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کو اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اس وقت کافر تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک کافر رشتہ دار کو ایک عمدہ پوشاک تحفے میں دی تھی۔ (۱)

= فصل: فی البیع الفاسد والباطل، عنوان: غیر ملکی کارخانوں سے مال منگوانے اور قبل الوصول بیع کرنے کا حکم..... ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: گراموفون کی تجارت کفار کے ساتھ جائز ہے...... "وفی بیعه أی المزمار مع الكفار لم تقم الحرمة بالعين ولا بالفعل؛ فإنّ الكفار ليسوا مخاطبين بحرمة الغناء ولا هو حرام فی الأديان كلها"۔ (امداد الاحکام: (۳/ ۳۹۷، ۳۹۸)، کتاب البیوع، عنوان آلات لہو لعب اور تصویروں کی تجارت کا حکم، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وجاز (بیع عصیر) عنب (ممن) یعلم أنه (یتخذه خمرا) لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغييره... ونقل المصنف عن السراج والمشكلات أن قوله ممن: أی من كافر أما من بيعه من المسلم فيكره ومثله فی الجوهرة والباقانی وغيرهما... وقال المحقق الشامی: وقال ط: وفيه أنه لا يظهر الا على قول من قال ان الكفار غير مخاطبين بفروع الشريعة... (الدر مع الرد: (۶/ ۳۹۱)، كتاب الحظر والاباحة، فصل فی البيع، ط: سعید۔

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: رأى عمر حلة على رجل تباع، فقال للنبي صلى الله عليه وسلم: ابتع هذه الحلة تلبسها يوم الجمعة وإذا جاء الوفد، فقال: إنما يلبس هذا من لا خلاق له في الآخرة، فأتي رسول الله صلي الله عليه وسلم منها بحلل فأرسل إلى عمر منها بحلة، فقال عمر: كيف ألبسها وقد قلت ما قلت فيها؟ قال: إني لم أكسكها لتلبسها تبيعها أو تكسوها، فأرسل بها عمر إلى أخ له من اهل مكة قبل أن يسلم... عن اسماء بنت أبي بكر قالت: قدمت على أمي وهي مشركة في عهد رسول الله =

البتہ کافروں میں سے جو کافر محارب ہیں ان کو تحفہ دینا جائز نہیں اور کافر محارب وہ کافر ہے جو کافر ہونے کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسلام کو جڑ سے کاٹنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی فکر میں ہوتے ہیں جیسے قادیانی اور شیعہ وغیرہ۔[1]

غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا

کسی مسلمان کے لئے حرام چیز مثلاً شراب یا خنزیر کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح کسی غیر مسلم عیسائی اور یہودی وغیرہ کو وکیل بنا کر شراب یا خنزیر کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو حاصل ہونے والی

= صلى الله عليه وسلم، فاستفتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم قلت: وهي راغبة أفأصل أمي؟قال: نعم،صلي امك. (صحيح بخاري:(٣٥٧/١) كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها،باب الهدية للمشركين، ط:قديمي)

ومما يستفاد منه، جواز صلة الرحم الكافرة كالرحم المسلمة. (عمدة القاري:(٢٤٦/١٣) كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الهدية للمشركين، ط:دار الكتب العلمية)

(١) قال الله تعالى: لاينهاكم الله عن الذين لم يقاتلوكم في الدين ولم يخرجوكم من دياركم أن تبروهم وتقسطوا إليهم إن الله يحب المقسطين. إنما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين وأخرجوكم من دياركم وظاهروا على إخراجكم أن تولوهم ومن يتولهم فاولئك هم الظالمون. (سورة الممتحنة، الآية:٨،٩)

قال أبو بكر: وقوله: أن تبروهم وتقسطوا إليهم" عموم في جواز دفع الصدقات إلى أهل الذمة إذليس هم من أهل قتالنا. فيه النهي عن الصدقة على أهل الحرب لقوله: إنما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين. (احكام القرآن للجصاص:(٣٢٧/٥) سورة الممتحنة، باب صلة الرحم المشرك، ط: داراحياء التراث العربي)

وقوله: انما ينهاكم الله عن الذين قاتلوكم في الدين وأخرجوكم من دياركم وظاهروا على إخراجكم أن تولوهم) أي: إنما ينهاكم عن موالاة هؤلاء الذين ناصبوكم العداوة فقاتلوكم وأخرجوكم، وعاونوا على إخراجكم، ينهاكم الله عن موالاتهم ويأمركم بمعاداتهم. (تفسير ابن كثير:(٩٧/٨) سورة الممتحنة، الآية:٩، ط:دار طيبة)

پوری رقم کو صدقہ کر دینا واجب ہوگا۔ (١)

(١) (أو امر المسلم ببيع خمر أو خنزير أو شرائهما) أى وكل المسلم (ذميا أو) أمر (المحرم غيره) أى غير المحرم (ببيع صيده) يعني صح ذلك عند الامام مع أشد الكراهة ... ولأن العاقد يتصرف بأهليته وانتقال الملك إلى الامر أمر حكمي، وقالا: لا يصح، وهو الأظهر۔ (شرنبلالية عن البرهان۔

و فى الشامية (قوله ببيع خمر أو خنزير) أى مملوكين له بأن اسلم عليهما ومات قبل ان يزيلهما وله وارث مسلم فيرثهما (قوله: يعني صح ذلك) أى التوكيل، وبيع الوكيل وشرائه (قوله أشد كراهة) أى مع كراهة التحريم، فيجب عليه أن يخلل الخمر أو يريقها ويسيب الخنزير ولو وكله ببيعها يجب عليه أن يتصدق بثمنها "نهر وغيره"...

(قوله: امر حكمي) أى يحكم الشرع بانتقال ما ثبت للوكيل من الملك إليه فيثبت له كثبوت الملك الجبرى له بموت مورثه۔ (الدر مع الرد: (٨٣/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

□ وأما فى التوكيل بالبيع فعليه أن يتصدق بثمنهما أفاده الحموى، قوله وانتقال الملك إلى الآمر أمر حكمي فلا يمنع بسبب الاسلام "بحر"۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (٧٦/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

□ واذا وكل المسلم نصرانيا ببيع الخمر فباعها جاز فى قول أبى حنيفة لأن العاقد نصرانى ولم يجز فى قول أبى يوسف ومحمد رحمهما الله لأن من وقع له العقد مسلم۔ المبسوط للامام السرخسى: (١٣/ ١٣٨) كتاب البيوع، باب بيوع أهل الذمة، ط: إدارة القرآن۔

□ قال: (ولو امر ذميا بشراء خمر أو بيعها صح)، وهذا عند أبى حنيفة رحمه الله وقالا: لا يجوز... لهما أن الوكيل يستفيد الولاية من الموكل ولا ولاية للموكل فى هذا التصرف فكذا وكيله... ولأن ما يثبت له ينتقل اليه فصار كأنه باشره بنفسه، ولأنه بين الوكيل والموكل يجرى حكم المبادلة حتى يجعل الوكيل بمنزلة البائع والموكل بمنزلة المشترى ألا ترى أنه يحبس المبيع بالثمن ويرد الموكل عليه بالعيب، ويجرى التحالف بينهما عند التجاحد، ولأبى حنيفه رحمه الله أن الوكيل أصل لنفس التصرف، والموكل لحكم التصرف الا ترى أنه يملك الخمر والخنزير بالارث... ثم يتصدق بثمن الخمر ان باعها الوكيل له لتمكن الخبث فيه لقوله عليه السلام ان الذى حرم بيعها حرم شرائها واكل ثمنها۔ (تبيين الحقائق: (٥٦/٣، ٥٧)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

□ ولو وكل المسلم ذميا ببيع الخمر أو شرائه جاز فى قول أبى حنيفة رحمه الله وقالا: لا يجوز۔ (الهندية: (١١٥/٣) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس: فى بيع المحرم الصيد وفى بيع المحرمات، ط: رشيديه۔

غیر مسلم کو ملازم رکھنا

اگر کوئی مسلمان مزدور نہ ملے تو غیر مسلم کو ملازم رکھنا جائز ہے، اور اگر مسلمان ملازم مل جائے تو غیر مسلم کو ملازم نہیں رکھنا چاہئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنو دیل کے ایک شخص کو راستہ کی رہنمائی کے لئے اجرت پر لیا تھا جو کافر تھا۔ (١)

غیر مسلم کی دکان میں ملازمت کرنا

مسلمان کے لئے غیر مسلم کی دکان میں ملازمت کرنا جائز اور درست ہے، بشرطیکہ مسلمان شراب یا خنزیر کھلانے یا دیگر حرام چیزوں کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنے یا براہ راست خرید وفروخت کرنے کا عمل نہ کرتا ہو، کیونکہ جو کام ناجائز ہے اس کام کی نوکری بھی ناجائز ہے۔

واضح رہے کہ جس طرح خود کوئی ناجائز اور خلاف شرع کام کرنا درست نہیں

---

(١) عن عائشة رضي الله عنها استأجر النبي صلى الله عليه وسلم وأبوبكر رجلاً من بني الديل ثم من بني عبد بن عدي هاديًا خريتاً، الخريت الماهر بالهداية قد غمس يمين حلف في آل العاص بن وائل، وهو على دين كفار قريش فأمناه، فدفعا إليه راحلتهما، وواعداه غار ثور بعد ثلاث ليال فأتاهما براحلتهما صبيحة ليال ثلاث، فارتحلا وانطلق معهما عامر بن فهيرة والدليل الديلي فأخذبهم طريق الساحل. (صحيح بخاري: (٣٠٢/١) كتاب الإجارات، باب استئجار المشركين عند الضرورة وإذا لم يوجد أهل الإسلام، ط: قديمي)

هذا باب في بيان حكم استئجار المسلمين أهل الشرك عند الضرورة وهذه الترجمة تشعر بأنه لايرى استئجار المشرك سواء كان من أهل الذمة أو من غيرهم عند الضرورة إلا عند الاحتياج إلى أحدمنهم لأجل الضرورة نحو عدم وجود أحدمن أهل الإسلام يكفي ذلك أو عند عدمه أصلاً۔ (عمدة القارى: (١١٥/١٢) كتاب الإجارة، باب استئجار المشركين عند الضرورة وإذا لم يوجد اهل الإسلام، ط: دارالكتب العلمية)

اسی طرح ایسے کاموں میں ملازمت اور تعاون بھی درست نہیں۔ [1]

(۶۶) غیر مسلم کے پاس امانت رکھنا

اگر کسی وقت غیر مسلم کے پاس امانت رکھنے کی ضرورت پڑے تو امانت رکھنا اور رکھوانا جائز ہے۔ [2]

---

(۱) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ قال: لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرۃ: عاصرها، ومعتصرها، وشاربها، وحاملها، والمحمولة إليه وساقيها و بايعها وآكل ثمنها، والمشترى لها والمشتراة له۔ (جامع الترمذی: (۲۴۲/۱)، أبواب البيوع، باب ماجاء فی بيع الخمر والنهى عن ذلک، ط: قديمی۔

وإذا استأجر الذمي مسلمًا ليحمل له ميتة أو دمًا يجوز عندهم جميعا ... ولو استاجر مسلما ليرعى له الخنازير يجب أن يكون على الخلاف كما في الخمر، ولو استاجره ليبيع له ميتة لم يجز هكذا في الذخيرة، مسلم آجر نفسه من مجوسي ليوقد له النار لا بأس به كذا في الخلاصة ... وسئل ابراهيم بن يوسف رحمه الله عمن آجر نفسه من النصارىٰ ليضرب لهم الناقوس كل يوم بخمسة ويعطى كل يوم خمسة دراهم فى ذلک العمل، وفى عمل آخر درهمان قال: لا يواجر نفسه منهم، ويطلب الرزق من طريق آخر، ويكره له أن يواجر نفسه منهم لعصر العنب ليتخذوا منه خمرًا كذا فى الحاوى للفتاوىٰ: (الهندية: (۴/ ۴۵۰) الباب السادس عشر: فى مسائل الشيوع فى الاجارة والاستيجار على الطاعات والمعاصى والأفعال المباحة، ط: رشيديه۔

فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندية: (۳۲۴/۲) كتاب الاجارات، باب الاجارة الفاسد، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۲۰/۸)، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، سعيد۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنها استأجر النبي صلى الله عليه وسلم وأبو بكر رجلاً من بني الديل ثم من بني عبد بن عدي هاديًا خريتاً، الخريت الماهر بالهداية قد غمس يمين حلف في آل العاص بن وائل، وهو على دين كفار قريش فأمناه، فدفعا إليه راحلتهما، وواعداه غار ثور بعد ثلاث ليال فأتاهما براحلتهما صبيحة ليال ثلاث، فارتحلا وانطلق معهما عامر بن فهيرة والدليل الديلي فأخذبهم طريق الساحل۔ (صحيح بخاري: (۳۰۱/۱) كتاب الإجارات، باب استجار المشركين عند الضرورة وإذا لم يوجد أهل الإسلام، ط: قديمي)

وفيه ائتمان أهل الشرك على السر والمال إذا عهد منهم وفاء ومروءة كما استأمن رسول الله صلى الله عليه وسلم هذا المشرك لما كانوا عليه من بقية دين إبراهيم عليه الصلاة والسلام وإن كان من الإعداء

غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا

کسی مسلمان کا غیر مسلم کے پاس ملازمت اور مزدوری کرنا بہتر نہیں ہے اس میں کافروں کی مخدومیت ہوتی ہے اور مسلمانوں کی ایک قسم کی ذلت ہوتی ہے اور یہ ایمان کی شان کے خلاف ہے، باقی مجبوری ہو تو الگ بات ہے۔ (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے ایک صاحب آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر انہوں نے کہا کیا بات ہے کہ میں آپ کو اداس اور غمگین دیکھ رہا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوک کی وجہ سے، پس یہ انصاری صحابی اپنے کجاوہ کے پاس گئے، اس میں کچھ نہیں پایا، پس تلاش میں نکلے۔ ایک یہودی کو دیکھا باغ میں پانی سینچ رہا تھا، انصاری صحابی نے پوچھا، باغ کو سیراب کردوں (اجرت پر) اس نے کہا ہاں! اس نے کہا ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور۔ انصاری صحابی نے کہا۔ خراب خشک ردی کھجور نہ لوں گا، عمدہ لوں گا، چنانچہ دو صاع کے قریب کھجور ڈول بھر کر جمع کرلیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر

=لكنه علم منه مروءة وائتمنه من أجلها على سره في الخروج من مكة وعلى الناقتين اللتين ودفعهما إليه ليوافيهما بهما بعد ثلاث في غار ثور. (عمدة القاري:(١١٧/١٢) كتاب الإجارة، باب استئجار المشركين عند الضرورة أو إذا لم يوجد أهل الإسلام، ط: دار الكتب العلمية)

شرح صحيح البخاري لابن بطال:(٣١٧/٦) ايضاً، ط: مكتبة الرشد.

(١) هذا باب يذكر فيه: هل يؤجر الرجل المسلم نفسه من رجل مشرك في دار الحرب؟ ولم يذكر جواب الاستفهام، لأن حديث الباب يتضمن إجارة خباب نفسه، وهو مسلم إذ ذلك في عمله للعاص بن وائل وهو مشرك، وكان ذلك بمكة وكانت مكة إذ ذالك دار الحرب، وأطلع النبي صلى الله عليه وسلم على ذلك فأقره، ولكنه يحتمل ذلك يكون ذلك لأجل الضرورة... وقال المهلب: كره أهل العلم ذلك إلا للضرورة... وقال ابن المنير: استقرت المذاهب على أن الصناع في حوانيتهم يجوز لهم العمل لأهل الذمة، ولا يعد ذلك من الذلة، بخلاف أن يخدمه في منزله وبطريق التبعية له. (عمدة القاري:(٩٤/١٢) كتاب الإجارة، باب هل يؤاجر الرجل نفسه من مشرك؟ ط: دار احياء التراث العربي)

فتح الباري:(٤٥٢/٤) ايضاً، ط: دار المعرفة.

آئے۔ [۱]

حضرات صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان اور مال قربان کرتے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی درجہ کی محبت اور خلوص کا برتاؤ کرتے تھے، اور آپ کی ضرورت کا کس قدر خیال رکھتے تھے اس واقعہ سے سمجھنا آسان ہے۔

غیر مسلم کے پاس ملازمت کرنا

"غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۷/۵)

غیر مسلم کے ساتھ مضاربت کرنا

غیر مسلم کے ساتھ بھی عقد مضاربت ہوسکتا ہے، کیونکہ یہ معاملہ ہے، اور معاملہ صحیح ہونے کے لئے دین وملت ایک ہونا ضروری نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ بھی معاملات فرمائے ہیں۔ [۲]

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: جاء رجل من الأنصار فقال: يا رسول الله، مالي أري لونك منكفئا؟ قال: "الخمص" فانطلق إلى رحله، فلم يجد في رحله شيئاً، فخرج يطلب، فإذا هو بيهودي يسقي نخلا، فقال الانصاري لليهودي: أسقي نخلك؟ قال: نعم، قال: كل دلو بتمرة، واشترط الانصارى أن لا يأخذ خدرة ولا تازرة ولا حشفة، ولا يأخذ إلا جلدة، فاستقي بنحو من صاعين، فجاء به إلى النبي صلى الله عليه وسلم. (سنن ابن ماجة: (ص:۱۷۶) أبواب الرهون، باب الرجل يستقي كل لو بتمره ويشترط جلدة، ط: قديمي)

المسند الجامع: (۲۹۶/۱۷، ۲۹۷) رقم الحديث: ۱۳۶۶۳)، حرف الهاء، ابو هريرة الدوسي رضي الله عنه، المعاملات، ط: دار الجيل.

(۲) وإسلامه ليس بشرط أصلاً فتجوز الإجارة والاستئجار من المسلم والذمي والحربي المستأمن؛ لأن هذا من عقود المعاوضات فيملكه المسلم والكافر جميعا كالبيعات... (بدائع الصنائع: (۱۷۶/۴) كتاب الإجارة، فصل: وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

لا بأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة اذا كان مما لا بد منه، كذا في السراجية. (الهندية: (۳۴۸/۵)، كتاب الكراهية، الباب الرابع: في أهل الذمة والأحكام التي تعود اليهم، ط: رشيديه)

غیر مسلم ممالک میں بینکوں سے سود لینا

غیر مسلم ممالک میں بھی بینکوں سے سود لینا جائز نہیں ہے، قرآن مجید میں حکم عام ہے، غیر مسلم ممالک یا کفار کو خاص نہیں کیا ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر مسلم ممالک کے بینکوں میں پیسے جمع ہی نہ کریں۔ (١)

غیر مسلم نابالغ کی زمین ولی سے خریدنا

اگر غیر مسلم کے مذہب میں ولی کو نابالغ کی زمین فروخت کرنے کی اجازت ہے تو مسلمانوں کے لئے غیر مسلم نابالغ کی زمین اس کی وجہ سے خریدنا جائز ہوگا، اور اگر ان کے مذہب میں اجازت نہیں تو مسلمانوں کے لئے ولی سے زمین خریدنا جائز نہیں ہوگا۔ (٢)

غیر مسلموں کی متروکہ اشیاء فروخت کرنا

کسی مسلم ملک میں غیر مسلم اقوام کچھ عرصہ تک آباد رہنے کے بعد وہاں سے چلی جائیں تو ان کی رہ جانے والی جائیداد یا دیگر اشیاء ذاتی مفاد کے لئے فروخت کرنا

---

(١) "یاأیها الذین آمنوا اتقوا الله، وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله۔" (سورۃ البقرۃ: الآیۃ: ٢٧٩)

"أحل الله البیع وحرم الربوا" (البقرۃ: الآیۃ: ٢٧٥)

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم آکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال: هم سواء" رواه مسلم۔ (مشکوۃ المصابیح: (ص: ٢٤٤)، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(٢) ولو قهر الحربی بعض احرارهم، فأراد بیعهم من المستامن، ینظر: إن کان الحکم عندهم ان من قهر منهم صاحبه فقد ملکه، جاز الشراء والا فلا۔ (النهر الفائق: (٢٢٨/٣) کتاب الجهاد، باب المستامن، ط: قدیمی)

البحر الرائق: (٩٩/٥)، کتاب السیر، باب المستأمن، ط: سعید۔

الفتاوی السراجیة: (ص: ٦٥)، کتاب السیر، باب مسلم یدخل دار الحرب بأمان، ط: سعید۔

جائز نہیں ہے، بلکہ ان اشیاء کو یا ان کی قیمت کو بیت المال کے حوالہ کرنا لازم ہے، اور اگر بیت المال کا کوئی قابل اعتماد انتظام نہ ہو بلکہ اس میں ان اشیاء کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو پھر کسی ایسی جگہ میں خرچ کرنا مناسب ہے جہاں سے عمومی مفادات وابستہ ہوں، اس دور میں ایسے اموال کے لئے دینی مدارس بہترین مصرف ہیں۔ (۱)

غیر مسلموں کی متروکہ جائداد

ملک کی تقسیم کے نتیجہ میں غیر مسلم، مسلمانوں کے ممالک سے چلے جاتے ہیں، اور جاتے ہوئے جائیداد اور دیگر اشیاء چھوڑ کر جاتے ہیں، تو یہ متروکہ جائیداد اور دیگر اشیاء بیت المال اور قومی خزانہ کا حق بنتا ہے، اس لئے ایسی چیزوں پر ذاتی مفاد کے لئے قبضہ کرنا، اور انہیں فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر حکومت سے باضابطہ اجازت لے کر فروخت کی جائے، اور رقم قومی خزانہ میں جمع ہو تو اس صورت میں بیع جائز ہوگی۔ (۲)

غیر مسلموں کے تحائف

عام حالات میں کفار اور غیر مسلم کا پاک اور حلال چیز کا تحفہ قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کے

(۱، ۲) وما اوجف المسلمون عليه من أموال اهل الحرب بغير قتال يصرف في مصالح المسلمين كما يصرف الخراج، قالوا: هو مثل الأراضي التي اجلوا اهلها عنها۔ (الهداية: (۲/۵٦۳) كتاب السير، باب المستأمن، فصل: وإذا دخل الحربي إلينا، ط: رشيديه)

وما أخذ منهم بلاحرب ولاقهر كالهدية والصلح فهو لاغنيمة ولا فيئ وحكمه حكم الفيئ لايخمس ويوضع في بيت المال۔ (شامي: (۴/۱۳۸) كتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، مطلب في بيان معنى الغنيمة والفيئ۔ ط: سعيد)

فتح القدير: (٦/۲۳، ۲۴) كتاب السير، باب المستأمن، فصل: واذا دخل الحربي الينا، ط: رشيديه۔

تحائف قبول فرمائے تھے۔ (۱)

لیکن کفار ومشرکین، یہود ونصاریٰ اور مجوس وہنود کے خاص تہواروں پر ان کے تحفے قبول کرنا اوران کو ہدیہ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ غیر مسلموں کی حمایت، اور ان کے مذہبی تہواروں میں ایک لحاظ سے شرکت اوران کا تعاون ہے قرآن وسنت میں غیر مسلموں کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اوران کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔ (۲)

مزید یہ کہ غیر مسلموں کے تہواروں پر ان کے تحائف قبول نہ کرنا اسلامی

---

(۱)عن علي رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم أن كسرى أهدي له فقبل وأن الملوك أهدوا إليه فقبل منهم. (جامع الترمذي: (۲۸۶/۱) أبوب السير، باب ماجاء في قبول هدايا المشركين، ط: سعيد)

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، قال: أهدي كسرى لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل منه وأهدي قيصر لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل منه وأهدت الملوك فقبل منهم. (مسند أحمد: (۱/۱۴۵) رقم الحديث: ۱۲۳۴، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة)

السنن الكبرى: (۹/۲۱۵) كتاب الجزية، باب ماجاء في هدايا المشركين للإمام، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

(۲)ليس منامن تشبه بغيرنا لاتشبهوا باليهود ولا بالنصارى. (الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: (۳/۶۷) حرف اللام، ط: دار الكتاب العربي)

عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داود: (۲/۲۰۳) كتاب اللباس، باب ماجاء في الأقبية، ط: رحمانيه)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۷۵) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: قديمي.

(والإعطاء باسم النيروز والمهرجان لايجوز) أي الهدايا باسم هذين اليومين حرام (وإن قصد تعظيمه) كما يعظمه المشركون (يكفر) (الدر المختار مع الرد: (۶/۷۵۴)، كتاب الخنثى، مسائل شتى، ط: سعيد)۔

عن سهل بن معاذ بن أنس الجهني عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أعطى لله ومنع لله وأبغض لله وأنكح لله، فقد استكمل إيمانه. (جامع الترمذي: (۲/۷۸) قبيل أبواب صفة الجنة، ط: سعيد)

من أحب لله، وأبغض لله) لا لإيذاء من أبغضه بل لكفره أو عصيانه (وأعطى لله، ومنع لله، فقد استكمل الايمان. (فيض القدير للمناوي: (۶/۲۹) رقم الحديث: ۸۳۰۸، حرف الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

غیرت وحمیت کے عین مطابق ہے اور شعائر اسلامیہ سے محبت اور غیر اسلامی شعائر سے نفرت کا اظہار ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ تجارتی معاملات

''کفار کے ساتھ تجارتی معاملات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۶/۵)

غیر مملوکہ کی بیع

کسی نے دوسرے کا مال مشتری (خریدار) کے ہاتھ فروخت کیا، اور کہا کہ میں اسے خرید کر آپ کے حوالہ کروں گا تو یہ بیع باطل ہے۔

اگر دوسرا آدمی جو مال کا مالک ہے وہ بیع کی اجازت دے دے تو بھی بیع صحیح نہیں ہوگی، ہاں اگر مالک سے دوبارہ بیع کا عقد کرلے پھر بیع صحیح ہوجائے گی۔ [1]

غیر مملوک کی بیع اور فضولی کی بیع میں فرق ہے

فضولی اس آدمی کو کہتے ہیں جو دوسرے آدمی کی چیز اسی کے لئے فروخت کرے یا کسی کے لئے اس کی اجازت کے بغیر کچھ خریدے، خلاصہ یہ ہے کہ فضولی دوسرے آدمی کے لئے تصرف کرتا ہے اپنے لئے نہیں کرتا، اور فضولی کی بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے۔ اگر وہ اجازت دے دے تو بیع نافذ ہوجاتی ہے ورنہ

---

(۱) عن عبدالله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لايحل سلف وبيع... ولا بيع ماليس عندك۔ (جامع الترمذي: (۲۳۳/۱)، أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ط: سعيد)

عن حكيم بن حزام قال: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت يأتيني الرجل فيسألني من البيع ماليس عندي ابتاع له من السوق ثم أبيعه؟ قال: لاتبع ماليس عندك۔ (جامع الترمذي (۲۳۳/۱)، أيضا، ط: سعيد)۔

فيحرم بيع كل شيئ قبل قبضه، طعاما كان أو غيره۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۵۰/۱)، كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)۔

بیع باطل ہو جاتی ہے۔ (۱)

اور غیر مملوک کی بیع یہ ہے کہ دوسرے آدمی کی چیز اپنے لئے فروخت کی جائے، یہ بیع باطل ہے۔ (۲)

غیر ملکی پیکنگ کے ساتھ ملکی اشیاء بیچنا

''ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

غیر ملکی کرنسی

غیر ملکی کرنسی مثلاً ڈالر، ریال، یورو، اور پونڈ وغیرہ کو حکومت کی جانب سے مقررہ کردہ قیمت پر خرید وفروخت ضروری نہیں ہے، نقد میں اس سے کم یا زیادہ پر بھی خرید وفروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ دونوں کرنسیوں کی جنس مختلف ہے، جنس مختلف ہونے کی صورت میں کمی زیادتی جائز ہے، البتہ ادھار کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کرنسیوں کا سودا ہمیشہ نقد کرنا ہی ضروری ہے۔ (۳)

غیر ملکی مارکہ کے ساتھ ملکی مصنوعات فروخت کرنا

''ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) الفضولي... وهو من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة... وصفته أنه عقد صحيح غير نافذ، والأصل أن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيز انعقد موقوفاً على الإجازة. (البحر الرائق: (۳/۲٤۲) كتاب النكاح، فصل في الكفاءة، ط: رشيديه.

ثم قيل لمن يشتغل بما لا يعنيه فضولي، وهو في اصطلاح الفقهاء من ليس بوكيل... وقيل: الفضولي من يتصرف في حق الغير بلا إذن شرعي كالأجنبي يزوج أو يبيع... ومن باع ملك غيره فلما لك أن يفسخه ويجيزه... يعني أنه صحيح موقوف على الإجازة. (البحر الرائق: (٦/٢٤٥) كتاب البيع، باب الاستحقاق، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه)

حاشية الشلبي على التبيين: (٤/٦٢) كتاب البيوع، باب الاستحقاق، ط: امداديه.

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة: ؟؟؟؟؟۔ (عن عبدالله بن عمر)

(۳) تخریج کے لئے ''ڈالر کی بیع کی زیادتی کے ساتھ'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

غیر منقولی اشیاء قبضہ سے پہلے بیچنا

''بیعانہ دے کر آگے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۲)

غیر موقوفہ قبرستان کی خرید وفروخت

اگر قبرستان کی زمین وقف نہیں کی گئی ہے، اور یہ یقین ہے کہ مردوں کی لاشیں ختم ہو کر مٹی بن گئی ہوں گی تو ایسی صورت میں زمین کا مالک زمین میں ہر قسم کے مالکانہ تصرف کر سکتا ہے، اس کو فروخت بھی کر سکتا ہے، اور لوگ خرید بھی سکتے ہیں۔

اور اگر قبرستان موقوفہ ہو، یا وقف ہونے کا شائبہ بھی موجود ہو، تو اس کی خرید وفروخت کرنا یا اس میں مالکانہ تصرف کرنا جائز نہیں ہوگا۔ [۱]

غیروں کے قوانین نافذ کرنا

مسلمانوں کے لئے اسلامی نظام کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے قوانین اور ان کے آئین نافذ کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں موجود مخلص لوگ دوہرے معیار میں مبتلا ہو جاتے ہیں کیونکہ انہیں ایک ہی وقت میں شرعی احکام کی

---

(۱) ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ۔ (تبیین الحقائق: (۱/ ۵۸۹)، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، قبیل: فصل ولا بأس بتعزیۃ أھل المیت، ط: اشرفیہ کوئٹہ، دار الکتب العلمیۃ)

شامی: (۲۳۸/۲)، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ط: سعید۔

الھندیۃ: (۱۶۷/۱) کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون: فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان إلی مکان آخر، ط: رشیدیہ۔

شرط الواقف کنص الشارع، (الرد علی الدر: (۴۳۳/۴)، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف فی اجارتہ، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۴۵/۵)، کتاب الوقف، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۲۶۹/۴)، کتاب الوقف، ط: دار الکتب العلمیۃ، اشرفیہ کوئٹہ۔

پابندی کے علاوہ ان قوانین کی بھی بجا آوری کرنی ہوتی ہے جو غیر مسلموں کی طرف سے ان پر مسلط کئے جاتے ہیں، اور وہ اسلامی شریعت کے متصادم بھی ہوتے ہیں، اس سے معاشرے میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہوتی ہے، اور اللہ کی رحمت ختم ہوجاتی ہے، اور انسانوں کے بنائے گئے قوانین کی عظمت واحترام نہ ہونے کی وجہ سے حیلہ بہانہ، اور رشوت وغیرہ کے ذریعہ اس سے بچنے کی فکر کی جاتی ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کے مسلک میں اسلامی نظام نافذ کرنا چاہیئے، تا کہ دنیا و آخرت میں سکون اور کامیابی حاصل ہوسکے۔ (۱)

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ان الدین عند اللہ الاسلام۔ (العمران: ۱۹)

﴿ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ، وھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔ (العمران: ۸۵)

فارمی شہد

چینی اور گڑ سے خوراک لے کر شہید بنانے والی مکھیوں کے شہد کی خرید فروخت کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر یہ شہد اس شہد کی کوالٹی سے مختلف ہو جو پھول پتوں سے غذا لے کر مکھیاں بناتی ہیں، تو ایسی صورت میں خریدار کے سامنے وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ یہ چینی اور گڑ سے تیار کیا ہوا فارمی شہد ہے تا کہ دھوکہ نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں''۔ (۱)

فارمی مرغیوں کی خرید وفروخت

☆ فارمی مرغیوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اور ان کا کھانا حلال ہے، اور آمدنی جائز ہے۔

☆ واضح رہے کہ فارمی مرغیوں کو خوراک میں پاک چیزوں کے علاوہ خشک ناپاک خون اور دوسری ناپاک چیزیں بھی دی جاتی ہیں، لیکن ان چیزوں کی

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام. (جامع الترمذي (۲۳۵/۱)، أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع ط: سعيد).

▭ الصحيح لمسلم: (۷۰/۱)، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، ط: قديمي.

▭ الترغيب والترهيب: (۳۵۰/۲)، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

مقدار کم ہوتی ہیں اور کیمیکلز بھی استعمال کرتے ہیں، اس لئے مرغیوں میں بدبو پیدا نہیں ہوتی، جب تک بدبو نہیں ہوگی، تب تک خرید و فروخت کرنا اور کھانا جائز ہوگا، اور اگر بدبو پیدا ہوگی تو خرید و فروخت کرنا نا جائز ہوگا، البتہ بدبو دور ہونے سے پہلے کھانا مکروہ ہوگا۔[1]

نیز یہ کہ جانوروں کو قصداً ناپاک اور حرام چیزیں کھانے کے لئے دینا منع ہے۔[2]

فارمی مرغیوں کی خوراک

''مرغیوں کی خوراک'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۲/۶)

---

(۱) إنما تکون جلالة إذا نتن وتغیر لحمها ووجدت منه ریح منتنة فهی الجلالة حینئذ لا یشرب لبنها ولا یؤکل لحمها وبیعها وهبتها جائز، هذا إذا کانت لا تخلط ولا تأکل الا العذرة غالبا، بأن خلطت فلیست بجلالة فلا تکره لأنها لا تنتن، ولا یکره أکل الدجاج المخلی وان کان یتناول النجاسة لأنه لا یغلب علیه أکل النجاسة بل یخلطها بغیرها وهو الجب، (الهندیة: (۲۸۹/۵، ۲۹۰)، کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان ما یؤکل من الحیوان وما لا یؤکل، ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۱۸۲/۸) کتاب الکراهیة، فصل: فی الأکل والشرب، ط: سعید۔

وفی الملتقی: المکروه الجلالة التی إذا قربت وجد منها رائحة فلا تؤکل ولا یشرب لبنها ولا یعمل علیها ویکره بیعها وهبتها، وتلک حالها۔ (شامی: (۳۰۶/۶)، کتاب الذبائح، ط: سعید)

والجلالة: التی تأکل العذرة، فان خلطت فلیست بجلالة، ولذلک قالوا: الدجاجة لا تکون جلالة لأنها تخلط، وقال محمد: اذا انتن وتغیر ووجد منه رائحة منتنة فهی جلالة لا یشرب لبنها ولا یؤکل لحمها، ویجوز بیعها وهبتها، واذا حبست زالت الکراهة، لأن ما فی جوفها یزول وهو الموجب للتغیر والنتن۔ (الاختیار لتعلیل المختار: (۱۷/۵)، کتاب الذبائح، قبیل کتاب الأضحیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) ولا یحمل الجیفة الی الهرة ویحمل الهرة الی الجیفة۔ (الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: (۸۲/۴) کتاب الصلاة، السابع والعشرون فی حکم المسجد، ط: رشیدیه۔

المحیط البرهانی: (۲۹/۸) کتاب الکراهیة والاستحسان، الفصل السادس عشر أهل الذمة والاحکام التی تعود الیهم، ط: ادارة القرآن۔

فارن ایکسچینج کی بکنگ فیس

(۷۸) جو بینک فارن ایکسچینج کی بکنگ کرتا ہے، اور وہ بکنگ کی فیس الگ سے وصول کرتا ہے تو یہ ناجائز ہے، اس لئے فیس دے کر فارن ایکسچینج کی بکنگ کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر فیس نہیں تو بکنگ کرنا جائز ہے۔[۱]

فاریکس

غیر ملکی کرنسیوں کے تبادلے اور خرید وفروخت کو ''فاریکس'' کہتے ہیں اور آج کل بین الاقوامی منڈیوں میں فاریکس کے کاروبار کا زور زیادہ ہے اس کے بارے میں تفصیلات بعد کے عنوانات میں ہیں۔

فاریکس کاروبار

☆ نیٹ وغیرہ کے ذریعہ بین الاقوامی مارکیٹ سے (FOREX) غیر ملکی کرنسیوں کی خرید وفروخت کا جو طریقہ رائج ہے، اس میں شرکت کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں قبضہ نہیں ہوتا، اور قبضہ سے پہلے کسی چیز کو فروخت کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔[۲]

---

(۱) (وهو بيع الثمن بالثمن)... (جنسا بجنس أو بغير جنس) كذهب بفضة، (ويشترط) عدم التأجيل والخيار (والتماثل) أى التساوى وزناً، (والتقابض) بالبراجم لا بالتخلية (قبل الافتراق)... ان اتحدا جنسا وان) وصلية (اختلفا جودة وصياغة) لما مر فى الربا (والا) بأن لم يتجانسا (شرط التقابض) لحرمة النساء۔ (الدرمع الرد: (۲۵۷/۵، ۲۵۸، ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔)

▭ (هو فضل) ولو حكما فدخل ربا النسيئة... (خال عن عوض بمعيار شرعى)... (مشروط) ذلك الفضل (لأحد المتعاقدين)... (فى المعاوضة)... (الدرمع الرد: (۱۶۹،۱۷۰/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔)

▭ تبيين الحقائق: (۴۳۶/۴)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية، ط: أشرفية كوئٹہ۔

▭ البحر الرائق: (۱۲۴/۶)، كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد۔

(۲) عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال: أما الذى نهى عنه النبى صلى الله عليه وسلم فهو الطعام =

البتہ غیر ملکی کرنسیوں کی خرید وفروخت جو بینکوں کے توسط سے ہوتی ہے، وہ دو شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

① پہلی شرط یہ ہے کہ جو شخص کرنسی فروخت کرے اس کے اکاؤنٹ میں کرنسی موجود بھی ہو، جتنی کرنسی اکاؤنٹ میں موجود ہوگی اس حد تک کرنسی فروخت کرنا جائز ہوگا۔

② دوسری شرط یہ ہے کہ جب کرنسی دے کر کرنسی خریدی جائے تو خریدنے والے کے اکاؤنٹ میں کرنسی جمع ہو جائے، اور یہ اس طرح جمع ہو کہ جب چاہے اکاؤنٹ والا اس میں سے رقم نکال کر استعمال کر سکے، اگر یہ دونوں شرطیں موجود ہوں گی، تو کرنسیوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا، اور اگر یہ دونوں شرائط نہیں پائی جائیں گی تو کرنسیوں کی یہ خرید وفروخت جائز نہیں ہوگی، اکاؤنٹ میں رقم موجود نہ ہو، اور دو افراد رقم (کرنسی) کی خرید وفروخت کا سودا کریں، اور دونوں فریق کی جانب

=أن يباع حتى يقبض، قال ابن عباس: ولا أحسب كل شيء إلا مثله. متفق عليه. (مشكوة المصابيح: (ص:۲۴۷)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي.

عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء يداً بيد، فإذا اختلف هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يداً بيد، مسلم. (مشكوة المصابيح: (ص:۲۴۴)، كتاب البيوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قديمي.

قوله: فإذا اختلف هذه الأصناف)... والمعنى أنه إذا بيع شيء منها بما ليس من جنسه لكن في العلة كبيع الحنطة بالشعير، فيجوز التفاضل فيه وهذا معنى قوله: (فبيعوا كيف شئتم) لكن بشرط وجود الشرطين الآخرين من الشروط المتقدمة لقوله: (إذا كان) أي البيع (يداً بيد) أي حالاً مقبوضاً في المجلس قبل افتراق أحدهما عن الآخر. (مرقاة المفاتيح: (۳۳/۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه)

لا يصح اتفاقاً... (بيع منقول) قبل قبضه ولو من بائعه (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن قبل القبض، ط: سعيد.

وانظر الحاشية السابقة أيضاً.

سے ادائیگی نہ ہو، اور آخر میں نفع ونقصان دیکھ کر حساب برابر کرلیا جائے تو یہ صورت جائز نہیں ہے۔ (۱)

☆ اور اگر ملکی یا غیر ملکی کرنسیوں کی خرید وفروخت دونوں جانب سے نقد ہو تو یہ جائز ہے۔ (۲)

فاریکس (FOREX) کمپنیاں

''فاریکس کمپنیاں'' سے مراد وہ کمپنیاں ہیں جو اپنے موکلین اور عالمی تجارتی مراکز میں موجود دلالوں کے درمیان کمیشن ایجنٹ کے طور پر کام کرتی ہیں۔

اس کا طریقہ بعض کمپنیوں کے یہاں یہ ہے کہ کمپنی میں دس ہزار ڈالر جمع کرا کے آدمی اس کا رکن بن جاتا ہے، کمپنی والے پھر اس آدمی کی رہنمائی کرتے ہیں کہ یہ آدمی کب اور کونسی کرنسی خریدے کہ جس کو بعد میں فروخت کر کے نفع کی امید کی جاسکتی ہے، ہر کرنسی کی خرید کی کم سے کم مقدار مقرر ہوتی ہے، جس کو ''لاٹ'' (LOT) یا کھیپ کہا جاتا ہے۔

جب کوئی رکن کسی کمپنی کی ایک لاٹ خریدنا چاہے اور کمپنی کو اپنا آرڈر دے، تو کمپنی ان جمع شدہ دس ہزار ڈالر میں سے دو ہزار ڈالر بیعانہ یا سیکیورٹی کے طور پر مختص کرلیتی ہے، اور آرڈر اپنے مرکزی دفتر کو پہنچا دیتی ہے، جو آرڈر کی تکمیل کر کے لاٹ کی خرید کی اطلاع دیتا ہے۔

یہ خرید دو طرح کی ہوتی ہے، ایک نقد جس کو **Spot/Cash Trading** کہتے ہیں۔

اور دوسری بیع سلم کی جس کو **Future Trading** کہتے ہیں۔

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة رقم: ۷۸ (عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

(۲) گزشتہ حاشیہ نمبر: ۱، ۲ ملاحظہ ہو۔

Future میں یہ طے پاتا ہے کہ بائع ایک مقررہ مدت کے بعد طے شدہ مہینے میں فلان تاریخ کو وہ لاٹ مہیا کرے گا، اور قیمت کی تعیین بھی کر لیتے ہیں، عام طور سے جو سودے کئے جاتے ہیں، وہ مستقبل کے ہوتے ہیں۔

کوئی رکن جب کمپنی کے ذریعہ سے کوئی لاٹ خریدتا ہے تو خواہ بعد میں اس کو فائدہ ہو یا نقصان ہو کمپنی اس رکن کے لئے وہ سودا کرانے پہ اس سے مثلاً پچاس ڈالر کمیشن وصول کرتی ہے۔

پھر اس رکن نے جو "لاٹ" خریدی، اگر خریداری کے دن ہی اس رکن نے وہ آگے فروخت کروادی تو کمپنی صرف اپنا کمیشن وصول کرے گی، اور اگر فروخت میں کچھ دن لگ گئے تو کمپنی کمیشن کے علاوہ مثلاً پانچ ڈالر یومیہ کے حساب سے اس رکن سے سود وصول کرے گی۔

اس طرح کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں سود کا معاملہ کرنے کی اور سود ادا کرنے کی نوبت آتی ہے۔ (١)

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک کرنسی سے دوسری خریدیں تو یہ بیع صرف ہے، اس میں دونوں طرف ہاتھ در ہاتھ پوری ادائیگی سودے کے وقت ہونی ضروری ہے۔ (٢)

---

(١) "یاأیها الذین اٰمنوا اتقوا الله، وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله" (البقرة، الآیة: ٢٧٩)

أحل الله البیع وحرم الربوا" (البقرة، الآیة: ٢٧٥)

عن جابر رضی الله عنه قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم آکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه، وقال: هم سواء۔ رواه مسلم (مشکوة المصابیح: (ص: ٢٤٤)، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(٢) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یداً بید، فاذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یداً بید، مسلم۔ (مشکوة المصابیح: (ص: ٢٤٤)، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔=

تیسری وجہ یہ ہے کہ کرنسی میں بیع سلم جائز نہیں ہے۔ (۱)

خلاصہ یہ کہ جب مذکورہ طریقہ سے فاریکس کاروبار کرنا ہی درست نہیں تو اس کام کے لئے دلالی کرنا بھی جائز نہیں، اور اس پر جو کمیشن لیا جائے گا وہ بھی حرام ہے۔ (۲)

فاسقوں کے ساتھ

جو تاجر اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا نہیں، بدعمل اور جھوٹ بولنے والا ہوگا وہ

= (وهو بيع الثمن بالثمن)... (جنسا بجنس أو بغير جنس) كذهب بفضة (ويشترط) عدم التأجيل والخيار (والتماثل) أي التساوي وزناً (والتقابض) بالبراجم لا بالتخلية (قبل الافتراق)... ان اتحدا جنسا وان) وصلية (اختلفا جودة وصياغة) لما مر في الربا (والا) بأن لم يتجانسا (شرط التقابض) لحرمة النساء۔ (الدر مع الرد: (۲۵۷/۵، ۲۵۸، ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد)

(هو فضل) ولو حكما فدخل ربا النسيئة... (خال عن عوض بمعيار شرعي)... (مشروط ذلك الفضل (لأحد المتعاقدين)... (في المعاوضة)... (الدر مع الرد: (۱۶۹/۵، ۱۷۰)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۴۴۶/۴)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية، ط: اشرفية كوئٹه۔

البحر الرائق: (۱۴۴/۶)، كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد۔

(۱) (وهو بيع آجل) وهو المسلم فيه (لعاجل) وهو رأس المال... (ويصح فيما أمكن ضبط صفته) كجودته ورداءته (ومعرفة قدره كمكيل وموزون و) خرج بقوله (مثمن) الدراهم والدنانير، لأنها أثمان، فلم يجز فيها السلم... (الدر مع الرد: (۲۰۹/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۵۰۰/۴)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية/أشرفيه كوئٹه۔

البحر الرائق: (۱۵۵/۶)، كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد۔

(۲) ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، كما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً، حرم الأمر بالأخذ، اذ الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... ما حرم فعله حرم طلبه... فكل شيء لا يجوز فعله، لا يجوز طلب ايجاده من الغير، سواء كان بالقول أو بالفعل، بأن يكون واسطة أو آلة لايجاده... (شرح المجلة للأتاسي: (۷۷/۱، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵)، القواعد، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه كوئٹه۔

مجموعة قواعد الفقه الحنفية: (ص: ۷۶)، القاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهية، ط: البشرى۔

قیامت کے دن فاسقوں اور فاجروں کے ساتھ ہوگا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے، تو آپ نے لوگوں کو آپس میں خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا اے تاجروں کی جماعت! تاجروں نے آپ کی بات کا جواب دیا اور اپنی گردنیں اور آنکھیں اٹھا کر متوجہ ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تاجروں کو قیامت کے دن فاسق و فاجر لوگوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا، ہاں مگر وہ تاجر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور نیکی کرتے اور سچ بولتے ہیں۔ (۱)

فائل کی خرید فروخت کرنا

''پلاٹ کی فائل کی خرید و فروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۰۰)

فائلیں بیچنا

''ہاؤسنگ اسکیموں کی فائلیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۴۷۰)

فائنانشل لیز

اسلامی نظام میں اجارہ اور لیز کا مقصد تمویل (فائنانسنگ) قطعاً نہیں ہے بلکہ یہ محض کسی چیز کے استعمال کے حق کے لین دین کا نام ہے، اس لئے اسلامی

---

(۱) عن اسماعيل بن عبيد بن رفاعة عن أبيه عن جده رضي الله عنه انه خرج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المصلي فرأي الناس يتبايعون فقال: يامعشر التجار! فاستجابوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ورفعوا اعناقهم وابصارهم إليه فقال: ان التجار يبعثون يوم القيمة فجاراً الا من اتقى الله وبر وصدق رواه الترمذي وابن ماجه وابن حبان والحاكم: (الترغيب والترهيب: (۲/۵۵۵) كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب، ط: دار الكتب العلمية)

جامع الترمذي: (۱/۲۳۰) أبواب البيوع، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم، ط: سعيد.

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب التوقي في التجارة، ط: قديمي)

تاریخ کے کسی دور میں بھی اس کو مالیاتی سہولت کی حیثیت سے اختیار نہیں کیا گیا۔

اجارہ کو تمویل کے طور پر استعمال کرنے کا تصور ماضی قریب کی پیداوار ہے جسے ۱۹۵۰ کی دہائی میں ایک امریکی مالیاتی ادارے نے متعارف کرایا، اس سے پہلے مالیاتی سہولت کی حیثیت سے لیزنگ کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا، اسے سب سے زیادہ مقبولیت ۱۹۶۰ کے عشرہ میں حاصل ہوئی جب فرانس کے مالیاتی اداروں نے امریکی نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ہاں اس کا آغاز کیا۔[۱]

لیزنگ چونکہ اصل کے اعتبار سے تمویل کا ذریعہ نہیں ہے اس لئے ان مالیاتی اداروں نے لیز کی دو قسمیں بنادی ہیں۔

(۱) آپریٹنگ لیز۔
(۲) فائنانشل لیز۔

فائنانشل لیز

فائنانشل لیز، اس میں فریقین کا مقصد اجارے کا تعلق قائم کرنا نہیں ہوتا بلکہ اجارہ پر دینے والے کا مقصد سرمایہ لگانا، اور کرایہ پر لینے والے کی نیت سرمائے کی سہولت حاصل کرنا ہوتی ہے، اس کو اردو میں ''کامل ادائیگی پر اجارہ'' اور عربی میں ''الاجارة التمويلية'' کہتے ہیں۔[۲]

فائنانشل لیز کی صورت سودی بینکوں میں

سودی بینکوں میں فائنانشل لیز کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کو گاڑی یا مشینری کی ضرورت ہے تو وہ بینک سے قرض لے کر خود گاڑی یا مشینری نہیں خریدتا بلکہ بینک سے کہتا ہے کہ آپ اس قسم کی گاڑی یا مشینری خرید کر مجھے کرایہ پر دے دیں۔

(۱) البيوع الائتمانية بين الحل والحرمة ص: ۳۰۳، لدكتور محمد بن عبدالله الشيباني۔
(۲) اسلام اور جدید معیشت وتجارت (ص: ۱۶۵) زیر عنوان ''کمپنی کے لیے فنڈ کی فراہمی''، ط: مکتبہ معارف القرآن۔

اس کے بعد بینک اس کو نقد رقم دیتا ہے اور وہ اس سے خود گاڑی یا مشینری خریدتا ہے۔ اس دوران گاڑی اور مشینری کا مالک بینک ہی رہتا ہے، وہ آدمی صرف کرایہ دار ہونے کی حیثیت سے اسے استعمال کرتا ہے، ایک مخصوص مدت کے لئے کرایہ اس حساب سے طے کیا جاتا ہے کہ بینک کو گاڑی یا مشیری کی قیمت سود کے ساتھ وصول ہو جائے جو سود اتنی مدت میں قیمت کی رقم پر بینک کو ملنا چاہئے، جب یہ مخصوص مدت گزر جاتی ہے اور بینک کو کرایہ کی شکل میں گاڑی اور مشینری کی قیمت سود کے ساتھ وصول ہو جاتی ہے تو گاڑی یا مشینری خود بخود کرایہ دار کی ملکیت بن جاتی ہے۔

واضح رہے کہ سودی بینک کرایہ دار کو گاڑی یا مشینری نہیں دیتے بلکہ اس کی جگہ پر نقد رقم دیتے ہیں جو طے شدہ سود کے ساتھ واپس لی جاتی ہے، عملی طور پر چیز کا لین دین نہیں ہوتا۔

دنیاوی قانون کے اعتبار سے مذکورہ طریقہ میں بینک اور کلائنٹ دونوں کا فائدہ ہے اس لئے دونوں فریق قرض کی بجائے اس طریقہ کو اختیار کرنا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔

بینک کا فائدہ یہ ہے کہ رقم کی وصولیابی کے لئے قرض کی نسبت یہ طریقہ زیادہ اعتماد کے قابل ہے، کیونکہ کرایہ دار نے بینک سے نقد رقم لے کر جو گاڑی یا مشینری خریدی ہے وہ بینک کی ملکیت میں ہی رہتی ہے، رقم واپس نہ ملنے کی صورت میں بینک اسے فروخت کر سکتا ہے۔

کرایہ دار کا فائدہ یہ ہے کہ وہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہو جاتا ہے کیونکہ قانون یہ ہے کہ جب تک لیز کی تمام اقساط ادا نہیں کر دی جاتیں لیز شدہ اثاثہ اس کی ملکیت میں نہیں آتا جس کے نتیجے میں اسے اتنا عرصہ ٹیکس سے چھوٹ مل جاتی ہے، یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کسی چیز کا دنیاوی اعتبار سے فائدہ مند ہونے سے شریعت

کی رو سے جائز ہونا لازم نہیں۔

سودی بینکوں میں لیزنگ کی جو عملی صورت رائج ہے اس میں متعدد خرابیاں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

① یہ جائز معاملہ نہیں بلکہ سودی معاملہ ہے، جسے دونوں فریق نے مذکورہ بالا فوائد حاصل کرنے کے لئے ''لیز'' کا نام دے دیا ہے، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ بینک کرایہ دار کو گاڑی یا مشینری خرید کر نہیں دیتا بلکہ نقد رقم دیتا ہے اور اس پر طے شدہ نفع لیتا ہے جو سراسر سود ہے۔ (۱)

دوسری دلیل یہ ہے کہ بینک کرایہ دار کو رقم ادا کرنے کے دن سے ہی کرایہ کی رقم وصول کرنا شروع کر دیتا ہے خواہ کرایہ دار (کلائنٹ) کو گاڑی یا مشینری چند ماہ بعد ملے، اگر یہ لیزنگ (کرایہ داری) کا معاملہ ہوتا تو گاڑی یا مشینری حوالہ کرنے کے دن سے کرایہ شروع ہوتا، رقم فراہم کرنے کی تاریخ سے نہیں ہوتا۔ (۲)

نیز اس میں کرایہ کی قسط کی ادائیگی میں تاخیر پر جرمانہ لیا جاتا ہے اور یہ سود

---

(۱) قال عليه الصلاة والسلام: كل قرض جر منفعة فهو حرام. (فيض القدير للمناوي: (۲۸۲/٦) رقم الحديث: ٦٣٣٦، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)

عن علي أمير المؤمنين رضي الله تعالى عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا. . . . وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۲ه، ۵۱۳) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

قوله: كل قرض جر نفعاً حرام) أي: إذا كان مشروطاً كما علم مانقله من البحر. (شامي: (۱٦٦/۵) كتاب البيوع، فصل في القرض، مطلب كل قرض جر نفعاً حرام، ط: سعيد)

(۲) (العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني ولذا يجري حكم الرهن في البيع بالوفاء) أي العقود المبنية على الأغراض والمقاصد لا على الألفاظ كالبيع والإجارة والحوالة تعتبر فيها المقاصد والمعاني، ولا عبرة للألفاظ. (شرح المجلة لرستم باز: (۱٦/۱) المادة: ۳، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقيه).

درر الحكام شرح مجلة الاحكام (۱۹/۱) المادة: ۳، ايضاً، ط: دار الكتب العلمية.

تبيين الحقائق: (۳٦/۵) كتاب الصلح، ط: امداديه ملتان.

ہے چاہے اس کا نام کچھ بھی ہو۔ (۱)

⑫ ایک ہی عقد میں لیز (اجارہ) اور بیع کے دو معاملے جمع ہوجاتے ہیں دین اسلام میں یہ منع ہے۔ (۲)

⑬ کرایہ پر لی ہوئی چیز کا نقصان کرایہ دار خود برداشت کرتا ہے حالانکہ نقصان کا ازالہ بینک کی ذمہ داری ہے کیونکہ وہ مالک ہے۔ (۳)

---

(۱) وذلك اعتياض عن الأجل، وهو حرام. (الهداية: (۲۵۷/۳) كتاب الصلح، ط: رحمانيه.

لأن للأجل شبها بالمبيع ألا ترى أنه يزاد في الثمن لأجل الأجل... إن الأجل في نفسه ليس بمال فلا يقابله شيء حقيقة إذا لم يشترط زيادة الثمن بمقابلته قصداً ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصداً فاعتبر مالاً في المرابحة احترازاً عن شبهة الخيانة ولم يعتبر مالاً في حق الرجوع عملاً بالحقيقة. (البحر الرائق: (۱۱۵/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

والحاصل: أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (شامي: (۶۲/٤) كتاب الحدود، باب التعزير، ط: سعيد)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تحل صفقتان في صفقة". (المعجم الأوسط للطبراني: (۲۶۹/۲) رقم الحديث: ۱۶۱۰، باب الألف، من اسمه: أحمد، ط: دار الرمين، القاهرة)

عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة. (مجمع الزوائد: (۸٤/٤) رقم الحديث: ۶۳۸۲، كتاب البيوع، باب ماجاء في الصفقتين في صفقة أو الشرط في البيع، ط: مكتبة القدس، القاهرة)

(وإن شرط تركها على النخيل فسد) أي البيع: لأنه شرط لا يقتضيه العقد... أو نقول إنه صفقة في صفقة، لأنه إجارة في بيع إن كان للمنفعة حصة من الثمن أو إعارة في بيع إن لم يكن لها حصة من الثمن وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقة في صفقة. (تبيين الحقائق: (۱۲/٤) كتاب البيوع، فصل يدخل في بيع الدار، ط: امداديه ملتان)

(۳) (وعمارة الدار) المستأجرة (وتطيينها وإصلاح الميزاب وما كان من البناء على رب الدار) وكذا كل ما يخل بالسكنى. (الدر المختار مع الرد: (۷۹/۶) كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، مطلب إصلاح بئر الماء والبالوعة... الخ، ط: سعيد)

تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد... وكشرط طعام عبد... ومرمة الدار أو مغارمها. قال ابن عابدين: قوله: ومرمة الدار أو مغارمها) قال في البحر: وفي الخلاصة معزياً إلى الأصل: لو استأجر داراً على أن يعمرها ويعطي نوائبها تفسد، لأنه شرط مخالف بمقتضى العقد اهـ. (الدر المختار مع الرد: (۴۶/۶، ۴۷) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد).

البحر الرائق: (۳۰/۷) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد.

فتویٰ لگا ہے بائیکاٹ کا

''بائیکاٹ کا فتویٰ لگا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٨٩/٢)

فٹ پاتھ استعمال کرنے کا حیلہ

بعض دکاندار دکان کے سامنے فٹ پاتھ کی مرمت کر لیتے ہیں اور بعض اوقات اسے مٹی ڈال کر عام سطح سے بلند کر لیتے ہیں، اس سے وہ اپنے لئے استعمال کا جواز ثابت کرتے ہیں لیکن یہ حیلہ غلط ہے، دکاندار کو فٹ پاتھ میں تصرف کرنے کا اختیار ہی نہیں۔ (١)

فٹ پاتھ پر قبضہ کرنا

''فٹ پاتھ'' حکومت کی ملکیت ہوتی ہے، اور ہر خاص و عام کے لئے چلنے اور آمدورفت کے لئے مختص ہوتی ہے، حکومت کے علاوہ عام آدمی کے لئے اس پر اس طرح قبضہ جما لینا کہ عام لوگ استعمال نہ کر سکیں غصب ہونے کی وجہ سے ناجائز اور

---

(١) عن سالم عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئا بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين۔ (الصحيح للبخاري: ٣٣٢/١)، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، ط: قديمی)۔

مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٦)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمی

وأما الإحداث، فقال شمس الأئمة: إن كان الإحداث يضر بأهل الطريق فليس له أن يحدث ذلك، وإن كان لا يضر بأحد لسعة الطريق جاز إحداثه فيه ما لم يمنع منه، لأن الانتفاع في الطريق بغير أن يضر بأحد جائز، فكذا ما هو مثله فيلحق به إذا احتاج إليه فإذا أضر بالمار لا يحل لقوله عليه الصلاة والسلام: لا ضرر ولا ضرار في الإسلام... وعلى هذا القعود في الطريق للبيع والشراء يجوز إن لم يضر بأحد، وإن أضر لم يجز لما قلنا. (البحر الرائق: (١٠/٩) كتاب الديات، باب ما يحدث الرجل في الطريق، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (٥٩٣/٦) كتاب الديات، باب ما يحدثه الرجل في الطريق، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (٤٢/٦) كتاب الديات، باب ما يحدثه الرجل في الطريق، ط: امداديه)۔

حرام ہے۔[۱]

بلکہ فٹ پاتھ پر قبضہ کرلینا عام جگہ کے غصب سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے کیونکہ عام جگہ کے غصب میں مالک متعین اور معلوم ہوتا ہے، اس سے معافی تلافی ممکن ہے مگر فٹ پاتھ پر گزرنا بے شمار لوگوں کا حق ہے اس پر قبضہ جما کر لاکھوں انسانوں کا حق مارا جاتا ہے جس کی معافی کی کوئی صورت نہیں۔

فٹ پاتھ پہ کاروبار کرنا

☆ اگر عام راستے کے فٹ پاتھ پہ کیبن اور ٹھیلہ لگانے کی وجہ سے لوگوں تکلیف نہ ہوتی ہو، اور گزرنے میں بھی دشواری کا سبب نہ ہو، اور مقامی انتظامیہ کی جانب سے اس کی اجازت ہو تو فٹ پاتھ پہ کیبن یا ٹھیلہ وغیرہ لگا کر کاروبار کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر فٹ پاتھ پہ کیبن اور ٹھیلہ لگانے کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو تو یہ جائز نہیں ہوگا، اور لوگوں کے لئے بھی ان سے چیزیں خریدنا مناسب نہیں ہوگا۔

☆ اور اگر عام راستہ نہیں بلکہ آگے سے بند ہے تو اس میں رہائشی لوگوں کی اجازت کے بغیر کیبن اور ٹھیلہ وغیرہ لگا کر کاروبار کرنا جائز نہیں ہوگا۔[۲]

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ: ؟؟؟؟۔ (عن سالم عن أبیہ)

(۲) (والقعود فی الطریق لبیع و شراء) یجوز ان لم یضر بأحد والا لا (علی ھذا التفصیل) السابق وھذا فی النافذ (وفی غیر النافذ لا یجوز ان یتصرف یاحداث مطلقا) اضر بھم أو لا (الا یاذنھم؛ لأنہ کالملک الخاص بھم۔ (الدر مع الرد: (۵۹۳/۶) کتاب الدیات، باب ما یحدثہ الرجل فی الطریق وغیرہ ط: سعید)

رجل یبیع ویشتری علی الطریق ان لم یکن فی قعودہ ضرر للناس لسعۃ الطریق لا بأس بالشراء منہ وان کان فی قعودہ ضرر لا ینبغی لہ أن یشتری فیہ منہ، وقیل یکرہ للبائع وان کان الطریق واسعا۔ (خلاصۃ الفتاوی: (۱۰۱/۳) کتاب البیوع، الباب السادس عشر فی الحظر والاباحۃ قبیل: کتاب الصرف، ط: رشیدیہ)

البحر الرائق: (۳۴۷/۸)، کتاب الدیات، باب ما یحدث الرجل فی الطریق، ط: سعید۔

فٹ پاتھ کرایہ پر دینا

بعض دکاندار دکان کے سامنے والا فٹ پاتھ کرایہ پر دے دیتے ہیں اس کا ماہانہ کرایہ وصول کرتے ہیں، اسے کرایہ پر لینا اور دینا دونوں نا جائز ہیں اور کرایہ دار کا اسے استعمال کرنا بھی نا جائز ہے، اور دکاندار جو کرایہ وصول کرتا ہے وہ بھی حرام ہے اس کو دکاندار کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ دکاندار فٹ پاتھ کا مالک نہیں ہے، ایسی رقم کو حکومت کے خزانہ میں جمع کر دینا ضروری ہے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو صدقہ کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

فجر کے بعد سونا

صبح صادق ہونے کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق تقسیم ہوتا ہے اس لئے فجر کے بعد سونے سے احتراز کرنا چاہئے، آج کل شہری لوگ عام طور پر صبح سوتے ہیں، یہ رزق کی برکت سے محروم ہونے کا باعث ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں صبح کے وقت لیٹی ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو مجھے پاؤں سے ہلایا اور فرمایا کہ اے بیٹی! اٹھ جاؤ اپنے رب کے رزق کے پاس حاضر ہو جاؤ، اور غافل لوگوں میں سے مت بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ صبح صادق اور سورج طلوع ہونے کے درمیان لوگوں کا

---

(۱) إذا غصب عبداً مثلاً أو آجره وأخذ أجرته فنقصه بالاستعمال وضمن مانقص تصدق بأجر أخذه عند أبي حنيفة ومحمد... ويؤمر أن يتصدق بها لإستفادتها ببدل خبيث، وهو التصرف في مال الغير. (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲/۲٦٤) كتاب الغصب، ط: دار حياء الكتب العربية)

الدر المختار مع الرد: (٦/۱۸۸، ۱۸۹) كتاب الغصب، مطلب شري دارا وسكنها فظهرت لوقف أو يتيم وجب الأجر وهو المعتمد، ط: سعيد)

الهداية: (۳/۳۷٥) كتاب الغصب، ط: رحمانيه.

رزق تقسیم کرتے ہیں۔ (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج طلوع ہونے سے پہلے سونے سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو مت سویا کرو اور اپنا رزق طلب کرو۔ (۳)

فحش اخبار

"فحش رسائل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۹۲)

فحش رسالوں کی خرید وفروخت

فحش رسالوں کی تجارت کا کام کرنا جائز نہیں، جن رسالوں پر بے پردہ عورتوں کی تصویریں ہوں ان کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ فساد اور برائی

(۱)عن فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم قالت: مربي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا مضطجعة متصبحة، فحركني برجله، ثم قال يابنية قومي اشهدي رزق ربك ولا تكوني من الغافلين، فان الله يقسم ارزاق الناس مابين طلوع الفجر الى طلوع الشمس ۔(الترغيب والترهيب:(۲/۴۳٦) رقم الحديث:۲٦۲۸، كتاب البيوع، الترغيب في البكور في طلب الرزق، ط: دار الكتب العلمية.

شعب الإيمان:(۴/۱۸۱) الباب الثالث والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في تعديد نعم الله عزوجل ومايجب من شكرها، فصل في النوم الذي هو نعمة من نعم الله تعالىٰ في دار الدنيا وما جاء في آدابه، ط: دار الكتب العلمية.

جامع الأحاديث للسيوطي:(٦/۲۳۸) رقم الحديث:۱۲۱٦۰، مسند السيدة فاطمة الزهراء رضي الله عنها، ط: دار الفكر.

(۲)عن علي قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النوم قبل طلوع الشمس ابن ماجة:(الترغيب والترهيب:(۲/۴۳٦) كتاب البيوع، الترغيب في البكور في طلب الرزق، ط: دار الكتب العلمية.

(۳)إذا صليتم الفجر فلا تناموا عن طلب أرزاقكم. (كنز العمال:(۴/۲۱) رقم الحديث:۹۲۹۹، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الثاني في آداب الكسب، ط: مؤسسة الرسالة)

الفتح الكبير:(۱/۱۲۹) حرف الألف مع الذال، ط: دار الكتب العربي.

پھیلانے کا ذریعہ ہیں، وسیلے اور ذریعے کا بھی وہی حکم ہے جو اس کی غرض وغایت کا ہے، ایسے کام میں شریک ہونا فحش رسالوں کے مالکان کے ساتھ تعاون اور مدد کرنا ہے، اور یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1]

فحش رسائل

فحش رسائل بے ہودہ میگزین اخبار وجرائد جن میں بدکار، بے حیا، بدکردار مردوں، عورتوں کے تعلقات، میل جول، ملاقات، باہمی روابط کا تذکرہ ہوتا ہے، ان کی باہمی گفتگو اور انتہائی فحش قسم کی تصاویر لگائی گئی ہوتی ہیں، جن میں مرد اور عورتیں نیم برہنہ لباس میں ایک دوسرے سے گپیں لگاتے ہوئے اور اکٹھے بیٹھے ہوئے دکھائے جاتے ہیں، ان تصاویر میں خواتین کے حسن اور خوبصورتی کو خوب اچھی طرح

---

(۱) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم. (سورة لقمان:٦)

وقال الضحاك في قوله تعالى: "ومن الناس من يشتري لهو الحديث" يعني: الشرك... واختار ابن جرير أنه كل كلام يصد عن آيات الله واتباع سبيله. (تفسير ابن كثير: (٥/٢٧) سورة لقمان:٦، ط: رشيديه)

واستدل بعضهم بالآية على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتراها النضر بن الحارث على حرمة مطالعة كتب تواريخ الفرس القديمة، وسماع ما فيها، وقراءته وفيه بحث، ولا يخفى أن فيها من الكذب ما فيها، فالاشتغال بها بغير غرض ديني خوض في الباطل. (روح المعاني: (٢١/٩٠) سورة لقمان: ٦، ط: دار حياء التراث العربي)

وقال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الأثم والعدوان" يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المأثم والمحارم... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله... في الصحيح: من دعا إلى هدى كان له من الأجر مثل أجور من اتبعه إلى يوم القيامة... ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من اتبعه إلى يوم القيامة. (تفسير ابن كثير: (٢/٤٥٣) سورة المائدة:٢، رشيديه)

وما كان سبباً لمحظور فهو محظور. (شامي: ٦/٣٥٠) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (الدر المختار مع الرد: (٦/٣٦٠) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

اجاگر کر کے شائع کیا جاتا ہے، ان کے آپس کی گفتگو میں نرم، ملائم اور پرکشش الفاظ کا چناؤ کیا جاتا ہے جو انسان کے جذبات کو ابھارتے ہیں، جسم میں ہیجان پیدا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے خاص طور پر نوجوان مرد وعورتوں میں عشقیہ ذوق پروان چڑھتا ہے، اس قسم کے رسائل پڑھنے کے بعد نوجوان بچے اور بچیاں اسی طرح کی باتیں کرتے ہی اور ان جیسی دیگر حرکات وسکنات کی نقل اتارنے کی کوشش کرتے ہیں، جو ایک مسلمان بچے اور بچی کے لئے انتہائی نامناسب اور قابل مذمت ہے۔

اور کتنے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو اس طرح کے ناول، افسانے اور رومانٹک عشقیہ کہانیاں پڑھ کر نفسانی خواہشات کا شکار ہو گئے ہیں اور غلط راستے پر چل پڑے ہیں جس سے ان کی صحت برباد ہو گئی ہے، پھر وہ لوگ کسی کام کے قابل نہیں رہے۔

غیر محرم کی تصاویر دیکھنا حرام ہے اور اگر نیم برہنہ تصاویر ہوں تو اس کی حرمت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، مومن مرد او عورتوں کو اپنی نگاہیں جھکانے اور حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اگرچہ غیر محرم تصاویر کی شکل میں ہی سامنے کیوں نہ ہو۔[1]

غرض کہ فحش قسم کے رسائل اور میگزین وغیرہ سے فحاشی کو فروغ ملتا ہے، اور لوگوں کو فحاشی اور عریانی کا راستہ معلوم ہو جاتا ہے، اور اس سے اپنی اور شرعی اخلاقیات کا جنازہ نکل جاتا ہے بلکہ ایسے رسالوں کے مصنف، پبلشر، ناشر وغیرہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں لہٰذا اس قسم کے رسائل اور

---

(١) قال الله تعالى: قل للمؤمنين يغضوا من أبصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك أزكى لهم إن الله خبير بما يصنعون. وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن ويحفظن فروجهن. (سورة النور: ٣٠، ٢٩)

والحاصل أنه يحرم تصوير حيوان عاقل أو غيره إذا كان كامل الأعضاء إذا كان يدوم إجماعاً وكذا إن لم يدم على الراجح كتصويره من نحو قشر بطيخ ويحرم النظر إليه إذ النظر إلى المحرم حرام. (حاشية الدسوقي على الشرح الكبير: (٢/٣٣٧، ٣٣٨) باب في النكاح، فصل إذا تنازعا في الزوجية، دار احياء الكتب العربية)

میگزینوں کی اشاعت خرید وفروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

فحش رسائل جاری کرنا

ایسے رسائل کو نکالنا جائز نہیں جن میں بے پردہ عورتوں کی تصاویر ہوں، حرام اور ناجائز کام مثلاً زنا وغیرہ کی طرف دعوت ہو، فحاشی یا منشیات وغیرہ استعمال کرنے کے اعلانات ہوں، ان جیسے رسائل میں لکھنا، ان کی ترویج کرنا ان کی خرید وفروخت کرنا، گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اس قسم کے رسائل زمین میں فساد پھیلانے کا ذریعہ، معاشرہ کو خراب کرنے کی دعوت، اسلامی تمدن وتہذیب کو ختم کر کے کفار ومشرکین کے تمدن وتہذیب کو داخل کرنے کا راستہ۔ انارکی، بے باکی، مادر پدر، آزادی اور برے اور گندے اخلاق کو پھیلانے کا وسیلہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بھلائی کی دعوت دی اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس پر چلنے والے کو ملے گا، اور ان کے اجروں میں اس سے کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے گمراہی کی دعوت دی، اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس پر چلنے والے کو ہوگا۔ اور ان کے گناہوں سے کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة: ۹۲۔ (قال اللہ تعالیٰ: ومن الناس)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دعا إلى هدي، كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً، ومن دعا إلى ضلالة، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً. (صحيح مسلم: (۳۴۱/۲) كتاب العلم، باب، من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدي أو ضلالة، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (۲۹۱/۲) كتاب السنة، باب من دعا إلى سنة، ط: رحمانيه.

جامع الترمذي: (۹۶/۳) أبواب العلم، باب ماجاء في من دعا إلى هدي، ط: سعيد.

والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا: ایک وہ قوم ہو گی جن کے پاس گائے کی دموں کے برابر کوڑے ہوں گے، جن کے ساتھ وہ لوگوں کو ماریں گے۔

دوسرے وہ عورتیں ہوں گی جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی خود مائل ہونے والیاں اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں نہیں جائیں گی اور اس کی خوشبو بھی نہیں پاسکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے ہی سے محسوس ہونا شروع ہوجائے گی۔ (۱)

فحش مواد

فحش مواد والی چیزوں کی تجارت جائز نہیں۔ (۲)

فحش میگزین

''فحش رسائل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۵)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ، ونساء كاسيات عاريات، مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن في الجنة، ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا (صحيح مسلم: (۲/۲۰۵) كتاب اللباس، باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۲/۲۳٤) كتاب الصلاة، باب الترغيب في أن تكثيف ثيابها أو تجعل تحت درعها ثوبا إن خشيت ان يصفها درعها، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

مسند أحمد: (۲/۳۵۵) رقم الحديث: ۸٦۵۰، مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

(۲) "ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة، والله يعلم وانتم لا تعلمون" (النور، الآية: ۱۹)

"ولا تعاونوا على الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شديد العقاب" (المائدة، الآية: ۲)

الاعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها، معصية وفساد في الأرض ... (حجة الله البالغة: (۲/۱۰۹)، البيوع المنهى عنها، ط: مير محمد كتب خانه۔

فراوانی

’’خوش حالی‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۸/۳)

فرضی بیع

موجودہ دور میں ’فرضی بیع‘‘ کی صورت بھی رائج ہے، یعنی خرید وفروخت مقصود نہیں ہوتی البتہ کسی مصلحت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہم دونوں نے باہم خرید و فروخت کا معاملہ کیا ہے، اور یہ ہزل اور مذاق کی ایک قسم ہے۔ اس طرح فرضی بیع کرنے سے بیع نہیں ہوتی، یعنی خریدار اس چیز کا مالک نہیں ہوتا، بلکہ وہ چیز بدستور اصل مالک ہی کی ملک میں باقی رہتی ہے، البتہ یہ بات اسی وقت ثابت ہو سکتی ہے، جب یا تو دونوں کو اس کا اقرار ہو، یا اس خفیہ معاملہ پر کوئی دوسرا شرعی ثبوت موجود ہو۔

فقہ کی اصطلاح میں اس طرح کے معاملہ کو ’’بیع تلجیہ‘‘ کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ’’بیع تلجیہ‘‘ بیع فاسد ہے، ہاں اگر بعد میں بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) رضامندی ظاہر کردیں تو بیع درست ہوجائے گی، جیسا کہ ’’بیع مکرہ‘‘ کا حکم ہے۔[1]

---

(۱) التلجیة: هی العقد الّذی ینشئه لضرورة امر، فیصیر کالمدفوع إلیه، وانه علی ثلاثة اضرب: احدها ان تکون فی نفس المبیع وهو أن یقول لرجل انه اظهر انی بعت داری منک ولیس ببیع فی الحقیقة، و یشهد علی ذلک، ثم یبیع فی الظاهر فالبیع باطل۔ والثانی أن تکون التلجیة فی البدل نحو ان یتفقا فی السر ان الثمن الف ویتبایعون فی الظاهر بألفین، فالثمن هو المذکور فی السر ویصیر کأنهما هزلا فی الزیادة، وروی ابو یوسف ان الثمن هو المذکور فی الظاهر۔

والثالث: ان یتفقا فی الباطن ان الثمن الف درهم، ویتبایعان فی الظاهر بمائة دینار، قال محمد رحمه الله: القیاس ان یبطل العقد، وفی الاستحسان یصح بمائة دینار کذا فی الحاوی، وعن أبی حنیفة رحمه الله بیع التلجئة موقوف، ان أجازاه جاز، وإن رداه بطل، کذا فی التهذیب، ولو اتفقا ان یقرا ببیع لم یکن فاقرا بذلک فهو باطل ولا یجوز باجازتهما کذا فی الحاوی۔ (الهندیة: (۲۰۹/۳، ۲۱۰) کتاب البیوع، الباب العشرون: فی البیاعات المکروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشیدیه)=

فرق "قرض" اور "دین" میں

"قرض" اور "دین" میں فرق" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۶/۵)

فرق کا نفع لینا اور نقصان برداشت کرنا

"ڈیفرنس" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۶/۳)

فرق کرنا قیمت میں

"قیمت میں فرق" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۸/۵)

فروخت شدہ چیز کو کم قیمت پر واپس لینا

☆ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان باقاعدہ ایجاب وقبول

= وبيع التلجئة:... وهو ان يظهرا عقدا وهما لا يريدانه يلجأ إليه لخوف عدو وهو ليس ببيع في الحقيقة بل كالهزل كما بسطته في آخر شرحي على المنار۔ (الدر مع الرد: (۲۷۳/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، تذنيب، مطلب في بيع التلجئة، ط:سعيد)

ولم ينعقد مع الهزل لعدم الرضا بحكمه معه،

وفي الشامية: (قوله: ولم ينعقد مع الهزل الخ) الهزل في اللغة: اللعب، وفي الاصطلاح: وهو ان يراد بالشيئ مالم يوضع له ولا ما صح له اللفظ استعارة...

فإن تواضعا على الهزل بأصل البيع: أي توافقا على انهما يتكلمان بلفظ البيع عند الناس ولا يريدانه واتفقا على البناء أي على أنهما لم يرفعا الهزل ولم يرجعا عنه فالبيع منعقد لصدوره من اهله في محله لكن يفسد البيع لعدم الرضا بحكمه فصار كالبيع بشرط الخيار ابدًا۔ (الدر مع الرد: (۵۰۷/۴) كتاب البيوع، مطلب في حكم البيع مع الهزل، ط:سعيد)

البيع الفاسد يفيد حكماً عند القبض الا في اربع: بيع الهازل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۲۵) المادة: ۳۷۱، البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

المبسوط للامام السرخسي: (۱۲۲/۲۴)، كتاب الاكراه، باب التلجئة، ط: دار المعرفة۔

بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔

قاضي خان على هامش الهندية: (۴۹۲/۳)، كتاب الاكراه، فصل في التلجئة، ط: رشيديه۔

ہونے کے بعد بیع پکی اور لازم ہو جاتی ہے اور مبیع (فروخت شدہ چیز) بائع کی ملکیت
سے نکل کر مشتری کی ملکیت میں آجاتی ہے،[۱]

لیکن اگر مشتری بیع کو فسخ کر کے مبیع واپس کرنا چاہتا ہے، اور بائع بھی واپس
لینے پر راضی ہو جاتا ہے، تو بائع کے لئے کم قیمت پر واپس لینا جائز نہیں ہوگا، بلکہ بیع
کے وقت مشتری نے جتنی قیمت ادا کی تھی اتنی ہی قیمت واپس کرنا لازم ہوگا۔[۲]

☆ اور اگر بائع واپس لینے پر راضی نہیں، بلکہ واپس خریدنے پر راضی ہے تو
اس کی دو صورتیں ہیں، اگر سودا نقد ہوا تھا اور مشتری نے مبیع کی پوری قیمت ادا کر دی
تھی تو اس صورت میں بائع کے لئے کم زیادہ جس قیمت پر بھی چاہے متعین کر کے
واپس خریدنا جائز ہوگا، چاہے جتنی قیمت پر فروخت کی ہے، اسی قیمت پر واپس
خریدے یا اس سے کم میں یا اس سے زیادہ میں تینوں صورتیں جائز ہیں، کیونکہ اس
صورت میں دوسرے عقد کا تعلق پہلے عقد سے بالکل نہیں اور ہر عقد الگ الگ ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ سودا نقد نہیں ہوا بلکہ ادھار ہوا ہے، اور مشتری نے
اب تک پوری رقم ادا نہیں کی، تو اس دوران فروخت شدہ چیز کو جس قیمت پر فروخت
کیا ہے، اس سے کم قیمت پر خریدنا بائع (سیلر) کے لئے جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس

(۱) واذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منهما۔ (الهداية: (۲۰/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

وأما حكمه: فثبوت الملک فی المبیع للمشتری وفی الثمن للبائع اذا کان باتاً۔ (الفتاوی الهندیه: (۳/۱) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع ورکنه وشرطه وحکمه، ط: رشیدیه)

حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق: (۲/۴) کتاب البیوع، ط: امدادیه ملتان۔

(۲) اذا تقایلا بأکثر من الثمن الأول، أو بأقل... فعلی قول أبی حنیفة: تصح الاقالة بالثمن الأول، ویبطل ما شرطاه، لأنها فسخ فی حق المتعاقدین، والفسخ یکون بالثمن الأول، ویبطل الشرط الفاسد۔ (تحفة الفقهاء: (۱۱۱/۲) کتاب البیوع، الاقالة، ط: دار الکتب العلمیة)

الدر مع الرد: (۱۲۶/۵، ۱۲۵) کتاب البیوع، باب الاقالة، ط: سعید۔

مجمع الأنهر: (۱۰۵/۳) کتاب البیوع، باب الاقالة، ط: دار الکتب العلمیة۔

صورت میں پہلا عقد اب تک ختم نہیں ہوا، لہٰذا پہلے عقد کے ختم ہونے سے پہلے اس میں دوسرا عقد کرنا ناجائز ہے۔

ہاں اگر مشتری بائع کے علاوہ کسی تیسرے آدمی کو فروخت کرے تو اس صورت میں کم ہو یا زیادہ جس قیمت پر بھی چاہے فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

فروخت شدہ زمین کے درختوں کا حکم

''درخت زمین کے تابع ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۴/۳)

فروخت کردوں گا

بائع اور دکاندار کے پاس چیز موجود ہے یا موجود نہیں ہے اور وہ مثلاً یکم رمضان کو خریدار سے کہتا ہے کہ فلاں چیز میں آپ کو ۱۵ رمضان کو ایک ہزار روپے میں فروخت کردوں گا، اور خریدار بائع یا دکاندار کو ایک ہزار روپے پیشگی دے دے، پھر ۱۵ رمضان کو بائع یا دکاندار وہی چیز خریدار کو کچھ کہے بغیر حوالہ کردے، اور خریدار بھی اسے لے کر چلا جائے تو یہ بیع تعاطی ہو جائے گی، اور خریدار نے ایک ہزار روپے

---

(۱) وفسد (شراء ما باع بنفسه أو بوكيله) من الذى اشتراه ولو حكما كوارثه (بالأقل) من قدر الثمن الأول (قبل نقد) كل (الثمن) الأول، صورته: باع شيئاً بعشرة ولم يقبض الثمن ثم شراه بخمسة لم يجز وان رخص السعر، (قوله: بنفسه أو بوكيله)... قال فى البحر: وأطلق فيما باع فشمل ما باع بنفسه أو وكيله... فأفاد أنه لو باع شيئا إصالة بنفسه أو وكيله، أو وكالة عن غيره ليس له شراءه بالأقل لا لنفسه ولا لغيره (قوله: من الذى اشتراه) متعلق بشراء، وخرج به مالو باعه المشترى لرجل أو وهبه له أوصى له به ثم اشتراه البائع الأول من ذلك الرجل فانه يجوز؛ لأن اختلاف سبب الملك كاختلاف العين، (شامى: (۷۲/۵، ۷۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى التداوى بلبن البنت، ط: سعيد)

شراء ما باع بأقل مما باع من الّذى اشتراه أو من وارثه قبل نقد الثمن لنفسه أو لغيره... فاسد عندنا۔ (خلاصة الفتاوى: (۴۱/۳) كتاب البيوع، الفصل الرابع فى البيع الفاسد وأحكامه، ط: رشيديه۔

الهندية: (۱۳۴/۳) كتاب البيوع، الباب العاشر: فى الشروط التى تفسد البيع والتى لا تفسده، ط: رشيديه)

جو پیشگی دیئے تھے وہ اس چیز کی قیمت کے عوض میں ہو جائیں گے، البتہ ۱۵ رمضان سے پہلے یہ ایک ہزار روپے امانت یا قرض شمار ہوں گے، لیکن اگر یکم رمضان کو، بائع / دکان دار اور خریدار کے درمیان جو بات ہوئی وہ بیع کے طور پر ہو، بیع کا وعدہ نہ ہو تو یہ بیع جائز نہیں ہوگی۔[1]

فروخت کردہ سامان میں فریب سے کام لینا

''اصلی کہہ کر جعلی چیز دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۶/۱)

فروخت کرنے کے لئے چیز کسی کو دے کر یہ کہنا کہ اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا

''قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۷/۵)

فروخت کرنے والوں کی تنخواہ

''ملازم کی تنخواہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۹/۶)

---

(۱) (وأما الفعل فالتعاطی) وهو التناول۔قاموس (فی خسیس ونفیس)... (ولو) التعاطی (من أحد الجانبین علی الأصح) فتح وبه یفتی، فیض... (الدر مع الرد؛(۵۱۳/۴، ۵۱۴)، کتاب البیوع، مطلب البیع بالتعاطی، ط:سعید۔

وبطل... بیع مالیس فی ملکه) لبطلان بیع المعدوم... (قوله:وبیع مالیس فی ملکه) فیه أنه یشمل بیع ملک الغیر لو کالة أو بدونها مع أن الأول صحیح نافذ، والثانی صحیح موقوف، وقد یجاب بأن المراد بیع ما سیملکه قبل ملکه، ثم رأیته کذلک فی الفتح فی أول فصل بیع الفضولی، وذکر أن سبب النهی فی الحدیث ذلک۔(الدر مع الرد:(۵۸/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید۔)

البحر الرائق:(۷۳/۶)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید۔

وایضا فیه:(۲۶۰/۵، و ۲۶۹) کتاب البیع، ط:سعید۔

تبیین الحقائق:(۲۷۹/۴)، کتاب البیوع، ط:دار الکتب العلمیه، أشرفیه کوئٹه۔

فروخت کی جانے والی چیز بیع کے وقت بائع کی ملکیت ہو

”مبیع بائع کی ملکیت ہو“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۲/۶)

فروخت میں آسانی کرنا

اللہ تعالیٰ خرید و فروخت اور فیصلہ کرنے میں آسانی کرنے کو پسند کرتا ہے ایک حدیث میں نرمی کے متعلق فرمایا: {ان اللہ رفیق یحب الرفق} یعنی اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے ہیں اور نرمی کو پسند کرتے ہیں۔ [۱]

اس لئے دکاندار کو چاہیے کہ گاہکوں کے ساتھ سامان فروخت کرنے میں آسانی کریں اور تجارت اور فروخت سے متعلق فیصلہ کرنے میں لوگوں کے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں اور اگر گاہک غریب ہے، پوری قیمت ادا کرنا اس کے لئے مشکل ہے تو قیمت میں اس کے ساتھ رعایت کرکے آسانی کریں، اور اگر کم قیمت میں مطلوبہ چیز دی جائے تو اور بھی زیادہ بہتر ہے اور اگر خریدار غریب یا مقروض یا مجبور ہے، اور ادھار مال خریدا ہے تو اس سے قیمت کے مطالبہ کرنے میں نرمی اور آسانی کا معاملہ کریں، اور اگر خریدار بہت ہی زیادہ مجبور ہے تو قیمت کو معاف کردینا چاہیے، صدقہ کا ثواب ملے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ ”جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی

---

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: استأذن رهط من اليهود على النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا: السام عليكم، فقلت بل عليكم السام واللعنة، فقال: يا عائشة! ان اللہ رفيق يحب الرفق في الأمر كله، قلت: أولم تسمع ما قالوا؟ قال: قد قلت: وعليكم وفي رواية عليكم ولم يذكروا الواو، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۳۹۸)، باب السلام، الفصل الأول، ط: قديمی۔
صحيح البخاری: (۱۹۳۱/۲)، رقم الحديث: ۶۹۲۷، كتاب استابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: اذا عرض الذمی وغيره بسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... ط: الطاف اینڈ سنز کراچی۔
صحيح المسلم: (۳۲۲/۲)، كتاب البر والصلة، باب فضل الرفق، ط: قديمی۔

تکلیف سے نجات دے اسے چاہیے کہ وہ کسی تنگ دست کا بوجھ ہلکا کرے یا اس کی تکلیف دور کرے۔ (۱)

فروخت ہونے والی چیز کے لئے شرائط

فروخت ہونے والی چیز کو "مبیع" اور "بیع کا محل" بھی کہتے ہیں، اور کسی بھی چیز پر بیع کا عقد صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ضروری ہیں، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی، اور وہ شرائط یہ ہیں:

① مال متقوم (چیز کا قیمت والا ہونا) یعنی فروخت ہونے والی چیز کا خود اپنی ذات کے اعتبار سے قیمت والی ہونا ضروری ہے، اور وہ چیز ملکیت میں آسکے اور اس کو اختیار اور آزادی کے ساتھ کام میں لایا جاسکے، اسی بناء پر اس جائز مال کی تجارت جائز نہیں جو ابھی تک ملکیت میں نہیں آیا ہے، مثلاً اس پیٹرول کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں جو ابھی تک کنوؤں میں ہی ہے، نکالا نہیں گیا۔

② اس چیز سے شریعت کی رو سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہو (قابل انتفاع ہو) یعنی اس چیز سے نفع اٹھانے کو شریعت نے جائز قرار دیا ہو، اور جس چیز میں کوئی

---

(۱) عن أبی قتادة قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من سرّه أن ینجیه الله من کرب یوم القیامة فلینفس عن معسر أو یضع عنه۔ رواه مسلم (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۵۱)، باب الافلاس والانظار، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۱۸/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل انظار المعسر... ط: قدیمی۔

(قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من سره) أی أحبه وأعجبه (أن ینجیه الله)... أی یلخصه (من کرب یوم القیامة)... (فلینفس)... أی فلیؤخر مطالبته (عن معسر) أی الی مدة یجد مالاً فیها، (أو یضع) بالجزم أی یحط ویترک (عنه) أی عن المعسر کله أو بعضه (فائدة) الفرض أفضل من النفل بسبعین درجة الا فی مسائل: الأولی ابراء المعسر مندوب هو أفضل من انظاره الواجب، ... وروی أحمد وابن ماجه والحاکم عن بریدة مرفوعاً بلفظ: "من أنظر معسراً فله بکل یوم مثله صدقة قبل أن یحل الدین، فاذا حل الدین فأنظره فله بکل یوم مثلاه صدقة۔" (مرقاة المصابیح: (۱۰۳/۶)، رقم الحدیث: ۲۹۰۳، کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الأول، ط: رشیدیه)

نفع ہی نہیں ہے، اس کا بیچنا جائز نہیں ہے، جیسے کیڑے مکوڑے اور حشرات وغیرہ۔

⑮ حرام اشیاء نہ ہوں، واضح رہے کہ حرام اشیاء کی تجارت بھی حرام ہے، مثلاً خنزیر، شراب، فحش فلموں کی ریل، سی ڈیز اور گانوں کی ریل وغیرہ، ان چیزوں کی تجارت بھی جائز نہیں اور منافع بھی حلال نہیں، لہٰذا اگر شراب کی خرید وفروخت کا معاملہ طے پایا تو یہ عقد باطل ہوگا۔

⑯ سامان سپرد کرنے کی قدرت ہو، یعنی سامان فروخت کرنے والا سامان کو فروخت کرنے کے بعد سپرد کرنے کے قابل ہو، ورنہ جھگڑے کا باعث بنے گا، اور خریدار کا نقصان ہوگا، لہٰذا اگر کوئی گاڑی دشمن کے قبضہ میں ہو یا ایسے سامان کو فروخت کرنا جس کو بائع (سیلر) آگے سپرد کرنے پر قادر نہ ہو، یا ایسی زمین جو دشمنوں کے قبضے میں ہو، اور اس پر مکان تعمیر کر لئے گئے ہوں تو ان اشیاء کو قبضہ چھڑائے بغیر آگے فروخت کرنا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ بائع کو سپرد کرنے پر قدرت حاصل نہیں۔

برقی تجارت میں قیمت اور سامان کی ادائیگی کو یقینی بنانا ضروری ہے، اور متعلقہ گارنٹی اور ضمانت کے تمام اسباب کو بھی اختیار کرنا ضروری ہے۔ (۱)

---

(۱) وأما شرائط المعقود عليه فأن يكون موجوداً، مالاً متقوماً، مملوكاً في نفسه، وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم، كنتاج النتاج والحمل واللبن في الضرع والثمر والزرع قبل الظهور،... ولم ينعقد بيع ماليس بمال متقوم كبيع الحر والمدبر المطلق وام الولد والمكاتب... والميتة والدم... ولم ينعقد بيع النحل ودود القز الا تبعاً... وكذا بيع آلات الملاهي عندهما... وخرج بالمملوك بيع مالا يملكه، فلم ينعقد بيع الكلا ولو في أرض مملوكة له والماء في نهره أو في بئره... وخرج بقولنا وأن يكون ملكا للبائع، ماليس كذلك فلم ينعقد بيع ماليس بمملوك له وان ملكه بعده الا السلم... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵، ۲۶۰)، كتاب البيع، ط: سعيد)

☜ بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵ـ ۱۴۰)، كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع الى المعقود عليه، ط: سعيد

☜ يشترط في المعقود عليه ثمنا كان أو مثمنا شروط: منها أن يكون طاهراً فلا يصح أن يكون النجس=

فریٹ اون بورڈ

''الیف،او،بی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۷۷)

فری سروس (Free Service)

''گارنٹی پر اشیاء فروخت کرنے سے بیع فاسد نہیں ہوگی'' اور ''گارنٹی دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۳۸۳) (۵/۳۸۴)

فسخ بیع کا اختیار

اگر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان آپس میں رضا مندی سے یہ بات طے ہوگئی کہ اگر مشتری فلاں مہینے کی فلاں تاریخ تک قیمت ادا نہیں کرے گا تو بائع کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا تو اس صورت میں اگر مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی تو بائع کو بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا، اس کو

= مبيعاً ولا ثمناً، فاذا باع شيئاً نجساً أو متنجساً لا يمكن تطهيره فان بيعه لا ينعقد (الحنفية: قالوا: يجوز بيع الدهن المتنجس والانتفاع به في غير الأكل ...)... ومنها أن يكون منتفعا به انتفاعاً شرعياً فلا ينعقد بيع الحشرات التي لا نفع فيها، ومنها أن يكون المبيع مملوكا للبائع حال البيع فلا ينعقد بيع ماليس مملوكا الا في السلم... ومنها أن يكون مقدوراً على تسليمه... ومنها أن يكون المبيع معلوماً والثمن معلوماً علماً يمنع من المنازعة... ومنها أن يكون العقد مؤقتاً كأن يقول له: بعتك هذا البعير بكذا المدة سنة... الحنفية قالوا:... النوع الثالث يتعلق بالمبيع، وهو خمسة شروط: الأول: أن يكون المبيع موجوداً فلا ينعقد بيع المعدوم ولا بيع ما هو في حكم المعدوم كبيع الحمل، الشرط الثاني: أن يكون مما يتعلق به الملك فلا ينعقد بيع العشب المباح ولو بنت في أرض مملوكة، الشرط الثالث: أن يكون مملوكا للبائع اذا كان يريد أن يبيعه لنفسه... فلا ينعقد بيع ماليس بمملوك ولو ملكه بعد البيع الا في السلم... الشرط الرابع: أن يكون المبيع مالا متقوماً شرعاً فلا ينعقد بيع الخمر ونحوه من كل ما لا يباح الانتفاع به شرعاً... الشرط الخامس: أن يكون البائع قادراً على تسليمه في الحال أو قريباً من الحال. (الفقه على المذاهب الاربعة: (۲/۳۰۲،۵۰۰) كتاب أحكام البيع وما يتعلق به، الركن الثالث: المعقود عليه، ط: دار الغد الجديد۔

خیار نقد کہتے ہیں۔ (۱)

فسخ جبری ہے

''جبری فسخ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۹/۳)

فسخ کرنا شرکت کو

''شرکت کو فسخ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۵/۴)

فصل خریدنا پکنے تک کی شرط لگا کر

''پکنے تک کی شرط لگا کر فصل خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۶/۲)

فصل کی کٹائی سے پہلے سودا کرنا

فصل کی کٹائی سے پہلے اجناس وغیرہ کا سودا کر لینا جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ (۲)

---

(۱) عن عمرو بن عوف المزني رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الصلح جائز بين المسلمين الا صلحا حرم حلالاً أو أحل حراماً والمسلمون على شروطهم الا شرطاً حرم حلاله، أو أحل حراماً. (سنن الترمذي: (۲۵۱/۱) ابواب الأحكام، باب ماذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم في الصلح بين الناس، ط: قديمي)۔

سنن ابي داود: (۱۶۰/۲)، كتاب القضاء باب في الصلح، ط: رحمانيه)۔

عن سليمان ابن البرصاء قال: بايعت ابن عمر، فقال لي: ان جاءتنا نفقتنا إلى ثلاث ليال، فالبيع بيننا، وان لم تأتنا نفقتنا إلى ذلك فلا بيع بيننا وبينك ولك سلعتك. (إعلاء السنن: (۴۹/۱۴)، كتاب البيوع، باب خيار الشرط ونفي خيار الغبن، ط: ادارة القرآن)۔

ولو باع مطلقاً عنها، اي عن هذه الآجال، ثم اجل الثمن... اليها صلح التأجيل. (الدر مع الرد: (۸۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط: سعيد)۔

صرح علمائنا بأنها لو ذكرا البيع بلا شرط، ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع ولزم الوفاء بالوعد. (الدر مع الرد: (۸۴/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

(۲) ولو باع قفيزاً من هذه الصبرة أو عشرة دراهم من هذه النقرة جاز لأنه لا يتضرر بالفصل والتميز، =

فضا کی خرید وفروخت کرنا

• ''حق تعلی کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۸/۳)

فضلۂ انسانی کی بیع

''انسانی فضلہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۵/۱)

فضول

''فضول'' وہ ہے جو زینت اور مباح کے دائرہ سے بھی آگے ہو۔

اس کا حکم ظاہر ہے کہ اس کے لئے احکام میں کوئی رعایت نہیں بلکہ صحیح احادیث میں اس کی مخالفت وارد ہوئی ہے۔ (۱)

=وكذا لو باع القوائم على رؤس الأشجار... أو الزرع أو البقول القائمة قبل الجذانة يجوز لأنه يمكن تسليم هذه الأشياء من غير ضرر۔ (بدائع الصنائع: (۱۶۸/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۵۵۸/۴، ۵۵۹)، كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع مقصوداً، ط: سعيد.

البزازية على هامش الهندية: (۳۷۷/۴)، كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

(۱) وفي الأشباه عن فتح القدير: هاهنا خمسة مراتب: ضرورة، وحاجة ومنفعة، وزينة وفضول... والزينة كالمشتهي بحلوى، والسكر، والفضول: التوسع بأكل الحرام والشبهة انتهى۔ (أوجز المسالك: (۱۵۱/۱۰) كتاب الصيد، ماجاء في من يضطر الى الميتة، ط: دار القلم دمشق)

غمز عيون الأبصار: (۲۷۷/۱) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، الثانية، ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية۔

وعن معاذ بن جبل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث به الى اليمن قال: اياك والتنعم فان عباد الله ليسوا بالمتنعمين۔ رواه أحمد۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۴۹) كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم، ط: قديمی)

قال: اياك والتنعم) وهو المبالغة في تحصيل قضاء الشهوات على وجه التكلف في البغية بتكثير النعمة والحرص على النهمة (فان عباد الله ليسوا بالمتنعمين) بل التنعم مختص بالكافرين والفاجرين والغافلين والجاهلين۔ (مرقاة المصابيح: (۳۳۸/۹) كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم، ط: رشيديه جديد)

فُضولی

فضولی: اس آدمی کو کہتے ہیں جو دوسرے کے لئے تصرف کرتا ہے اپنی ذات کے لئے نہیں مثلاً زید، عمرو کی چیز عمرو کے لئے فروخت کرتا ہے، یا زید عمرو کے لئے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرید لیتا ہے تو زید کو فضولی کہا جائے گا، اور فضولی کا تصرف مالک کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، اگر وہ اجازت دے دے تو نافذ ہوجاتا ہے ورنہ باطل ہوجاتا ہے۔ مثلاً فضولی نے بیع کی تو مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی، اگر وہ اجازت دے دے تو بیع نافذ ہوجائے گی ورنہ باطل ہوجائے گی۔[1]

فضولی کی بیع اور غیر مملوک کی بیع میں فرق ہے

''غیر مملوک کی بیع اور فضولی کی بیع میں فرق ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فقیر سے مال خریدنا

''بھیک کا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۶/۲)

فکس پرائز شاپ

شروع میں قیمتیں زیادہ بتا کر بعد میں کم لینے کا رواج غلط ہے، ایک دام بتانا

---

(۱) الفضولي... وهو من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة... وصفته أنه عقد صحيح غير نافذ، والأصل أن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيز انعقد موقوفاً على الإجازة. (البحر الرائق: (۲۴۲/۳) كتاب النكاح، فصل في الكفاءة، ط: رشيديه.

ثم قيل لمن يشتغل بما لا يعنيه فضولي، وهو في اصطلاح الفقهاء من ليس بوكيل... وقيل: الفضولي من يتصرف في حق الغير بلا إذن شرعي كالأجنبي يزوج أو يبيع... ومن باع ملك غيره فللمالك أن يفسخه ويجيزه... يعني أنه صحيح موقوف على الإجازة. (البحر الرائق: (۲۴۵/۶) كتاب البيع، باب الاستحقاق، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه)

حاشية الشلبي على التبيين: (۱۰۳/۴) كتاب البيوع، باب الاستحقاق، ط: امداديه.

چاہئے اس صورت میں گاہک بھی تنگ نہیں کریں گے، اور وقت بھی ضائع نہیں ہو
جیسا کہ ''فکس پرائز شاپ'' اور ''سپر مارکیٹ'' میں ہوتا ہے، نہ بارگننگ ہے، نہ
وقت کا ضیاع ہے، حالانکہ سیل بھی زیادہ ہے اور نفع بھی کم نہیں ہے۔

بعض دکاندار اس غلط طریقہ کو رواج دینے میں برابر کے شریک ہیں
خریدار یہ سمجھتا ہے کہ دکاندار مناسب قیمت سے زیادہ لگاتے ہیں اس لئے خریدار
قیمت کم کراتے ہیں، اگر بعض دکانداروں کی یہ عادت نہ ہو تو خریدار بھی ایسے
بارگیننگ نہیں کریں گے۔[1]

مزید ''واحد کلام'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۶)

فلانی چیز ہم کو دیدو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا

کسی نے خریدتے وقت یوں کہا کہ فلانی چیز ہم کو دے دو، جب پیسے
آئیں گے تب دام لے لینا یا یوں کہا جب میرا بڑا بھائی آئیگا تب دے دوں گا، یا
یوں کہا جب کھیتی کٹے گی تب دے دوں گا، یا دکاندار نے اس طرح کہا کہ تم لے لو،

---

(١) عن قيلة أم بني أنمار قالت: جاء النبي صلى الله عليه وسلم إلى المروة ليحل في عمرة من عمره، فجئت أتو كأعلى عصاه حتى جلست إليه فقلت يا رسول الله إني امرأة أبيع وأشتري، فربما أردت أن أشتري السلعة، فأعطى بها أقل مما أريد أن آخذها به ثم زدت ثم زدت حتى آخذها بالذي أريد أن آخذها به، وربما أردت أن أبيع السعة فاستمت بها أكثر مما أريد أن أبيعها به ثم نقصت حتى أبيعها بالذي أريد أن أبيعها به. فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تفعلي هكذا يا قيلة ولكن إذا أردت أتشتري شيئاً فأعطى به الذي تريدين أن تأخذيه به أعطيت أو منعت، وإذا أردت أن تبيعي شيئاً فاستامي الذي تريدين أن تبيعه به أعطيت أو منعت. (التراتيب الإدارية: (٧٧/٢) القسم التاسع، الباب الأول، النسوة التاجرات، ط: دار الأرقم)

الطبقات الكبرى لابن سعد: (٢٣٩/٨، ٢٤٠) تسمية غرائب نساء العرب المسلمات المهاجرات المبايعات، قيلة أم بني أنمار، ط: دار الكتب العلمية.

المعجم الكبير للطبراني: (١٣/٢٥) باب القاف، قيلة أم بني أنمار، ط: مكتبة ابن تيمية.

سنن ابن ماجه: (ص: ١٥٩) أبواب التجارات، باب السوم، ط: قديمي.

جب دل چاہے دام دے دینا یہ بیع فاسد ہوگئی، بلکہ کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہیے، اور اگر خرید کر ایسی بات کہہ دی تو بیع ہوگئی، اور بیچنے والے کو اختیار ہے کہ ابھی دام مانگ لے یا بعد میں، لیکن صرف کھیتی کٹنے کے مسئلے میں کھیتی کٹنے سے پہلے نہیں مانگ سکتے۔ (۱)

فلاں کو دکھا دو جو قیمت وہ کہیں وہ لے لینا

''قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۵)

فلم

☆ اگر ''فلم'' جاندار کی تصویروں پر مشتمل ہے، یا اس کے ذریعہ غیر اخلاقی باتوں کی تشہیر کی جاتی ہے تو اس کا دیکھنا حرام ہے، اور اس کا بنانا اس سے بھی بڑھ کر حرام ہے، اسی طرح اس کو دکھانا اور اس کو اپنے لئے معاش کا ذریعہ بنانا سنگین ترین گناہ ہے، کیونکہ یہ نہ صرف برائی ہے بلکہ برائی کی طرف دعوت دینا بھی ہے، اور برائی کی طرف دعوت دینا شیطانی کام ہے، اور یہ ناجائز اور حرام ہے، اور اس کے

---

(۱) (ولا البیع) بثمن مؤجل (الی النیروز) هو أول من الربیع تحل فیه الشمس برج العمل... (والمهرجان)... ولا (الی قدوم الحاج والحصاد) للزرع (والدیاس) للحب (والقطاف) للعنب لأنها تتقدم وتتأخر، (ولو باع مطلقا عنها) عن هذه الآجال، (ثم أجل الثمن) الدین..... (الیها صح) التأجیل (کمالو کفل الی هذه الأوقات) لأن الجهالة الیسیرة متحملة فی الدین والکفالة لا الفاحشة (أو أسقط) المشتری الاجل) فی الصور المذکورة (قبل حلوله) وقبل فسخه، (و) قبل (الافتراق) حتی لو تفرقا قبل الاسقاط تأکد الفساد، ولا ینقلب جائزاً اتفاقاً، ابن کمال وابن ملک؛ کجهالة فاحشة، کهبوب الریح ومجیء مطر فلا ینقلب جائزاً، وان أبطل الأجل، عینی۔ (الدر مع الرد: (۸۱/۵، ۸۲، ۸۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

فتح القدیر مع الکفایة: (۳۱۵/۶، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۸۸/۶، ۸۹)، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

ذریعہ حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔[١]

☆ جاندار کی تصویر والی فلم کی تجارت ناجائز اور حرام ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے۔[٢]

فل مارجن (FUll Margin)

اگر درآمد کنندہ ''ایل سی'' کھلواتے وقت ہی بینک کو پوری رقم کی ادائیگی کردیتا ہے اس کو تاجروں کی زبان میں ''فل مارجن'' پر ''ایل سی'' کھلوانا کہتے ہیں۔

فلموں کی سی ڈیز

''گانوں کی کیسٹیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٩٦/٥)

فلموں کی کیسٹیں

''گانوں کی کیسٹیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٩٦/٥)

(١، ٢) وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الاجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى... (شامي: (٦٤٧/١)، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد۔

🗀 شرح مسلم للنووي: (١٩٩/٢)، كتاب اللباس والزينة، باب تصوير صورة الحيوان، ط: قديمي۔

🗀 "ان الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة، والله يعلم وانتم لاتعلمون۔" (النور: الآية: ١٩)

🗀 "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شديد العقاب" (المائدة: الآية: ٢)

🗀 "الاعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها، معصية وفساد في الأرض..." (حجة الله البالغة: (١٠٩/٢)، البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه۔

🗀 عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان الله تعالى اذا حرم شيئاً حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطني: (٣٨٨/٣)، رقم الحديث: ٢٨١٥، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

🗀 اعلاء السنن: (١١٣/١٤) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، ط: ادارة القرآن۔

فلور مل کو گندم دے کر آٹا لینا

بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ فلور مل والوں کو گندم دے دیتے ہیں، پھر گندم کا وزن جتنا ہوتا ہے اُتنے وزن کا آٹا ضرورت کے مطابق فلور مل والوں سے اٹھاتے رہتے ہیں، اور اس میں جو گندم مل والوں کو دی گئی ہے، وہی گندم پیس کر ان کو آٹا دینے کی شرط بھی نہیں ہوتی، بلکہ مل والے یہ گندم تو پیس کر فروخت کر دیتے ہیں، اور گندم جمع کروانے والوں کو ان کی ضرورت کے مطابق دوسری گندم سے آٹا دیتے رہتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ یہ قرض بھی نہیں، اجارہ بھی نہیں، اور بیع بھی نہیں، قرض میں مثل لوٹائی جاتی ہے، بدل کر لینے کی شرط رکھنا درست نہیں، اور اجارہ میں اجیر کی طرف سے صرف عمل ہوتا ہے، چیز میں تبدیلی نہیں کر سکتا، اور گندم کی بیع آٹے کے عوض جائز نہیں ہے۔

البتہ جائز ہونے کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں:

☆ مل والوں کو گندم قرض کے طور پر دے کر آٹا نہ لیا جائے بلکہ ضرورت کے مطابق ویسے ہی گندم لے کر پسوا لیں۔

❷ یا گندم قرض نہ دی جائے بلکہ گندم پسوا کر آٹا قرض دے دیا جائے، پھر ضرورت کے مطابق اپنے قرض دیئے ہوئے آٹے کے بدلے آٹا لیتے رہیں۔

❸ یا گندم مل والوں کو فروخت کر کے اس کی قیمت کے بدلے آٹا خریدتے رہیں۔

❹ یا گندم قرض نہ دیں بلکہ پسوا کر مل میں امانت کے طور پر رکھ دیں، اور حسب ضرورت اس سے لیتے رہیں۔ (1)

(1) ولا يجوز (بيع البر بدقيق أو سويق) هو المجروش ولا بيع دقيق بسويق (مطلقاً) ولو متساويا لعدم التسوي فيحرم لشبهة الربا... وأما بيع الدقيق بالدقيق متساويا كيلاً اذا كانا مكبوسين فجائز اتفاقاً، ابن ملك، كبيع سويق بسويق... (الدر مع الرد: (١٨٣/٥)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد =

فلوس

☆سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات سے بنے ہوئے سکوں کو ''فلوس'' کہتے ہیں۔ (١)

☆معمولی اشیاء کے لین دین میں سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں مثلاً تانبے، پیتل وغیرہ سے بنے سکے استعمال ہوتے تھے، ان کو''فلوس'' کہتے ہیں۔ (٢)

حدیث شریف میں دیوالیہ آدمی کے بارے میں ''المفلس'' کا لفظ آیا

= الهداية: (٣/٨٣، ٨٤)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (٦/١٣٥)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

(هو) لغة : ماتعطيه لتتقاضاه، وشرعاً: ما تعطيه من مثلي لتتقاضاه ، وهو أخصر من قوله: (عقد مخصوص) أي بلفظ القرض ونحوه (يرد على دفع مال) . . . مثلي) خرج القيمي (لآخر ليرد مثله)... (وصح) القرض (في مثلي) هو كل ما يضمن بالمثل عند الاستهلاك (لا في غيره) من القيميات. (الدر مع الرد: (٥/١٦١)، كتاب البيوع، فصل في القرض، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسي: (٢/٣٣٧)، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، احكام الربا، ط: رشيديه۔

هي بيع منفعة معلومة بأجرة معلومة. . . (البحر الرائق: (٨/٢)، كتاب الاجارة، ط: سعيد۔

(١) الفلوس جمع فلس، وتطلق الفلوس ويراد بها ماضرب من المعادن من غير الذهب، والفضة وصارت عرفاً في التعامل وثمناً باصطلاح الناس. (الموسوعة الفقهية: (٢٠/٢٤٨) حرف الدال، دراهم، الفلوس، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

الفلوس: العملة المتخذة من غير الذهب والفضة. كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (٢/٢٧٩) كتاب البيع، مباحث السلم، أركان السلم وشروطه، ط: دار حياء التراث العربي)

(٢) الفلوس جمع فلس، وتطلق الفلوس ويراد بها ماضرب من غير الذهب والفضة وصارت عرفاً في التعامل وثمناً باصطلاح الناس. (الموسوعة الفقهية: (٢٠/٢٤٨) حرف الدال، دراهم، الفلوس، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت)

بدائع الصنائع: (٥/٢٣٦) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (٤/١٣٢) كتاب الصرف، ط: امداديه ملتان.

ہے۔(۱)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

شرعی معنوں میں مفلس وہ شخص ہے جس کے قرضے اس کے پاس موجود مال سے زیادہ ہوجائیں اسے مفلس اس لئے کہا جاتا ہے کہ پہلے درہم و دینار کا مالک تھا لیکن اب فلوس پر آگیا ہے، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ شخص معمولی مال (فلوس) کا مالک رہ گیا ہے۔

یا ایسے شخص کو مفلس اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کو فلوس جیسی معمولی چیز میں ہی تصرف کا حق ہوتا ہے کیونکہ وہ فلوس کے ذریعے معمولی اشیاء کا لین دین ہی کرسکتا ہے۔(۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں ''فلوس'' کا تذکرہ موجود ہے۔

''فأمرها ان تشتری به فلوسا''(۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من وجد متاعة عند مفلس بعينه، فهو أحق به. (مسند أحمد (١٤/٣٣٦) رقم الحديث: ٨٥٦٦، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

مجمع الزوائد: (٤/١٤٤) رقم الحديث: ٦٧٧٩، كتاب البيوع، باب فيمن وجد متاعه عند مفلس، ط: مكتبة القدس، القاهرة.

كنز العمال: (٤/٢٧٨) رقم الحديث: ١٠٤٧٩، حرف التاء، كتاب التفليس من قسم الأقوال، ط: مؤسسة الرسالة.

(٢) المفلس شرعاً من تزيد ديونه على موجوده، سمي مفلساً؛ لأنه صار ذا فلوس بعد أن كان ذا دراهم ودنانير إشارة إلى أنه صار لا يملك إلا أدني الأموال وهي الفلوس، أو سمي بذلك لأنه يمنع التصرف إلا في الشيء التافه كالفلوس لأنهم ما كانوا يتعاملون بها إلا في الأشياء الحقيرة. (فتح الباري: (٥/٦٢) كتاب الاستقراض، باب لصاحب الحق مقال، ط: دار المعرفة)

(٣) مسند أحمد (٣٥/٤٢٠) رقم الحديث: ٢١٥٢٨، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة.

مجمع الزوائد: (١٠/٢٤٠) رقم الحديث: ١٧٧٦٢، كتاب الزهد، باب في الانفاق والإمساك، ط: مكتبة القدس، القاهرة. =

انہوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اس کے بدلے "فلوس" خرید لو۔
پھر مختلف اسباب کی بنا پر آہستہ آہستہ دینار درہم کا روج ختم ہو گیا اور ان کی جگہ کرنسی نوٹوں نے لے لی، آج پوری دنیا میں کرنسی نوٹوں کا رواج ہے کیونکہ یہ آسان ترین مبادلہ کا ذریعہ ہے۔

فلوس میں بیع سلم

موجودہ دور میں کسی چیز کی ثمنیت حکومتی قانون کی رو سے عمل میں آتی ہے، اور حکومتی اعلان سے ثمنیت ختم ہو جاتی ہے، عوام کا اس بارے میں کسی قسم کا عمل دخل نہیں، اگر عوام کسی چیز کے بارے میں ثمن ہونے کا اتفاق کر لیں تو وہ ثمن نہیں ہوگا جب تک کہ حکومت کسی چیز کے بارے میں ثمن ہونے کا اعلان نہ کرے، اور اگر حکومت کسی چیز کے بارے میں ثمن ہونے کا اعلان کرے اور عوام اس چیز کے بارے میں ثمن نہ ہونے کا اتفاق کر لیں تب بھی اس کی ثمنیت باطل نہیں ہوگی، البتہ سابقہ زمانہ میں ایسا نہیں تھا، بلکہ عوام کے اتفاق سے ثمن بن جاتا تھا اور عوام کے اتفاق سے ثمن ہونا ختم ہو جاتا تھا، اس بارے میں حکومت کا کوئی قانون نہیں تھا، اس لئے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فلوس میں بیع سلم جائز ہونا منقول ہے، یعنی فلوس میں بیع سلم کرتے وقت اس کی ثمنیت کو باطل کرتے پھر بیع سلم کرتے، اور امام محمدؒ کے نزدیک فلوس میں بیع سلم جائز نہیں ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے، کیونکہ اس دور سے آج تک فلوس حکومت کے اعلان سے ثمن بنتے ہیں، اور حکومت کے اعلان سے ان کی ثمنیت ختم ہوتی ہے، اور عوام کا اس بارے میں کوئی عمل دخل نہیں ہے، اس لئے موجودہ دور میں فلوس میں بیع سلم صحیح نہیں ہے، اور فلوس کو فلوس کے عوض میں یا روپیہ یا سونا یا چاندی کے عوض میں ادھار خرید و فروخت کرنا بھی جائز

= المسند الجامع: (۱۶/۱۲۳) رقم الحديث: ۱۲۲۸۱، حرف الذال، أبو ذر الغفاري، ط: دار الجيل.

نہیں ہے۔ (۱)

(۱) وأما السلم فی الفلوس عددا فجائز عند أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما الله تعالیٰ، وعند محمد رحمه الله لایجوز، بناء علی أن الفلوس أثمان عنده، فلایجوز السلم فیها کما لایجوز السلم فی الدراهم والدنانیر، وعندهما ثمنیتهما لیست بلازمة، بل تحتمل الزوال؛ لأنها تثبت بالاصطلاح، فتزول بالاصطلاح، وإقدام العاقدین علی عقد السلم فیها مع علمها انه لا صحة للسلم فی الأثمان اتفاق منهما علی إخراجهما عن صفة الثمنیة، فتبطل ثمنیتها فی حق العاقدین سابقا علی العقد، وتصیر سلعا عددیة، فیصح السلم فیها کما فی سائر السلع العددیة۔ (بدائع الصنائع: (۲۰۸/۵) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع الی المسلم فیه، ط:سعید۔ و: (۱۲۷/۷) کتاب البیوع، فصل: وأما الذی یرجع إلی المسلم فیه، ط:دار الکتب العلمیة بیروت۔

قال محمد رحمه الله تعالیٰ فی "الجامع الصغیر" ویجوز السلم فی الفلوس عددًا، ذکر المسئلة مطلقًا من غیر ذکر خلاف، فمن مشائخنا من قال: ان جواز السلم فی الفلوس قولهما؛ لأن ثمنیة الفلوس عندهما قابلة للبطلان؛ لأنّ الفلوس انّما صار ثمنا باصطلاح النّاس والا فهی سلعة فی الأصل، ومایثبت باصطلاح الناس یبطل باصطلاحهم علی خلافه، فإذا أقدما علی السلم فیهما، والسلم لایجوز الا فی المثمن، تضمن ذلک إبطالاً لإصطلاح الأوّل، فعادت سلعة، فیجوز السلم فیها أما علی قول محمد رحمه الله: ینبغی أن لا یجوز، لأنه یعتبر الفلوس ثمنا حتی لا یجوز بیع فلس بفلسین والسلم فی الأثمان لا یجوز (المحیط البرهانی: (۲۸۸/۱۰)، کتاب البیع، الفصل الثانی والعشرون: فی السلم، ط:ادارة القرآن)

المبسوط للسرخسی: (۱۳۶/۱۲) کتاب البیوع، ط:دار المعرفة۔

(الفلس) لأنه عددی یمکن ضبطه، فیصح السلم فیه... وظاهر الروایة عن الکل الجواز۔ (البحر الرائق: (۱۵۶/۶) کتاب البیع، باب السلم، ط:سعید)

(قوله: وکذا فی الفلوس عددًا) أی یجوز السلم فی الفلوس عددا، هکذا ذکره محمد رحمه الله تعالیٰ فی الجامع من غیر ذکر خلاف، فکان هذا ظاهر الروایة عنه۔ (فتح القدیر: (۷۱/۷) کتاب البیوع، باب السلم، ط:رشیدیه)

(قوله: وفلس)... قیل: وفیه خلاف محمد لمنعه بیع الفلس بالفلسین الا ان ظاهر الروایة عنه کقولهما۔ (شامی: (۲۱۰/۵) کتاب البیوع، باب السلم، ط:سعید)

النهر الفائق: (۴۹۸/۳) کتاب البیوع، باب السلم، ط:امدادیه ملتان۔

مجمع الانهر: (۱۳۹/۳) کتاب البیوع، باب السلم، ط:غفاریة کوئٹه۔

تبیین الحقائق: (۵۰۱/۴) کتاب البیوع، باب السلم، ط:سعید۔

الثمنیة تثبت بقانون الحکومة، ولاترفع الا بقانون الحکومة۔ (کفایت المفتی: (۵۹/۸) کتاب البیوع، باب السلم، ط:دار الاشاعت۔

فلیٹ

☆ فلیٹ بننے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے،[1] البتہ قیمت مقرر کرکے فروخت کرنے کا وعدہ کرنا جائز ہے،[2] البتہ تعمیر کے بعد فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے۔[3]

فلیٹ خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

''قبضہ سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۸/۵)

فنانشل لیز (Financial Lease)

☆ اس لیز کا اصل مقصد اجارہ نہیں ہے، بلکہ کمپنی کو جامد اثاثوں (مثلاً مشینری وغیرہ) کی ضرورت ہے تو کمپنی بینک سے قرض لے کر خود خریدنے کے بجائے کسی بینک یا مالیاتی ادارے کو یہ کہتی ہے کہ یہ مشینری خرید کر ہمیں کرایہ پر دیدو، اس دوران مشینری کا مالک بینک یا مالیاتی ادارہ ہوتا ہے، اور کمپنی ایک مخصوص مدت کے

(۱، ۳) قال في الفتح: وإذا كان السفل لرجل وعلوه لآخر فسقطا أو سقط العلو وحده فباع صاحب العلو علوه لم يجز، لأن المبيع حينئذ ليس الا حق التعلي، وحق التعلي ليس بمال... والحاصل أن بيع العلو صحيح قبل سقوطه لا بعده۔ (ردالمحتار: (۵۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في تعريف المال، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۹۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه جديد۔

شرح الوقاية: (۳/۳۵، ۳۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مير محمد كتب خانه۔

(۲) الوعد أو المواعدة بالبيع ليس بيعاً، ولا يترتب عليه آثار البيع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱۱۳۷/۲) صيغة مقترحة لقانون البيع الاسلامي، ط: معارف القرآن)

لو قال: من جاء برمكة بعناها اياه بعشرة، فهذا والأول سواء، لأنه وعد البيع هاهنا، ولكن فيه معنى التنفيل فعليه أن يفي به اذا رغب فيه الذي جاء بها۔ (شرح السير الكبير: (۳۲/۳) باب الأنفال بالأثمان والهبات، ط: دار الكتب العلمية)

لئے کرایہ دار ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتی ہے، اور کرایہ اس تناسب سے طے کیا جاتا ہے کہ اس میں مشینری کی قیمت بھی وصول ہو جائے، اور اتنی مدت کے لئے اگر یہ رقم قرض دی جاتی تو اس پر جتنا سود ملنا تھا وہ بھی وصول ہو جائے، جب یہ مدت گزر جاتی ہے اور کرایہ کی شکل میں مشینری کی قیمت معینہ شرح سود کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے، تو اب یہ مشینری خود بخود کمپنی کی مملوک بن جاتی ہے، یہ بات کبھی معاہدے میں لکھی ہوئی ہوتی ہے، اور کبھی لکھی ہوئی نہیں ہوتی، مگر معروف اور رواج اسی طرح ہے، واضح رہے کہ لیز کا طریقہ بھی شرعاً درست نہیں ہے۔ (۱)

☆ ''فنانشل لیز'' کی وضاحت یہ ہے کہ اس میں کمپنی کا اصل مقصود اجارے کا رشتہ قائم کرنا نہیں ہوتا بلکہ کمپنی کو جامد اثاثوں کی مثلاً مشینری کی ضرورت ہے تو کمپنی بینک سے قرض لے کر خود مشینری خریدنے کے بجائے کسی بینک یا مالیاتی ادارے کو یہ کہتی ہے کہ یہ مشینری خرید کر ہمیں کرایہ پر دیدو، اس دوران مشینری کا مالک بینک یا مالیاتی ادارہ ہوگا اور کمپنی کرایہ دار ہونے کی حیثیت سے اسے استعمال کرتی ہے، اور ایک مخصوص مدت کے لئے کرایہ اس تناسب سے طے کیا جاتا ہے کہ اس میں مشینری کی قیمت بھی وصول ہو جائے اور اتنی مدت کے لئے اگر یہ رقم قرض دی جاتی تو اس پر جتنا سود ملنا تھا وہ بھی وصول ہو جائے جب یہ مدت گزر جاتی ہے اور کرایہ کی شکل میں مشینری کی قیمت معینہ شرح سود کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے، تو اب یہ مشینری خود بخود کمپنی کی مملوک بن جاتی ہے، یہ بات کبھی معاہدے میں لکھی جاتی ہے

(۱) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیعتین فی صفقة واحدة، رواه فی شرح السنة۔ (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، ط: قدیمی۔

تبیین الحقائق: (۴/ ۳۶۱)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: اشرفیه کوئٹه۔

فتح القدیر: (۶/ ۴۱۰)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

اور کبھی لکھی تو نہیں جاتی مگر معروف اسی طرح ہے۔ (۱)

۱۱۸ فنکاری سمجھا جاتا ہے

''مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۵/۶)

فنون لطیفہ

آج کل فحاشی اور عریانی ''فنون لطیفہ'' کے نام سے ایک فن بن چکی ہے، اس نام پر یہود، نصاریٰ اور غیر مسلم، مسلمان نوجوان نسل کو تباہ و برباد کر رہے ہیں، ''فنون لطیفہ'' کے نام سے جو رسائل جرائد اور اخبارات شائع ہو رہے ہیں ان کا مقصد مسلمانوں میں بدکاری، فحاشی، ہم جنس پرستی، مرد و زن کا اختلاط، برائی اور بے حیائی پھیلانا ہے، حالانکہ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو ایسی تمام چیزوں سے بچائیں جو امت میں فساد، بے دینی، بد اخلاقی، روشن خیالی، انارکی اور مادر پدر آزادی کا جذبہ پیدا کریں۔

ایسی چیزیں جو انسان کو زنا، فحاشی، ہم جنس پرستی اور شراب خوری وغیرہ پر آمادہ کریں، ان کی اشاعت اور ترویج میں کسی طرح بھی معاون اور مددگار بننا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے گناہ اور زیادتی کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے فنون لطیفہ کے نام سے فحش قسم کے رسائل، جرائد و اخبارات وغیرہ کی اشاعت اور خرید و فروخت ناجائز ہے اور آمدنی اور کمائی بھی حرام ہے اس سے بچنا تمام مسلمانوں پر ضروری ہے ورنہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی تباہ ہو جائے گی، بعد میں تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) أنظر الحاشية السابقة۔

(۲) ولاتعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب (المائدة: ۲)

ولاتعاونوا على الإثم والعدوان يعنى لاتعاونوا على ارتكاب المنهيات ولاعلى الظلم=

فوٹو گرافی

فوٹو گرافی بھی تصویر کشی ہی ہے، اس لئے جاندار کی فوٹو گرافی ناجائز اور حرام ہے، اس کو ذریعہ معاش بنانا بھی ناجائز ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (1)

فوراً کچھ رقم ادا کرنے پر باقی معاف

"قیمت کی ادائیگی تاریخ سے پہلے کرنے کی صورت میں قیمت کم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۵)

=(احکام القرآن للقرطبی: (۹/۳)، المائدة: ۲، ط: دار الفکر)

قال النووی: فیه تصریح بتحریم کتابة المترابیین والشهادة علیها وبتحریم الإعانة علی الباطل۔ (مرقاة المفاتیح: (۳۳/۶)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثانی، ط: رشیدیه)۔

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبوب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

أنظر ایضاً تحت العنوان "فحش رسالوں کی خرید و فروخت".

(۱) وظاهر کلام النووی فی شرح مسلم: الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان، وقال: سواء صنعه لما یمتهن أو لغیره، فصنعته حرام بکل حال، لأن فیه مضاهاة لخلق الله تعالی... (شامی: (۶۴۷/۱)، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید۔

شرح مسلم للنووی: (۱۹۹/۲)، کتاب اللباس والزینة، باب تصویر صورة الحیوان، ط: قدیمی۔

"ان الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین أمنوا لهم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرة، والله یعلم وانتم لاتعلمون۔" (النور: الآیة: ۱۹)

"ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شدید العقاب" (المائدة: الآیة: ۲)

"الاعانة فی المعصیة وترویجها وتقریب الناس الیها، معصیة وفساد فی الأرض..." (حجة الله البالغة: (۱۰۹/۲)، البیوع المنهی عنها، ط: میر محمد کتب خانه۔

عن ابن عباس، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان الله تعالی اذا حرم شیئاً حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطنی: (۳۸۸/۳)، رقم الحدیث: ۲۸۱۵، کتاب البیوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) کتاب البیوع، باب حرمة بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام، ط: ادارة القرآن۔

فوری قیمت ادا کرنے کی شرط پر قیمت کم کرنا

"قیمت کی ادائیگی تاریخ سے پہلے کرنے کی صورت میں قیمت کم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۵)

فون پر بیع صرف

بیع صرف یعنی سونا چاندی اور کرنسی نوٹوں کی خرید و فروخت فون پر درست نہیں، کیونکہ بیع صرف میں مجلس عقد میں دونوں جانب سے قبضہ کرنا ضروری ہے، اور فون پر سودا ہونے کی صورت میں یہ نہیں ہوسکتا۔ (۱)

فون پر خرید و فروخت کرنا

فون کے ذریعہ ایجاب وقبول کر کے خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ خریدار کو مال ملنے پر خیار رؤیت حاصل ہوگا، یعنی مال دیکھنے کے بعد پسند آگیا تو بہتر ورنہ پسند نہ آنے کی صورت میں واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

پھر خریدار کو اس مال کا آگے بیچنا اس وقت جائز ہوگا، جب وہ خود یا اس کا نمائندہ اس پر ایک مرتبہ قبضہ کرلے، مال پر اپنا یا اپنے کسی نمائندے کے قبضہ کئے بغیر اسے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (هو بيع بعض الأثمان ببعض) كالذهب والفضة اذا بيع أحدهما بالآخر أى بيع مامن جنس الأثمان بعضها ببعض... (فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أى النقدان بأن يبيع أحدهما بجنس الآخر فلابد لصحته من التساوى وزنا ومن قبض البدلين قبل الافتراق... (والا شرط التقابض) أى وان لم يتجانسا يشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل... المراد بالقبض هنا القبض بالبراجم لا بالتخلية يريد باليد۔ (البحر الرائق: (۱۹۲/۶، ۱۹۳، ۱۹۴)، كتاب الصرف، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (۲۵۸/۵، ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسى: (۱۵/۲)، المادة: ۱۲۱، البيوع، المقدمة فى بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة فى البيوع، ط: رشيديه۔

(۲) (صح الشراء والبيع لما لم يرياه ... ۔ (وله) للمشترى (أن يرده اذا رآه) (الدر مع الرد: =

فون پر سودا لکھوا دیا

موجودہ دور میں عام طور پر فون یا موبائل پر سودا لکھوا دیا جاتا ہے، جب سودا تیار کر کے پیکٹ یا بوری میں بند کر دیا جاتا ہے، تو ملازم جا کر لے آتا ہے، اگر خریدار کے نزدیک بیچنے والا قابل اعتماد ہے، پھر تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، اور اگر وزنی چیز ہے جو وزن کر کے بیچی جاتی ہے، تو وزن وغیرہ کی شرط نہ رکھے بلکہ سودا لکھواتے وقت یہ کہہ دے کہ فلاں چیز اتنے روپے کی دے دینا، ہمارا آدمی آ کر لے جائے گا، یا آپ اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیں، قیمت وغیرہ کی بحث ہی نہ کرے، پھر سامان بوری میں ہو یا تھیلی میں یا پیکٹ میں ہر طرح درست ہوگا۔[1]

=(۵۹۳/۴، ۵۹۴)، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ط: سعید۔

(صح بیع عقار لا یخشی ھلاکہ قبل قبضہ)... (لا) یصح اتفاقاً ککتابۃ واجارۃ وبیع منقول) قبل قبضہ ولو من بائعہ... (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل: فی التصرف فی المبیع الثمن قبل القبض ــــ ط: سعید)

فتح القدیر: (۳۰۹/۶)، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، و: (۴۷۱/۶)، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل: ومن اشتری شیئاً مماینقل... ط: رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۲۶/۶)، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، و: (۱۱۶/۶)، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع والثمن قبل قبضہ... ط: سعید۔

(۱) لایصح البیع الا بمعرفۃ قدر المبیع والثمن ووصف الثمن اذا کان کل واحد منھما غیر مشار الیہ أما المشار الیہ فغیر محتاج الیھما۔ (البحر الرائق: (۴۷۳/۵)، کتاب البیع، ط: سعید۔

تبیین الحقائق مع حاشیۃ الشلبی: (۲۸۰/۴)، کتاب البیوع، ط: اشرفیۃ کوئٹہ۔

شامی: (۵۳۰/۴)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

ان قال للدھان ابعث علی ید غلامی ففعل فانکسرت القارورۃ فی الطریق فانھا تھلک علی المشتری، ولو قال ابعث علی ید غلامک فبعثہ فھلک فی الطریق فالھلاک یکون علی البائع، لأن حضرۃ غلام المشتری تکون کحضرۃ المشتری، وأما غلام البائع فھو بمنزلۃ البائع... اذا قال المشتری للبائع... استأجر علی من یحملہ فقبض الأجیر یکون قبض المشتری ان صدقہ أنہ استأجر ودفع الیہ وان أنکر استئجارہ والدفع الیہ فالقول قولہ... (الھندیۃ: (۱۹/۳)، کتاب البیوع، =

فون پر کرنسیوں کی خرید وفروخت

آج کل بین الاقوامی مالیاتی ادارے وجود میں آگئے ہیں، اور ان میں زر مبادلہ کی خرید وفروخت کا کاروبار جدید سائنسی بنیاد پر ہو رہا ہے، جب کوئی بین الاقوامی کرنسی سستی ہوتی ہے تو وہ خرید لیتے ہیں، اور جب مہنگی ہوتی ہے تو فروخت کر کے منافع کماتے ہیں، ان کو مختلف ممالک کی سیاسی اور اقتصادی حالات کے بارے میں سیٹلائٹ سسٹم، اور انٹرنیٹ کے ذریعہ پل پل کی خبریں موصول ہوتی ہیں، ان خبروں کو بنیاد بنا کر خرید وفروخت کرتے ہیں، اور انٹرنیٹ کے ذریعہ تازہ ترین نرخ موصول ہوتے ہیں، اور بیشتر معاملات فون، انٹرنیٹ اور ای میل وغیرہ سے کرتے ہیں، اس طرح کرنسیوں کے کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بیع صرف ہے اور بیع صرف میں مجلس عقد میں دونوں جانب سے قبضہ ہونا ضروری ہے، ورنہ بیع منعقد نہیں ہوتی، اور ان کرنسیوں کو آگے کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں۔ (۱)

فیاضی سے کام لینا چاہئے کاروبار میں

”کاروبار میں فیاضی سے کام لینا چاہئے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۲/۵)

= الباب الرابع: فی حبس المبیع بالثمن وقبضه... الفصل الثانی: فی تسلیم المبیع وفیما یکون قبضاً وفیما لا یکون قبضاً، ط: رشیدیه۔

الدر مع الرد: (۵۶۱/۴)، کتاب البیوع، مطلب فی حبس المبیع لقبض الثمن وفی هلاکه وما یکون قبضاً، ط: سعید۔

البیع بالمراسلة أو بواسطة رسول: یصح اتفاقاً، ویکون مجلس التعاقد هو مجلس بلوغ الرسالة من العاقد الأول الی العاقد الثانی... (الفقه الاسلامی وأدلته: (۳۳۹۵/۵)، العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الرابع: البیع الباطل والبیع الفاسد، المطلب الثانی، أنواع البیع الفاسد، خلاصة البیوع الممنوعة فی الاسلام، ثانیا البیوع الممنوعة بسبب الصیغة، ط: رشیدیه۔

أنظر الحاشیة السابقة رقم: ۲ علی نفس الصفحة أیضاً۔

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة: ؟؟؟؟۔ (هو بیع بعض الأثمان ببعض)

فیشن ماڈل کی اجرت لینا

فیشن ماڈل کا اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ اعضائے جسم کی نمائش کو پیسے کمانے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، اور یہ شریعت میں جائز نہیں ہے، غیر محرموں کے سامنے جسم کی ساخت کو ظاہر کرنا اور برہنہ ہونا حرام اور ناجائز ہے، ایسی عورتوں کو اللہ کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے اور ایسے عمل سے توبہ کرنی چاہیے۔[1]

فیصد کے حساب سے کمیشن لینا

کمیشن متعین رقم کی صورت میں مقرر کرنا سب سے بہتر ہے مثلاً یہ طے کر لیا

---

(١) {یاأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن} ۔ [سورة الأحزاب:الآیة:٥٩]

{وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولی} [سورة الأحزاب: ٣٣]

{قل للمؤمنین یغضوا من أبصارهم ویحفظوا فروجهم ذلک أزکی لهم وأطهر ان الله خبیر بما یصنعون، وقل للمؤمنات یغضضن من أبصارهن ویحفظن فروجهن ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها، ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن أو آبائهن... الآیة۔ (سورة النور، الآیة: ٣٠، ٣١)

عن عبد الله رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشیطان۔ (الترمذی: (٢٢٢/١) أبواب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات، قبیل: أبواب الطلاق واللعان، ط: قدیمی)

عن رافع بن خدیج رضی الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: ثمن الکلب خبیث ومهر البغی خبیث وکسب الحجام خبیث۔ (صحیح مسلم: (١٩/٢) کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم ثمن الکلب، ط: قدیمی)

عن میمونة ابنة سعد وکانت خادمة للنبی صلی الله علیه وسلم قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مثل الرافلة (المتبرجة بزینتها...) فی الزینة فی غیر أهلها کمثل ظلمة یوم القیامة لا نور لها... (جامع الترمذی: (٢٢٠/١)، أبواب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة خروج النساء فی الزینة، ط: قدیمی)

وفی العیون: لا تجب أجرة المغنیة، وفی المنتقی: امرأة نائحة أو صاحبة طبل أو صاحبة مزامیر اکتسبت مالاً ان کانت علی شرط ردته علی اربابها ان علموا وإن لم یعلموا تصدقت به وإن من غیر شرط لها، قال الإمام الاستاذ رحمه الله: لا یطیب والمعروف کالمشروط۔ (الفتاوی البزازیة بهامش الهندیة: (١٢٥/٥) العاشر فی الحظر والإباحة، ط: رشیدیه)

جائے کہ میں یہ سودا کرنے کے عوض دس ہزار روپے کمیشن لوں گا، اور بعض فقہاء کے نزدیک فیصد کے حساب سے لینا بھی جائز ہے۔ (۱)

تعیین اجرت ضروری ہے اور ایک آنہ فی روپیہ بھی صورت تعیین ہے..... فیصد کے حساب سے دلالی متعین ہو مثلاً بھینس جتنے میں فروخت ہو اس میں سے پانچ فیصد دلالی لے گا تو جائز ہے۔ (۲)

فیصلہ کرنے کا طریقہ

فیصلہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے فیصل مدعی اور مدعی علیہ کا تعین کرے، پھر اس کے بعد مدعی اپنا دعوی پیش کرے، اور فیصل مدعی علیہ سے سوال کرے کہ اس دعوٰی کے متعلق وہ اقرار کرتا ہے یا انکار، اگر اقرار کرے تو مدعی کے حق میں فیصلہ دیدے، اور اگر مدعی علیہ انکار کرے تو مدعی سے کہا جائے کہ ثبوت پیش کرے، دستاویز اور گواہوں کو حاضر کرے، اگر گواہ پیش کر دیا تو بھی مدعی کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ (۳)

---

(۱) وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين: وأكثر العلماء لايجيزون هذا: لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة. (إعلاء السنن: (۲۷/۱۶) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن.

فتح الباري: (۴۵۱/۴) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة.

(۲) أحسن الفتاوی (۲۷۳/۷، ۲۷۴) باب الاجارة، ط: سعید)

(۳) عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لو يعطى الناس بدعوهم لادعى ناس دماء رجال وأموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه، رواه مسلم، وفي شرحه للنووي أنه قال: وجاء في رواية البيهقي بإسناد حسن أو صحيح زيادة عن ابن عباس مرفوعاً: لكن البينة على المدعي واليمين على من انكر. (مشكوة المصابيح: (ص: ۳۲۶)، كتاب الامارة والقضاء، باب الاقضية والشهادات، الفصل الأول، ط: قديمي۔

السنن الصغرى للبيهقي: (۳۳۳/۴)، رقم الحديث: ۳۳۷۱، كتاب الدعوى والبينات، باب البينة على المدعي واليمين على من أنكر، ط: مكتبة الرشد۔

صحيح مسلم: (۷۴/۲)، كتاب الأقضية، باب اليمين على المدعى عليه، ط: قديمي۔

اور اگر مدعی کے پاس گواہ اور دستاویز وغیرہ نہیں ہیں اور اس کا مطالبہ ہے کہ مدعی علیہ قسم اٹھائے تو اس کو قسم دی جائے گی، اگر مدعی علیہ قسم اٹھالے تو وہ بری ہوجائے گا، اور مقدمہ خارج کر دیا جائے گا، اب مدعی کوئی بات نہیں کرسکتا۔ (۱)

اور اگر مدعی علیہ قسم کھانے سے انکار کردے، صراحت کے ساتھ انکار کرے یا قاضی کی طرف سے مطالبہ کے باوجود خاموشی اختیار کرے، تو فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ قاضی اُسے تین مرتبہ قسم اٹھانے کے لئے کہے، پھر بھی انکار کرے تو مدعا علیہ پر دعویٰ لازم کر دیا جائے گا، اور اس کے خلاف اور مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ مدعی علیہ کی قسم پر دعویٰ کا خارج ہونا، یہ صرف تجارتی معاملات یا مال کے متعلق دعووں میں ہوگا، باقی حدود وقصاص وغیرہ میں مدعا علیہ کی قسم براءت کے لئے کافی نہیں۔ (۲)

---

(۱) عن علقمة بن وائل عن أبيه قال جاء رجل من حضر موت، ورجل من كندة الى النبى صلى الله عليه وسلم، فقال الحضرمى يارسول الله! ان هذا غلبنى على أرض لى فقال الكندى هى أرضى وفى يدى ليس له فيها حق فقال النبى صلى الله عليه وسلم للحضرمى: ألك بينة؟ قال لا، قال: فلك يمينه... عن الأشعث بن قيس قال: كان بينى وبين رجل من اليهود أرض فجحدنى فقدمته الى النبى صلى الله عليه وسلم: فقال: ألك بينة، قلت: لا، قال لليهودى احلف، قلت يارسول الله! اذا يحلف ويذهب بمالى فانزل الله تعالىٰ "ان الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمناً قليلاً"، الآية رواه ابو داؤد وابن ماجة. (مشكوة المصابيح: (ص: ۳۲۷، ۳۲۸)، كتاب الأمارة والقضاء، باب الأقضية والشهادات، الفصل الأول والثانى، ط: قديمى)

(يسأل القاضى المدعى عليه) عن الدعوى فيقول انه ادعى عليك كذا فماذا تقول (بعد صحتها والا) تصدر صحيحة (لا) يسأل لعدم وجوب جوابه (فان أقر) فيها (أو انكر فبرهن المدعى قضى عليه) بلا طلب المدعى، (والا) يبرهن (حلفه) الحاكم (بعد طلبه)... (الدر مع الرد: (۵/۵۴۷، ۵۴۸)، كتاب الدعوىٰ، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۷/۲۰۲، ۲۰۳)، كتاب الدعوىٰ، ط: سعيد)

(۲) (وقضى) القاضى (عليه بنكوله مرة) لو نكوله (فى مجلس القاضى) حقيقة (بقوله لا أحلف) أو حكما كان (سكت) وعلم (من غير آفة) كخرس وطرش فى الصحيح، سراج، وعرض اليمين ثلاثاً =

فیکٹری سے بات طے کرلی

(۱۲۶) آج کل یہ رواج ہوگیا ہے کہ ایک بیوپاری فیکٹری یا کارخانہ والوں سے بات طے کرلیتا ہے کہ اتنی اتنی قیمت پر ایک ہزار تھان فلاں فلاں کپڑے کے مجھے بیچ دیں، یا فلاں کوالٹی کی گندم ایک ہزار بوری دے دیں، اور فیکٹری کا مالک یا کارخانہ والا اسے قبول کرلیتا ہے، اور مال بھی کارخانہ یا فیکٹری والے کے قبضے میں ہوتا ہے، اِدھر خریدار دوسرے کے ہاتھ وہی مال زائد قیمت پر فروخت کردیتا ہے، اور مال دوسرا خریدار اٹھالیتا ہے، تو اس طرح کی بیع ناجائز ہے، اسی طرح دوسری منقولی چیزوں کا بھی حکم ہے۔[1]

فیکٹری سے خریداری کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

فیکٹری سے مال کی خریداری کے بعد اسے قبضہ میں لئے بغیر دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور نفع بھی حلال نہیں ہے۔[2]

مزید ''فیکٹری سے بات طے کرلی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۶/۵)

= ثم القضاء أحوط۔ (قوله :أحوط:) أی ندباً وعن أبی یوسف ومحمد أن التکرار حتم حتی لو قضی القاضی بالنکول مرۃ لا ینفذ والصحیح أنہ ینفذ۔)... والحاصل أن المفتی بہ التحلیف فی الکل الا فی الحدود۔ (الدر مع الرد: (۵۴۹/۵، ۵۵۰، ۵۵۱)، کتاب الدعوی، ط:سعید)

البحر الرائق: (۲۰۵/۷، ۲۰۷)، کتاب الدعوی، ط:سعید)

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر: (۲۹۵/۳، ۲۹۷)، کتاب الدعوی، ط:رشیدیہ)

(۱، ۲) لا یصح اتفاقاً ککتابۃ واجارۃ وبیع منقول قبل قبضہ ولو من بائعہ... (الدر مع الرد: (۵/ ۱۴۷)، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی التصرف فی المبیع والثمن قبل القبض... ط: سعید)

فتح القدیر: (۴۷۱/۶)، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل:ومن اشتری شیئاً مما ینقل... ط:رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۱۱۶/۶)، کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل:فی بیان التصرف فی المبیع والثمن قبل قبضہ... ط:سعید)

فیکٹری وغیرہ سے مال خریدا

اگر کسی تاجر نے فیکٹری وغیرہ سے مال خریدا مگر مال خریدار کے لئے روانہ نہیں ہوا اب اگر خریدار مال پر قبضہ کرنے سے پہلے وہیں سے مال تیسرے شخص پر فروخت کردے تو یہ جائز نہیں ہاں اگر فیکٹری میں خریدار کا مال الگ کردیا جائے، یا اس پر نمبر یا نشانات لگا کر ممتاز معین اور الگ کردیا جائے اور فیکٹری میں خریدار کی طرف سے کوئی وکیل مقرر ہو جو خریدا ہوا مال دیکھ لے تو اس سے خریدار کا قبضہ ثابت ہو جائے گا اور خریدار اس مال کو آگے فروخت کر سکے گا، اور اگر مال کو الگ نہیں کیا اور خریدار کی طرف سے کسی نے وکیل بن کر اس مال کو نہیں دیکھا تو خریدار کا قبضہ ثابت نہیں ہوگا، اور اس مال کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (١)

فیکس

فیکس میں عاقدین کے پیغامات بڑی تیزی اور احتیاط کے ساتھ پہنچتے ہیں،

---

(١) ومنها القبض في بيع المشتري المنقول، فلا يصح بيعه قبل القبض؛ لما روي أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع مالم يقبض. (بدائع الصنائع: (١٨٠/٥) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد.

☜ فيحرم بيع المنقول قبل قبضه؛ لنهيه عليه السلام عن بيع مالم يقبض. (تكمله فتح الملهم: (٣٥٠/١) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دار العلوم كراچي).

☜ اجمع أهل العلم على أن من اشتري طعاماً، فليس له أن يبيعه حتى يستوفيه. قالوا: ولو دخل في ضمان المشتري جاز بيعه، والتصرف فيه: كما جاز ذلك بعد قبضه. (الموسوعة الفقهية: (١٢٧/٩) حرف الباء بيع مالم يقبض، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)۔

☜ قبض الوكيل بمنزلة قبض الموكل من حيث إن الوكيل في القبض عامل للموكل ألا ترى أنه لو هلك في يد الوكيل، كان بمنزلة مالو هلك في يد الموكل. (المحيط البرهاني: (٤٥٣/١٤) كتاب الصرف، باب الوكالة في الصرف، ط: دار المعرفة.

☜ المبسوط للسرخسي: (٢٢/١٤) كتاب الصرف، باب الوكالة في الصرف، ط: دار المعرفة۔

اوراس میں غلطی کا احتمال نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

اس میں تحریر کو کسی قسم کے رد و بدل اور ترمیم کے بغیر اصلی صورت میں ایجاب کرنے والے کے دستخط کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے، صرف فریق ثانی کے مشین کے نمبر ڈائل کرنے سے فریق ثانی کی فیکس مشین اس تحریر کو ظاہر کر دیتی ہے، اور اس پیغام کو پڑھنے کے ساتھ فریق ثانی کو اس ایجاب کا علم ہو جاتا ہے۔

فیکس سے سودا کرنا

"ٹیلی فون سے سودا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۵/۳)

فیکس کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم

"برقی تحریر کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۲)

فیکس مشین کے ذریعہ تجارت کرنا

☆ فیکس مشین کے ذریعہ تجارت کرنا بعینہ خط و کتابت کرنے کے ذریعہ معاملات کرنے کے حکم میں ہے، کیونکہ فیکس مشین کے ذریعہ اصل تحریر کی صورت کو کسی رد و بدل کے بغیر آگے فریق ثانی کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے، گویا ایجاب کرنے والے کی تحریر کا عکس لے کر دوسرے فریق کی فیکس مشین کی طرف بھیج دیا جاتا ہے تاکہ یہ تحریر وہاں ظاہر ہو جائے۔

اور چونکہ خط و کتابت کے ذریعہ معاملات کرنا درست ہے، لہٰذا فیکس کے ذریعہ بھی معاملات کرنا درست ہے۔ البتہ جن چیزوں پر مجلس عقد میں ہی قبضہ کرنا ضروری ہے ان چیزوں کا عقد فیکس کے ذریعہ کرنا جائز نہیں، جیسا کہ بیع صرف، سونا چاندی اور کرنسی کی بیع، اور بیع سلم کا عقد فیکس کے ذریعہ کرنا جائز نہیں۔ ہاں، اگر مجلس

عقد میں دوسرے فریق کا وکیل موجود ہو اور وہ قبضہ کرے تو جائز ہوگا۔[1]

☆ایجاب کے قبول کے لئے ''برقی آلات میں تحریری ایجاب کا قبول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

فیلڈنگ

موجودہ دور میں بعض دکاندار ہزار کی چیز چار ہزار، پانچ ہزار میں فروخت کردیتے ہیں، پھر جب خریدار سامان خرید کر دکان سے نکلتا ہے، تو اس کے ساتھ کچھ بچے بھی چلتے رہتے ہیں اور خریدار کو ان بچوں کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوتا، کیونکہ بازار میں بہت سارے لوگوں کا آنا جانا ہوتا ہے، اور ان بچوں کا خریدار کے ساتھ ساتھ جانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ خریدار کسی دکاندار سے اس چیز کی قیمت معلوم نہ کرلیں، چنانچہ اگر خریدار کسی اور جگہ سے اسی چیز کی قیمت معلوم کرتا ہے تو بچے

---

(۱) كما يكون الايجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضاً۔ أى من الجانبين أو من أحدهما، وصورة الكتابة منهما أن يكتب " اشتريت عبدک فلاناً بكذا " فيكتب اليه البائع: "قد بعت" فهذا بيع... وصورة الكتاب من أحدهما أن يكتب "بعت عبدى فلانا منک بكذا" فلما بلغه الكتاب قال فى مجلسه ذلک "اشتريت" تم البيع بينهما۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۳۴/۲)، المادة: ۱۷۳، البيوع، الباب الأول، فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۶۴/۱)، المادة: ۱۷۳، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۵۱۲/۴)، كتاب البيوع ط: سعيد۔

(۱) (هو بيع بعض الأثمان ببعض) كالذهب والفضة اذا بيع أحدهما بالآخر أى بيع ما من جنس الأثمان بعضها ببعض... (فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أى النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوى وزنا ومن قبض البدلين قبل الافتراق... (والا شرط التقابض) أى وان لم يتجانسا يشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل ..... المراد بالقبض هنا القبض بالبراجم لا بالتخلية يريد باليد۔ (البحر الرائق: (۱۹۲/۶، ۱۹۳، ۱۹۴)، كتاب الصرف، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (۲۵۸/۵، ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسی: (۱۵/۲)، المادة: ۱۲۱، البيوع، المقدمة فى بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة فى البيوع، ط: رشيديه۔

دکاندار کو خاص اشارے سے اس کی قیمت بتادیتے ہیں)، اور یہ دوسرا دکاندار
قیمت پوچھنے پر وہی قیمت بتاتا ہے جو پہلے دکاندار نے بتائی ہوتی ہے، تاکہ خرید
حقیقت معلوم ہونے پر چیز واپس نہ کردے، دکانداروں کی اصطلاح میں اس کو
فیلڈنگ'' کہتے ہیں، یہ بھی دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اور اس گنا
میں دوسرے دکاندار بے فائدہ شریک ہوجاتے ہیں، یہ گناہ بے لذت ہے، اور
آخرت میں سخت عذاب کا باعث ہے، اس لئے فیلڈنگ کرنے اور کرانے سے بچیں
ورنہ آخرت میں سخت پکڑ ہوگی۔[1]

فیوچر سیل

شیئر مارکیٹ وغیرہ میں ایک سوداد جسے ''فیوچر سیل'' (بیاعات مستقبلیات) کہتے ہیں مروج ہے، اس کا مقصد شیئر وغیرہ خریدنا نہیں ہوتا بلکہ بڑھتے گھٹتے دام کے ساتھ نفع ونقصان کو برابر کرلینا مقصود ہوتا ہے، یہ معاملہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں قیمت بھی ادا نہیں کی جاتی، اور مبیع پر قبضہ بھی نہیں ہوتا، گویا کہ اس معاملہ میں دونوں طرف سے ادھار ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔[2]

---

(۱) من غشنا فليس منا) أى ليس على منهاجنا لأن وصف المصطفى صلى الله عليه وسلم وطريقته الزهد فى الدنيا والرغبة فيها وعدم الشره والطمع الباعثين على الغش، (والمكر والخداع فى النار) أى صاحبها يستحق دخولها لأن الداعى الى ذلك الحرص فى الدنيا والشح عليها والرغبة فيها وذلك يجر اليها، وأخذ الذهبى من الوعيد على ذلك أن الثلاثة من الكبائر فعدها منها۔ (فيض القدير: (۶/ ۱۸۶)، رقم الحديث: ۸۸۸۱، حرف الميم، دار المعرفة۔
مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸)، كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمى۔
جامع الترمذى: (۱/ ۲۴۵)، أبواب البيوع، باب ماجاء فى كراهية الغش فى البيوع، ط: قديمى۔

(۱) عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال: أما الذى نهى عنه النبى صلى الله عليه وسلم فهو الطعام أن يباع حتى يقبض قال ابن عباس: ولا أحسب كل شىء إلا مثله۔ متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۷)، كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمى۔=

نیز اس میں قمار بھی ہے کہ حقیقت میں خرید وفروخت مفقود ہے، محض ایک کاغذی کارروائی کی بنیاد پر نفع ونقصان ہوتا ہے، اس لئے یہ صورت درست نہیں۔

مثلاً زید نے سو روپے فی شیئر کے حساب سے سو شیئرز کا سودا کیا، اور ادائیگی کی تاریخ ۳۰ مارچ مقرر کی، اب جب تیس مارچ آئی تو اس شیئر کی قیمت ڈیڑھ سو روپے ہوگئی، تو وہ پانچ ہزار منافع کے طور پر لے لے گا اور اگر تیس مارچ کو اس شیئر کی قیمت گھٹ کر پچاس روپے ہوگئی تو وہ پانچ ہزار روپے نقصان ادا کرے گا، تو یہ سودا ناجائز ہے۔ (۱)

فیوچر مارکیٹ میں اجناس کی خرید وفروخت کرنا

''کموڈیٹی کاروبار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶/۵)

= الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن قبل القبض، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۴۷۱/۶)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، فصل: في بيان التصرف في المبيع والثمن قبل قبضه... ط: سعيد)

(۱) "يأيها الذين أمنوا انما الخمر والميسر والانصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون"۔ المائدة: ۹۰)

سمي القمار قماراً لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله الى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامی: (۴۰۳/۶)، کتاب الحظر والاباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۷۱/۷)، کتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

قابلِ انتفاع ہونے کا معیار

قابل انتفاع ہونے کا اصل معیار عام لوگوں کی ضرورت ہے، اور ضرورت ایک ایسی چیز کا نام ہے جو اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتی ہے، جس میں ہر زمان، ہر مکان اور ہر تغیر پذیر حالات کی ضرورت شامل ہے، ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کی ضرورت ایک جیسی نہیں ہوتی، اور ہر جگہ اور ہر علاقہ کی ضروریات بھی ایک طرح کی نہیں ہوتیں، اسی طرح حالات اور واقعات کے بدلنے سے بھی لوگوں کی ضروریات بدلتی رہتی ہیں، لہٰذا ضرورت ایک وسیع مفہوم کا حامل لفظ ہے، جس میں دواء سازی کی ضرورت، علاج معالجہ کی ضرورت، اور کسی بھی جائز مباح چیز تیار کرنے کی ضرورت سب اس میں داخل ہے، البتہ خنزیر نجس العین ہے، اس سے کسی طرح بھی فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

موجودہ دور میں دوا سازی، علاج معالجہ، اور دیگر مباح اور جائز چیزوں کی تیاری میں بری اور بحری جانوروں سے مدد لی جاتی ہے، لہٰذا یہ منتفع بہ ہیں، اور منتفع بہ اشیاء کی خرید وفروخت کرنا شرعاً جائز ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حلال ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بہشتی زیور میں تحریر فرمایا ہے:

”سوائے خنزیر کے زندہ سب جانوروں کی بیع کسی فائدہ کے لئے درست ہے خواہ بری ہوں یا بحری، چھوٹے ہوں یا بڑے، حتی کہ کتے اور چیتے اور سانپ

وغیرہ کی بھی، اور مردہ اُن حیوانات کی بیع درست ہے جو پاک ہیں، جیسے دریائی جانور یا حشرات غیر ذی دم جانور بعد ذبح، کیونکہ ذبح سے ہر جانور پاک ہو جاتا ہے سوائے سور کے......، دریائی جانور سب پاک ہیں، خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مذبوح ہوں یا غیر مذبوح، ہاں کھانا کسی کا سوائے مچھلی کے مذہب حنفی میں درست نہیں، تو خارجی استعمال تمام حیوانات دریائی کا اور ان کے تمام اجزاء کا درست ہوا۔"(۱)

اور فقہاء کرام کی عبارت میں جو تعارض ہے اس میں تطبیق یہ ہے کہ جن فقہاء کرام نے ان کی بیع کو ناجائز و مکروہ کہا ہے، وہ ان کے نزدیک منتفع بہ، نہ ہونے کی بنیاد پر کہا ہے، اور جن حضرات نے ان کی بیع کو جائز کہا ہے، وہ ان کے نزدیک منتفع بہ ہونے کی وجہ سے کہا ہے، لہٰذا دونوں آراء کا محل الگ الگ ہے، اس لئے ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) بہشتی زیور اصلی: ۹/۷۹، (۶۵۹)، طبی جوہر ضمیمہ ثانیہ، حصہ نہم، حیوان کا بیان، ط: دار الاشاعت۔

(۲) ویجوز بیع سائر الحیوانات سوی الخنزیر، وهو المختار۔ (شامی: (۶۹/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی بیع دودۃ القرمز، ط: سعید۔

▭ والصحیح أنه یجوز بیع کل شیء ینتفع به، کذا فی التاتارخانیة، بیع الکلب المعلم عندنا جائز، وکذلک بیع السنور، وسباع الوحش والطیر جائز عندنا معلماً کان أو لم یکن کذا فی فتاوی قاضی خان، وبیع الکلب الغیر المعلم یجوز اذا کان قابلا للتعلیم والا فلا... ویجوز بیع جمیع الحیوانات سوی الخنزیر هو المختار... (الهندیة: (۱۱۴/۳)، کتاب البیوع، الباب التاسع: فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الرابع: فی بیع الحوانات، ط: رشیدیه۔

▭ تبیین الحقائق: (۳۷۳/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة/أشرفیة کوئٹہ

▭ قوله (هذا عند أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما الله... وعند محمد والشافعی رحمهما الله یجوز اذا کان محرزاً۔) اختلف العلماء فی بیعها وأمثالها من الهوام والسباع کالسرطان والحیات والذئب والأسد وغیره علی ثلثة مذاهب، الأولی، المنع مطلقا کما فی الهدایة حیث جعل بیعه تبعاً للکوارة والعسل وتبعه الشارح، وقال: لا النفع فیها بعینها بل فی غیرها من الکوارة والعسل، والثانی: الجواز فی البعض دون البعض، فأجازوا فیما زعموا أنها منتفعا بها، ونهوا عمّا زعموا أنها لیست بنافعة، والثالث: الجواز مطلقاً، لا طلاعهم علی أنها کلها منتفعاً بها فلا سبیل الی المنع، وهذا هو المذهب المنصور، =

قادیانی

☆ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے خواہ کسی پارٹی کے ہوں بالاتفاق کافر اور مرتد ہیں، ان کی جنازہ کی نماز پڑھنا یا اس میں شریک ہونا ہرگز جائز نہیں، اور جو کوئی مسلمان شریک ہوگا وہ گنہگار ہوگا، اس پر توبہ واستغفار کرنا لازم ہوگا۔

☆ قادیانی کی دعوت قبول کرنا بھی جائز نہیں۔

☆ قادیانی کے نکاح اور شادی میں شرکت کرنا بھی جائز نہیں۔

☆ قادیانی کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے، بالکل مردار ہے، اس کا کھانا بھی جائز نہیں۔

☆ قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق بھی نہیں رکھنا چاہیے، ان کی شادی، خوشی اور غمی میں بالکل شریک نہیں ہونا چاہیے۔

☆ قادیانی مرد یا عورت کسی کے ساتھ نکاح جائز نہیں، وہ مرتد اور کافر ہیں، مرتد اور کافر کا نکاح مسلمان سے جائز نہیں۔ (۱)

= وعندی المسألة ليست باختلافية، لأنهم أجمعوا على أن البيع في أمثال ذلك منوط على الانتفاع، ولما كان النفع مرتبا على الحاجة والحاجة مختلفة باعتبار الأحوال والزمان، فمن لم يعلم بحاجة لم يقل بجوازه، ومن علم في بعضها قال بجواز بعضها، ومن اطلع على ما يطلعوا عليه الأولون اما بانقلاب الزمان باختلاف الأحوال، واما بالتجربة والصحبة بالعوام أجازوا في كلها، والحق كلها منتفع بها في أصناف الحوائج وأنواع المصارف كالمعالجات والآلات وغيرها وبه قال محمد۔ (تكملة عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۴۳/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مير محمد كتب خانه)

(۱) وقد أخبر الله تبارك وتعالى في كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم في السنة المتواترة عنه أنه لا نبي بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب وأفاك دجال ضال مضل۔ (تفسير ابن كثير: (۱۷۹/۱۱)، سورة الأحزاب: الآية: ۴۰، ط: مؤسسة قرطبه۔

ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالاجماع۔ (شرح الفقه الأكبر لعلي القاري: (ص: ۱۶۳)، ط: قديمي۔

ولا ينجو من الكفر الا من أكفر ذلك الملحد (أى غلام أحمد القادياني) بلا تلعثم ولا تردد۔ (مجموعة رسائل الكشميري: (۱۰/۳)، رسالة: اكفار الملحدين، ط: ادارة القرآن۔ =

قاصد کے ذریعہ ایجاب وقبول

"تحریری پیغام سے ایجاب وقبول" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۸۷)

قانونی قبضہ

اگر کسی جائیداد، دکان یا مکان کے بارے میں یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی قیمت یا معاوضہ اصل مالک کو ادا نہیں ہوا، صرف دنیوی قانون کے اعتبار سے لمبی مدت سے قبضہ چل رہا ہے، تو ایسا قبضہ ناجائز ہے۔[1] اب یا تو اصل مالک کو قیمت ادا

=☜"یاأیها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم أولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق..." (الممتحنة:الآیة:۱)

☜قال الله تعالی:" ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار" الآیة والرکون الی الشیء هو السکون الیه بالأنس والمحبة، فاقتضی ذلک النهی عن مجالسة الظالمین ومؤانستهم والانصات الیهم وهو مثل قوله تعالی" فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین " (أحکام القرآن للجصاص:(۳/۲۳۳)، سورة هود، الآیة:۱۱۳، ط:قدیمی۔

☜فان هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة علی مر الأوقات مالم یظهر منه التوبة والرجوع الی الحق۔ (مرقاة المفاتیح:(۹/۲۳۰)، رقم الحدیث:۵۰۲۷، کتاب الآداب، باب ما ینهی عنه من التهاجر واتباع العورات، الفصل الأول، ط:رشیدیه۔

☜لا تحل (ذبیحة) غیر کتابی من (وثنی ومجوسی، ومرتد... (الدر مع الرد:(۶/۲۹۸)، کتاب الذبائح، ط:سعید۔

☜البحر الرائق:(۸/۱۶۸)، کتاب الذبائح، ط:سعید۔

☜ولا ینکح مرتد أو مرتدة أحداً... (البحر الرائق:(۳/۲۰۹)، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ط:سعید۔

☜الدر مع الرد:(۳/۲۰۰)، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ط:سعید۔

☜الاختیار لتعلیل المختار:(۳/۱۲۶)، کتاب النکاح، ط:دار الکتب العلمیة۔

(۱) عن سعید بن زید رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من أخذ شبرا من الأرض ظلما، فإنه یطوقه یوم القیامة من سبع أرضین۔ (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۵۴) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الأول، ط:قدیمی)

☜صحیح البخاری:(۱/۴۵۳)، کتاب بدء الخلق، ط:قدیمی۔=

کردے، یا رضامندی سے گفٹ کرالے، اور اگر مالک بیع یا گفٹ کرنے پر راضی نہ ہو بلکہ اپنا مکان وغیرہ خالی کرانا چاہے، تو اپنا قبضہ خالی کر کے مالک کے قبضہ میں دے دینا لازم ہوگا، ورنہ بہت بڑا گناہ ہوگا اور آخرت میں سخت سزا ہوگی۔ (۱)

باقی قبضہ خالی کر کے مالک کو حوالہ کرنے کے بعد بیع یا گفٹ کی بات کرنا جائز ہوگا، تا کہ اس پر کسی قسم کا دباؤ نہ رہے۔ (۲)

قبرستان کی جگہ حرام رقم سے خریدنا

''حرام رقم سے قبرستان کے لئے جگہ خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= صحیح مسلم: (۲/ ۳۲، ۳۳)، کتاب المساقات، باب تحریم الظلم وغصب الأرض وغیرھا، ط: قدیمی۔

عن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال: علی الید ماأخذت حتی تؤدی۔ (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۱) اذا کان المغصوب أرضاً وکان الغاصب أنشأ علیه بناء... أو غرس فیها أشجاراً یؤمر الغاصب بقلعها وردا لأرض... (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۳۹۹)، المادة: ۹۰۶، الکتاب الثامن: فی الغصب والاتلاف، الباب الأول: فی الغصب، الفصل الثانی: فی المسائل المتعلقة بغصب العقار، ط: فاروقیه کوئٹه۔

لا یجوز التصرف فی مال غیره بلا اذنه ولا ولایته۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۲۰۰)، کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف فی مال الغیر بدون اذن منه، ط: سعید۔

ویبرأ بردھا (أی عین المغصوب) ولو بغیر علم المالک، وفی البزازیة: غصب دراھم انسان من کیسه ثم ردھا فیه بلا علمه بریء، وکذا لو سلمه الیه بجهة أخری کهبة أو ایداع أو شراء۔۔۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۱۸۲)، کتاب الغصب، مطلب فی رد المغصوب وفیما لو أبی المالک قبوله، ط: سعید۔

(۲) وعن أبی حرة الرقاشی عن عمه رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ ﷺ: "ألا لاتظلموا، ألا! لایحل مال امرئ الا بطیب نفس منه"... (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

لا یجوز التصرف فی مال غیره بلا اذنه ولا ولایته۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۲۰۰)، کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف فی المال الغیر بدون اذن منه، ط: سعید۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱)، المادة: ۹۶، المقدمة، ط: فاروقیه کوئٹه۔

قبرستان کی گھاس فروخت کرنا

☆ بعض علاقوں میں قبرستان میں خود بخود گھاس اگتی ہے، ایسی گھاس کو کاٹے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، (۱) ہاں اگر کاٹ لیا تو اس کو بیچنا اور خریدنا جائز ہوگا، اور آمدنی کو قبرستان کے کام میں خرچ کرنا ضروری ہوگا۔ (۲)

☆ قبرستان کے گھاس پر چرنے کے لئے گائے، بیل بھینس وغیرہ کو چھوڑنا اور اس کا معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، اور یہ قبر کے احترام کے بھی خلاف ہے۔ (۳)

---

(۱) عن رجل من المهاجرين من أصحاب النبي ﷺ قال: غزوت مع النبي ﷺ ثلاثا اسمعه يقول: المسلمون شركاء في ثلاث: الماء والكلاء والنار۔ (سنن أبي داؤد: (۱۳۶/۲) كتاب الإجارة، باب في منع الماء، ط: امداديه ملتان)

(والمراعي) أي الكلأ (وإجارتها)، اما بطلان بيعها فلعدم الملك لحديث: الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار۔ (الدر مع الرد: (۶۶/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

قال: (المراعي واجارتها) أي لا يجوز بيع المراعي ولا اجارتها، والمراد به الكلأ دون رقبة الأرض؛ لأن بيع الأرض وإجارتها جائز إذا كان مالكا لها، وإنما لا يجوز بيع الكلأ وإجارته؛ لأنه ليس بمملوك له، إذ لا يملكه بنباته في أرضه مالم يحرزه لقوله عليه الصلاة والسلام: المسلمون شركاء في ثلاثة: في الماء والكلأ والنار۔ (تبيين الحقائق: (۳۷۱/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

مجمع الأنهر: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹہ۔

الهندية: (۱۰۹/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الثاني في بيع الثمار، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۷۷/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲) وان نبتت الأشجار فيها بعد اتخاذ الأرض مقبرة، فان علم غارسها كانت للغارس وان لم يعلم الغارس فالرأي فيها يكون للقاضي ان رأى أن يبيع الأشجار ويصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك ويكون في الحكم كأنها وقف۔ (الخانية على هامش الهندية: (۳۱۱/۳)، كتاب الوقف، فصل الأشجار قبيل: فصل في وقف المنقول، ط: رشيديه۔

التاتارخانية: (۱۷۳/۲)، كتاب الصلاة، باب الجنائز، القبر والدفن، ط: ادارة القرآن۔

البزازية على هامش الهندية: (۲۶۱/۶)، كتاب الوقف، نوع في وقف المنقول، ط: رشيديه۔

(۳) عن عمرو بن حزم رضي الله تعالى عنه قال: رآني النبي ﷺ متكئا على قبر، فقال: لا تؤذ صاحب هذا القبر او لا تؤذه، رواه احمد۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۴۹) كتاب الجنائز، =

قبرستان کے درخت کی خرید وفروخت

☆ اگر قبرستان کی زمین باضابطہ طور پر وقف کی گئی ہے تو اس زمین کے درختوں کو خریدے بغیر ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں ہے، البتہ ان درختوں میں سے غیر پھلدار درختوں کو کاٹنے سے پہلے فروخت کرنا جائز ہے، اور پھلدار درختوں کو کاٹنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ اور ان درختوں کو فروخت کرنے کے بعد حاصل ہونے والی رقم کو قبرستان کی ضروریات یا دوسرے اجتماعی مفاد میں خرچ کرنا ضروری ہے، کسی بھی آدمی کو یہ رقم خود اپنی ضرورت میں خرچ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (۱)

=باب دفن الميت، الفصل الثالث، ط: قديمي)

الدر مع الرد: (۲۳۵/۲)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد۔

الهندية: (۱۶۶/۱)، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون: في الجنائز، الفصل السادس: في الدفن والنقل... ط: رشيديه۔

أنظر الحاشية السابقة واللاحقة أيضاً۔

(۱) وفي الجامع: وفي فتاوى ابن الفضل: سئل عن اشجار موقوفة مع الأرض أيجوز بيعها؟ قال: لايجوز قبل القلع كبيع الأرض وبعد القلع يجوز۔

وقال أيضاً: الأشجار الموقوفة إذا كانت غير مثمرة يجوز بيعها قبل القلع؛ لأنها هي الغلة بعينها، والمثمرة لم يجز بيعها إلا بعد القلع كبناء الوقف والباب لايجوز بيعه قبل الرفع۔ (التاتارخانية: (۸۷۵/۵) كتاب الوقف، الفصل الثالث والعشرون: في المسائل التي تعود إلى الأشجار، ط: ادارة القرآن)

وفي البزازية: وقال الفضلي وبيع الأشجار الموقوفة مع الأرض لايجوز قبل القلع كبيع الأرض، وقال أيضاً: إذا لم تكن مثمرة يجوز بيعها قبل القلع أيضاً؛ لأنه غلتها، والمثمرة لاتباع إلا بعد القلع كبناء الوقف، بحر۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱۱۵/۱) كتاب الوقف، مطلب بيع الأشجار الوقف، ط: رشيديه)

الهندية: (۴۱۷/۲)، كتاب الوقف، الباب الخامس: في ولاية الوقف وتصرف القيم في الأوقات... ط: رشيديه)=

قبرستان میں خرید وفروخت کرنا

قبرستان میتوں کی زیارت کی جگہ ہے، عبرت حاصل کرنے کی جگہ ہے تاکہ دل نرم ہوجائے آخرت کی یاد میں کھوجائے، دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوجائے، اور مال ودولت کی محبت سے دل پاک ہوجائے، وہاں دنیاوی معاملات اور خرید و فروخت کا معاملہ کرنا اچھا نہیں ہے، اگرچہ سودا کرنے سے سودا ہوجائے گا۔[1]

= مقبرة عليها اشجار عظيمة فهذا على وجهين، اما أن كانت الأشجار نابتة قبل اتخاذ الارض مقبرة أو نبتت بعد اتخاذ الارض مقبرة. ففي الوجه الأول المسألة على قسمين، اما أن كانت الأرض مملوكة لها مالك أو كانت مواتا لا مالك لها، واتخذها اهل القرية مقبرة۔ ففي القسم الأول: الأشجار بأصلها على ملك رب الأرض يصنع بالأشجار وأصلها ماشاء، وفي القسم الثاني: الأشجار بأصلها على حالها القديم، وفي الوجه الثاني، المسألة على قسمين، اما أن علم لها غارس أو لم يعلم ففي القسم الأول كانت للغارس، وفي القسم الثاني، الحكم في ذلك الى القاضي، ان رأى بيعها وصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك... (الهندية: (٢/٤٧٣، ٤٧٤)، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر: في الرباطات والمقابر... المسائل التي تعود الى الأشجار التي في المقبرة وأرضي الوقف وغير ذلك، ط: رشيديه)

مقبرة عليها اشجار ان كانت نابتة قبل اتخاذ الأرض مقبرة، والأرض مملوكة لها مالك جعلها مقبرة فالأشجار بأصلها على ملك رب الأرض يصنع الورثة بالاشجار ماشاؤا؛ لأن الشجرة لاتدخل تحت الوقف... وإن كانت الأرض مواتا لا مالك لها فأصلها على حالها القديمة هذا كله إذا كانت الأشجار نابتة قبل اتخاذها مقبرة، ولم ينبت بعد ذلك لايخلو، اما ان علم غارسها او لايعلم، ان علم كانت للغارس وان لم يعلم بها غارس فالحكم للقاضي ان رأى بيعها وصرف ثمنها الى عمارة المقبرة له ذلك. (خلاصة الفتاوى: (٤/٤١٩) كتاب الوقف، الفصل الثالث: في صحة الوقف وفساده، ط: رشيديه)

(١) وعن ابن مسعود رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة. (مشكاة المصابيح: (ص:١٥٤) كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: قديمي)

وروي الطبراني عن أم سلمة بسند حسن ولفظه: نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها، فإن لكم فيها عبرة. (مرقاة المفاتيح: (٤/٢١٥) كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

البيع ينعقد بإيجاب وقبول. (شرح المجله لرستم باز: (١/٦١) المادة: ١٦٧، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه)

قبرستان وقف نہیں ہے

''غیر موقوفہ قبرستان کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۲۸۷)

قبضۂ امانت

اگر دوکاندار کو خریدار آپس میں طے شدہ قیمت کا ذکر کئے بغیر یوں کہے، یہ کپڑا مجھے دے دیں اگر پسند آیا تو خرید لیا، دکاندار نے کہا لو یہ کپڑا آپ کو سو روپے میں دے دیا، لیکن خریدار نے کہا نہیں پہلے میں اس کے بارے میں غور کرلوں پھر خریدوں گا، اب اگر خریدار کے پاس وہ کپڑا کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہوا تو خریدار پر اس کا ضمان نہیں آئے گا، کیونکہ اس صورت میں قبضہ امانت کا تھا، عربی میں اس کو ''مقبوض علی وجہ النظر'' کہتے ہیں۔ (۱)

قبضہ ثابت کرنے والے افعال

بائع (سیلر) اور مشتری کے درمیان سودا مکمل ہونے کے بعد خریدار کے مندرجہ ذیل افعال سے خریدار کا چیز پر قبضہ ثابت ہوجاتا ہے۔

❶ خریدار نے چیز کو استعمال کرلیا۔

❷ خریدار نے چیز کو ضائع کردیا یا اسے عیب دار کردیا۔

---

(۱) وبیان ذلک أن المساوم لما یلزمه اذا رضی بأخذه بالثمن المسمی علی وجه الشراء۔۔۔ بخلاف ما اذا أخذه علی وجه النظر لأنه لا یکون ذلک رضاً بالشراء بالثمن المسمی، قال فی القنیة: سم: عن أبی حنیفة قال له هذا الثوب لک بعشرة دراهم فقال هاته حتی أنظر فیه أو قال حتی أریه غیری فأخذه علی هذا، وضاع لا شیء علیه... (شامی: (۴/۵۷۳)، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی المقبوض علی سوم الشراء، ط: سعید)

📁 شرح المجلة للأتاسی: (۲/۲۳۳)، المادة: ۲۹۹، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل السادس: فیما یتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، ط: رشیدیه)

📁 شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۲۴)، المادة: ۲۹۹، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

❸ خریدار نے بائع کو سامان کے لئے کوئی برتن یا تھیلا وغیرہ دیا، اور بائع نے وہ سامان خریدار کے برتن یا تھیلے میں ڈال دیا۔

❹ خریدے ہوئے جانور کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے ہنکایا، اور جانور چھ دور خریدار کے ساتھ چلا، یا گاڑی خریدنے کے بعد چلا کر دیکھا۔

❺ خریدار کے وکیل نے چیز پر قبضہ کرلیا۔

❻ خریدی ہوئی چیز کسی کو تحفہ میں یا قرض میں دے دی، یا صدقہ کردی، یا گروی رکھ دی، یا کسی عوض کے بغیر فائدہ اٹھانے کے لئے دیدی۔

❼ بائع نے خریدار کے حکم سے کسی کو تحفہ میں یا قرض میں دیدی، یا صدقہ کردی، یا گروی رکھ دی یا کسی عوض کے بغیر فائدہ اٹھانے کے لئے دیدی، یا وہ چیز انت رکھوا دی یا کرایہ پر دیدی۔

☆ بائع کے پاس امانت رکھوانے سے خریدار کا قبضہ ثابت نہیں ہوگا۔
خریدار کے لئے قبضہ کرنے سے پہلے اس چیز کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔

❽ خریدار کے حکم سے بائع نے مال خریدار کے گھر یا گودام میں پہنچا دیا۔

❾ خریدا ہوا مال بائع کے گودام میں ہے، لیکن خریدار نے اپنا مال بائع کے ر اموال سے الگ کرلیا، اور اس پر اپنا نام یا کوئی مخصوص نشان لگا دیا، تو اس سے ا قبضہ مکمل ہوجائے گا۔ (۱)

---

(۱) القبض لیس بشرط فی البیع الا أن فالعقد متی تم کان علی المشتری أن یسلم الثمن أولا ثم یسلم ع المبیع الیه... ویفهم من عبارة "یسلم البائع المبیع الی المشتری" أن البائع اذا سلم المبیع الی المشتری بغیر أمره أو الی شخص آخر بمرأی من المشتری لا یکون المشتری قد قبض المبیع، لک اذا اشتری أبو الصغیر مالاً لولده من آخر ثم بلغ الصغیر فحق القبض للأب أما اذا سلم البائع بیع الی شخص أمر المشتری بتسلیمه الیه فقد حصل القبض کما لو سلم البائع المبیع الی المشتری . فاذا أمر المشتری البائع قبل القبض بتسلیم الی شخص معین وسلم البائع المبیع الی ذلک خص یکون المشتری قد قبض المبیع... تسلیم المبیع یحصل بالتخلیة وهو أن یأذن البائع =

=للمشتری بقبض المبیع مع عدم وجود مانع من تسلیم المشتری ایاہ... متی حصل تسلیم البیع صار المشتری قابضاً له... تختلف کیفیة التسلیم باختلاف المبیع... اعطاء مفتاح العقار الذی له قفل للمشتری یکون تسلیماً... الحیوان یمسک برأسه أو أذنه أو رسنه الذی فی رأسه فیسلم و کذا لو کان الحیوان فی محل بحیث یقدر المشتری علی تسلمه بدون کلفة فأراہ البائع ایاہ وأذن له بقبضه کان ذلک تسلیماً أیضاً... کیل المکیلات ووزن الموزونات بأمر المشتری ووضعها فی الظرف الذی هیأله یکون تسلیماً... اذا أتلف المشتری أو أعاب أحد المبیعین اللذین هما فی حکم الشیء الواحد کمصراعی الباب وزوجی الحذاء أو أمر البائع باتلافه أو عیبه یکون المشتری قد استلم جمیع المبیع... أن سبب اسناد الاعطاء فی المجلة الی المشتری أنه اذا وزن المبیع أو کیل بأمر المشتری ووضع فی الظرف الذی هیأه البائع لا یکون ذلک تسلیماً، کما أنها اذا قبض البائع المبیع بأمر المشتری وتوکیله لا یکون صحیحاً ولا یحصل بذلک تسلیم... المسائل التی تتفرع علی القبض حکما مایأتی (۱) اذا أتلف المشتری المبیع قبل القبض یکون قبضاً له، (هندیة) (۲) اذا استهلک المشری بعض المبیع کان ذلک قبضاً لمقدار ما استهلک باستهلاکه ایاہ وقبضاً للباقی بعیبه له... (۳) اذا تسلم المشتری أحد الشیئین اللذین هم فی حکم الشیء الواحد کزوج النعل فاستهلکه أو عابه یکون المشتری قابضاً للمبیع کله... (۴) اذا أعاب المشتری المبیع عیباً یورث نقصاناً فی قیمة المبیع کان ذلک قبضاً للمبیع... (۵) اذا وهب المشتری المبیع لآخر وسلّمه الیه أو آجره وسلّمه الی آخر بأمر المشتری أو أعار المبیع أو رهنه عند شخص آخر وسلّمه الیه بدون أمر من المشتری الا أن المشتری أجاز عمله هذا فالمشتری یعد قابضاً للمبیع "ردالمحتار" (۶) اذا أوصل البائع المبیع الی المشتری فی البیع الصحیح وأراد أن یسلمه الی المشتری فقال المشتری أطرح المبیع فی الماء فعل البائع بأمره فالمشتری یکون قابضاً للمبیع... (۷) اذا أتلف أجنبی المبیع قبل قبض المشتری له فقام المشتری بتضمین المتلف یکون قابضاً... اذا أودع المشتری البائع المبیع قبل القبض أو أعاره أیاہ أو آجره أو أدّی بعض ثمن المبیع ورهنه عنده قبل القبض بباقی الثمن فلا یکون المشتری قابضاً للمبیع... قبض المشتری المبیع بدون اذن البائع قبل أداء الثمن یکون معتبراً الا أن المشتری لو قبض المبیع بدون الاذن وهلک فی یده أو تعیب یکون القبض معتبراً حینئذ۔ (درر الحکام الی مجلة الاحکام: (۱/ ۲۴۹، الی ۲۶۰)، المادة: ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۷، البیوع، الباب الخامس: فی المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الأول: فی بیان حقیقة التسلیم والتسلم وکیفیتهما، ط: دار عالم الکتب ریاض۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۹، الی: ۱۱۶)، المادة: ۲۶۲، ۲۶۳۳، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۷، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☜ شرح المجلة للأتاسی: (۲/ ۱۹۱ الی ۲۰۹) أیضاً، ط: رشیدیه۔

قبضہ ثابت ہونے کے بعد

(۱۴۳) جن جن صورتوں میں خریدار کا قبضہ ثابت ہوتا ہے، ان میں قبضہ کے بعد چیز خریدار کے ضمان (RISK) میں آجائے گی، اور اس کے بعد خریدار کے لئے اس چیز کو فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا جائز ہوگا، اور اگر ضائع ہوگئی تو خریدار کا نقصان ہوگا۔ (۱)

قبضہ جن افعال سے ثابت نہیں ہوتا

بائع اور مشتری کے درمیان سودا مکمل ہوجانے کے بعد خریدار کے مندرجہ ذیل افعال سے قبضہ ثابت نہیں ہوگا:

① خریدی ہوئی چیز بائع کے پاس امانت رکھوادی۔

② بائع کو بلاعوض فائدہ اٹھانے کے لئے دے دی۔

③ بائع یا کسی دوسرے آدمی کو، قبضہ سے پہلے کرایہ پر دے دی، واضح رہے کہ قبضہ سے پہلے کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔

④ بائع کو وہ چیز تحفہ میں دے دی۔

⑤ وہ چیز بائع کے پاس گروی رکھ دی۔ (۲)

---

(۱) اذا هلک المبیع بعد القبض هلک من مال المشتری ولا شیء علی البائع (درر الحکام الی مجلة الاحکام: (۲۷۸/۱)، المادة: ۲۹۳، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الخامس: فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: دار عالم الکتب۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۱/۱)، المادة: ۲۹۳، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☜ شرح المجلة للاتاسی: (۲۲۵/۲)، المادة: ۲۹۳، أیضاً، ط: رشیدیه۔

(۲) اذا أودع المشتری البائع المبیع قبل القبض أو أعاره أیاه أو آجره أو أذی بعض ثمن المبیع ورهنه عنده قبل القبض بباقی الثمن فلایکون المشتری قابضاً للمبیع ولا یلزم البائع بدفع الأجرة باستیجاره المبیع۔ (درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۲۵۸/۱)، تحت المادة: ۲۷۳، البیوع، الباب الخامس: فی المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الأول: فی بیان حقیقة التسلیم والتسلم وکیفیتهما، ط: دار عالم الکتب ریاض)=

قبضہ حسی یا معنوی

بیع کے وقت بیچی جانے والی چیز بیچنے والے کے حسی یا معنوی قبضے میں ہو
''معنوی قبضے'' سے مراد ایسی صورت حال ہے، جس میں قبضہ کرنے والے نے وہ چیز ظاہری طور پر اپنی تحویل میں نہیں لی، لیکن اس کے کنٹرول میں آگئی ہے، اور اس کے تمام حقوق اور ذمہ داریاں اس کی طرف منتقل ہوگئی ہیں، جن میں اس چیز کے ضیاع کا خطرہ اور رسک بھی شامل ہے، یعنی یہ چیز اگر ضائع ہوگئی تو یہ سمجھا جائے گا کہ خریدار کی ضائع ہوئی، یہ قبضہ معنوی ہے۔

مثلاً: ❶ زید نے عمرو سے ایک کار خریدی، عمرو نے ابھی تک یہ کار زید یا اس کے وکیل کے حوالے نہیں کی، زید یہ کار ''بکر'' کو فروخت نہیں کرسکتا، اگر وہ یا اس کا وکیل اس پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دیتا ہے، تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

❷ زید نے عمرو سے ایک کار خریدی، عمرو اس کار کی تعیین اور نشاندہی کرنے کے بعد اسے ایک ایسے گیراج یا شوروم میں کھڑا کردیتا ہے، جہاں زید کی آزادانہ رسائی ہے، اور عمرو اسے موقع پر اجازت دے دیتا ہے، کہ یہ گاڑی ہے، آپ اسے جب چاہیں لے سکتے ہیں، اب گاڑی کا رسک (نقصان کی ذمہ داری) زید کی طرف منتقل ہوگئی ہے، اب گاڑی اس کے معنوی قبضہ (کنسٹرکٹوی پوزیشن) میں ہے، اگر زید اس پر ظاہری اور حسی قبضہ کئے بغیر بکر کو بیچ دیتا ہے، تو بیع صحیح ہوگی۔ [1]

= شرح المجلة لرستم باز: (۱۱۳/۱)، تحت المادة: ۲۷۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔
شرح المجلة للأتاسي: (۲۰۲/۲)، تحت المادة: ۲۷۵، تتمة، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۱) لا يصح اتفاقاً... بيع منقول قبل قبضه ولو من بائعه... (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن قبل القبض، ط: سعيد۔
ثم التسليم يكون على وجه يتمكن من القبض بلا مانع ولا حائل وشرط في الأجناس شرطاً ثالثاً وهو أن يقول خليت بينك وبين المبيع، فلو لم يقله أو كان بعيداً لم يصر قابضاً والناس عنه غافلون (قوله: على وجه يتمكن من القبض) فلو اشترى حنطة في بيت ودفع البائع المفتاح اليه وقال: خليت بينك =

قبضہ زمین پر

''زمین پر قبضہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۸۴)

قبضہ سودے کے طور پر ہوا

☆ قبضہ سودے کے طور پر ہونے کو عربی میں ''**مقبوض علی سوم الشراء**'' کہتے ہیں، مثلاً ایک شخص نے دکاندار سے کہا یہ کپڑا مجھے دیدیں اگر پسند آیا تو میں نے سو روپے میں اسے خرید لیا، یہاں چونکہ اختیار خریدار نے رکھا ہے، اس لئے قبضہ کئے ہوئے کپڑے میں ابھی تک مالک کی ملکیت ہے، اب اگر وہ کپڑا خریدار کے پاس قدرتی آفت سے ضائع ہوجائے، تو خریدار کو اگر ویسا ہی کپڑا ملتا ہو تو اس کو کپڑا دینا ہوگا، اور اگر نہ ملتا ہو، تو اس کی بازاری قیمت دینی ہوگی۔

☆ اور اگر خریدار نے خود استعمال کر کے اس کو ضائع کر دیا تو اس کو آپس میں طے شدہ قیمت دینی ہوگی، خریدار کا کپڑے پر قبضہ سودے کے طور پر ہوا ہو (یعنی **مقبوض علی سوم الشراء** ہو) تو اس کا حکم یہی ہے۔ (۱)

=وبينها فهو قبض۔۔۔ وحاصله أن التخلية قبض حكما لو مع القدرة عليه بلا كلفة لكن ذلك يختلف بحسب حال المبيع۔۔۔ (الدر مع الرد: (۴/ ۵۶۱، ۵۶۲)، كتاب البيوع، مطلب فيما يكون قبضاً للمبيع، ومطلب: في شروط التخلية، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۵/ ۳۰۸، ۳۰۷، ۹۳)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

درر الحكام الى مجلة الاحكام: (۱/ ۲۵۱)، المادة: ۲۶۳، البيوع، الباب الخامس: الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب۔

(۱) ماقبضه المشتري على سوم الشراء وهو أن يأخذ المشتري من البائع مالاً على أن يشتريه مع تسمية الثمن۔۔۔ اذا هلك أو ضاع في يده فان كان من القيميات لزمت عليه قيمته وان كان من المثليات لزم عليه أداء مثله للبائع، هذا اذا هلك المبيع اتفاقاً أما لو استهلكه المشتري فيلزمه الثمن لا القيمة كما حققه الطرطوسي وعلله في المحيط بأنه لو استهلكه المشتري صار راضياً بالمبيع بالثمن۔۔۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۲۲)، المادة: ۲۹۸، البيوع، الباب الخامس، الفصل السادس فيما يتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، ط: فاروقيه كوئته=

قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ادھار غلّہ خریدنا چاہا بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کو بازار لے گیا، اور اسے غلہ کی بوریاں دکھا کر کہنے لگا، کون سا غلّہ میں تمہارے واسطے خریدوں؟ مشتری نے کہا کہ کیا تو میرے ہاتھ اس چیز کو بیچتا ہے جو تیرے پاس موجود نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد بائع اور مشتری دونوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور آپ سے یہ معاملہ بیان کیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مشتری سے کہا ایسی چیز مت خرید جو بائع کے پاس نہیں، اور بائع سے کہا وہ چیز مت بیچ جو تیرے پاس موجود نہیں۔ (۱)

قبضہ سے پہلے بیع کی ایک صورت

☆ منقول چیزوں کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے آگے فروخت

= درر الحكام الى مجلة الأحكام: (١/٢٨٣)، المادة: ٢٩٨، أيضاً، ط: دار عالم الكتب۔
الدر مع الرد: (٤/٥٧٣)، كتاب البيوع، مطلب: في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد۔

(١) مالك أنه بلغه أن رجلاً أراد أن يبتاع طعاماً من رجل إلى أجل، فذهب به الرجل الذي يريد أن يبيعه الطعام إلى السوق، فجعل يريه الصُبَر ويقول له: من أيها تحب أن ابتاع لك؟ فقال المبتاع: اتبيعني ماليس عندك؟ فأتيا عبدالله بن عمر فذكراه ذلك له، فقال عبدالله بن عمر للمبتاع: لاتبتع منه ماليس عنده. وقال للبائع: لاتبع ماليس عندك. (موطأ الإمام مالك: (ص:٥٨٦) كتاب البيوع، باب العينة وما يشبهها، وبيع الطعام قبل أن يستوفى، ط: قديمي۔

الاستذكار لابن عبدالبر: (١٩/٣٦٥، ٣٦٦) رقم الحديث: ١٣٩١، كتاب البيوع، باب العينة وما يشبهها، ط: دار قتيبه، دمشق۔

جامع الأصول في أحاديث الرسول: (١/٤٦٧) رقم الحديث: ٢٨٣، حرف الباء، الكتاب الثاني: في البيع، الباب الثاني: فيما يجوز بيعه ولايصح، الفصل الثاني: في بيع مالم يقبض أو مالم يملكه، ط: دار البيان۔

کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ موجودہ دور میں تجارت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مثلاً ایک آدمی نے ایک دکاندار سے دو ہزار کلو گرام مال کا زبانی سودا کیا اور مال پر قبضہ نہیں کیا، بلکہ مال بائع کے پاس ہی پڑا رہا، چند دن بعد اس مال کی مارکیٹ میں قیمت بڑھ گئی، تو مشتری (خریدار) نے بائع سے کہا کہ آپ مجھے منافع دے کر مال اپنے پاس ہی رکھیں، تو مشتری کے لئے اس طرح بیع کرنا اور منافع لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی چیز کا ضائع ہونا

اگر سودا ہونے کے بعد منقولی چیز پر خریدار نے قبضہ نہیں کیا، اور وہ چیز بائع (سیلر) کے پاس خریدار کے فعل کے بغیر ضائع ہوگئی، تو وہ بائع کی چیز ضائع ہوگی خریدار کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، اور خریدار پر اس کی قیمت ادا کرنا لازمی نہیں ہوگا، اور اگر خریدار نے قیمت کی رقم ادا کردی تو بائع پر وہ رقم واپس کردینا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) فالقول من حکم المبیع إذا کان منقولا أن لایجوز بیعه قبل القبض... وأما إذا تصرف فیه مع بائعه، بأن باعه منه لم یجز بیعه أصلاً قبل القبض۔ (الهندیة: (۱۳/۳) کتاب البیوع، الباب الأول، الفصل الثاني في معرفة المبیع والثمن والتصرف فیهما قبل القبض، ط: رشیدیه)

☜ الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: في التصرف في المبیع والثمن قبل القبض، ط: سعید۔

☜ البحر الرائق: (۱۱۶/۶)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: في بیان التصرف في المبیع، ط: سعید۔

(۲) المبیع اذا هلک في ید البائع قبل أن یقبضه المشتري یکون في مال البائع ولا شیء علی المشتري... بل ینفسخ البیع ویعود الضرر والخسارة علی البائع... (درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۲۷۵/۱)، المادة: ۲۹۳، البیوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: في بیان المواد علی ھلاک المبیع، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۰/۱)، المادة: ۲۹۳، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☜ شرح المجلة للاتاسي: (۲۰۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أیضاً، ط: رشیدیه۔

قبضہ سے پہلے چیز بیچنا

(۱۴۸) زمین، دکان اور مکان کے علاوہ باقی منقولی چیزوں کو خرید نے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

اگر آگے فروخت کرنا ہو تو پہلے قبضہ کرے پھر آگے فروخت کرے۔ (۲)

قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

منقولی چیزوں کو خرید نے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۳)

(۱، ۲) للمشتری أن یبیع المبیع من آخر قبل قبضه ان کان عقارًا...، وإن کان منقولاً فلا۔ (شرح المجلّة لسلیم رستم باز (۱۰۳/۱) کتاب البیوع، الباب الرابع فی بیان المسائل المتعلقة بالتصرف فی الثمن والمثمن، الفصل الأول، رقم المادة: (۲۵۳) ط: مکتبه فاروقیه کوئٹه)

ومن اشتری شیئًا مما ینقل ویحول لم یجز بیعه حتی یقبضه؛ لأنه نهی عن بیع مالم یقبض، ولأن فیه غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک۔ (الهدایة: (۷۷/۳) کتاب البیوع، باب التولیة، ط: الإمدادیة ملتان)

لایجوز بیع المنقول قبل القبض لما روینا، ولقوله علیه السلام "إذا ابتعت طعامًا فلاتبعه حتی تستوفیه۔ (تبیین الحقائق: (۳۳۷/۴) کتاب البیوع، فصل: صح بیع العقار قبل قبضه، ط: دار الکتب العلمیة)

لایصح بیع المنقول قبل قبضه، لنهیه علیه السلام عن بیع مالم یقبض۔ (مجمع الانهر: (۱۱۳/۳) کتاب البیوع، باب التولیة، ط: مکتبة غفاریه کوئٹه)

البحر الرائق: (۱۱۶/۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

الهندیة: (۱۳/۳) کتاب البیوع، الباب الثالث فی معرفة المبیع...، ط: رشیدیه۔

تکملة فتح الملهم: (۳۵۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، تحت رقم الحدیث: ۳۷۲۰، ط: مکتبه دار العلوم کراجی۔

(۳) من البیع الفاسد بیع الأعیان المنقولة قبل قبضها سواء باعها لمن اشتراها منه أو لغیره... أما البیع الأعیان غیر المنقولة قبل قبضها کبیع الأرض والضیاع والنخیل والدور ونحو ذلک من الأشیاء الثابتة التی لایخشی هلاکها فإنّه یصح۔ (کتاب الفقه علی مذاهب الأربعة: (۵۳۸/۱) کتاب البیع، مبحث التصرف فی المبیع قبل قبضه ط: دار الغد الجدید)

والثالث لایجوز بیع مبیع قبل قبضه الا الدور والأرض، قاله أبو حنیفة و أبو یوسف رحمهما الله۔ (إعلاء السنن: (۲۳۶/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المشتری قبل القبض، ط: ادارة القرآن)

بدائع الصنائع: (۱۸۱/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة، ط: سعید۔

غیر منقولی اشیاء جیسے زمین، مکانات، فلیٹ، کھیت اور باغ کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا

آج کل باہر ممالک سے مال منگواتے ہیں، اور قبضہ سے پہلے اس مال کو آگے فروخت کردیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے۔

اور ناجائز ہونے کی بہت ساری وجوہات ہیں، ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ فروخت کرنے والا جب خود مال پر قابض نہیں ہے، تو وہ دوسرے کو قبضہ نہیں دے سکتا، اور اس میں دھوکہ ہوسکتا ہے، کہ مال وقت پر نہ پہنچے یا کلیئر نہ ہو اور خریدار کا نقصان ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ مال کسی حادثہ میں ضائع ہوجائے پھر اس کا نقصان ہوجائے۔

مزید یہ کہ اگر مال پر قبضہ کے بغیر اس طرح خرید وفروخت کی اجازت ہوتو بہت سے سرمایہ دار اپنے سرمایہ کے زور سے سود کماتے رہیں گے کیونکہ جو مال ابھی تک اس کے قبضہ میں نہیں آیا اس پر اگر ایک سود لے کر فروخت کرتا رہے، اور تیسرا شخص چوتھے شخص کو سود پر فروخت کرتا رہے، اور مال ابھی تک بیرون ملک میں پڑا ہوا ہو، اور اسی دوران کئی ہاتھوں میں فروخت ہوجائے تو ایسی صورت میں جو لوگ سرمایہ دار نہیں ہیں، نقد رقم دے کر مال نہیں منگوا سکتے وہ سود دینے پر مجبور ہوجائیں گے اور غریبوں پر اس کا بوجھ پڑے گا اور اس میں ملکی معیشت کی تباہی ہے کیوں کہ جو مال ایک لاکھ روپے فی کنٹینر کے حساب سے بیرون ملک سے آنا چاہیئے، وہ مختلف بیوپاریوں کے ہاتھوں فروخت ہونے کی وجہ سے ایک لاکھ روپے سے ڈیڑھ لاکھ روپے یا دو لاکھ روپے فی کنٹینر ہوجائے گا، اسی طرح دوسرے اموال اور اشیاء کو بھی قیاس کرلیا جائے، غرض کہ جو چیز ملکیت میں نہیں آئی اس کو فروخت کرنا بھی منع ہے

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۳ علی الصفحۃ السابقۃ

البتہ زمین مکان اور دکان کو قبضہ میں آنے سے پہلے بھی فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

مزید "مال بیچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا" عنوان کو بھی دیکھیں۔

قبضہ سے پہلے مبیع ضائع ہوگئی

"ایجاب وقبول سے بیع ہوجاتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۶۵)

قبضہ سے پہلے مبیع فروخت کرنے کی صورت میں نفع کا حکم

"ایجاب وقبول سے بیع ہوجاتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۶۵)

قبضہ سے قبل بیع کی ممانعت کی حکمتیں

قبضہ سے قبل چیز فروخت کرنا منع ہونے کی چند حکمتیں یہ ہیں:

① کسی چیز کو خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے آگے کسی کو فروخت کرنے کی صورت میں دھوکے کا امکان ہوتا ہے کیونکہ ممکن ہے فروخت کی گئی چیز بائع کے پاس ہلاک ہوجائے اور خریدار کو حوالہ ہی نہ کرسکے۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، ۲، ۳، علی الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟

(۲) إن في النهي عن البيع قبل القبض حكماً بالغة: فمنها ما ذكره ابن القيم رحمه الله تعالى في تهذيب السنن (۱۳۷/۵): "فمن محاسن الشريعة الكاملة الحكمية منع المشتري مع التصرف فيه حتى يتم استيلاؤه عليه، وينقطع عن البائع وينفطم عنه، فلا يطمع في الفسخ والإمتناع الإقباض، إذا رأى المشتري قدربح فيه، ويغره الربح وربما أفضي إلى التحيل على الفسخ، ولو ظلماً، وهذا من المصالح التي لا يهملها الشارع، حتى إن من لا خبرة له من التجارة بالشرع يتحري ذلك ويقصده، لما في ظنه من المصلحة، وسد باب المفسدة".

قال العبد الضعيف عفا الله عنه: وقد ظهرت في زماننا حكمة أخري لهذا الحكم، وهي أن البيع قبل القبض في زماننا يحدث غلاء في السوق، وكثيراً ما يفعله تجار زماننا في التجارة الدولية، فنشاهد اليوم أن الباخرة تجري بالبضائع من اليابان مثلاً، فيبيعه الي الذى يصدره إلى غيره، ثم هو إلى ثان، والثاني إلى ثالث، وهكذا، فتجري على البضاعة الواحدة بياعات ربما تجاوز عشرة، وكل ذلك قبل وصول الباخرة إلى الميناء وينتج ذلك أن البضاعة التي كانت قيمتها بضع ربيات في اليابان، لا تصل إلى سوق بلادنا إلا بعد ما تصير قيمته مائة أو أكثر؛ لأن كل تاجر يشتريها قبل الوصول يبيعها بربح إلى غيره، وتصير الأرباح كلها بأيدي تجرة معدودين، ويصير الغلاء نصيب العامة. =

❷ جب خریدار مبیع (خریدی ہوئی چیز) پر قبضہ کرلیتا ہے تو پھر اس میں بائع (سیل) کی جانب سے تصرف کرنے کا امکان ختم ہوجاتا ہے، ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ فروخت کرنے کے بعد بائع کو زیادہ قیمت دینے والا کوئی اور گاہک مل جائے تو وہ خریدار کو مبیع پر قبضہ نہ دے اور بیع فسخ کردے۔ (۱)

❸ موجودہ زمانہ میں قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنے کی وجہ سے سٹے کو فروغ ملتا ہے، اور اجناس اور دیگر ضروری اشیاء کی قیمت کئی گناہ زیادہ ہوجاتی ہے جس سے استعمال کرنے والے صارفین کا استحصال ہوتا ہے۔ (۲)

❹ اسٹاک ایکسچینجوں (Stock Exchanges) میں روزانہ اربوں روپے کا سٹے کا کاروبار ہوتا ہے، سٹے میں صرف کاغذات اور ٹیلی فون پر سودا ہوتا ہے، عملی طور پر فروخت نہیں ہوتی اور مبیع پر قبضہ بھی نہیں ہوتا اور آگے فروخت کردیا جاتا ہے اس لئے یہ کاروبار بھی درست نہیں۔ (۳)

❺ قبضہ سے پہلے بیع کرنے کی صورت میں ایک شخص کسی سے کوئی چیز دس روپے میں خریدتا ہے اور اس چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی چیز کو پندرہ روپے میں کسی اور شخص کو فروخت کردیتا ہے حالانکہ وہ چیز ابھی تک بائع کے پاس ہے، تو یہ ایسا ہے کہ اس نے دس روپے کو پندرہ روپے میں فروخت کردیا ہے اور یہ سود کے حکم میں ہے۔ (۴)

= قوله: "ألا تراهم يتبايعون بالذهب الخ" بيان لسبب النهي عن البيع قبل القبض، وحاصله أن البيع قبل القبض يتضمن بيع الذهب بالذهب متفاضلاً وذلك أن الرجل إذا اشترى طعاماً بمائة دينار مثلاً، ودفعها للبائع ولم يقبض منه الطعام، ثم باع الطعام لآخر بمائة وعشرين ديناراً وقبضها، والطعام في يد البائع، فكأنه باع مائة دينار بمائة وعشرين ديناراً، لأنه أدي إلى البائع الأول مائة دينار، ولم يأخذ الطعام في عوضه، بل أخذ مائة وعشرين ديناراً من المشتري الثاني عوضاً عما أدي إلى البائع الأول، (تكمله فتح الملهم: (۱/ ۳۵۳، ۳۵۴) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: مكتبة دار العلوم كراچى)
فتح الباري: (۴/ ۳۴۹) كتاب البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض، ط: دار المعرفة.
(۱، ۲، ۳، ۴) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

قبضہ سے مراد

قبضہ سے مراد یہ ہے کہ جو چیز خریدی جائے، تو خریدار اور اس چیز کے درمیان تخلیہ ہو جائے یعنی خریدار کو فروخت کرنے والے کی طرف سے حقیقی طور پر اتنا اختیار مل جائے کہ خریدار کسی رکاوٹ کے بغیر اس چیز کو استعمال کر سکے، ورنہ قبضہ ثابت نہیں ہوگا، اور خریدار کے لئے آگے اس مال کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ [1]

قبضہ کا حکم

''مبیع پر قبضہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۶)

قبضہ کرنے کے بعد زائد قیمت پر فروخت کرنا

منقولی چیزوں کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ قبضہ کرنے کے بعد بائع اور مشتری کے درمیان جو بھی قیمت مقرر ہو جائے گی اس پر فروخت کرنا جائز ہوگا۔

مثلاً ایک آدمی نے ایک گاڑی ایک لاکھ روپے میں خریدنے کے بعد قبضہ کر کے دوسرے آدمی کو دو لاکھ میں فروخت کر دی، پھر دوسرے آدمی نے گاڑی پر قبضہ کرنے کے بعد تیسرے آدمی کو ڈھائی لاکھ روپے میں فروخت کر دی، پھر تیسرے آدمی نے گاڑی پر قبضہ کرنے کے بعد چوتھے آدمی کو تین لاکھ روپے میں

---

(۱) فالتسليم والقبض عندنا هو التخلية والتخلي وهو أن يخلي البائع بين المبيع وبين المشترى برفع الحائل بينهما على وجه يتمكن المشترى من التصرف فيه، فيجعل البائع مسلما للمبيع والمشترى قابضاله۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۵۶۱/۴، ۵۶۲)، كتاب البيوع، مطلب فيما يكون قبضاً للمبيع، ومطلب في شروط التخلية، ط: سعيد۔

البحر الرائق، (۳۰۸/۵، ۳۰۷)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

فروخت کردی، تو یہ تمام سودے درست ہیں۔ (۱)

قبضہ کی تعریف

سودا ہونے کے بعد چیز پر قبضہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ بائع خریدار کے ہاتھ میں چیز دیدے یا چیز کو خریدار کے تصرف میں اس طرح دیدے کہ خریدار اسے کسی رکاوٹ کے بغیر اٹھا سکے اور ساتھ میں بائع یہ بھی کہہ دے کہ یہ چیز لے لو۔ (۲)

قبضہ کی حقیقت

منقولی اشیاء خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے آگے کسی اور کو فروخت کرنا منع ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کی رو سے نفع ہمیشہ ذمہ داری اور ضمان کا معاوضہ ہوتا ہے، جو آدمی ذمہ داری اور ضمان (Risk) برداشت کرتا ہے وہ نفع بھی کما سکتا ہے، اور جو آدمی ضمان اور نقصان کی ذمہ داری نہیں اٹھاتا وہ نفع بھی نہیں لے سکتا، اسی کو حدیث شریف میں "ربح مالم یضمن" کہا گیا ہے، مثلاً زید نے عمرو سے گاڑی

---

(۱) وأمامفہومہ لغة وشرعاً فقال فخر الاسلام: البیع لغة: مبادلة المال بالمال و کذا فی الشرع لکن زید فیہ قید التراضی۔ (فتح القدیر: (۲۲۹/۶)، کتاب البیوع، ط: رشیدیہ)

البیع مبادلة المال بالمال بالتراضی۔ (کفایة شرح الہدایة، علی ذیل فتح القدیر: (۲۹/۵) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۴/۱)، المادة: ۱۰۵، البیوع، المقدمة فی الاصطلاحات الفقہیة المتعلقة بالبیوع، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

انظر الحاشیة السابقة تحت العنوان "قبضہ سے پہلے فروخت کرنا" أیضاً۔

(۲) فالتسلیم والقبض عندنا ھو التخلیة و التخلی وھو أن یخلی البائع بین المبیع و بین المشتری برفع الحائل بینہما علی وجہ یتمکن المشتری من التصرف فیہ، فیجعل البائع مسلما للمبیع والمشتری قابضاً لہ۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما حکم البیع، ط: سعید۔

الدر مع الرد: (۵۶۱/۴، ۵۶۲)، کتاب البیوع، مطلب فیما یکون قبضاً للمبیع، ومطلب فی شروط التخلیة، ط: سعید۔

البحر الرائق، (۳۰۷/۵، ۳۰۸)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

خریدی اور ابھی تک اس پر قبضہ نہیں کیا تو گاڑی عمرو کے ضمان میں ہے، اس دوران اگر وہ گاڑی ہلاک ہوجائے تو عمرو کا نقصان ہوگا، چونکہ گاڑی زید کے ضمان میں نہیں آئی اور وہ کوئی ذمہ داری برداشت نہیں کر رہا، لہٰذا زید اس گاڑی کو بیچ کر نفع بھی نہیں کما سکتا، ہاں اگر زید نے اس پر قبضہ کرلیا تو ہلاک ہونے کی صورت میں زید کا نقصان ہوگا، اس لئے زید اس کو فروخت کرکے نفع بھی حاصل کرسکتا ہے۔[1]

قبضہ کی ہوئی زمین خریدنا

اگر کسی نے کسی زمین کو اپنی کاشت اور کرایہ کے طور پر ایک لمبے عرصہ تک اپنے تصرف اور قبضہ میں رکھا، پھر عدالت میں جا کر اپنی ملکیت کا دعویٰ دائر کیا، اور عدالت نے بھی لمبے عرصے تک قبضہ اور تصرف میں رہنے کی وجہ سے قابض کی ملکیت کو تسلیم کیا اور اس کے حق میں فیصلہ دیدیا، اور اصل مالک کی ملکیت کو باطل قرار دیا، تو شرعاً یہ قابض اس زمین کا مالک نہیں ہوگا۔[2] اس کے لئے اس زمین پر قبضہ برقرار

---

(۱) وعنه (أي عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايحل سلف وبيع، ولا شرطان في بيع، ولا ربح مالم يضمن، ولا بيع ماليس عندك. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

ولا ربح مالم يضمن) يريد به الربح الحاصل من بيع ما اشتراه قبل أن يقبضه وينتقل من ضمان البائع إلى ضمانه فإن بيعه فاسد، في شرح السنة: قيل معناه: إن الربح في كل شيء إنما يحل إن لو كان الخسران عليه، فإن لم يكن الخسران عليه كالبيع قبل القبض إذا تلف فإن ضمانه على البائع، ولا يحل للمشتري أن يسترد منافعه التي انتفع بها البائع قبل القبض؛ لأن المبيع لم يدخل بالقبض في ضمان المشتري، فلايحل له ربح المبيع قبل القبض. (مرقاة المفاتيح: (۷۹/۶) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

شرح السنة للبغوي: (۱۴۴/۸) كتاب البيوع، باب النهي عن بيعتين في بيعة وعن بيع وسلف، ط: المكتب الإسلامي.

(۲) ويشترط لنفاذ البيع أن يكون البائع مالكا للمبيع أو وكيلا لمالكه، أو وصيه، وأن لايكون في المبيع حق آخر. (شرح المجلة لسليم رستم باز (۱۶۲/۱) المادة (۳۶۵) ط: البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الأول في أنواع البيع، ط: فاروقيه كوئٹه) =

رکھنا اور اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسی زمین خریدنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

ہاں اگر اصل مالک کو راضی کرلیا جائے اور وہ عوض لے کر یا بلاعوض قابض کو مالک بنادے پھر قابض کے لئے فروخت کرنا اور لوگوں کے لئے خریدنا جائز ہوگا۔ (۲)

= وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، فلاينعقد بيع الكلاء، ولو في أرض مملوكة له، ولا بيع مالیس مملوكاً وإن ملكه بعده۔ (الهندية: (۳/۳، ۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۴۳۳/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه۔ و: (۲۵۹/۵)، ط: سعيد۔

(۱) الحرمة تتعدد مع العلم بها الا في حق الوارث، قال المحقق الشامي: ثم اعلم أنه ذكر في شرح السير الكبير في الباب الثاني والستين بعد المائة أنه وإن لم يرده يكره للمسلمين شراءه، لأنه ملك خبيث۔ (الدرمع الرد: (۹۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب البيع الفاسد لايطيب له، ... ومطلب الحرمة تتعدد، ط: سعيد)

لم يحل لمسلم أن يشترى شيئاً يعلم انه مغصوب أو مسروق، أو ماخوذ من صاحب بغير حق، لأنه إذا فعل يعين الغاصب أو السارق أو المتعدى على غصبه و سرقته وعداوته، قال رسول الله ﷺ: من اشترى سرقة (أى: مسروقا) وهو يعلم أنها سرقة، فقد اشترك في اثمها و عارها۔ (الحلال والحرام في الإسلام، ليوسف القرضاوى: (ص: ۲۱۸، ۲۱۹) الفصل الرابع في المعاملات، ط: مكتب وهبة القاهرة)

فمن علمت أنه سرق مالا، أو خانه في أمانته أو غصبه ... لم يجز لي أن آخذ منه، لابطريق الهبة، ولابطريق المعاوضة، ولا وفاء عن أجرة، ولا ثمن مبيع، ولا وفاء عن قرض۔ (مجموعة الفتاوى لابن تيمية: (۱۷۸/۱۵) البيع، قواعد جامعة، أصول في التحريم والتحليل، ط: مكتبة العبيكان) و: (۳۱۵/۲۹) ط: دار الوفاء۔

(۲) (قوله: الحرام ينتقل) أى من ذمة إلى ذمة، وبه يعلم حرمة شراء المنهوب وطعام الغصب ولو استهلكه بطبخه، الا أن يؤدى قيمته أو يضمنها أو يسامح منها۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۸۲/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة بيروت) و ط: رشيديه۔

ولو غصب من آخر عصفراً وصبغ به ثوباً أو غصب سمنا و لتّ به سويقاً لم يسعه أن ينتفع به حتى يرضى صاحبه كذا في المحيط۔ (الهندية: (۱۴۱/۵) كتاب الغصب، الباب الثامن في تملك الغاصب المغصوب والانتفاع به، ط: رشيديه)

(ولايحل انتفاعه به) لأنه ملك خبيث (قبل أداء الضمان) حقيقة أو حكما، إذ المراد رضى المالك بأداء، أو إبراء أو تضمين قاض۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۸۵/۳) كتاب الغصب، ط: مكتبة غفارية كوئٹه)

قبضے کے بعد مصنوع کا ضمان

جب آرڈر دینے والا ایک مرتبہ آرڈر پر تیار ہونے والی چیز پر قبضہ کرلے، چاہے قبضہ حقیقی ہو یا حکمی (قبضہ حکمی یہ ہے کہ بائع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کرے) تو اس کے بعد وہ مصنوع چیز آرڈر دینے والے کے ضمان میں داخل ہوجاتی ہے، چنانچہ قبضے کے بعد اس میں ہونے والے نقصان کی ذمہ داری آرڈر دینے والے پر عائد ہوگی، اور آرڈر پر مال بنانے والا بری الذمی ہوگا۔[1]

قبضہ کے لئے اتنا کافی ہے

خریدے ہوئے مال پر قبضہ کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس چیز کو خریدار بائع (سیلر) سے لے کر اپنی جگہ پر لے آئے، بلکہ اتنا بھی کافی ہے کہ بائع کے گودام میں یا دکان پر چلا جائے، اور بائع اس کے لئے سامان علیحدہ کرکے اس کو کہہ دے کہ یہ تمہارا سامان ہے اٹھالو، یہ قبضہ ہوگیا، پھر چاہے خریدار وہیں بائع کے گودام میں امانت کے طور پر رہنے دے، اسی طرح اگر خریدار خود نہ جائے اپنے وکیل اور ملازم کو بھیج دے، اور بائع اس کے سامنے سامان الگ کرکے رکھ دے اور اس کو کہہ دے کہ یہ تمہارا ہے اس کو اٹھالو، تو اس سے بھی خریدار کا قبضہ ثابت ہوجاتا ہے، اسی سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اگر خریدار کسی دوسرے شہر سے سامان منگوارہا ہے اور وہ ٹرانسپورٹر کو اپنا وکیل بنادے تو ٹرانسپورٹر کا قبضہ خریدار کا قبضہ قرار پائے گا، لیکن اس صورت میں اگر سفر کے دوران سامان ہلاک وضائع ہوگیا تو خریدار اس کا

---

(١) اذا هلک المبیع بعد القبض هلک من مال المشتری ولا شیء علی البائع۔ (درر الحکام الی مجلة الاحکام: (٢٧٨/١)، المادة: ٢٩٣، البیوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: دار عالم الکتب۔

شرح المجلة لرستم باز: (١٢١/١)، المادة: ٢٩٣، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (٢٢٥/٢)، المادة: ٢٩٣، أیضاً، ط: رشیدیه۔

ذمہ دار ہوگا۔ (۱)

قبضۂ مشتری سے پہلے بائع نے فروخت کیا

اگر سودا ہونے کے بعد خریدار کے قبضہ سے پہلے بائع نے فروخت کی ہوئی چیز کو خود استعمال کرلیا یا گروی رکھ دیا یا کرایہ پر دیدیا یا امانت رکھوادی، اور خریدار نے اس کی اجازت نہیں دی، پھر وہ چیز ضائع ہوگئی تو بائع اور خریدار کے درمیان جو سودا ہوا تھا وہ ختم ہوجائے گا اور خریدار بائع سے یا کسی دوسرے سے کوئی تاوان بھی وصول نہیں کریگا، ہاں اگر مشتری (خریدار) نے بائع کو قیمت ادا کردی تھی تو وہ رقم واپس کردینا بائع پر لازم ہوگا۔ (۲)

قبضۂ معنوی

''قبضہ حسی یا معنوی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۴/۵)

---

(۱) أما اذا سلم البائع المبيع الى شخص أمر المشترى بتسليمه اليه فقد حصل القبض۔ كما لو سلم البائع المبيع الى المشترى نفسه، فاذا أمر المشترى البائع قبل القبض بتسليم المبيع الى شخص معين وسلم البائع المبيع الى ذلك الشخص يكون المشترى قد قبض المبيع... تسليم المبيع يحصل بالتخلية وهو أن يأذن البائع للمشترى بقبض المبيع مع عدم وجود مانع من تسليم المشترى اياه... متى حصل تسليم المبيع صار المشترى قابضاً له۔ (درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۲۴۹/۱، ۲۵۱)، المادة: ۲۶۲، ۲۶۳، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: فى بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

☜ شرح المجلة للاتاسى: (۱۹۱/۲)، المادة: ۲۶۳، ۲۶۲، أيضاً، ط: رشيديه۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۹/۱، ۱۱۰)، المادة: ۲۶۳، ۲۶۲، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه.

(۲) المبيع اذا هلك فى يد البائع قبل أن يقبضه المشترى يكون فى مال البائع ولا شىء على المشترى،... بل ينفسخ البيع ويعود الضرر والخسارة على البائع... (درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۲۷۵/۱)، المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: فى بيان المواد على هلاك المبيع، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۰/۱)، المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

☜ شرح المجلة للاتاسى: (۲۲۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط: رشيديه۔

قبضہ میں آنے کے بعد فروخت کرنا

''ضمان میں آنے کے بعد فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۰/۴)

قبضہ میں سامان لینے سے پہلے بیچنا

''سامان قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۷/۴)

قبضہ میں لینے سے پہلے مصنوع کی بیع

''مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۷/۶)

قبضہ ناجائز

''اگر کسی کے پلاٹ، مکان، دکان اور آفس پر کسی نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے تو اس کو ناجائز قابض سے واگزار کرانے سے پہلے کسی کو بیچنا درست نہیں کیونکہ اس صورت میں سپردگی ممکن نہیں ہاں اگر غصب شدہ پلاٹ یا مکان یا دکان وغیرہ غاصب کو ہی فروخت کیا جائے یا کسی ایسے شخص کو فروخت کیا جائے جو غاصب سے قبضہ لینے کی طاقت رکھتا ہو، تو ایسی صورت میں بیع جائز ہے کیونکہ سپردگی ممکن ہے، تاہم اگر قبضہ نہیں لے سکا تو خریدار کو بیع منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا۔[1]

---

(۱) فان باعه من غاصبه، او قادر علی اخذه صح لعدم الغرر. فان عجز بعد فله الفسخ (الروض المربع: (۳۰۹/۱) کتاب البیع، ط: مؤسسة الرسالة.

بیع المغصوب: إذا باع المغصوب منه المال المغصوب من غیر الغاصب کان ذلك البیع موقوفاً، فإذا أقر الغاصب بالغصب، أو کان للمغصوب منه بینة کان البیع لازماً وإذا لم یکن لدیه بینة وتلف المبیع قبل التسلیم فالبیع منفسخ. (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۴۰۲/۱) شرح المادة: ۳۷۷، کتاب البیوع، عدم انفساخ البیع في احدی عشرة صورة، ط: دار عالم الکتب)

الدر المختار مع الرد: (۱۱۲/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في بیع المرهون والمستاجر، ط: سعید)

قبضہ ناجائز ہے

"قانونی قبضہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۵/۵)

قبضہ ہوگیا

جس زمین، یا مکان، یا دکان پر کوئی دوسرا قوت والا شخص قابض ہو، اور مالک کے پاس اس کو بے دخل کرنے کی قدرت بھی نہ ہو تو اس حالت میں زمین یا مکان یا دکان کی فروخت بھی صحیح نہیں ہے، پہلے اس کو خالی کروائے، پھر اس کو فروخت کرے۔[(۱)]

قبضہ ہونے کے بعد زمین فروخت کرنا

"زمین پر قبضہ ہوگیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۶/۴)

قبلہ

قبلہ کی طرف پیشاب، پاخانہ کرنا، پاؤں پھیلانا، یا تھوکنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ عام حالات میں قبلہ کی طرف پشت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔[(۲)]

---

(۱) وأما شرائط المعقود عليه... وأن يكون مقدور التسليم... وقلنا وأن يكون مقدور التسليم فلم ينعقد بيع معجوز التسليم عند البائع... (البحر الرائق:(۵/۲۵۹، ۲۶۰)، كتاب البيع، ط:سعيد۔

شرح المجلة للأتاسي:(۲/۸۷)، المادة:۱۹۸، الباب الثاني، الفصل الأول: في حق شروط المبيع وأوصافه، ط:رشيديه۔

يلزم أن يكون المبيع مقدور التسليم فبيع غير مقدور التسليم باطل... باع عقاراً ملكه لكن في يد آخر، القادر على أنه لا يصح عملاً بقول محمد، لأنه لا يقدر على تسليمه۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۷۸)، المادة:۱۹۸، أيضاً، ط:فاروقيه كوئٹه۔

(۲) (ويكره) تحريماً (استقبال القبلة بالفرج) ولو (في الخلاء) بالمد بيت التغوط، وكذا استدبارها في الأصح... كما كره (مد رجليه في نوم أو غيره إليها) أي عمداً، لأنه إساءة أدب... (قوله: استقبال القبلة بالفرج)... وتقدم هناك أن المكروه الاستقبال أو الاستدبار لأجل بول أو غائط، (الدر مع الرد: (۱/۶۵۵) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ط:سعيد=

قبول

قبول (Acceptance) پیش کش کرنے کے بعد دوسرے شخص کی رضامندی کو قبول کہتے ہیں۔

اور قبول کی صورت یہ ہے کہ جس شخص کو ایجاب ہوا ہے، وہی شخص اس ایجاب پر اپنی رضامندی کا اظہار کرے۔[1]

قبول ایجاب کے مطابق ہونا ضروری ہے

بیع مکمل ہونے کے لئے مشتری کا قبول بائع کے ایجاب کے مطابق ہونا ضروری ہے، ورنہ بیع منعقد نہیں ہوگی، یعنی بائع جتنے میں مال فروخت کرنا چاہتا ہے، اتنے میں ہی قبول کرنے سے بیع منعقد ہوگی، اور اگر مشتری اس سے کم میں لینا چاہے تو بائع کی رضامندی پر موقوف ہوگی، اور اگر وہ اجازت دے گا یا راضی ہوجائیگا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر بائع نے پچاس روپے میں ایک کلو پیاز کہا ہے تو مشتری کے لئے بھی پچاس روپے میں ایک کلو پیاز قبول کرنا لازم ہوگا، اگر پچاس روپے

= حاشیہ الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۵۲)، کتاب الطھارۃ، فصل فیما یجوز بہ الاستنجاء، ط: قدیمی۔

حاشیہ الطحطاوی علی الدر: (۱/۲۷۶)، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیھا، ط: رشیدیہ۔

(۱) الایجاب والقبول فی البیع عبارۃ عن کل لفظین مستعملین لانشاء البیع فی عرف البلدۃ... وأی لفظ من ھذین ذکر أولا فھو ایجاب والثانی قبول... (شرح المجلۃ لرستم باز: (۱/۶۲، ۶۳)، المادۃ: ۱۶۸، ۱۶۹، البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

فالایجاب ھو ما یذکر أولا من کلام أحد المتعاقدین والقبول ما یذکر ثانیا من الآخر سواء کان بعت أو اشتریت، الدال علی التراضی: (الدر مع الرد: (۴/۵۰۶)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۵/۲۶۲، ۲۶۳)، کتاب البیع، ط: سعید۔

میں ایک کلو سے زیادہ پیاز مانگے تو بائع کا اس پر راضی ہونا لازم ہوگا، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (١)

قحط سے نجات

اگر دنیا میں آزادانہ طور پر تجارت ہو، اندرونی اور بیرونی تجارت کی تمام پابندیاں ختم ہوجائیں، کوٹہ سسٹم، تجارتی محصول، محصول چنگیاں، تجارتی ٹیکس وغیرہ نہ ہو، اور مختلف ممالک کی ضرورت سے زائد اشیاء دوسرے ممالک میں لاکر فروخت کی جائیں تو دنیا میں قحط اور قلت کی شکایت پیدا نہیں ہوگی۔ (٢)

قدیم عیب پر اطلاع ہوئی

اگر قدیم عیب پر مطلع ہونے سے پہلے خریدار نے کوئی ایسا کام کردیا جس کی وجہ سے چیز کو واپس کرنا منع ہوگیا، اس کے بعد قدیم عیب پر اطلاع ہوئی تو

---

(١) إذا أوجب أحد المتعاقدين بيع شيئ بشيئ يلزم لصحة العقد قبول العاقد الآخر على الوجه المطابق للإيجاب، وليس له تبعيض الثمن أو المثمن و تفريقهما۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (١/٦٦)، المادة (١٧٧) الباب الأول، الفصل الثاني في بيان لزوم موافقة القبول والإيجاب، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للاتاسي: (٢/٤٤)، المادة: ١٧٧، أيضاً، ط: رشيديه۔

درر الحكام الى مجلة الأحكام: (١/١٤٧)، المادة: ١٧٧، أيضاً، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

(٢) عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يبيع حاضر لباد، دعوا الناس يرزق الله بعضهم من بعض۔ رواه مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٢٤٧) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تلقوا الركبان لبيع ولا يبيع بعضكم على بيع بعض ولا يسم الرجل على سوم أخيه ولا تناجشوا ولا يبيع حاضر لباد" أقول أما تلقي الركبان... وهذا مظنة ضرر بالبائع لأنه ان نزل بالسوق كان أغلى له... وضرر بالعامة لأنه توجد في تلك التجارة حق أهل البلد جميعاً والمصلحة المدنية تقضي أن يقدم الأحوج فالأحوج... (حجة الله البالغة: (٢/١١٠)، مبحث البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتبخانه۔

خریدار قیمت میں سے اتنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے، جو عیب کی وجہ سے کم ہوسکتی ہے۔[1]

قرآن کریم کی خرید و فروخت

قرآن کریم کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کی ضرورت پیش آتی ہے، اور رقم حلال ہے۔[2]

قربانی کا گوشت

قربانی کا گوشت اور کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے خواہ قربانی واجب ہو یا نفل دونوں کا حکم ایک ہے، اور عقیقہ کے گوشت کا بھی حکم یہی ہے۔

کیونکہ قربانی اور عقیقہ دونوں میں اللہ تعالیٰ کا تقرب مقصود ہوتا ہے، اور جس چیز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اس کو فروخت کرنا جائز

---

(۱) لو حدث في المبيع عيب عند المشتري ثم ظهر فيه عيب قديم فليس للمشتري أن يرده بالعيب القديم بل له المطالبة بنقصان الثمن فقط۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲/۱۱۳)، المادة: ۳۴۵، البيوع الباب السادس، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۵۰)، المادة: ۳۴۵، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۱/۳۵۲)، المادة: ۳۴۵، أيضاً، ط: دار عالم الكتب / مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

(۲) في شرح السنة: في الحديث دليل على جواز الرقية بالقرآن وبذكر الله وأخذ الأجرة عليه، لأن القراءة من الأفعال المباحة، وبه تمسك من رخص بيع المصاحف وشراءها وأخذ الأجرة على كتابتها، وبه قال الحسن والشعبي وعكرمة وإليه ذهب سفيان ومالك والشافعي وأصحاب أبي حنيفة رحمهم الله. (مرقاة المفاتيح: (٦/١٦٢) كتاب البيوع، باب الإجارة، الفصل الأول، ط: رشيديه جديد)

بيع المصحف دخل المتصل به في البيع. (بدائع الصنائع: (١/٣٤) كتاب الطهارة، فصل وأما بيان ما ينقض الوضوء مبحث مس المصحف، ط: سعيد)

وفي شرح الملتقى: وجاز بيع المصحف المخرق وشراء آخر بثمنه. (شامي: (٤/٣٥٢) كتاب الوقف، مطلب في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهن، ط: سعيد)

نہیں ہوتا۔ (۱)

قرض

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرض زمین میں اللہ تعالی کا جھنڈا ہے، جب اللہ تعالی کسی بندہ کو ذلیل وخوار کرنا چاہے تو اسے اس کی گردن میں رکھ دیتا ہے۔ (۲) اس لئے تاجر حضرات کو شدید مجبوری کے بغیر کسی سے قرض نہیں لینا چاہئے، اس طرح اگر شدید مجبوری نہ ہو تو کسی سے ادھار چیز بھی نہیں خریدنی چاہئے، قرض لینا اور ادھار مال خریدنا پسندیدہ نہیں ہے۔

---

(۱) قال: (وله أن ينتفع بجلدها، ولايجوز أن يبيعه، ولا شيئاً منها) وجملة ذلك أنه لايجوز بيع شئ من الأضحية، لالحمها ولا جلدها، واجبة كانت أو تطوعاً: لأنها تعينت بالذبح. قال أحمد: لايبيعها ولا يبيع شيئاً منها. وقال: سبحان الله، كيف يبيعها، وقد جعلها لله تبارك وتعالى. (المغني لابن قدامة: (۲۸۳/۱۳) كتاب الأضاحي، رقم المسألة: ۱۷٦۱، ط: دار عالم الكتب)

الشرح الكبير على متن المقنع: (٥٦٨/٣) كتاب المناسك، باب الهدى والأضاحي، ط: دار الكتاب العربي.

وأما حكم لحمها وجلدها وسائر أجزائها فحكم لحم الضحايا في الأكل والصدقة ومنع البيع۔ (بداية المجتهد: (۳۴۰/۱)، كتاب العقيقة، ط: فاران اكيڈمی، لاهور)۔

(قوله: وامتناع بيعها) فلا يبيع منها شيئا حتى جلدها۔ (حاشية الباجوري: (۳۰۴/۲)، كتاب أحكام الصيد والذبائح والضحايا والأطعمة، فصل في أحكام العقيقة، ط: دار إحياء الكتب العربية)۔

ولا يعطى أجر الجزار منها) لأنه كبيع۔

(قوله: لأنه كبيع) لأن كلا منهما معاوضة، لأنه إنما يعطى الجزار بمقابلة جزره والبيع مكروه فكذا ما في معناه۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۲۸/٦)، كتاب الأضحية، ط: سعيد)۔

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدين راية الله في الارض، فإذا أراد ان يذل عبداً وضعها في عنقه. رواه الحاكم. (الترغيب والترهيب (٤٥٧/٢) رقم الحديث: ۲۷۹۰، كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء ط: دار الكتب العلمية)

المستدرك للحاكم: (۲٤/۲) كتب البيوع، الدين راية الله في الأرض... الخ، ط: دار المعرفة.

كنز العمال: (۲۳٦/۲) رقم الحديث: ۱٥٤۷۸، حرف الدال، الكتاب الثاني، كتاب الدين والسلم من قسم الأقوال، الباب الثاني: في الترهيب عن استقراض، ط: مؤسسة الرسالة.

قرض ادا کرنے کا عجیب واقعہ

''قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ کی مدد ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ کی مدد ہوتی ہے

عام حالات میں قرض لینے سے بچنا چاہئے تاہم اگر کاروبار کے دوران قرض لینے کی شدید ضرورت ہو تو قرض لینا جائز ہے، لیکن قرض لیتے وقت اگر ادا کرنے کی نیت بھی ہو تو، اللہ کی مدد ہوتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہو جاتا ہے، اور اللہ کی مدد کے بغیر دنیا اور آخرت میں کامیاب ہونا ممکن نہیں ہے۔

بخاری شریف میں ایک عجیب واقعہ مذکور ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے دوسرے آدمی سے ایک ہزار اشرفیاں قرض مانگیں، اس نے کہا گواہ لاؤ تا کہ میں ان کے سامنے تمہیں ادائیگی کروں قرض لینے والے نے کہا ''اللہ ہی کافی گواہ ہے'' پھر قرض دینے والے نے کہا، اچھا ضمانت دو، اس نے کہا، ''اللہ کی ضمانت ہی کافی ہے''، قرض دینے والا کہنے لگا بات تو تم نے ٹھیک ہی کی ہے، اور یہ کہہ کر وہ ہزار اشرفیاں اس کے حوالہ کر دیں۔

قرض لینے والا اصل میں تاجر تھا جو بیرونی ممالک سے مال درآمد، برآمد کرتا تھا، اس نے سمندری سفر اختیار کیا، پھر اپنا کام پورا کر کے جہاز پر سوار ہو کر اپنے وعدہ کے مطابق پہنچ کر قرض ادا کرنے کا ارادہ کیا، لیکن اسے کوئی جہاز نہیں ملا، آخر مایوس ہو کر اس نے ایک لکڑی خریدی، اور اس میں ہزار اشرفیاں اور ایک خط رکھ کر اس کا منہ بند کر دیا، اور سمندر کے کنارے چلا آیا، اور کہنے لگا، یا اللہ! تو جانتا ہے میں نے فلاں شخص سے ہزار اشرفیاں قرض لی تھیں، اور جب اس نے ضمان طلب کی تو میں نے کہا کہ اللہ کی ضمانت کافی ہے اور وہ اس پر مطمئن ہو گیا تھا، اس نے مجھ سے گواہ

بھی مانگے، جس کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ اللہ ہی کافی گواہ ہے، اس نے یہ بات بھی مان لی تھی، اب میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز ملے تو جا کر بروقت اس کے قرض کی ادائیگی کر دوں، لیکن جہاز نہیں مل رہا اب میں یہ مال تیرے سپرد کر رہا ہوں، کیونکہ تو ہی ضامن ہے اور تو ہی اسے پہنچانے والا ہے، یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں ڈال دی، لکڑی ڈوب گئی اور وہ واپس لوٹ آیا۔

اب جس شخص نے قرض لینا تھا اسے بھی معینہ تاریخ کا انتظار تھا، اور وہ فکر مند بھی تھا کہ نہ کوئی ضامن نہ کوئی گواہ صرف اللہ پر توکل کر کے اتنی بڑی رقم قرض کے طور پر دے دی تھی، وہ اس خیال سے سمندر کے ساحل پر چلا گیا کہ شاید کوئی جہاز آجائے اور اس سے مقروض آدمی بھی اترے، اور اس کی رقم اسے وصول ہو جائے اتنے میں ایک لکڑی دکھائی دی جسے جلانے کے لئے اس نے اٹھالیا، جب گھر جا کر اسے چیر پھاڑ کیا تو اس میں سے اشرفیاں بھی نکل آئیں اور خط بھی مل گیا۔

چند دن کے بعد مقروض آدمی بھی واپس آ گیا، اس نے اشرفیاں لکڑی میں رکھ کر سمندر میں ڈال کر صرف اپنے دل کے اضطراب کو دور کیا تھا کہ اللہ کو ضامن اور گواہ بنا کر اللہ کے ہاں میں وعدہ خلاف اور جھوٹا نہ رہوں، ورنہ اسے یہ گمان تک نہ تھا کہ اشرفیاں حقدار کو مل چکی ہیں، کاروبار میں اسے معقول منافع ہوا تھا، اس لئے وہ مزید ایک ہزار اشرفیاں لے کر قرض خواہ کے پاس گیا اور معذرت کرنے لگا کہ اللہ کی قسم مجھے اس سے پہلے جہاز ہی مل نہ سکا تا کہ میں وقت پر پہنچ کر تمہاری رقم ادا کر دوں، اور اب میں وہ رقم لے کر حاضر ہوا ہوں۔

یہ سن کر قرض خواہ نے کہا کہ آپ نے پہلے سے کچھ میرے پاس بھیجا تھا؟ قرضدار کہنے لگا کیوں؟ کیا بات ہے؟ پھر اس نے اشرفیاں لکڑی میں رکھ کر سمندر میں ڈال دینے کا واقعہ بیان کیا، قرض خواہ کہنے لگا، اللہ نے وہ آپ کی بھیجی ہوئی

اشرفیاں مجھے پہنچادیں، اور اللہ ہی ضامن تھا، چنانچہ قرضدار آدمی اپنی اشرفیاں لے کر اطمینان کے ساتھ واپس لوٹ گیا۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرض لیتے وقت، وقت پر ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد فرماتا ہے۔

قرض اور اجارہ میں فرق

''اجارہ اور قرض میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۷/۱)

''قرض'' اور ''دین'' میں فرق

قرض کا معنیٰ شریعت کی زبان میں یہ ہے کہ کوئی بھی مثلی چیز کسی کو دینا اور یہ شرط لگانا کہ وہ اس جیسی چیز ہی واپس کرے گا۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أنه ذكر رجلاً من بني اسرائيل، سأل بعض بني اسرائيل أن يسلفه ألف دينار، فقال: ائتني بالشهداء أشهدهم، فقال: كفى بالله شهيداً، قال: فأتني بالكفيل، قال: كفى بالله كفيلاً، قال: صدقت، فدفعها إليه إلى أجل مسمى، فخرج في البحر فقضى حاجته، ثم التمس مركباً يركبها يقدم عليه للأجل الذي أجله، فلم يجد مركباً، فأخذ خشبة فنقرها، فأدخل فيها ألف دينار وصحيفة منه إلى صاحبه، ثم زجج موضعها، ثم أتى بها إلى البحر، فقال: اللهم إنك تعلم أني كنت تسلفت فلاناً ألف دينار، فسألني كفيلاً، فقلت: كفى بالله كفيلاً، فرضي بك، وسألني شهيداً، فقلت: كفى بالله شهيداً، فرضي بك، وأني جهدت أن أجد مركباً أبعث إليه الذي له فلم أقدر، وإني أستودعكها فرمى بها في البحر حتى ولجت فيه، ثم انصرف، وهو في ذلك يلتمس مركباً يخرج إلى بلده، فخرج الرجل الذي كان أسلفه، ينظر لعل مركباً قد جاء بماله، فإذا بالخشبة التي فيها المال، فأخذها لأهله حطباً، فلما نشرها وجد المال والصحيفة، ثم قدم الذي كان أسلفه، فأتى بالألف دينار، فقال: والله مازلت جاهداً في طلب مركب لآتيك بمالك، فما وجدت مركباً قبل الذي أتيت فيه، قال: هل كنت بعثت إلي بشيء؟ قال: أخبرك أني لم أجد مركباً قبل الذي جئت فيه، قال: فإن الله قد أدى عنك الذي بعثت في الخشبة، فانصرف بالألف الدينار راشداً" (صحيح بخاري: (۳۰۶/۲) كتاب الكفالة، باب الكفالة في القرض والديون، ط: قديمى

مسند أحمد (۳۴۸/۲)، رقم الحديث: ۸۵۷۱، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۷۶/۶) كتاب الضمان، باب ماجاء في الكفالة ببدن من عليه حق، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

اور قرض کو قرض اس لئے کہا جاتا ہے کہ اگر قرضدار قرض خواہ کا قرض ادا نہ کرتا تو قرض ان کے درمیان تعلقات کو کاٹ دیتا ہے اس لئے عربی زبان کی یہ کہاوت ہے:

"القرض مقراض المحبة"

قرض محبت کو کاٹنے کی قینچی ہے۔

دَین: ہر اس بقایا کو کہا جاتا ہے جو کسی کے ذمہ لازم ہو مثلاً ادھار سودا ہوا ہے تو خریدار کے ذمہ جو ثمن ہے وہ دین ہے۔

دَین اور قرض کے درمیان متعدد اعتبار سے فرق ہے:

❶ قرض صرف مثلی چیزوں میں ہوسکتا ہے قیمی چیزوں میں نہیں ہوسکتا اور "دین"، مثلی اور قیمی دونوں چیزوں میں ہوسکتا ہے، مثلاً زید نے عمر کا جانور ہلاک کردیا تو جانور کی قیمت زید کے ذمہ "دین" ہے۔

❷ "دین" میں ادھار کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے اس کی پابندی بائع پر ضروری ہے بائع کے لئے اس سے پہلے مطالبہ کرنا جائز نہیں، اور قرض کا مطالبہ وقت سے پہلے کرنا جائز ہے، البتہ اخلاقی اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں وعدہ کی خلاف ورزی ہے۔

❸ قرض اختیاری عقد ہے اور دین بعض اوقات غیر اختیاری طور پر بھی واجب ہوجاتا ہے۔ (۱)

---

(۱) الفرق بين القرض والدين: أن القرض أكثر ما يستعمل في العين والورق هو أن تأخذ من مال الرجل درهماً لترد عليه بدله درهماً، فيبقى ديناً عليك إلى أن ترده، فكل قرض دين وليس كل دين قرضاً. وذلك أن أثمان ما يشترى بالنسأ ديون وليست بقروض، فالقرض يكون من جنس ما اقترض وليس كذلك الدين... قال في القاموس: الدين: ماله أجل، وما لا أجل له فقرض انتهى. وقيل: الدين: كل معاوضة يكون أحد العوضين فيها مؤجلا. وأما القرض: فهو إعطاء الشيء ليستعيد عوضاً وقتاً آخر من غير تعيين الوقت. قلت: ويدل عليه قوله تعالى: "إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمى"=

قرض بینک سے لینا

''بینک سے قرض لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۸/۲)

قرض پر نفع لینا

اگر قرضدار وقت پر قرض ادا نہیں کرتا بلکہ ٹال مٹول سے کام لیتا ہے تو قرض خواہ صبر سے کام لے۔ قرض دار سے تاخیر کی وجہ سے مزید رقم کا مطالبہ نہ کرے ورنہ سود ہونے کی وجہ سے زائد رقم حرام ہوگی۔

واضح رہے کہ وقت اور مدت کے مقابلہ میں مقررہ رقم پر بڑھانا اور اضافہ لینا یا کوئی اور مفاد حاصل کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

قرض حسنہ

قرض حسنہ یہ ہے کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کو صرف اللہ کی رضا اور اس کی

= حيث اعتبر الأجل في مفهوم الدين ولم يعتبر ذلك في القرض... هذا وقد يراد من الدين ماثبت في الذمة من مال الآخر، سواء كان مؤجلاً أم لم يكن. (معجم الفروق اللغوية للعسكري: (ص: ۴۲۵) حرف القاف، الفرق بين القرض والدين، ط: مؤسسة النشر الإسلامي)

الاقراض والقرض: هو عقد اختياري. (مجلة البحوث الإسلامية: (۱۳۵/۸) الاعتمادات المستدية، ط: الرئاسة العامة لإدارات البحوث والإفتاء والدعوة والإرشاد.)

(۱) عن علي امير المؤمنين مرفوعاً: كل قرض جر نفعاً فهو ربا. (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴) كتاب الحوالة باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

كل قرض جر نفعاً، حرام. (شامي: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)

أنه معلوم أن ربا الجاهلية إنما كان قرضا مؤجلاً بزيادة مشروطة فكانت الزيادة بدلاً من الأجل فأبطله الله تعالى وحرمه. وقال: "وإن تبتم فلكم رؤس أموالكم"، وقال تعالى: "وذروا مابقي من الربا" حظر أن يؤخذ للأجل عوض. (أحكام القرآن للجصاص: (۱۸۶/۲) سورة البقرة، ومن أبواب الربا الذي تضمنت الآي تحريمه، ط: دار إحياء التراث العربي)

ضرورت پوری کرنے کے لئے قرض دے، اس پر اضافہ لینے کی شرط نہ ہو۔ [1]

قرض خواہ کا پتہ معلوم نہیں

''قرض دینے والا لاپتہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٧٦/٥)

قرض خواہ کا راضی کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے کچھ کھجوریں قرض لیں، پھر وہ دیہاتی اپنا قرض مانگنے آیا، اور اس بارے میں بہت سختی کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اگر آپ نے مجھے میرا قرض نہیں دیا تو آپ کے خلاف خروج کروں گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو ڈانٹا، مگر اس نے کہا میں اپنا حق مانگتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ حق بات کر رہا ہے تم لوگ میرا ساتھ کیوں دیتے ہو؟ صاحب حق کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے کھجوریں دے دیں، میں بعد میں آپ کو دے دوں گا، مگر ان کے پاس جو کھجور تھی وہ دیہاتی کی کھجوروں سے کم درجہ کی تھیں، اس نے لینے سے انکار کر دیا، صحابی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تو اسے اللہ کے رسول سے قبول نہیں کرتا اور واپس لوٹاتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا عادل، اور دوسرے کے حق کا خیال رکھنے والا کون ہوسکتا ہے؟ میں اپنا حق مانگتا ہوں، یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا یہ سچ کہہ رہا ہے۔ میں بھی حق اور عدل و انصاف نہ

---

(١) القرض الحسن الذي يقصد منه إعانتك... ثم تسترد منك المبلغ من دون زيادة فلا بأس بذلك. (فتاوى اللجنة الدائمة: (٣٢٦/١٣) رقم الفتوى: ١٧٤٨٩، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)

الفقه الإسلامي وادلته: (٣٧٦٢/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس، المطلب الرابع، ط: رشيديه.

فتاوى عثماني: (٢٠/٣) كتاب البيوع، فصل في القرض والدين، ط: معارف القرآن.

کروں تو کون کرے گا؟ ایسی امت کو اللہ تعالیٰ برکت والا نہ بنائے جس میں کمزور آدمی طاقتور سے اپنا حق ٹال مٹول اور بار بار تنگ کرنے کے بغیر وصول نہ کر سکے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے خولہ! اگر آپ کے پاس کھجوریں ہوں تو اسے دے دیں، جب میرے پاس کھجوریں آئیں گی تو آپ کا قرض ادا کردوں گا، چنانچہ انہوں نے کھجوریں دے دیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس قرض خواہ اپنا قرض طلب کرنے آئے، اور قرضدار اسے راضی کر کے بھیجے تو زمین کے حشرات، جانور اور سمندر کی مچھلیاں اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہیں، اور اگر وہ ناراض ہو کر جائے حالانکہ اس کے پاس قرض ادا کرنے کا انتظام موجود ہے اور وہ ٹال مٹول سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر دن اور رات اس کے اعمال نامہ میں گناہ لکھتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ ظلم لکھا جاتا ہے۔ (١)

---

(١) وعنها (أي خولة بنت قيس امرأة حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنهما) قالت: كان على رسول الله صلى الله عليه وسلم وسق من تمر لرجل من بني ساعدة فأتاه يقتضيه، فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً من الأنصار أن يقضيه، فقضاه تمراً دون تمره فأبى أن يقبله، فقال: أترد على رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: نعم، ومن أحق بالعدل من رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فاكتحلت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بدموعه، ثم قال: "صدق، ومن أحق بالعدل مني، لا قدس الله أمة لا يأخذ ضعيفها حقه من شديدها ولا يتعتعه" ثم قال: "يا خولة عديه واقضيه، فإنه ليس من غريم يخرج من عند غريمه راضياً إلا صلت عليه دواب الأرض، ونون البحار، وليس من عبد يلوي غريمه وهو يجد إلا كتب الله عليه في كل يوم وليلة إثماً"... ورواه ابن ماجة بقصة، ولفظه قال: جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم يتقاضاه ديناً كان عليه فاشتد عليه حتى قال: أحرج عليك إلا قضيتني فانتهره أصحابه، فقالوا: ويحك تدري من تكلم؟ فقال: إني أطلب حقي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "هلاّ مع صاحب الحق كنتم"، ثم أرسل إلى خولة بنت قيس، فقال لها: "إن كان عندك تمر فأقرضينا حتى يأتينا تمر فنقضيك؟" فقالت: نعم بأبي أنت وأمي يا رسول الله، فأقرضته فقضى الأعرابي وأطعمه، فقال: أوفيت أوفى الله لك، فقال: "أولئك خيار الناس، إنه لا قدست أمة لا يأخذ الضعيف فيها حقه غير متعتع". (الترغيب والترهيب: (٢/٤٦٣، ٤٦٤) رقم الحديث: ٢٨٢٦، ٢٨٢٨، كتاب البيوع، الترهيب من مطل الغني والترغيب في إرضاء صاحب الدين، ط: دار الكتب العلمية)=

قرضدار سے نرمی کرنا

بخاری شریف میں بنی اسرائیل کے حالات میں ایک لمبی حدیث مذکور ہے، جس کا کچھ حصہ ایک تاجر کے متعلق ہے، اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کے پاس جب موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لئے آیا تو پوچھا: "کیا تو نے کوئی نیکی بھی کی ہے؟" وہ کہنے لگا، یہ تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میں دنیا میں لین دین کے معاملات کرتا تھا، قرض کا تقاضا کرتے وقت اگر کوئی مالدار بھی مجھ سے مہلت مانگتا تو میں اسے مہلت دے دیتا، اور اگر کوئی نادار مفلس ہوتا تو اس کو قرضہ معاف کر دیتا، اس کے اس عمل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔ (۱)

قرض دار کا جنازہ

آج کل بعض افراد ایسے ہیں کہ قرض لے کر ادا نہیں کرتے، اور سمجھتے ہیں کہ

= وروى عن خولة بنت قيس امرأة حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنهما قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما قدس الله أمة لا يأخذ ضعيفها الحق من قويها غير متعتع" ثم قال: "من انصرف غريمه وهو راض، صلت عليه دواب الأرض ونون الماء، ومن انصرف غريمه وهو ساخط كتب عليه في كل يوم وليلة وجمعة وشهر ظلم". (الترغيب والترهيب: (٤٦٣/٢) رقم الحديث: ٢٧٠٤، كتاب البيوع، الترهيب من مطل الغني والترغيب في إرضاء صاحب الحق، ط: دار الكتب العلمية)

سنن ابن ماجة: (ص: ١٧٤) أبواب الصدقات، باب لصاحب الحق سلطان، ط: قديمي.

المعجم الأوسط للطبراني: (١٨٧/٥) رقم الحديث: ٥٠٣٩، باب الميم من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين.

(١) قال حذيفة: وسمعته (صلى الله عليه وسلم) يقول إن رجلا كان فيمن كان قبلكم أتاه الملك ليقبض روحه، فقيل له: هل عملت من خير؟ قال: ما أعلم، قيل له: أنظر، قال: ما أعلم شيئاً غير أني كنت أبايع الناس في الدنيا وأجازيهم فأنظر الموسر وأتجاوز عن المعسر فأدخله الله الجنة. (الصحيح للبخاري: (٤٩٠/١، ٤٩١) كتاب الأنبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل، ط: قديمي)

مسند أحمد: (٣٩٥/٥) رقم الحديث: ٢٣٤٠١، حديث حذيفة بن اليمان رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

مشكاة المصابيح: (ص: ٢٤٣) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي)

انہوں نے بہت بڑا کام کرلیا ہے کہ قرض کی رقم کو دبالیا ہے حالانکہ یہ بہت بڑا جرم ہے، اور قرض اتنا بڑا حق ہے کہ جب تک قرض ادا نہ کیا جاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے قرض دار میت کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ [۱]

قرضدار کو مہلت دینا

قرض دار کو مہلت دینا قیامت کی سختیوں سے نجات کا ذریعہ ہے، اور جنت میں داخل ہونے کا وسیلہ ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ بات محبوب اور پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگدست کو مہلت دے یا پھر اسے معاف کردے۔ [۲]

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان يوتي بالرجل الميت عليه الدين فيسأل: هل ترک لدينه من قضاء؟ فإن حدث أنه ترک وفاءً صلى عليه وإلا قال صلى الله عليه وسلم: صلوا على صاحبكم... الحديث. (الصحيح لمسلم: (۲/۳۵) كتاب الفرائض، فصل في أداء الدين قبل الوصية والإرث، ط: قديمي)

عن علي رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتي بالجنازة لم يسأل عن شي من عمل الرجل، ويسأل عن دينه، فإن قيل عليه دين كف عن الصلاة عليه، وإن قيل ليس عليه دين صلى عليه، فأتي بجنازة فلما قام ليكبر سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل على صاحبكم دين؟ قالوا: ديناران فعدل عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: "صلوا على صاحبكم" فقال علي رضي الله عنه، هما علي يا رسول الله بري منهما فتقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى عليه... الحديث. (الترغيب والترهيب: (۲/٤٦٦) كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء ط: دار الكتب العلمية.

سنن الدارقطني: (۳/٤٦٦) رقم الحديث: ۲۹۸٤، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) وعن ابي قتادة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سره ان ينجيه الله من كرب يوم القيامة فلينفس عن معسر او يضع عنه. (مسلم: (۲/۱۸) كتاب المساقات والمزارعة، باب فضل أنظار المعسر، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (٥/۳٥٦) كتاب البيوع، باب ماجاء في إنظار المعسر والتجوز عن الموسر، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲٥١) كتاب البيوع، باب الإفلاس والأنظار، الفصل الأول، ط: قديمي.

ابو الیسر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص تنگ دست کو مہلت دے یا اسے معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ (۱)

قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ

قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ کرنا چاہئے۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر رحم کرے جو جب بیچے تو نرم رویہ اختیار کرے، جب خریدے تو نرم برتاؤ رکھے، جب قرض کا مطالبہ کرے تو نرم لہجہ اختیار کرے۔ (۲)

☆......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے بندے کو جنت میں داخل کردیا جو خرید و فروخت، قرض کی ادائیگی اور قرض کے مطالبہ کے وقت نرم برتاؤ رکھتا تھا (۳) ایک اور

---

(۱) عن ابي اليسر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أنظر معسراً أو وضع عنه أظله الله في ظله. (ترمذي: (۱/۲۴۴) ابواب البيوع، باب ما جاء في انظار المعسر والرفق به، ط: سعيد)
صحيح مسلم: (۲/۴۱۶) كتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ط: قديمي.
مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۱) كتاب البيوع، باب الإفلاس والانظار، الفصل الأول، ط: قديمي)
(۲) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رحم الله عبداً سمحاً اذا باع، سمحاً اذا اشترى، سمحا إذا اقتضى. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۴۶) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.
الصحيح للبخاري: (۱/۲۷۸) كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع ومن طلب حقا فليطلبه في عفاف، ط: قديمي.
مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي.
(۳) وعن عثمان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أدخل الله عز وجل رجلا كان سهلا مشتريا وبائعاً، وقاضيا ومقتضيا الجنة. (سنن النسائي: (۲/۲۳۳) كتاب البيوع، حسن المعاملة والرفق في المطالبة، ط: قديمي.=

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے ایک شخص کی مغفرت کردی، کیونکہ وہ خرید وفروخت اور قرض کے مطالبہ کے وقت نرم برتاؤ رکھتا تھا۔ (۱)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں افضل ترین شخص بیچنے میں نرم برتاؤ، خرید میں نرم برتاؤ، ادائیگی میں نرم برتاؤ، اور قرض کے مطالبہ میں نرم برتاؤ رکھنے والا ہے۔ (۲)

قرض دار کے مال سے قرض وصول کرنا

''قرض قرضدار کے مال سے وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۸/۵)

قرض دستاویزات

قرض کے ''تمسکات'' اور ''کریڈٹ دستاویزات'' پر منافع کمانا اور کمی

= الترغيب والترهيب: (۴۴۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

مسند أحمد: (۷۰/۱) رقم الحديث: ۵۰۸، مسند عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غفر الله لرجل كان قبلكم كان سهلاً إذا باع، سهلاً إذا اشترى، سهلاً إذا اقتضى. (جامع الترمذي: (۲۴۶/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في استقراض البعير أو الشيء من الحيوان، ط: سعيد)

الترغيب والترهيب: (۴۴۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

شعب الإيمان للبيهقي: (۵۳۶/۷) رقم الحديث: ۱۱۲۵۵، السابع والسبعون من شعب الإيمان، فصل في إنظار المعسر والتجاوز عنه، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: افضل المؤمنين رجل سمح البيع، سمح الشراء سمح القضاء سمح الاقتضاء رواه الطبراني في الأوسط. (الترغيب (۴۴۷/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الأوسط: (۲۹۷/۷) رقم الحديث: ۷۵۴۴، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين.

كنز العمال: (۱۴۴/۱) رقم الحديث: ۷۰۵، الكتاب الأول من حرف الهمزة: في الإيمان والإسلام من قسم الأقوال، الباب الأول، الفصل السابع: في صفات المؤمنين، ط: مؤسسة الرسالة.

زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے البتہ جتنی رقم لکھی ہوئی ہے اتنی ہی رقم میں تبادلہ کرنا جائز ہے۔[1]

(پی آئی بی) پاکستان انویسمنٹ بانڈز (ایف آئی بی) فیڈرل انویسمنٹ بانڈز (ٹی ایف سی) روایتی ٹرم فنانس سرٹیفکیٹس (ٹی بلز) ٹریژری بلز وغیرہ کی خرید و فروخت کمی زیادتی کے ساتھ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سب سودی قرض کے تمسکات ہیں، اور سودی قرض کے تمسکات کی تجارت جائز نہیں ہے۔[2]

''تمسکات''، ''تمسک'' کی جمع ہے اور تمسک وہ تحریر ہے جو قرض دار قرض خواہ کو لکھ کر دیتا ہے۔

قرض دے کر کمائی کرنا

بعض لوگ اپنے بھائی یا کسی تاجر کو اس شرط پر غیر محدود مدت کے لئے قرض دیتے ہیں کہ جو سامان وہ فروخت کرے گا اس سے اسے روزانہ ہزار روپے یا اس سے کم یا زیادہ نفع دے گا، یہ ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ قرض دے کر نفع لینا خواہ کسی

(۱، ۲) ولکن المشکلة إنما تحدث من جهة أن الکمبیالة قد أصبحت الیوم آلة قابلة للتداول وإن حامل الکمبیالة، وهو الدائن الأصیل، ربما یبیعها إلی طرف ثالث بأقل من المبلغ المکتوب علیها طمعاً في استعجال الحصول علی المبلغ قبل حلول الأجل، وإن هذا البیع یسمی خصم الکمبیالة، فکلما أراد حامل الکمبیالة أن یتعجل في قبض مبلغها، ذهب إلی شخص ثالث وهو البنك في عموم الأحوال، وعرض علیها الکمبیالة، والبنك یقبلها بعد التظهیر من الحامل، ویعطي مبلغ الکمبیالة نقداً بخصم نسبة مئویة منها. وإن خصم الکمبیالة بهذا الشکل غیر جائز شرعاً، إما لکونه بیع الدین من غیر من علیه الدین، أو لأنه من قبیل بیع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة في أحادیث ربا الفضل.
(بحوث في قضایا الفقهیة معاصرة (ص:۲۰) أحکام البیع بالتقسیط، ط: مکتبة دار العلوم کراجي)
الفقه الحنفي في ثوبه الجدید: (۲۵۶/۳)، أنواع الربا، تحریم بیع السندات، ط: دار القلم
(فإن وجدا) أي القدر والجنس (حرم الفضل والنساء) (درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱۸۶/۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار حیاء التراث العربي)
الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) کتاب البیوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعید)

بھی شکل میں ہونا جائز اور حرام ہے، قرض صرف احسان ہے اگر اس میں معاوضہ یا اضافہ داخل ہو جائے تو یہ بیع اور سود ہوگا اور یہ جائز نہیں ہے۔ [1]

قرض دینے والا لاپتہ ہے

اگر کسی کے ذمہ میں کسی کا قرض یا ادھار ہے، اور قرض دینے والا کہاں چلا گیا معلوم نہیں اور اس کی جگہ اور مکان وغیرہ اور اس کے رشتہ دار وارثوں کا بھی علم نہیں اور قرض یا ادھار لوٹانے کی کوئی صورت نہیں تو اس کی طرف سے ثواب کی نیت کرتے ہوئے فقراء کو صدقہ کردے، اگر صدقہ کرنے کے بعد وہ آجائے تو اس کو بتادے اگر وہ صدقہ کرنے پر راضی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کا قرض اور ادھار اس کو ادا کردے اور صدقہ کا اجر قرض ادا کرنے والے کو ملے گا۔ [2]

---

(۱) عن أنس رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: إذا أقرض الرجل الرجل فلاتأخذ هدية. رواه البخاری فی تاریخه هکذا فی المنتقی۔ (مشكاة المصابيح: (ص:۲۴۶)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی)۔

🗀 عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعاً: كل قرض جرمنفعة، فهوربا... وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلاخلاف. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۲ص۵۱۳) کتاب الحوالة، باب کل قرض جرمنفعة فهوربا، ط: ادارة القرآن)

🗀 كل قرض جرمنفعة فهووجه من وجوه الربا. (السنن الكبرى: (۵/۳۵۰) كتاب البيوع، باب كل قرض جرمنفعة فهوربا، ط: إدارة تاليفات اشرفيه).

🗀 تكملة فتح الملهم: (۱/۵۷۵) كتاب المساقات والمزارعة، ط: دار العلوم کراچی.

🗀 كل قرض جرنفعاً، حرام. (شامي: (۵/۱۶۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد.

(۲) علیه دیون ومظالم جهل أربابها وأیس) من علیه ذلک (من معرفتهم، فعلیه التصدق بقدرها من ماله وإن استغرقت جمیع ماله۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/۲۸۲)، کتاب اللقطة، ط: سعید)۔

🗀 فإن جاء مالكها) بعد التصدق (خير بين إجازة فعله ولو بعد هلاكها) وله ثوابها (أو تضمينه) قوله: (أو تضمينه) ليملكها الملتقط من وقت الأخذ ويكون الثواب له ـ خانيه (الدر المختار مع الرد: (۴/۲۸۰)، كتاب اللقطة، ط: سعيد)

🗀 البحر الرائق: (۵/۱۵۴)، کتاب اللقطة، ط: سعید۔

قرض دینے والوں کا ایڈریس معلوم نہ ہو

''ایڈریس معلوم نہ ہو قرض دینے والوں کا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرض دینے والے کا ایڈریس معلوم نہ ہو

''ایڈریس معلوم نہ ہو قرض دینے والوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرض ذلت کا باعث ہے

''قرض'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۵)

قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا

اگر کسی کے ذمہ قرض ہو اور وہ واقعۃً مفلس محتاج اور مجبور ہو تو بہتر کام یہ ہے کہ قرض معاف کر دیا جائے، اور اگر معاف کرنے کی گنجائش نہیں تو اس کو قرض ادا کرنے کے لئے مزید مہلت دی جائے تو قرض خواہ کو قیامت کے دن غموں اور پریشانیوں سے نجات ملے گی، اور اللہ کے سایہ میں اس کو جگہ ملے گی۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے غموں اور پریشانیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگ دست کو مہلت دے کر اس کا غم دور کر دے یا قرض اسے معاف کر دے۔ (۱)

---

(۱) عن ابي قتادة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سرّه ان ينجيه الله من كرب يوم القيمة فلينفس عن معسر او يضع عنه. (مشكوة المصابيح: (۲۵۱/۱) كتاب البيوع، باب الإفلاس والانظار، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۱۸/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل إنظار المعسر، ط: قديمي)

السنن الكبرى: (۳۵۶/۵) كتاب البيوع، باب ماجاء في إنظار المعسر والتجوز عن الموسر، ط: إدارة التاليفات اشرفيه.

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا قرض معاف کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں جگہ دیں گے۔ (۱)

قرض قرضدار کے مال سے وصول کرنا

اگر قرضدار قرض ادا کرنے کی قدرت ہونے کے باوجود قرض اور دین ادا نہیں کرتا تو قرض خواہ کے پاس اس کا مال آنے کی صورت میں اس کی اجازت کے بغیر اس میں سے اپنا حق وصول کرنا جائز ہوگا، خواہ وہ مال قرض کی جنس میں سے ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔

مثلاً قرض خواہ نے قرضدار کو رقم قرض دی، اور کسی طرح قرض دار کی رقم قرض خواہ کے قابو میں آ گئی، تو قرض خواہ اس سے اپنا قرض وصول کر سکتا ہے۔

اور اگر قرض دی ہوئی چیز کے علاوہ قرض دار کی کوئی چیز قرض خواہ کے دسترس میں آ گئی تو بھی یہی حکم ہے، مثلاً رقم قرض دی ہے اور وہ واپس نہیں کر رہا ہے اور قرض خواہ کے ہاتھ قرض دار کا سامان آ گیا، تو وہ اپنی رقم کے بقدر سامان لے سکتا ہے، اور اگر اپنی رقم سے زیادہ قیمت کا سامان اٹھالیا تو زائد رقم قرض دار کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) عن ابي اليسر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أنظر معسراً أو وضع عنه أظله الله في ظله. (مشكوة المصابيح: (۲۵۱/۱)، كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، ط: قديمي)
صحيح مسلم: (۴۱۶/۲) كتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ط: قديمي)
جامع الترمذي: (۲۴۴/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في إنظار المعسر والرفق به، ط: سعيد.

(۲) وجد دنانير مديونه وله عليه دراهم له أن يأخذه لاتحادهما جنسا في الثمنية اه... قال الحموي في شرح الكنز نقلاً عن العلامة المقدسي عن جده الأشقر عن شرح القدوري للأخصب: إن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان لا سيما في ديارنا لمداومتهم العقوق. (شامي: (۱۵۱/۶) كتاب الحجر، ط: سعيد)=

قرض کا کچھ حصہ چھوڑ دینا

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو حدرد رضی اللہ عنہ کو کچھ قرض دیا تھا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں ہی حضرت ابو حدرد رضی اللہ عنہ سے قرض کا تقاضا شروع کر دیا، یہاں تک کہ ان دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، ان کی آوازیں سن کر اپنے حجرہ سے مسجد میں آگئے، معاملہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو ہی چکا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن مالک (قرض خواہ) سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا آدھا قرضہ چھوڑتے ہو؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کا حکم سر آنکھوں پر، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حدرد کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اٹھ اور اس کا قرضہ ادا کر۔ (١)

= حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٨٦/٤) كتاب الحجر، ط: دار المعرفة.

الفقه الإسلامي وادلته: (٥٤٥١/٧) القسم الخامس: إلفقه العام، الباب الأول، الفصل الثالث: حد السرقة، المبحث الثاني، ط: رشيديه.

ومن اشتري عبداً فغاب فبرهن البائع على بيعه وغيبته معروفة لم يبع لدين البائع وإلا بيع لدينه)... ولم يذكر المصنف أنه يدفع الثمن إلى البائع لأن القاضي إنما يدفع له بقدر ما باعه فإن فضل شي عن دينه أمسكه للمشتري الغائب: لأنه بدل ملكه. (البحر الرائق: (١٧٤/٦) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

(١) عن كعب بن مالك رضي الله عنه: أنه تقاضي ابن أبي الحدرد دينا كان له عليه في المسجد، فارتفعت أصواتهما حتى سمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيته فخرج إليهما حتى كشف سجف حجرته فنادي يا كعب! قال: لبيك يا رسول الله، صلي الله عليه وسلم، قال: "ضع من دينك هذا" وأومأ إليه اي الشطر قال: لقد فعلت يا رسول الله، قال: قم فاقضه. (صحيح بخاري: (٣٢٦/١) كتاب في الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ط: قديمي)

وفيه أيضا: (٦٥/١) كتاب الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ط: قديمي.

صحيح مسلم: (١٧/٢) كتاب المساقاة والمزارعة، باب استحباب الوضع من الدين، ط: قديمي.

وقال ابن بطال: اتفق العلماء على أنه إن صالح غريمه عن دراهمه بدراهم أقل منها أنه جائز إذا حل الأجل، فإذا لم يحل الأجل لم يجز أن يحط عنه شيئا. (عمدة القاري: (٤١٧/١٣) كتاب الصلح، باب الصلح بالدين والعين، ط: دار الكتب العلمية)

اس سے معلوم ہوا کہ قرض خواہ جس طرح پورا قرض معاف کرسکتا ہے اسی طرح آدھا قرضہ چھوڑ کر باقی آدھا حصہ وصول بھی کرسکتا ہے، یعنی آدھے آدھے پر صلح بھی کرسکتا ہے۔

قرض کی ادائیگی کا اہتمام کرنا

اگر قرض دار کے پاس قرض ادا کرنے کی گنجائش ہے تو جلد از جلد قرض ادا کردینا واجب ہے گنجائش ہونے کے باوجود قرض ادا نہ کرنا سنگین ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔ [1]

اگر زندگی میں واپس نہیں کیا تو اس کے ترکہ سے تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد سب سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا، پھر اس کے بعد کچھ بچے گا تو شریعت کے قانون کے مطابق تمام وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ [2] اور اگر قرض ادا کرنے کے لئے ترکہ نہیں چھوڑا تو قیامت کے دن اس کے ساتھ حساب و کتاب ہوگا، اور اس سے نیکیاں لے کر قرض دینے والے کو دی جائیں گے۔

اور ایک دانق (درہم کا چھٹا حصہ) کے عوض سات سو مقبول نمازوں کا

---

(۱) وعنه (أي عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه) أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مطل الغني ظلم، فإذا أتبع أحدكم على ملي فليتبع. (مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۱) كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح بخاري: (۳۲۳/۱) كتاب في الاستقراض وأداء الديون، باب مطل الغني ظلم، ط: قديمي.

جامع الترمذي: (۲۴۰/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في مطل الغني ظلم، ط: سعيد.

(۲) (يبدأ من تركة الميت... بتجهيزه) يعم التكفين... ثم تقدم ديونه التي لها مطالب من جهة العباد... ثم وصيته... من ثلث ما بقي) بعد تجهيزه وديونه ...ثم يقسم الباقي بعد ذلك بين ورثته. (الدر المختار مع الرد: (۷۵۹/۶، ۷۶۱) كتاب الفرائض، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۲۳۰/۶) كتاب الفرائض، ط: امداديه ملتان.

الفتاوى الهندية: (۴۴۷/۶) كتاب الفرائض، الباب الأول في تعريفها وما يتعلق بالتركة، ط: رشيديه.

ثواب دینا پڑے گا۔ (۱)

شفی بن مانع اصبحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ اہل جہنم کو بھی تکلیف دیں گے حالانکہ جہنم کے لوگ خود بھی تکلیف میں ہوں گے، وہ حمیم (گرم پانی) اور جحیم کے درمیان بھاگ رہے ہوں گے، ہلاکت اور بربادی کو پکاریں گے، جہنم کے لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے ان لوگوں کو کیا ہوگیا کہ ہمیں تکلیف دے رہے ہیں حالانکہ ہم خود بھی تکلیف میں ہیں، ایک وہ شخص ہوگا جس پر آگ کا تابوت لٹکا ہوگا، دوسرا وہ شخص جو اپنی انتڑیاں ساتھ گھسیٹ رہا ہوگا، تیسرے کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہوگا، چوتھا شخص اپنا گوشت کھا رہا ہوگا، تابوت والے کے بارے میں کہا جائے گا اس دور والے کو کیا ہوگیا کہ ہمیں تکلیف دے رہا ہے جب کہ ہم خود بھی تکلیف میں ہیں، وہ کہے گا یہ شخص اس حال میں مرا تھا کہ اس کے ذمہ میں لوگوں کا مال تھا، اس نے ادا نہیں کیا، اور اس کے بقدر مال بھی نہیں چھوڑا۔ (۱)

---

(۱) فإن لم يعف خصمه أخذ من حسناته جاء أنه يأخذ لدانق ثواب سبعمائة صلاة بالجماعة.

قوله: (ثواب سبعمائة صلاة بالجماعة) أي من الفرائض، لأن الجماعة فيها۔ والذي في المواهب عن القشيري: سبعمائة صلاة مقبولة ولم يقيد بالجماعة. الدر المختار مع الرد: (۱/۳۶۰) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعيد.

☐ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱/۲۰) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: دار المعرفة.

☐ الأشباه والنظائر: (ص: ۴۳) الفن الأول، القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها، الإخلاص في النية، ط: قديمي.

(۱) وعن شفي بن ماتع الأصبحي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أربعة يؤذون أهل النار على ما بهم من الأذى: يسعون ما بين الحميم والجحيم، يدعون بالويل والثبور يقول بعض أهل النار لبعض: ما بال هؤلاء قد آذونا على ما بنا من الأذى. قال: فرجل مغلق عليه تابوت من جمر، ورجل يجر أمعاءه، ورجل يسيل فوه قيحا ودما، ورجل يأكل لحمه، فيقال لصاحب التابوت: ما بال الأبعد قد آذانا على ما بنا من الأذى؟ فيقول: إن الأبعد مات، وفي عنقه أموال الناس لا يجد لها قضاء أو وفاء. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۶۷) رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء والمبادرة إلى قضاء دين الميت، ط: دار الكتب العلمية)=

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی روح اور نفس اس کے قرض کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے جب تک کہ اس کا قرض ادا نہیں کر دیا جاتا۔ (۱)

قرض کی ادائیگی کے لئے دعا

☆......قرض کی ادائیگی کے لئے قرض دار یہ دعا کثرت سے پڑھا کرے:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ کلمات مجھے سکھائے اور فرمایا کہ اگر آپ کے ذمہ صبیر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو بھی اللہ اسے ادا کروے گا۔ (۲)

= کنز العمال:(۱۶/۷۱) رقم الحديث:۴۳۹۷۹، الكتاب المواعظ والحكم من قسم الأقوال، الترهيب الأحاديث من الإكمال، الفصل الرابع: في الترهيب الرباعي، ط: مؤسسة الرسالة.

مجمع الزوائد:(۱/۲۰۸) رقم الحديث:۱۲۳۲، كتاب الطهارة، باب الاستنزاه من البول والاحترازمنه لما فيه من العذاب، ط: مكتبة القدس، القاهرة.

(۱) عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه. (سنن ابن ماجة: (ص:۱۷۴) أبواب الصدقات، باب التشديد في الدين، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح:(ص: ۲۵۳) كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

الترغيب والترهيب:(۲/۳۶۱) كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينوى الوفاء۔ الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن علي رضي الله عنه، أن مكاتبا جاءه، فقال: إني قد عجزت عن كتابتي فأعني. قال: ألا أعلمك كلمات علمنيهن رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان عليك مثل جبل صير دينا أداه الله عنك، قال: قل اللهم اكفي بحلالك عن حرامك واغني بفضلك عمن سواك. (جامع الترمذي: (۲/۱۹۶) أبواب الدعوات، أحاديث شتى من أبواب الدعوات، ط: سعيد)

مسند أحمد: (۱/۱۵۳) رقم الحديث:۱۳۱۸، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

الترهيب والترهيب: (۲/۲۶۴) رقم الحديث:۲۸۲۹، كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية.

☆......قرض کی ادائیگی کے لئے صبح شام یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ انصار میں سے ابو امامہ نامی ایک شخص وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم نے پوچھا اے ابو امامہ! نماز کے علاوہ آپ مسجد میں کیوں بیٹھے ہیں؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے بہت سے غم چمٹ گئے ہیں، اور بہت سے قرضے لازم ہو گئے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ کو مذکورہ دعا صبح وشام پڑھنے کا حکم دیا۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی ختم کر دیا اور میرا قرض بھی ادا کر دیا۔ (1)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مکاتب غلام آیا (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس نے مالک سے یہ معاملہ طے کیا کہ میں اتنی رقم دے دوں تو

---

(1) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم المسجد، فإذا هو برجل من الأنصار، يقال له: أبو امامة فقال: يا أبا أمامة، مالي أراك جالسا في المسجد في غير وقت الصلاة؟ قال: هموم لزمتني، وديون يا رسول الله، قال: أفلا أعلمك كلاما إذا أنت قلته أذهب الله عز وجل همك، وقضى عنك دينك؟، قال: قلت: بلى، يا رسول الله، قال: قل إذا أصبحت، وإذا أمسيت: "اللهم إني أعوذبك من الهم والحزن وأعوذبك من العجز والكسل، وأعوذبك من الجبن والبخل، وأعوذبك من غلبة الدين وقهر الرجال" قال: ففعلت ذلك فأذهب الله عز وجل همي، وقضى عني ديني. (سنن أبي داود: (٢٢٧/١) كتاب الصلاة، باب في الاستعاذة، ط: رحمانيه)

الترغيب والترهيب: (٤٦٤/٢) رقم الحديث: ٢٨٣٠) كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية.

الأذكار للنووي: (ص: ٢٣٧) رقم الحديث: ١٩٠، كتاب مايقوله إذا دخل في الصلاة، باب مايقال عند الصباح وعند المساء، ط: دار ابن كثير.

آزاد ہوں) اس نے آ کر کہا کہ میں اپنی مکاتبت کی رقم ادا کرنے سے عاجز ہو چکا ہوں، آپ میری مدد فرمائیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تجھے وہ دعا نہ سکھادوں جو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے؟ اگر تمہارے اوپر صبیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ادا کردے گا، یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنی حلال کی ہوئی چیزیں اتنی دے کہ میں تیری حرام کی ہوئی چیزوں سے بے نیاز ہو جاؤں اور مجھے اپنے فضل سے اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہ بنا۔ [1]

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک انصاری صحابی ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوامامہ! کیا بات ہے؟ نماز کے وقت کے علاوہ تمہیں مسجد میں بیٹھے ہوئے کیوں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا ''اللہ کے رسول! کچھ غم اور تفکرات لگ گئے ہیں اور کچھ قرضے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہیں کچھ ایسے الفاظ نہ سکھادوں کہ جب تم انہیں کہنے لگو تو اللہ تعالیٰ تمہارے تفکرات بھی دور کردے گا اور تمہارا قرضہ

---

(۱) عن علي رضي الله عنه أن مكاتبا جاءه، فقال اني قد عجزت عن كتابتي فاعني، فقال ألا أعلمك كلمات علمنيهن رسول الله صلى الله عليه وسلم، لو كان عليك مثل جبل صبير دينا أداه الله عنك قال "قل اللهم اكفني بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك" رواه الترمذي واللفظ له، وقال حديث حسن غريب والحاكم وقال صحيح الاسناد۔ (الترغيب والترهيب:(۴۶۴/۲) رقم الحديث:۲۸۲۹، كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط:دار الكتب العلميه)
جامع الترمذي:(۱۹۶/۲) ابواب الدعوات، أحاديث شتى، ط:سعيد.
المستدرك للحاكم:(۵۳۸/۱) كتاب الدعاء دعا قضاء الدين، ط:دار المعرفة.

بھی ادا کر دے گا؟" انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں نہیں (ضرور سکھا دیجئے)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح وشام یہ کہا کرو:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور کڑھن سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں ناکارگی اور سستی سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں کنجوسی اور بزدلی سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے حاوی ہو جانے اور لوگوں کے مسلط ہو جانے سے۔

ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں یہ الفاظ کہنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے میرے تفکرات بھی دور فرما دیئے اور میرا قرضہ بھی ادا کر دیا۔[1]

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ سکھادوں کہ تم اسے مانگا کرو تو اگر تمہارے ذمہ احد پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بھی ادا کرا دے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا معاذ تم یہ کہا کرو:

---

(۱) عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم المسجد، فاذا هو برجل من الانصار يقال له: ابو امامة جالسا فيه، فقال: يا ابا امامة! مالي اراك جالساً في المسجد في غير وقت صلاة؟ قال هموم لزمتني وديون يا رسول الله.
قال أفلا أعلمك كلاما إذا أنت قلته أذهب الله جل جلاله همك وقضى عنك دينك؟ فقال: بلى يا رسول الله، قال: قل إذا أصبحت وإذا أمسيت "اللهم إني أعوذبك من الهم والحزن وأعوذبك من العجز والكسل، وأعوذبك من البخل والجبن وأعوذبك من غلبة الدين وقهر الرجال" قال: ففعلت ذلك فأذهب الله جل جلاله همي، وقضى عني ديني رواه ابو داود. (الترغيب والترهيب: (۲/٤٦٤) رقم الحديث: ۲۸۳۰، كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية)
سنن أبي داود: (۱/۲۲۷) آخر كتاب الصلوة، باب في الاستعاذة، ط: رحمانيه.
الأذكار للنووي: (ص: ۲۲۷) رقم الحديث: ۱۹۰، كتاب مايقوله إذا دخل في الصلوة، باب مايقول عند الصباح وعند المساء، ط: دار ابن كثير بيروت.

اللهمَّ مالِكَ المُلْكِ تُؤتِي المُلْكَ مَنْ تَشاءُ، وتَنْزِعُ المُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ، وتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ، وتُذِلُّ مَنْ تَشاءُ، بِيَدِكَ الخَيْرُ إِنَّكَ على كلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. رَحمنَ الدنيا والآخِرة ورحيمَهما، تُعْطِيهما مَنْ تشاءُ، وتَمْنَعُ منهما مَنْ تشاء، ارْحَمْني رَحْمةً تُغْنِيني بها عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ[1]

ترجمہ: اے اللہ! سلطنت کے مالک! تو سلطنت (اور اختیارات) دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سلطنت (واختیارات) چھین لیتا ہے جس سے چاہتا ہے، اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، ہر خیر وخوبی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اے دنیا وآخرت کے رحمٰن اور ان دونوں کے رحیم! تو یہ دونوں جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ان دونوں کو (یا ان میں سے جونسی چیز کو چاہتا ہے) روک لیتا ہے، مجھ پر (اور اس قدر) رحم فرما کہ میں کسی دوسرے کے رحم سے بے نیاز ہو جاؤں۔

قرض کی دستاویزات بیچنا

مثلاً زید نے عمر کو پچاس ہزار روپے قرض دیا، قرضدار نے پچاس ہزار کی دستاویز لکھ کر دے دی، یا ادھار سودا ہوا اور خریدار نے چھ ماہ بعد رقم ادا کرنے کا وعدہ

(١) عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أعلمك دعاء تدعو به لو كان عليك مثل جبل أحد دينا لأداه الله عنك؟ قل يا معاذ: اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئ قدير، رحمان الدنيا والآخرة ورحيمهما تعطيهما من تشاء وتمنع منهما من تشاء، ارحمني رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك. رواه الطبراني في الصغير باسناد جيد. (الترغيب والترهيب: (٢/٤٦٤) رقم الحديث: ٢٨٣٦، كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المدين والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الصغير للطبراني: (١/٣٣٦) رقم الحديث: ٥٥٨، باب العين، من اسمه: على، ط: المكتب الإسلامي.

مجمع الزوائد: (١٠/١٨٦) رقم الحديث: ١٧٤٤٣، كتاب الأدعية، باب الدعاء لقضاء الدين، ط: مكتبة القدس، القاهرة.

کیا، اور پچاس ہزار کی دستاویز دے دی، اب بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بائع اور قرض خواہ کو جلدی رقم کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے وہ پچاس ہزار کے دستاویز کو چالیس ہزار پر فروخت کر دیتا ہے، پھر خریدار قرضدار سے چھ ماہ بعد پچاس ہزار وصول کرتا ہے، اس میں قرض خواہ اور بائع کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو نقد رقم مل جاتی ہے اور وقتی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، اور خریدار کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ چھ ماہ بعد اسے پچاس ہزار ملتے ہیں اور دس ہزار کا فائدہ ہوتا ہے لیکن شریعت میں قرض کی دستاویز کو اس پر لکھی ہوئی رقم سے کم وبیش پر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔[1]

قرض کے مطالبہ کے وقت نرم برتاؤ رکھنا

''قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٧٣/٥)

---

(١) قال الله تعالى: وأحل الله البيع وحرم الربٰو. (البقرة: ٢٧٥)

□ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (٢٧/٢) كتاب البيوع، باب الربٰو، ط: قديمي)

□ تحريم بيع السندات (الكمبيالات) والمتاجرة بها. هذه المسألة كثيرة الحصول، متفشية في عصرنا الحاضر، إذ يبيع كبار التجار والمنتجون سلعا بثمن مؤجل، ثم يأخذون على المشترين منهم رقعة تعتبر سنداً لهم تسمى كمبيالة، ولكن التجار الدائنين لا يحبون الإنتظار حتى تحل ديونهم، يستعجلون استيفائها ولو بطريق الربا، فلهذا يلجئون إلى المصارف الربوية-البنوك-ويبيعون السندات-الكمبيالات-ويقبضون ديونهم حالة من البنك، الذي لا يعطيهم ديونهم كاملة، بل يخصم منها لفائدة معلومة مقدرة حسب المدة، وكلما كانت المدة أطول كان خصم البنك منها أكثر. وهذه الصورة لا شك تندرج تحت الأصل المعروف بربا النسيئة، لأن البنك أو المصرف بعد ذلك يطالب المدينين الذين كتبوا هذه السندات بكل ما فيها، لا بما دفع إلى الدائنين وهي مبالغ لا شك أكثر مما دفع، وهي من الربا، لأن البنك أخذ مقابل الأجل من المدينين أكثر مما دفع لدائنين، فعمله هذا يندرج تحت ربا النسيئة كما مر معناه وهو محرم حرمة قطعية. (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (٢٥١/٣)، أنواع الربا، تحريم بيع السندات، ط: دار القلم، دمشق).

□ بحوث في قضايا فقهية معاصرة (ص: ٢٠)، أحكام البيع بالتقسيط، ط: مكتبة دار العلوم كراچی۔

قرض لینا امانت سے

''امانت سے قرض لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۷/۱)

قرض لینا کب جائز ہوتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قرضدار آدمی مرجائے گا تو قیامت کے دن اس سے قرض کا بدلہ لیا جائے گا مگر تین کاموں کے لئے قرض لینے والے سے بدلہ نہیں لیا جائے گا، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے قیامت کے دن ادائیگی کریں گے۔

❶ اللہ کے راستے میں مجاہدین کی قوت کمزور پڑگئی۔ تو انہوں نے اس نیت سے قرض لیا کہ اس کے ذریعہ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن پر قوت حاصل کرلے۔

❷ ایک آدمی کے پاس کوئی مسلمان مررہا ہے اور اس کے پاس اتنا کچھ بھی نہیں کہ اسے کفن دے اس لئے اسے قرض لینا پڑجائے۔

❸ وہ شخص جس کو گناہ میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو اس لئے وہ قرض لے کر شادی کرلے۔ (۱)

---

(۱) وروي عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الدين يقتص من صاحبه يوم القيامة إذا مات إلا من تدين في ثلاث خلال: الرجل تضعف قوته في سبيل الله، فيستدين يتقوى به على عدو الله وعدوه، ورجل يموت عنده مسلم لا يجد بما يكفيه ويواريه إلا بدين، ورجل خاف على نفسه العزبة فينكح خشية على دينه، فإن الله يقضي عن هؤلاء يوم القيامة. رواه ابن ماجة. (الترغيب والترهيب: (۴۷/۲) رقم الحديث: ۲۸۰۹، كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء، ط: دار الكتب العلمية).

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۵) أبواب الصدقات، باب ثلاث من أدان فيهن قضى الله عنه، ط: قديمي۔

كنز العمال: (۲۳۰/۶) رقم الحديث: ۱۵۴۷۰، حرف الدال، الكتاب الثاني: كتاب الدين والسلم من قسم الأقوال، الباب الثاني: في الترهيب عن الاستقراض من غير ضرورة، ط: مؤسسة الرسالة.

اس سے معلوم ہوا کہ شدید ضرورت اور بے انتہا مجبوری کے علاوہ قرض نہیں لینا چاہئے، اگر قرض لے لیا تو جلد از جلد ادا کر دینا چاہئے ورنہ آخرت میں ادا کرنا پڑے گا، اور وہاں ادا کرنا آسان نہیں ہوگا۔

قرض معاف کر دینا

قرضدار اگر واقعۃً مفلس اور قلاش ہو چکا ہے، اور قرض ادا کرنے کی استطاعت اور انتظام نہیں ہے تو قرض کو بالکل معاف کر دینا بہتر ہے، اس کی بڑی فضیلت ہے اور اگر بالکل معاف نہیں کر سکتا تو اس کو اتنی مہلت دینا ضروری ہے جس میں وہ کاروبار یا ملازمت کر کے پیسہ کما کر قرض ادا کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ (۱)

ترجمہ: اور اگر قرضدار تنگ دست ہو تو اسے کشادگی کے وقت تک مہلت دی جائے، اور تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ صدقہ کر دو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کی روح فرشتوں نے حاصل کی، تو اس سے پوچھا تو نے کوئی اچھا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرشتوں نے کہا یاد کرو، اس نے جواب دیا میں لوگوں کو قرض اور ادھار دیا کرتا تھا، اور اپنے ملازموں کو حکم دیتا تھا کہ تنگ دست کو مہلت دو اور مالدار کے ساتھ چشم پوشی اور نرمی کا معاملہ کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اسے معاف کر دو۔ (۲)

---

(۱) سورة البقرة: ۲۸۰۔

(۲) عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تلقت الملائكة روح رجل ممن كان قبلكم، فقالوا: أعملت من الخير شيئاً؟ قال: لا۔ قالوا: تذكر، قال: كنت أداين الناس فآمر فتياني =

''قرضدار سے نرمی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرض نہ لینے کی کوشش کرنا

قرض نہ لینے میں صحت، عافیت اور سکون ہے، اور قرض لینے میں بے خوف پرسکون پرامن آزاد زندگی کو ختم کرکے اپنے آپ کو خوف، خطرے، بیماری اور ٹینشن والی زندگی میں ڈالنا ہے، اس لئے قرض لینے سے بچنا ہی چاہئے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ امن کے بعد اپنے آپ کو خوف میں نہ ڈالو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کیسے یارسول اللہ؟ آپ نے فرمایا قرض لے کر۔ (۱)

قرض نہ ہو تو جنتی ہے

''جنت میں داخل ہوگا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۳)

=أن ينظروا المعسر، ويتجوزوا عن الموسر قال: قال الله عز وجل: تجوزوا عنه. (صحيح مسلم: (۱۷/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء، ط: قديمي.

صحيح البخاري: (۲۷۸/۱) كتاب البيوع، باب من أنظر موسراً، ط: قديمي.

الترغيب والترهيب: (۲۳۰/۲) رقم الحديث: ۱۳٤۲، كتاب الصدقات، الترغيب في التيسير على المعسر وإنظاره والوضع عنه، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) عن عقبة بن عامر رضي الله عنه انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم: لا تخيفوا أنفسكم بعد امنها، قالوا: وما ذاك يا رسول الله؟ قال: الدين، رواه أحمد والبيهقي. (الترغيب: (۳٥۷/۲) كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء والمبادرة إلى قضاء دين الميت، ط: دار الكتب العلمية)

مسند أحمد بن حنبل: (۱٤٦/٤) رقم الحديث: ۱۷۳٥۸، حديث عقبة بن عامر الجهني، ط: مؤسسة قرطبة.

السنن الكبرى للبيهقي: (۳٥٥/٥) كتاب البيوع، باب ماجاء في التشديد في الدين، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

قرض واپس کرے تو زیادہ دے

اگر کسی نے کسی سے قرض حسنہ لیا تو قرض ادا کرتے وقت اسے قرض سے زیادہ واپس کرنا بہتر اور ثواب کا باعث ہے۔[1]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس درہم قرض دیئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی درہم لٹائے، چالیس درہم قرض کے اور چالیس درہم زائد۔[2]

قرض حسنہ یہ ہے کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کو صرف اللہ کی رضا اور اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے قرض دے، اس پر اضافہ لینے کی شرط نہ ہو۔

قرض وصول کر کے دینے کی اجرت

ایک شخص کا دوسرے پر قرض ہے، اور قرض کی دستاویز بھی موجود ہے اور

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطه فان خيركم احسنكم قضاء. (كنز العمال: (۲۳٦/٦) رقم الحديث: ١٥٤٥٦، حرف الدال، كتاب الدعوىٰ، الكتاب الثاني، الباب الأول، الفصل الثالث، في نية المستدين وحسن القضاء، ط: مؤسسة الرسالة)

◻ الترغيب والترهيب: (٤٤٧/٢) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

◻ صحيح بخاري: (۳۰۹/۱) كتاب الوكالة، باب الوكالة في قضاء الديون، ط: قديمي.

(۲) وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: استسلف النبي صلى الله عليه وسلم من رجل من الانصار أربعين صاعاً فاحتاج الأنصاري فأتاه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ماجاء ناشئ"، فقال الرجل: وأراد أن يتكلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقل إلا خيراً، فإنه خير من تسلف فأعطاه أربعين فضلاً، وأربعين لسلفه فأعطاه ثمانين. (الترغيب والترهيب: (٤٤٨/٢) رقم الحديث: ۲۷۲۸، كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية)

◻ مسند بزار: (۳٥٦/۱۱) رقم الحديث: ٥١٧٨، مسند ابن عباس رضي الله عنهما، ط: مكتبة العلوم والحكم.

◻ مجمع الزوائد: (١٤١/٤) رقم الحديث: ٦٦٩٠، كتاب البيوع، باب حسن القضاء وقرض الحمير والبهم، ط: مكتبة القدسي، القاهرة.

گواہ بھی موجود ہیں، لیکن وہ مقروض قرض ادا نہیں کرتا، اب یہ شخص کسی با اعتماد آدمی سے کہتا ہے کہ میرا قرض فلاں آدمی سے وصول کر کے دیدیں، میں اس قرض کا تہائی تمہیں دوں گا، تو یہ معاملہ جائز ہوگا، بشرطیکہ قرض کی مقدار اور ایک تہائی کی مقدار معلوم ہو، کیونکہ یہ اجیر خاص ہے، اور تنخواہ متعین ہونی چاہیے، خواہ ماہانہ، خواہ یکمشت وصولی کے بعد دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ (امداد الفتاویٰ: ۳/۳۹۱)[1]

قرضہ ادا کرتے وقت کرنسی کی قیمت میں تبدیلی ہو

قرض میں جو کرنسی دی جاتی ہے اسی کرنسی سے قرض ادا کرنا لازم ہوتا ہے، چاہے اس کرنسی کی قیمت بڑھ جائے یا کم ہو جائے یا برابر رہے، تینوں صورتوں میں اسی کرنسی سے قرض ادا کرنا لازم ہے۔

مثلاً کسی نے کسی کو ڈالر قرضے میں دیئے، تو مقروض کے ذمے ڈالر ہی سے قرض ادا کرنا واجب ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے کسی کو پاکستانی روپیہ قرض دیا تو اس کے ذمے پاکستانی روپیہ ہی سے قرض ادا کرنا لازم ہوگا۔

---

(۱) (والثاني) وهو الأجير (الخاص) ويسمى أجير وحد (وهو من يعمل لواحد عملاً موقتا بالتخصيص... (الدر مع الرد: (۶/۶۹)، كتاب الاجارة، باب ضمان الاجير، مطلب الأجير الخاص، ط: سعيد۔

(الأجراء على ضربين: مشترك وخاص فالأول من يعمل لا لواحد) كالخياط ونحوه أو يعمل له عملاً غير موقت... أو موقتاً بلا تخصيص... ولا يستحق المشترك الأجر حتى يعمل كالقصار ونحوه) كفتال وحمال ودلال وملاح۔ (الدر مع الرد: (۶/۶۴)، كتاب الاجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد۔

وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين لأن جهالتهما تفضى الى المنازعة... (الدر مع الرد: (۶/۵) كتاب الاجارة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۸/۳)، كتاب الاجارة، و: (۸/۲۶)، كتاب الاجارة، باب ضمان الاجير، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۹/۶۲)، كتاب الاجارات، و: (۹/۱۲۲، ۱۲۳)، كتاب الاجارات، باب ضمان الأجير، ط: رشيديه۔

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو ڈالر کا قرضہ دیا تھا اور اس وقت ایک ڈالر پاکستانی ۸۰ روپے کے برابر تھا، پھر اس کا ریٹ بڑھ گیا اور ایک ڈالر ایک سو دس روپے کے برابر ہو گیا، تو مقروض پر ڈالروں سے ہی قرض ادا کرنا لازم ہوگا چاہے پاکستانی روپے کے حساب سے اس کی قیمت بڑھ ہی گئی ہو۔

اور اگر اس نے ڈالر قرضے میں دیئے تھے، قرضہ دیتے وقت ایک ڈالر ایک سو دس روپے کے برابر تھا، پھر ڈالر کا ریٹ کم ہو کر اسی ۸۰ روپے کے برابر ہو گیا تو بھی اسے ڈالر سے قرض ادا کرنا لازم ہوگا۔[1]

ہاں اگر قرض دار کسی دوسری کرنسی میں قرض ادا کرنا چاہے اور دونوں فریق اس پر متفق ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ یہ شرط ہے کہ وہ تبادلہ اس دن کے ریٹ کے مطابق ہو اور نقد ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہم بقیع کے مقام پر دیناروں میں اونٹ بیچتے اور ان کے بدلے درہم لے لیتے، اور درہموں میں بیچتے اور ان کے بدلے دینار لے لیتے، ہم نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر اس دن کے ریٹ کے مطابق لو، جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو اور تمہارے درمیان کوئی

---

(۱) ولو استقرض فلوساً نافقة وقبضها... ولم تكسد، ولكنها رخصت أو غلت فعليه رد مثل ما قبض بلا خلاف. (بدائع الصنائع: (۲۴۲/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

الجوهرة النيرة: (۲۷۲/۱) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: حقانيه.

سئلت عن رجل أقرض آخر مقداراً من الريال المجيدي وقت رواجه بثلاثين قرشا، ثم رد المستقرض له مثل المقدار الذي استقرضه منه بعد أن نزل إلى عشرين قرشاً، فامتنع المقرض من قبوله، وطلب منه صرفها على سعر ثلاثين قرشاً، فهل ليس له ذلك؟ فالجواب أنه ليس له الامتناع من قبول مثل ما دفع... وفي "نتيجة الفتاوى" ما نصه: والمقبوض على وجه القرض مضمون بمثله. وفيها نقلاً عن جامع الفصولين: والواجب في القرض رد المثل (الفتاوى الكاملية: (ص:۹۲) باب القرض، مطلب: الواجب في القرض رد المثل، ط: مكتبة حقانيه)

چیز ہو۔ (۱)

۱۹۴ قرعہ اندازی سے اشیاء خریدنا

بعض دواء ساز کمپنیاں اپنی دوائی کی ایڈوانس بکنگ کرتی ہیں، اور ہر پیک کی ایک متعین قیمت کا اعلان کرتی ہیں، اور بکنگ محدود وقت کے لئے، اور محدود پیک دواؤں کے لئے ہوتی ہے، اور جب مطلوبہ افراد ایڈوانس بکنگ کرائیں تو کمپنی ان میں سے چند محدود افراد کے لئے انعامات کا اعلان کرتی ہے، جس میں موٹر سائیکل، عمرے کا ٹکٹ اور دیگر چیزیں ہوتی ہیں، اور یہ چیزیں ان افراد کے درمیان قرعہ اندازی سے تقسیم کی جاتی ہیں اور لوگ انعام کی لالچ میں اس طرح خریداری کرتے ہیں۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر مبیع یعنی فروخت ہونے والی چیز یا دوسری چیزوں کی اعلان شدہ قیمت وہی ہو جو عام بازاری قیمت ہوتی ہے، تب تو ایسی اسکیم میں شامل ہو کر قرعہ اندازی کے ذریعہ چیزیں خریدنا اور انعام حاصل کرنا جائز ہے۔

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنت أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير، آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه، فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيت حفصة، فقلت: يا رسول الله! رويدك، إني أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا بأس أن تأخذها بسعر يومها مالم تفترقا وبينكما شيء. (سنن أبي داود: (۱۲۱/۲) كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: رحمانيه)

سنن نسائي: (۲۲۳/۲) كتاب البيوع، أخذ الورق من الذهب والذهب من الورق، ط: قديمي)

(بسعر يومها مالم تفترقا وبينكما شيء) غير مقبوض أي بشرط التقابض في المجلس، قال الخطابي: واشترط أن لا يفترقا وبينهما شيء لأن اقتضاء الدراهم من الدنانير صرف وعقد الصرف لا يصح إلا بالقابض، بذل المجهود: (۱۲/۱۵) كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: دار الكتب العلمية)

البتہ اگر اس دوائی وغیرہ کی اعلان شدہ قیمت عام بازاری قیمت سے زائد رکھی گئی ہو تو پھر اس طرح ایڈوانس بکنگ کرا کے قرعہ اندازی میں شامل ہوکر چیزیں خریدنا اور انعام حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ چیزوں کی قیمت عام بازاری ریٹ سے زیادہ ہونے کی وجہ سے زائد قیمت جوئے میں شامل ہوجائے گی، اس لئے کہ زائد قیمت دینے والا انعام حاصل کرنے کی غرض سے اپنی زائد رقم داؤ پر لگائے گا، اور اسی کو شریعت میں جوا کہا جاتا ہے، اس لئے ایسی اسکیم کے ذریعہ چیزیں خریدنا اور انعام حاصل کرنا جائز نہیں۔ (۱)

---

(۱)(وحل الجعل) وطاب... (ان شرط المال) في المسابقة من جانب واحد وحرم لو شرط) فيها (من الجانبين) لأنه يصير قماراً (قوله: لأنه يصير قماراً) لأن القمار من القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى، وسمي القمار قماراً لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله الى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص، ولا كذلك ان شرط من جانب واحد۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۴۰۲، ۴۰۳) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

قال الله تعالى: "انما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه"... وأما الميسر فقد روى عن علي أنه قال: "الشطرنج من الميسر" وقال عثمان وجماعة من الصحابة والتابعين: "النرد" وقال قوم من أهل العلم: "القمار كله من الميسر" وأصله من تيسير أمر الجزور بالاجتماع على القمار فيه، وهو السهام التي يجيلونها فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم، فربما أخفق بعضهم حتى لا يحظى بشيء وينجح البعض فيحظى بالسهم الوافر، وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار، كالهبات والصدقات وعقود البياعات ونحوها... والقرعة في الحقوق تنقسم الى معنيين، أحدهما: تطييب النفوس من غير احقاق واحد من المقترعين ولا بخس حظه فما اقترعوا عليه، مثل القرعة في القسمة، وقسم النساء وفي تقديم الخصوم الى القاضي، والثاني: مما ادعاه فخالفونا في القرعة بين عبيد اعتقهم المريض ولا مال له غيرهم، فقول مخالفينا هنا من جنس الميسر المحظور بنص الكتاب لما فيه من نقل الحرية عمن وقعت عليه الى غيره بالقرعة، ولما فيه ايضاً من احقاق بعضهم وبخس حقه حتى لا يحظى منه بشيء واستيفاء بعضهم حقه وحق غيره ولا فرق بينه وبين الميسر في المعنى۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۲/ ۶۴۸، ۶۵۳، ۶۵۴)، سورة المائدة، رقم الآية: ۹۰، باب تحريم الخمر، ط: قديمي۔

الهندية: (۵/ ۳۲۴)، كتاب الكراهية، الباب السادس في المسابقة، ط: رشيديه۔

قرعہ اندازی کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا

مثلاً ایک چیز کی قیمت ایک ہزار روپے ہے، دس آدمیوں نے آپس میں سو سو روپے جمع کر کے یہ فیصلہ کیا کہ قرعہ اندازی کر کے جس کے نام پر یہ چیز نکل آئے گی تو یہ چیز اس کو دی جائے گی، اور باقی ماندہ افراد محروم رہ جائیں گے، خرید وفروخت کا یہ طریقہ ناجائز وحرام ہے، اور ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ طے کرنا کہ: ''اگر قرعہ اندازی میں نام نکل آئے گا تو اس کو وہ چیز دی جائے گی ورنہ نہیں'' یہ شرط فاسد ہے اور شرط فاسد کی وجہ سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر ایک ممبر کو قرعہ اندازی میں اپنا نام نکلنے کی امید ہوتی ہے، لیکن پتہ نہیں ہوتا کہ نام نکلے گا یا نہیں، تو یہ جوے کے زمرہ میں ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منع فرمادیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ایسا سودا فاسد اور جوا ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔[1]

قرقی کرنا

''دیوالیہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۵/۳)

قسط ادا کرنے پر بقیہ قسط فوری ادا کرنے کی شرط رکھنا

قسطوار بیع کرتے وقت بائع یا دکاندار کی جانب سے یہ شرط لگانا جائز ہے

---

(۱) یاأیها الذین امنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورة المائدة: ۹۰)

أن کل ما کان مبادلة مال بمال یفسد بالشرط الفاسد کالبیع، وقال المحقق الشامی: ویبطل تعلیقه أیضا لدخوله فی التملیکات لأنها اعم۔ (شامی: (۲۴۰/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد ولایصح تعلیقه به، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۷۹/۶) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

أنظر الحاشیة السابقة علی الصفحة السابقة أیضاً۔

کہ اگر کسی مہینے کی قسط ادا نہیں کی تو بقیہ تمام اقساط فوراً ادا کرنا لازم ہوں گی، اس قسم کی شرط رکھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، اور بائع کے لئے فی الحال تمام اقساط کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا۔ (١)

قسط پر گاڑی لی ایکسیڈنٹ ہو گیا

قسط پر گاڑی لی، ابھی تک ساری قسطیں ادا نہیں ہوئیں اس دوران ایکسیڈنٹ ہوگیا یا گاڑی گم ہوگئی، یا چوری ہوگئی، یا ڈاکو لے گیا، تو ان تمام صورتوں میں نقصان کا ذمہ دار مشتری ہے، بائع نہیں ہے، اس لئے بائع سے ان نقصانات کے بارے میں رجوع کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ ایجاب وقبول کے بعد گاڑی جب مشتری کے قبضہ میں آجاتی ہے تو اس کے نفع ونقصان کا مالک مشتری ہوتا ہے، بائع نہیں ہوتا ہے۔ (٢)

---

(١) ولو قال: كلما دخل نجم ولم تؤد، فالمال حال صح، ويصير المال حالاً۔ (خلاصة الفتاوی: (٣/ ٥٤) كتاب البيوع، الفصل الخامس: في البيع، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (٦/ ١٢٢) كتاب البيوع، فصل في بيان التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔)

قال في البزازية: وإبطال الأجل يبطل بالشرط الفاسد بأن قال: كلما حل نجم ولم تؤد، فالمال حال صح وصار حالا، وعبارة الخلاصة: وإبطال الأجل يبطل بالشرط الفاسد ولو قال: كلما دخل نجم ولم تؤد، فالمال حال صح، ويصير المال حالاً، فجعلهما مسئلتين وهو الصواب، وأما قوله في البزازية: بأن قال تصوير للأولى فسهو ظاهر؛ لأنه لو كان كذلك لبقي الأجل، فكيف يقول صح فليتأمل۔ (البحر الرائق: (٦/ ١٨٧) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

وذكر العلامة المقدسي ان العبارتين مشكلتان، وان الظاهر ان المراد أن الأجل يبطل، وأنه إذا علق بشرط فاسد كعدم أداء نجم في المثال المذكور يبطل به الأجل فيصير المال حالاً، وحاصله أن لفظ إبطال في عبارتي البزازية والخلاصة زائد وأنه لا مدخل لذكره في هذه القسم اصلاً۔ (شامي: (٥/ ٢٢٩، ٢٣٠) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ما يبطل بالشرط الفاسد، ط: سعيد)

(٢) اذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشتري ولا شيء على البائع۔ (درر الحكام الى مجلة الاحكام: (١/ ٢٧٨) المادة: ٢٩٣، البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: دار عالم الكتب۔

شرح المجلة لرستم باز: (١/ ١٢١)، المادة: ٢٩٣، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔=

قسط پر گاڑی لی گم ہوگئی

''قسط پر گاڑی لی ایکسیڈنٹ ہوگیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۷/۵)

قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اضافی رقم وصول کرنا

قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اضافی رقم وصول کرنا ناجائز ہے اور یہ اضافی رقم سود ہے، اگر یہ شرط پہلے ہی سے رکھی جائے گی تو جان بوجھ کر اس قسم کا سودا کرنا ہی جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

قسط کی گاڑی جل گئی

''قسط پر گاڑی لی ایکسیڈنٹ ہوگیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۷/۵)

= شرح المجلة للاتاسی: (۲۲۵/۲)، المادة: ۲۹۴، أيضاً، ط: رشيديه۔

مزید تخریج کے لئے ''قسطوں کے اختتام سے پہلے مبیع کو پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار کون ہے'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۱) "یاأیها الذین آمنوا لاتأکلوا الربو أضعافاً مضاعفة واتقوا الله لعلکم تفلحون، واتقوا النار التی اعدت للکافرین"... وفی قوله: "أضعافاً مضاعفة" مسألتان: المسألة الأولی: کان الرجل فی الجاهلیة اذا کان له علی انسان مائة درهم الی أجل، فاذا جاء الأجل ولم یکن المدیون واجداً لذلک المال، قال زدنی المال حتی أزید فی الأجل فربما جعله مائتین... (التفسیر الکبیر للرازی: (۳۶۳/۹)، آل عمران: رقم الآیة: ۱۳۰، ط: دار احیاء التراث العربی۔

مؤطاء الامام مالک: (ص: ۶۰۶)، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط: میر محمد کتب خانه۔

أما مایفعله بعض الناس من تحدید ثمن البضاعة علی أساس سعر النقد، و ذکر القدر الزاد علی أساس أنه جزء من فوائد التأخیر فی الأداء، فانه رباً صراح۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۱۰)، ط: دار العلوم کراچی۔

ولا (بیع بشرط)... (لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما... (الدر مع الرد: (۸۴/۵، ۸۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط فاسد، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۸۴/۶، ۸۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

قسط کی گاڑی چھن گئی

’’قسط پر گاڑی لی ایکسیڈنٹ ہوگیا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۷/۵)

قسط لیٹ ہونے کی صورت میں جرمانہ وصول کرنا

جس طرح نقد سودا کرنا جائز ہے اسی طرح قسطوں پر ادھار سودا کرنا بھی جائز ہے البتہ سودا کرتے وقت کل قیمت ادائیگی کی مدت اور کل قسط طے کرنا ضروری ہے تاکہ بعد میں جھگڑا اور اختلاف کرنے کی گنجائش نہ ہو۔[1]

اگر خریدار نے مقررہ تاریخ تک قسط کی رقم ادا نہیں کی تو اسے مثلاً دس فیصد یا مقررہ رقم مثلاً پانچ ڈالر یومیہ یا ماہانہ جرمانہ ادا کرنا ہوگا یا صدقہ کرنا ہوگا، چاہے کوئی بھی نام دیا جائے یہ ناجائز اور حرام ہے بلکہ سراسر جاہلیت والا سود ہے، ظلم وزیادتی ہے، جو آدمی تنگدستی کی وجہ سے قسط کی رقم مقررہ تاریخ تک ادا نہیں کر پارہا ہے اس میں تاخیر ہورہی ہے اس پر مزید رقم کا جرمانہ لگانا بہت بڑا ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً[2]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مت کھاؤ سود کئی گنا جو دگنے کیے ہوئے ہوں۔ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

---

(۱)البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح، يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط... لأن جهالته تفضي الى النزاع فيفسد البيع به. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۳) المادة: ۲۴۵، ۲۴۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، ط: فاروقيه)

أما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء المحدثين فقد أجازوا البيع المؤجل بأكثر من سعر النقد، بشرط أن يبت العاقدان بأنه بيع مؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق عليه عند العقد. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/۷) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل الأجل، ط: دار العلوم كراجي.

(۲)(آل عمران: ۱۳۰)

جاہلیت کے زمانے میں یہ طریقہ تھا کہ جس آدمی نے کسی دوسرے آدمی سے قرض وصول کرنا ہوتا، وہ مقررہ وقت آنے پر اس سے پوچھتا کہ کیا تم قرض ادا کرنا چاہتے ہو یا اور مہلت لینا چاہتے ہو؟ اگر اور مہلت لینی ہے تو تمہارے قرض میں اتنی رقم کا اضافہ ہوجائے گا، اسی طرح جب دوبارہ مقررہ وقت آتا تو وہ یہی بات پوچھتا، تین چار مہینوں میں وہ رقم کافی بڑھ جاتی تھی، اللہ تعالیٰ نے اسے جاہلیت کا سود قرار دیا ہے، اس لئے قسط لیٹ ہونے پر جرمانہ لگانا دین اسلام میں جائز ہی نہیں ہے۔ [1]

قسط لیٹ ہونے کی صورت میں جو نقصان ہوتا ہے اس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ سودا کرتے وقت چند قسطیں ایڈوانس لے لے تاکہ ماہانہ قسط لیٹ ہونے کی صورت میں ایڈوانس اقساط میں سے ایک قسط اس مہینے میں شامل کرلے یا گاہک سے سودا کرتے وقت قسط ادا کرنے میں تاخیر نہ کرنے کی ضمانت لے لے۔ [2]

قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے مبیع واپس لینا

گاڑیوں کی تجارت کرنے والے بعض شوروم والے قسطوں پر گاڑی فروخت

---

(۱) كان الرجل في الجاهلية: إذا كان له على إنسان مأة درهم إلى الأجل، فإذا جاء الأجل ولم يكن المديون واجداً لذلك المال، قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل فربما جعله مائتين، ثم إذا حل الأجل الثاني فعل مثل ذلك، ثم إلى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلك المائة أضعا فها فهذا هو المراد من قوله: "أضعافاً مضاعفة". (تفسير كبير: (۲/۹) العمران: ۱۳۰، ط: دار الفكر)

اللباب في علوم الكتاب: (۵/۵۳۳) العمران: ۱۳۰، ط: دار الكتب العلمية.

مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فإذا قضى، أخذ، وإلا زاده في حقه وأخر عنه في الأجل. موطأ الإمام مالك: (ص: ۶۰۶) كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه.

(۲) قوله تعالى: قالوا نفقد صواع الملك ولمن جاء به حمل بعير وأنا به زعيم.

فيها ست مسائل: المسألة الأولى: قال علماؤنا: هذا نص في جواز الكفالة۔ (احكام القرآن لابن العربي: (۳/۶۳)، سورة يوسف: ۷۲، ط: دار الكتب العلمية۔

احكام القرآن للقرطبي: (۱۱/۳۰۹)، سورة يوسف: ۷۲، ط: مؤسسة الرسالة۔

کرتے وقت یہ شرط لگاتے ہیں کہ اگر خریدار نے اتنی مدت میں تمام قسطیں ادا نہ کیں تو ادا کی گئی قسطیں ضبط ہو جائیں گی اور گاڑی واپس شوروم والے کی ملکیت میں آجائے گی اور ان شرائط پر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں فریق دستخط بھی کرتے ہیں، اس بارے میں حکم یہ ہے کہ خرید وفروخت میں ایجاب وقبول کرنے کے بعد بیع تام ہوجاتی ہے اس کے بعد بائع اور مشتری میں سے کسی کو بھی دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر مبیع کو واپس لینے یا دینے کا حق حاصل نہیں ہوتا، اس لئے اس قسم کی شرط لگانا لغو ہے، بقیہ رقم ادا کرنا مشتری کے ذمے واجب ہے، اگر وہ ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے تو قانون کا سہارا لے کر رقم وصول کرنے کا اختیار ہوگا، لیکن ادا کی ہوئی اقساط کو ضبط کر کے گاڑی واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

قسط میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ لگانا

قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر ہونے کی صورت میں بعض تاجر خریدار سے مالی جرمانہ وصول کرتے ہیں، اور بعض اوقات آئندہ کی اقساط میں اضافہ کر دیتے ہیں یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ بیع کے عوض خریدار پر جو قیمت ادا کرنا لازم ہوتی ہے وہ اس پر دین ہے، اور دین پر اضافہ کرنا سود ہے۔ (۲)

---

(۱) إذا كان البيع لازما فليس لأحد المتبايعين الرجوع منه۔ (شرح مجلة الأحكام لسليم رستم باز (۱/ ۱۹۸) المادة (۳۷۵) البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثاني في أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئٹه)

إذا كان البيع لازما فليس لأحد المتبايعين الرجوع عنه أي ليس لأحد المتبايعين أو ورثته في البيع البات اللازم أن يرجع عنه بغير رضاء الآخر بوجه من الوجوه... (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۱۰۳)، المادة: ۳۷۵، البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثاني: بيان أحكام أنواع البيع، ط: دار عالم الكتب / مكتبه سلطانيه كوئٹه)

(۲) أن ما يفعله بعض الناس من تحديد ثمن البضاعة على أساس سعر النقد، وذكر القدر الزائد على أساس أنه جزء من فوائد التأخير في الأداء، فإنه ربا صراح وهذا مثل أن يقول البائع: بعتك هذه البضاعة=

اگر قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ تنگ دستی اور افلاس ہے تو تنگ دستی دور ہونے تک مہلت دینا ضروری ہے، اور بائع کا اس سے جرمانہ لینا حرام اور ناجائز ہے۔ (۱)

اور اگر پیسے ہونے کے باوجود قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کررہا ہے تب بھی اپنے حق سے زائد رقم لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے، اور غلط روش، زیادتی اور ظلم کی وجہ سے سود حلال نہیں ہوگا۔ (۲)

= بثماني ربيات نقداً، فإن تأخرت في الأداء إلى مدة شهر، فعليك ربيتان علاوة على الثمانية، سواء سمّاها "فائده (Incres) أولا. فإنه لا شك في كونه معاملة ربوية، لأن ثمن البضاعة إنما تقرر كونه ثمانية، وصارت هذه الثمانية ديناعلى المشتري في ذمة المشتري، فمايتقاضي عليه البائع من الزيادة فإنه ربا لا غير. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص:١٠) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچي.

(١) وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة وأن تصدقوا خير لكم إن كنتم تعلمون. (لبقرة:٢٨٠)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص:٢٥٥)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

وأفاد أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة ينزجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (الدر المختار مع الرد: (٦١/٣، ٦٢)، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (٤١/٥)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

(٢) كان الرجل في الجاهلية: إذا كان له على إنسان مأة درهم إلى الأجل، فإذا جاء الأجل ولم يكن المديون واجداً لذلك المال، قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل فربما جعله مأتين، ثم إذا حل الأجل الثاني فعل مثل ذلك، ثم إلى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلك المائة أضعافها فهذا هو المراد من قوله: "أضعافاً مضاعفة. (تفسير كبير: (٢/٩) العمران: ١٣٠، ط: دار الفكر)

اللباب في علوم الكتاب: (٥٣٣/٥) العمران: ١٣٠، ط: دار الكتب العلمية.

مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فإذا قضى، أخذ، وإلا زاده في حقه وأخر عنه في الأجل. موطأ الإمام مالك: (ص:٦٦٦) كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه.

ایسی حالت میں بائع عدالت سے رجوع کرے، اور عدالتی اخراجات مشتری سے وصول کرے یا جرگہ اور تاجر تنظیموں کے ذریعہ اسے قائل کرے یا قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے آئندہ کی مہلت ختم کر کے باقی اقساط کا فوری طور پر ادا کرنے کا مطالبہ کرے۔ (۱)

قسطوں پر بیع کی حقیقت

قسطوں پر سامان بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والا دکاندار اپنا سامان قیمت اور مدت مقرر کر کے خریدار کو ابھی دے دے لیکن خریدار اس کی قیمت فی الحال ادا نہ کرے بلکہ آئندہ طے شدہ معاہدہ کے مطابق تھوڑی تھوڑی کر کے مقررہ مدت میں ادا کردے۔

قسطوں کی صورت میں سامان کی قیمت بازاری قیمت کے برابر بھی ہوسکتی ہے اور اس سے کم اور زیادہ بھی۔ غرض کہ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) جس قیمت پر راضی ہوجائیں اس قیمت پر سودا کرنا جائز ہوگا، لیکن عام دستور یہ ہے کہ ادھار کے معاملہ میں قیمت مارکیٹ ریٹ سے زیادہ ہوتی ہے۔ (۲)

---

(۱) جب کسی کو اپنے حق کی حفاظت کے لیے بمجبوری نالش کرنا پڑے، اور فریق مخالف کی طرف سے بالکل مخاصمانہ کارروائیوں کی وجہ سے بہت سے مصارف برداشت کرنا پڑیں تو اس صورت میں خرچہ کا روپیہ بہت سے علماء کے نزدیک (منجملہ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ) جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ: (۳/ ۱۲۳) حوادث الفتاویٰ، عنوان خرچہ عدالت وصول کرنا، ط: دار العلوم کراچی)

ثم حاصل ما ذكره من ضمان الساعي أنه لو سعى بحق لا يضمن، ولا بلا حق فإن كان السلطان يغرم بمثل هذه السعاية ألبتة يضمن، وإن كان قد يغرم وقد لا يغرم، لا يضمن، والفتوى على قول محمد رحمه الله تعالى من ضمان الساعي بغير حق مطلقاً ويعزر۔ (شامی: (۴/ ۸۹) كتاب السرقة، مطلب في ضمان الساعي، ط: سعيد)

(۲) البيع بالتقسيط بيع بثمن مؤجل يدفع إلى البائع في أقساط متفق عليها، فيدفع البائع البضاعة المبيعة إلى المشتري حالّة، ويدفع المشتري الثمن في أقساط مؤجلة. وإن اسم "البيع بالتقسيط" يشمل كل بيع بهذه الصفة، سواء كان الثمن المتفق عليه مساويا لسعر السوق أو أكثر منه، أو أقل ولكن المعمول به=

قسطوں پر چیز خریدنے کے بعد اس کی ٹوٹ پھوٹ کا ذمہ دار کون ہوگا

قسطوں پر سودا ہونے کے بعد جب مشتری (خریدار) مبیع (خریدی گئی چیز) پر قبضہ کرلے گا تو وہ اس چیز کا مالک بھی ہوگا[۱]، اور اس کی ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ وغیرہ کا ذمہ دار بھی ہوگا، اور بائع کو صرف اس کی قیمت یا اس کی قسطیں وصول کرنے کا حق ہوگا، ٹوٹ پھوٹ کا خرچہ ادا کرنا بائع کے ذمہ نہیں ہوگا۔[۲]

قسطوں پر خرید وفروخت کرنا

موجودہ دور میں روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کو قسطوں پر خرید وفروخت کرنے کا رواج عام ہوگیا ہے، کیونکہ کم آمدن اور متوسط طبقہ کے لوگ مہنگائی اور تنگدستی کی وجہ سے اپنی ضرورت کی چیزیں نقد ادائیگی کرکے خریدنے کی استطاعت

=في الغالب أن الثمن في البيع بالتقسيط يكون أكثر من سعر تلك البضاعة في السوق. (بحوث في قضايا فقهية: (۷/۱) احکام البیع بالتقسیط، ط: دار العلوم کراچي)

(۱) (قوله: وحكمه ثبوت الملک) أی فی البدلین لکل منهما فی بدل...۔ (شامی: (۵۰۶/۴) کتاب البیوع، ط: سعید)

وأما حکمه فثبوت الملک فی المبیع للمشتری وفی الثمن للبائع إذا کان البیع تاما... (الهندیة: (۳/۳) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع ورکنه... ط: رشیدیه)

البیع النافذ یفید الحکم فی الحال أی ثبوت الملک فی البدلین لکل منهما فی بدل، وهذا هو الحکم الأصلی للبیع النافذ... (شرح المجلة للاتاسی: (۳۷۳/۲)، المادة: ۳۷۳، البیوع، الباب السابع: فی بیان أنواع البیع وأحکامه، الفصل الثانی: فی بیان أحکام أنواع البیوع، ط: رشیدیه۔

(۲) هذا اذا هلک المبیع کله قبل القبض، فأما اذا هلک کله بعد القبض، فان هلک بآفة سماویة، أو بفعل المبیع أو بفعل المشتری لا ینفسخ البیع والهلاک علی المشتری، وعلیه الثمن، لأن البیع تقرر بقبض المبیع، فتقرر الثمن۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۹/۵) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۱/۱)، المادة: ۲۹۳، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: فی بیان المراد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: فاروقیه۔

نہیں رکھتے ، لہٰذا انہیں ضروری اشیاء اور دوسرا سامان وغیرہ مجبور ہو کر قسطوں میں خریدنا پڑتا ہے، اور اس میں بائع اسی وقت اپنا سامان خریدار کی طلب پر اس کے حوالہ کر دیتا ہے، اور خریدار اس چیز کی قیمت طے شدہ قسطوں کی صورت میں ادا کرتا ہے، اس طریقہ پہ کوئی چیز خریدنے کی صورت میں اس کی قیمت نقد کی نسبت سے زیادہ لگائی جاتی ہے، اگر خریدار اس چیز کو نقد خریدنا چاہے تو قسط کی صورت میں جو قیمت مقرر کی گئی ہے، اس سے کم قیمت پر بازار سے خرید سکتا ہے، قسطوں پر خرید و فروخت کا یہ طریقہ شرعاً جائز ہے۔[1]

☆ موجودہ دور میں قسطوں پر خرید و فروخت کرنا عام ہو چکا ہے، اور اس میں نقد کی نسبت سے قیمت زیادہ ہوتی ہے، اس طرح خرید و فروخت کرنا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے:

❶ قسطوں پر خرید و فروخت کرتے وقت نقد اور ادھار کی قیمت بتانے کے بعد اسی مجلس میں نقد یا ادھار قیمت میں سے کسی ایک قیمت پر فیصلہ کرنا ضروری ہے،

---

(۱) البیع مع تاجیل الثمن وتقسیطه صحیح.... ، یلزم أن تکون المدة معلومة فی البیع بالتاجیل والتقسیط۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۱۲۵) رقم المادة: (۲۴۵، ۲۴۶) البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول: فی بیان المسائل المترتبة علی أوصاف الثمن وأحواله، مکتبة حنفیة کوئٹه، و: (۹۸/۱)، ط: فاروقیه کوئٹه۔

▭ لأن للأجل شبها بالمبیع ، الا تری أنه یزاد فی الثمن لأجل الاجل ۔ (الهدایة : (۷۶/۳) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: شرکة علمیة ملتان)

▭ ولأن للأجل شبها بالمبیع ، الا یری انه یزاد فی الثمن لأجله ، والشبهة ملحقة بالحقیقة۔ (الدر مع الرد: (۱۴۲/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

▭ اما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء والمحدثین فقد أجازوا البیع المؤجل بأکثر من سعر النقد ، بشرط ان یبتّ العاقدان بأنه بیع مؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق علیه عند العقد۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۷) ط: مکتبه دار العلوم کراچی)

▭ درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۲۲۷/۱، ۲۲۸)، المادة: ۲۴۶، ۲۴۵، البیوع، الباب الثالث، الفصل الأول، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

مثلاً ادھار لینا اور دینا ہے تو ادھار کی کل قیمت طے کر لینا ضروری ہے۔

❷ اور اس کی کل قسطیں بھی متعین کر لینا ضروری ہیں، اور ہر قسط میں رقم کی مقدار بھی مقرر کرنا ضروری ہے۔

❸ اور ادائیگی کا وقت بھی مقرر کر لینا ضروری ہے، مثلاً تین مہینے کی مدت ہے وغیرہ، ان شرائط کے ساتھ قسطوں کا کاروبار کرنا جائز ہے، اور ادھار کی وجہ سے قیمت میں جو زائد رقم دینی پڑتی ہے، وہ سود نہیں ہے حلال ہے۔ (۱)

☆ اگر خرید و فروخت کے وقت اس طرح معاملہ کیا جائے کہ اگر نقد لینا ہے تو یہ قیمت ہوگی، اور اگر ادھار لینا ہے تو یہ قیمت ہوگی، اور اس مجلس میں کسی ایک قیمت کو متعین نہیں کیا تو یہ سودا ناجائز ہوگا۔ (۲)

☆ اگر مقررہ وقت پر قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں قسط کی رقم میں یا قیمت کی رقم میں مزید اضافہ کر دے گا تو یہ اضافہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، اور بیع فاسد ہو جائے گی، کیونکہ ثمن مجہول ہو جائے گا۔ (۳)

☆ اسی طرح قسط کی رقم متعینہ وقت پر وصول نہ ہونے کی صورت میں جمع

(۱، ۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۳) کان الرجل فی الجاهلية: إذا کان له علی إنسان مأة درهم إلی أجل فإذا جاء الأجل ولم یکن المدیون واجدا لذلک المال، قال زدنی فی المال حتی أزید فی الأجل، فربما جعله مأتین۔ (تفسیر کبیر: (۹/ ۲)، (سورة آل عمران: ۱۳۰) ط: دار الکتب العلمیة بیروت) و: (۹/ ۳۶۳)، ط: دار احیاء التراث العربی۔

مالک عن زید بن أسلم أنه قال: الربا فی الجاهلية أن یکون للرجل علی الرجل الحق إلی أجل، فإذا حلّ الحق قال: أتقضی أم تربی، فإن قضی أخذ، وإلا زاده فی حقه واخر عنه فی الأجل۔ (موطأ الإمام مالک: (ص: ۶۰۲) کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط: میر محمد کتب خانه)

أمّا ما یفعله بعض الناس من تحدید ثمن البضاعة علی أساس سعر النقد، وذکر القدر الزائد علی أساس أنه جزء من فوائد التاخیر فی الأداء، فإنه ربا صراح۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۱۰) ط: مکتبه دار العلوم)

شدہ رقم کو ضبط کرنا اور چیز بھی نہ دینا یہ بھی ناجائز اور حرام ہے، اس صورت میں سود اور جوا دونوں کا تحقق ہوگا اور یہ دونوں چیزیں حرام ہیں۔[1]

قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے مہلت ختم کرنا

قسطوں پر خرید وفروخت کے معاہدہ میں بعض اوقات بائع اس بات کی صراحت کردیتا ہے کہ اگر خریدار نے قسطیں وقت پر ادا نہیں کیں، تو آئندہ مہلت ختم ہوجائے گی اور باقی تمام قسطیں فوری طور پر ادا کرنی ہوں گی، اگر خریدار یہ قبول کرلے تو درست ہے اور قسطیں وقت پر ادا نہ کرنے پر بائع مشتری (خریدار) سے

---

(۱) كان الرجل في الجاهلية: إذا كان له على إنسان مأة درهم إلى أجل فإذا جاء الأجل ولم يكن المديون واجدا لذلك المال، قال زدني في المال حتى أزيد في الأجل، فربما جعله مأتين۔ (تفسير كبير: (۲/۹)، (سورة آل عمران: ۱۳۰) ط: دار الكتب العلمية بيروت)

☐ مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فإن قضى أخذ، وإلا زاده في حقه واخر عنه في الأجل۔ (موطأ الإمام مالك: (ص: ۲۰۶) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه)

☐ أما ما يفعله بعض الناس من تحديد ثمن البضاعة على أساس سعر النقد، وذكر القدر الزائد على أساس أنه جزء من فوائد التاخير في الأداء، فإنه ربا صراح۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۰) ط: مكتبه دار العلوم)

☐ ولا خلاف بين أهل العلم في تحريم القمار وإن المخاطرة من القمار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۳۲۹/۱) باب تحريم الميسر، سورة البقرة تحت الاية رقم: ۲۱۹، ط: دار الكتب العلمية بيروت) و: (۳۵۰/۱)، ط: قديمي۔

☐ الدر مع الرد: (۴۰۳/۶، ۴۰۲)، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☐ قال الله تعالى: {وأحل الله البيع وحرم الربوا}، سورة البقرة: (۲۷۵)

☐ وقال الله تعالى: {يأيها الذين امنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون} سورة المائدة: (۹۰)

☐ وقوله تعالى: "وحرم الربا" ... فمن الربا ما هو بيع ومنه ما ليس ببيع وهو ربا أهل الجاهلية... وفي سياق الآية ما أوجب تخصيص ما هو ربا من البياعات من عموم قوله تعالى: "وأحل الله البيع"۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۶۳۱/۱)، سورة البقرة، الآية: ۲۷۵، باب البيع، ط: قديمي۔

آئندہ کی تمام قسطوں کا فوری طور پر مطالبہ کرسکے گا۔ (۱)

(۲۰۸) قسطوں کے اختتام سے پہلے مبیع کو پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟

☆ بیع چاہے نقد رقم سے ہو یا ادھار سے، ایجاب وقبول کر کے قبضہ کر لینے کے بعد بیع تام ہوجاتی ہے، اور مشتری مبیع کا مالک بن جاتا ہے، اور بائع ثمن کا مالک ہوجاتا ہے، اس کے بعد مبیع کو جو بھی نقصان پہنچے گا وہ مشتری کا ہوگا، اس نقصان کا مطالبہ بائع سے کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر سودا ہونے کے بعد مشتری نے مبیع پر قبضہ نہیں کیا اور مبیع بائع کے قبضہ ہی میں ہلاک ہوگیا تو نقصان کا ذمہ دار بائع ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ولو قال: كلما دخل نجم ولم تؤد فالمال حال صح ويصير المال حالاً خلاصة الفتاوى: (۳/۵۵ كتاب البيوع، الفصل الخامس البيع إذا كان فيه شرط، ط: رشيديه)

☐ عليه ثمن مبيع جعله ربه نجوماً على أنه إن أخلَّ بنجم منها حل الباقي فالأمر كما شرط. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۳) إشرح المادة: ۲٤٦، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه)

☐ الدر مع الرد: (٤/٥٣٣) كتاب البيوع، مطلب مهم في احكام النقود إذا كسدت، ط: سعيد.

☐ البحر الرائق: (٦/١٨٧) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد.

☐ حاشية الشلبي على التبيين: (٤/١٣٦) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: امداديه.

(۲) المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يهلك من مال البائع، ولا شيئ على المشتري... إذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشتري ولا شيئ على البائع... (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/۱۲۰، ۱۲۱) المادة: (۲۹۳، ۲۹۳) البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه)

☐ شرح المجلة للاتاسي: (۲/۲۲۳، ۲۲۵)، المادة: ۲۹۳، ۲۹۴، أيضاً، ط: رشيديه)

☐ ولو قبضه المشتري وهلك في يده في مدة الخيار ضمنه بالقيمة... ولو هلك في يد البائع انفسخ البيع ولا شيء على المشتري اعتبارا بالبيع الصحيح المطلق۔ (الهداية مع فتح القدير: (۶/۲۸۱، ۲۸۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه)

☆قسطوں پر سودا ہونے کے بعد اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا اور قسطوں کے اختتام سے پہلے مبیع کو نقصان پہنچ گیا تو اس کا ذمہ دار مشتری ہے، بائع نہیں ہے۔ (۱)

قسطوں کے سودے کی ایک صورت

آج کل بعض ممالک میں قسطوں کے سودے کی ایک صورت یہ بھی رائج ہے کہ فریقین کے درمیان قیمت متعین کئے بغیر قسط پر چیز فروخت کردی جاتی ہے۔

مثلاً گاہک دکاندار سے کہتا ہے کہ مجھے فلاں قسم کا فریزر دے دیں، دکاندار کہتا ہے اگر نقد خریدنا ہے پچاس ہزار کا ہے، اس کے بعد اگر گاہک پوچھتا ہے کہ قسطوں میں کتنی قیمت ہے؟ دکاندار یہ جواب دیتا ہے کہ ہم قسطوں پر سودا فروخت کرنے کی قیمت متعین نہیں کرتے، آپ فریزر لے جائیں اور اصل رقم پچاس ہزار کے علاوہ ماہانہ ایک ہزار روپے چارج ہوں گے اگر آپ دو قسطوں میں رقم ادا کرنا چاہتے ہیں تو ۵۲ ہزار، اور اگر چار قسطوں میں رقم ادا کرنا چاہتے ہیں تو ۵۴ ہزار، اسی طرح آپ جتنی زیادہ قسطیں کرنا چاہیں گے ہر قسط کے ایک ہزار چارج ہوں گے، یہ صورت سودی ہے اس طرح قسطوں میں چیز خریدنا جائز نہیں ہے، مجلس عقد میں ہر چیز طے کرلینا ضروری ہے مثلاً قسطوں پر ہے یا نقد پر، اگر قسطوں پر ہے تو ماہانہ کتنی قسط ہے، اور کل کتنی قسطیں ہیں، اور کل قیمت کی رقم کتنی ہے وغیرہ۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۱) عن ابی هریرة رضي الله تعالی عنه، قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیعتین في بیعة... قال ابو عیسی: وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بیعتین في بیعة أن یقول: أبیعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسیئة بعشرین ولا یفارقه علی أحد البیعتین فإذا فارقه علی أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة علی أحدهما. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) كتاب البیوع، باب ما جاء في النهي عن بیعتین في بیعة، ط: سعید)

كان الرجل في الجاهلية: إذا كان له على إنسان مأة درهم إلى الأجل، فإذا جاء الأجل ولم يكن المديون واجدا لذلك المال، قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل فربما جعله مأتين، ثم إذا حل الأجل الثاني فعل مثل ذلك، ثم إلى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلك المائة أضعافها فهذا هو المراد =

قسطیں ختم ہونے تک کرایہ لینا

"کرایہ لینا قسطیں ختم ہونے تک" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۴/۵)

قسم اٹھانے والا

خرید وفروخت میں قسم اٹھانے والے اور جھوٹ بولنے والے تاجر فاجر ہیں اس لئے تجارت کے دوران قسم اٹھانے اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ تاجر فاسق وفاجر ہی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن یہ لوگ قسمیں اٹھا کر گناہ کرتے ہیں اور بات چیت کے دوران جھوٹ بولتے ہیں۔ (۱)

=من قوله: "أضعافاً مضاعفة". (تفسیر کبیر: (۲/۹) العمران: ۱۳۰، ط: دار الفكر)

☐ اللباب في علوم الكتاب: (۵۳۳/۵) العمران: ۱۳۰، ط: دار الكتب العلمية.

☐ مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فإذا قضى، أخذ، وإلا زاده في حقه وأخر عنه في الأجل. موطأ الإمام مالك: (ص: ۶۰۶) كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه.

(۱) عن عبد الرحمن بن شبل رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان التجار هم الفجار، قالوا يا رسول الله! أليس قد احل الله البيع؟ قال: بلى ولكنهم يحلفون فيأثمون ويحدثون فيكذبون. رواه احمد والحاكم. (الترغيب والترهيب: (۴۵۵/۲) كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب والحلف، ط: دار الكتب للعلمية)

☐ عن عبد الرحمن بن شبل قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: التجار هم الفجار، التجار هم الفجار، التجار هم الفجار قالوا: يا رسول الله أليس قد احل الله البيع؟ قال: بلى ولكنهم يقولون فيكذبون ويحلفون فيأثمون. (مستدرك الحاكم: (۶/۲) كتاب البيوع، البيع حضره الكذب واليمين فشوبوه بالصدقة، ط: دار المعرفة)

☐ شعب الإيمان: (۲۱۸/۴) الباب الرابع والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في حفظ اللسان، ط: دار الكتب العلمية.

قسمت آزمائی

آج کل "قسمت آزمائی" کے نام سے بہت ساری شکلیں رائج ہیں، ان سب کا تعلق جوے سے ہیں، اور یہ سراسر گندے اور شیطانی کام ہیں، ناجائز اور حرام ہیں، ان سے بچنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے، اور ان کا کاروبار کرنا بھی ناجائز ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔

اسلام سے پہلے جاہلیت کے دور میں لوگ جوا کھیلا کرتے تھے، اور ان میں جوے کی متعدد صورتیں رائج تھیں، ان میں سے مشہور ترین صورت یہ تھی کہ دس آدمی مل کر ایک اونٹ خریدتے تھے، اس کے بعد قرعہ اندازی کرتے تھے، اور قرعہ اندازی میں دس میں سے جن سات لوگوں کا نام نکل آتا، وہ اونٹ کے برابر کے مالک بن جاتے اور باقی تین لوگوں کو کچھ بھی نہیں ملتا تھا، شریعت نے اس کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ (۱)

قسمت میں رزق لکھا ہوا ہے

"رزق مقدر ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۸/۴)

---

(۱) قال تعالى: يا ايها الذين آمنو إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان، فاجتنبوه لعلكم تفلحون. (المائدة: ۹۰)

وكان أصل الميسر في الجزور، وذلك أن أهل الثروة من العرب كانوا يشترون جزورا فينحرونها ويجزؤونها عشرة أجزاء ثم يسهمون عليها بعشرة قداح يقال لها: الأزلام والأقلام. لسبعة منها أنصباء... وثلاثة منها لا أنصباء لها... ثم يجعلون القداح في خريطة تسمى الربابة ويضعونها على يد رجل عدل عندهم... ثم يجيلها ويخرج قدحا باسم رجل منهم، فأيهم خرج سهمه أخذ نصيبه على قدر ما يخرج، فإن خرج له واحد من هذه الثلاثة التي لا أنصباء لها، كان لا يأخذ شيئا ويغرم ثمن الجزور كلها. وقال بعضهم: لا يأخذ ولا يغرم... فأصل القمار الذي كانت العرب تفعله والمراد من الآية أنواع القمار كلها. (تفسير بغوي: (۲۵۲/۱) البقرة: ۲۱۹، ط: دار طيبة.

الكشف والبيان عن تفسير القرآن للثعلبي: (۱۶۰/۲) البقرة: ۲۱۹، ط: دار احياء التراث العربي.

قسم سے بچنا

سامان فروخت کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو قسم کھانے سے بچنا چاہیے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ''قسم سامان کے فروخت ہوجانے کے لئے فائدہ مند ہے، لیکن برکت کو ختم کرنے والی ہے''، تجارت میں جھوٹی قسمیں کھانا اتنا منحوس ہے کہ اس کی وجہ سے مال میں بے برکتی پیدا ہوجاتی ہے اور جتنا بھی مال جمع ہوجائے اس میں بے برکتی شامل ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ انسان کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ (۱)

قسم غلط کھا کر مال نکالنا

سامان زیادہ دام پر فروخت کے لئے جھوٹی تعریف کر کے خریدار کو راغب کرنا اور اس پر قسم بھی کھانا بہت بڑا گناہ ہے ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نظر کرم نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور ان کی جانب نگاہ کرم بھی نہیں فرمائیں گے اور ان کے نفس کو پاک بھی نہیں فرمائیں گے تا کہ وہ جنت میں داخل ہوں، ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا،

(۱) عن أبی قتادة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایاکم و کثرة الحلف فی البیع فانه ینفق ثم یمحق رواه مسلم، وعن أبی هریرة قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: الحلف منفقة للسلعة ممحقة للبرکة. متفق علیه۔ (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۳)، کتاب البیوع، باب المساهلة فی المعاملة، الفصل الأول، ط: قدیمی)

صحیح البخاری: (۵۵۵/۱)، رقم الحدیث: ۲۰۸۷، کتاب البیوع، باب "یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات" ـــ ط: الطاف اینڈ سنز۔

صحیح مسلم: (۳۲/۲)، کتاب البیوع، باب النهی عن الحلف فی البیع، ط: قدیمی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لوگ بڑے گھاٹے اور خسارے میں ہوں گے، اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں، آپ نے فرمایا: وہ ٹخنے سے نیچے لباس لٹکانے والے، احسان کر کے جتلانے والے، اور اپنے سامان کو نکالنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانے والے لوگ ہوں گے۔ (۱)

قسم کھا کھا کر مال مت بیچو

غلط اور جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنا بہت بڑا گناہ ہے مثلاً بعض دکاندار اس طرح کہتے ہیں اللہ کی قسم ایسا مال دوسرے کے پاس نہیں ملے گا، اللہ کی قسم اتنی رعایت کوئی نہیں کرے گا، اللہ کی قسم دام کے دام دے رہا ہوں، حالانکہ یہ ساری باتیں جھوٹی ہوتی ہیں، اس طرح جھوٹی قسم کے ذریعہ گاہک کو اس چیز کی طرف راغب کرتا ہے اور اس کے ذہن اور دماغ پر مسلط ہو کر اسے خریدنے پر مجبور کرتا ہے تاکہ یہ چیز خرید لے اور دکاندار کو نفع مل جائے۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے ورنہ بہت بڑا گناہ گار ہوگا۔

حضرت عبدالرحمن بن شبل کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تجارت کرنے والے (اکثر و بیشتر) گناہ گار تاجر ہوتے ہیں، اس پر ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ پاک نے خرید و

---

(۱) عن ابي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم، قال: فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث مرات، قال ابو ذر خابوا وخسروا، من هم يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب. (صحيح مسلم: (۱/۷۶) كتاب الايمان، باب بيان تحريم إسبال الازار والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف الخ، ط: القديمي)

مسند احمد: (۳۵/۳۴۴) رقم الحديث: ۲۱۴۳۶، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة.

مصنف ابن أبي شيبة: (۵/۳۳۰) رقم الحديث: ۲۶۵۹۱، كتاب الأدب، باب ماجاء في المنان، ط: مكتبة الرشد.

فروخت کو حلال نہیں کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کیا تو ہے لیکن وہ قسم کھاتے ہیں اور گناہ مول لیتے ہیں۔ (۱)

قصاص لینے کا حق

قصاص لینے کا حق مادی چیز نہیں ہے، اور دوسرے کی طرف منتقل بھی نہیں ہوتا، لہٰذا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۲)

قماربازی کے نقصانات

''جوئے کے کاروبار کے نقصانات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۶/۳)

---

(۱) عن عبدالرحمن بن شبل رجل من أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان التجارهم الفجار فقال رجل یا رسول اللہ! ألم یحل اللہ البیع قال: بلی! ولکنهم یحلفون فیأثمون. (سنن الکبری: (۳٦٦/٥) کتاب البیوع، باب کراهیة الیمین في البیع، ط: إدارة تالیفات اشرفیة.

المستدرک للحاکم: (٦/٢) کتاب البیوع، البیع حضره الکذب والیمین فشوبوه بالصدقة، ط: دار المعرفة.

شعب الإیمان: (٢٨/٤) الباب الرابع والثلاثون من شعب الإیمان: وهو باب في حفظ اللسان، ط: دار الکتب العلمیة.

(۲) الأصل أن جمیع الحقوق الشخصیة تقبل الاسقاط بخلاف الأعیان کحق القصاص وحق الشفعة وحق الخیار، واسقاط الحق اما أن یکون بعوض أو بغیر عوض... (الفقه الاسلامی وأدلته: (۳۷۲/۳) القسم الثانی: النظریات الفقهیة، الفصل الأول: نظریة الحق، المبحث الثانی: أنواع الحقوق، التقسیم الأول، باعتبار صاحب الحق، تقسیم حق الشخص، الأول: حقوق تقبل الاسقاط، وحقوق لا تقبل الاسقاط، ط: دار الفکر بیروت۔

هبة القصاص بغیر القاتل لا تجوز لأنه لا یجری فیه التملیک: (قوله: لغیر القاتل) وکذا القاتل لوجود العلة فیه۔ (الدر مع الرد: (۵۳۸/٦)، کتاب الجنایات، فصل: فیما یوجب القود وما لا یوجبه، فروع، ط: سعید۔

بخلاف القصاص فی النفس؛ لأنه لیس له حکم المال لوجه ما، فاذا لم یکن له حکم المال لا یکون قابلاً للتملیک لوجه ما۔ (المحیط البرهانی: (۳٦١/١١)، کتاب الاجارات، الفصل الخامس عشر: فی بیان ما یجوز من الاجارات وما لا یجوز، نوع آخر: فی المتفرقات، ط: ادارة القرآن۔

قمار (Gambling) کی تعریف

قمار کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ آدمی آپس میں اس طرح کا کوئی معاملہ کریں جس کے نتیجے میں ہر آدمی کسی غیر یقینی واقعہ کی بنیاد پر اپنا مال اس طرح داؤ پر لگائے کہ وہ مال یا تو کسی قسم کے معاوضہ اور بدل کے بغیر دوسرے آدمی کے پاس چلا جائے یا دوسرے آدمی کا مال معاوضہ اور بدل کے بغیر پہلے آدمی کو مل جائے۔

خلاصہ یہ کہ قمار اور جوئے میں غیر یقینی اور غیر اختیاری سبب سے یا تو اصل رقم بھی نہیں ملتی ہے یا مزید رقم کھنچ کر آجاتی ہے۔

مثلاً دو آدمی زید اور عمرو آپس میں اس طرح معاملہ کرتے ہیں کہ زید کہتا ہے کہ اگر انتخاب میں جیت گیا تو آپ مجھے ایک لاکھ روپیہ دیں گے اور اگر ہار گیا تو میں آپ کو ایک لاکھ روپیہ دوں گا، یہ قمار ہے، اور قمار کو جوا اور مخاطرہ بھی کہتے ہیں۔ (۱)

قیامت کی نشانی

تجارت کے مسائل کو سیکھنے سے پہلے تجارت شروع کرنا قیامت کی نشانی ہے

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ مال میں اضافہ ہو جائے گا اور جہالت زیادہ ہو جائے گی، اور فتنے ظاہر ہوں گے اور تجارت عام ہو جائے گی۔

---

(۱) القمار كله من الميسر... وهو اسهام التي يجيلونها فمن خرج سهمه استحق منه ماتوجبه علامة السهم... وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار. (احكام القرآن للجصاص: (۲/٤٦٥) المائدة: ۹۰، ط: دار الكتاب العربي)

☆ (الميسر) المراد به القمار: وهو كل كسب عن طريق المخاطرة، والمغالبة، وضابطه: أن يكون فيه بين غانم وغارم. (تفسير العثيمين: (۳/٦٨) المائدة: ۹۰، ط: دار ابن الجوزي)

☆ وسمي القمار قمارا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (شامي: (٦/٤٠٣) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے لوگ تجارت کے مسائل سے واقف نہیں ہوں گے، جاہل ہوں گے، اور تجارت کثرت سے کریں گے۔ (۱)

قیامت کے دن اکثر تاجر گناہ گار اٹھیں گے

''اکثر تاجر لوگ قیامت میں گناہ گار اٹھیں گے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیامت کے دن کا سوال

دنیا اور آخرت کا مشکل ترین وقت قیامت کے دن حلال وحرام کے بارے میں سوال ہوگا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے جب تک چار چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہو وہ ہل نہیں سکے گا۔

① عمر کے بارے میں کہ کس کام میں گزاری۔
② جوانی کے بارے میں کہ کس کام میں اسے ختم کیا۔
③ مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔
④ علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا۔ (۲)

---

(۱) عن عمرو بن تغلب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من أشراط الساعة أن يفيض المال، ويكثر الجهل وتظهر الفتن، وتفشو التجارة. (مستدرك الحاكم: (۷/۲) كتاب البيوع رقم الحديث (۲۱۹۲) أن من اشراط الساعة أن يفيض المال ويكثر الجهل، ط: دار المعرفة)
الدر المنثور: (۴۹۶/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفكر)

(۲) عن معاذ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ماتزال قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع: عن عمره فيم أفناه؟ وعن شبابه فيم أبلاه؟ وعن ماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه؟ وعن علمه ماذا عمل فيه؟ رواه البيهقي وغيره، ورواه الترمذي. (الترغيب والترهيب: (۴۴۳/۲) رقم الحديث: ۲۶۹۱، كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه... الخ، ط: دار الكتب العلمية)
جامع الترمذي: (۶۷/۲) أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في شان الحساب والقصاص، ط: سعيد.
شعب الإيمان للبيهقي: (۲۸۴/۲) الثامن عشر من شعب الإيمان، فصل في أنه ينبغي أن يكون تعليم طالب العلم وتعليم العالم لوجه الله، ط: دار الكتب العلمية.

قیامت کے قریب حلال وحرام کی پرواہ نہیں ہوگی

قیامت کے قریب لوگوں کا مقصد یہ ہوگا کہ کسی بھی طریقے سے مال آجائے تاکہ عیش اور راحت نصیب ہو، اور اس مال کو حاصل کرنے میں وہ شریعت کے قانون کو نہیں دیکھیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ مال حاصل کرنے میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں کریں گے۔ (۱)

قیامت کے قریب حلال حرام کی تمیز نہیں کی جائے گی

قیامت کے قریب حلال حرام کی تمیز نہیں کی جائے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کس طریقے سے (مال) حاصل کیا، حلال طریقے سے مال حاصل کیا یا حرام طریقے سے؟ اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يأتي على الناس زمان لايبالي العبد، بحلال أخذ المال أم بحرام. (اصلاح المال لابن أبي الدنيا: (ص: ۱۵۵) رقم الحديث: ۲۸، ط: دار الوفاء)

☜ عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ليأتين على الناس زمان لايبالي المرء بما أخذ من المال بحلال أو بحرام. (مسند أحمد: (۳۸۲/۱۵) رقم الحديث: ۹۶۲۰، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

☜ السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۲۶۴/۵) كتاب البيوع، باب طلب الحلال واجتناب الشبهات، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يأتي على الناس زمان لايبالي المرء ما أخذ منه، أمن الحلال أم من الحرام. (صحيح البخاري: (۲۷۶/۱) كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال، ط: قديمي)

☜ مشكاة المصابيح: (ص: ۲٤۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)=

قیمت

قیمت (RATE) کسی بھی چیز کا بازار میں رائج ریٹ۔ (۱)

☜ بیع صحیح ہونے کے لئے سودا کرتے وقت قیمت متعین ہونا ضروری ہے ورنہ بیع (خرید وفروخت) منعقد نہیں ہوگی (یعنی مشتری بائع کو قیمت ادا کرے گا اور بائع مشتری کو مبیع ادا کرے گا تب بیع منعقد ہوگی) اور قیمت کرنسی کی شکل میں ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر اس چیز کی بنیاد پر لین دین ہوسکتا ہے جو شریعت کی رو سے جائز اور معاشرہ میں معاوضہ کے طور پر قبول کی جاتی ہے، شریعت کی رو سے جو چیزیں حرام اور ناجائز ہیں جیسے شراب، مردار، خون اور خنزیر وغیرہ یا وہ اشیاء جو معاشرہ میں آلۂ مبادلہ کی حیثیت سے رائج نہ ہوں وہ قیمت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ (۲)

= ☜ کنز العمال: (۱۱/۱۳۲) رقم الحديث: ۳۹۱۵، حرف الفاء كتاب الفتن والأهواء، الفصل الثاني: في الفتن والهرج، ط: مؤسسة الرسالة.

(۱) القيمة: الثمن الذى يقاوم المتاع أى يقوم مقامه، وشرعاً: هى ما تدخل تحت تقويم المقوم، (المجموعة للقواعد الفقهية (ص: ۲۵۹)، التعريفات الفقهية، ط: البشرى۔

☜ أن الثمن ما تراضى عليه المتعاقدان سواء زاد على القيمة أو نقص، والقيمة: ما قوم به الشىء بمنزلة المعيار من غير زيادة ولا نقصان ۔ (شامي: (۴/۵۷۵)، كتاب البيوع، مطلب: فى الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد۔

☜ درر الحكام الى مجلة الاحكام: (۱/۱۲۵)، المادة: ۱۵۴، البيوع، مقدمة، ط: دار عالم الكتب / مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

(۲) المبيع والثمن عند جمهور الحنفيةمن الأسماء المتباينة الواقعة على معان مختلفة: فالمبيع في الغالب: مايتعين، والثمن في الغالب: مالا يتعين بالتعيين وهذا الأصل العام الغالب يحتمل تغيره في الحالتين بعارض من العوارض، فيصير مالا يحتمل التعيين مبيعاً كالمسلم فيه، وما يحتمل التعيين ثمناً كرأس مال السلم، إذا كان عيناً من الأعيان. وعلى هذا فاعتبار الثمن ديناً في الذمة هو الأغلب وذلك عند مايكون الثمن نقوداً أو أموالاً أخرى مثلية ملتزمة بلا تعيين بالذات كالقمح والزيت ونحوهما من كل مكيل أو موزون أو زرعي أو عددي متقارب. ويمكن ايضاً أن يكون الثمن أعياناً قيمية كالحيوان والثياب ونحوهما. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۳۳۷۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الثالث، المطلب الثاني: الثمن والمبيع، ط: رشيديه) =

قیمت ادا کرنے کی تاریخ متعین کرنا ان صورتوں میں ضروری نہیں

بیع کرتے وقت اگر نقد یا ادھار کی صراحت نہیں کی گئی اور خریدار نے مال لے لیا پھر بائع نے پوچھا کہ دام کب ملیں گے؟ خریدار نے کہا کہ بعد میں دے دوں گا، یا بائع نے دام کے بارے میں کچھ پوچھا ہی نہیں، یا بائع وخریدار کے درمیان ادھار کا معاملہ چلتا رہتا ہے اور دام کی ادائیگی بھی ایک مدت کے بعد ہوجاتی ہے جو بائع کو معلوم ہے، توان تمام صورتوں میں دام ادائیگی کی تاریخ متعین کرنا ضروری نہیں ہے۔(١)

قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہے

قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہونے کی صورت میں بیع کا فساد موقوف رہتا ہے، اگر اس کی اصلاح کرلی جائے یا قیمت ادا کردی جائے تو یہ فساد بھی ختم

= الدر المختار مع الرد: (٥/١٥٢) كتاب البيوع، باب المرابحة او التولية، مطلب في بيان الثمن والمبيع والدين، ط:سعيد۔

ويشترط أيضا لعدم فساد البيع أن يكون الثمن مالاً متقوماً... فشراء مال بثمن غير متقوم مفسد للبيع۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (١/١٧٧)، شرح المادة: ١٩٩، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في حق شروط المبيع وأوصافه، ط: دار الجيل)۔

الشراء بغير المتقوم فاسد۔ (شرح المجلة لرستم باز: (١/٨٢)، المادة: ٢١٢، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالا يجوز، ط: مكتبه فاروقية)۔

(١) البيع المطلق ينعقد معجلا، أما اذا جرى العرف في محل على أن يكون البيع المطلق مؤجلاً أو مقسطاً بأجل معلوم ينصرف البيع المطلق الى ذلك الأجل، مثلاً لو اشترى رجل من السوق شيئاً بدون أن يذكر تعجيل الثمن ولا تاجيله لزم عليه أداء الثمن في الحال أما اذا جرى العرف والعادة في ذلك المحل باعطاء جميع الثمن أو بعض معين منه بعد اسبوع أو شهر لزم اتباع العادة والعرف في ذلك ـــ لأن المعروف عرفاً كالمشروط شرطاً۔ (درر الحكام الى مجلة الأحكام: (١/٢٣٢)، المادة: ٢٥١، البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: دار عالم الكتب / مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

شرح المجلة لرستم باز: (١/١٠٢)، المادة: ٢٥١، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسي: (٢/١٧٠)، المادة: ٢٥١، أيضاً، ط: رشيديه۔

ہوجائے گا اور بیع صحیح ہوجائے گی۔ [1]

قیمت ادا کرنے کے لئے غیر متعین وقت کا حکم

ادھار کی بیع میں جب تک قیمت ادا کرنے کا وقت متعین نہیں کیا جاتا بیع فاسد ہوجاتی ہے، مگر آج کل ایک عام رواج ہے کہ گاہک جب کسی جاننے والے دکاندار کے پاس آتا ہے، تو سودا سلف خریدنے کے بعد دکاندار سے کہہ دیتا ہے کہ پیسے بعد میں دے دوں گا اور ادائیگی کا وقت مقرر نہیں کرتا، تو ایسی صورت میں چونکہ بیع ہونے کے بعد گاہک نے دکاندار سے کہا ہے کہ پیسے بعد میں دے دوں گا، تو اگر دکاندار خوشی سے اسے قبول کرلے تو یہ جائز ہوگا اور اگر دکاندار خوشی سے اس کو قبول نہیں کرے گا تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔ [2]

قیمت ادانہ کرنے پر مبیع واپس لینا

"ثمن ادانہ کرنے پر مبیع واپس لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۵/۳)

(۱، ۲) وصح بثمن حال وهو الأصل أو مؤجل إلى معلوم لئلا يفضي إلى النزاع... باع بحال ثم أجله أجلا معلوماً أو مجهولاً كنيروز وحصاد صار مؤجلاً (قوله: صار مؤجلاً)... وعن محمد أنه لا يفسد البيع ويصح التاخير، لان التأخير بعد البيع تبرع فيقبل التأجيل الى الوقت المجهول،... علم مما مرّ أن الآجال على ضربين: معلومة، ومجهولة، والمجهولة على ضربين: متقاربة كالحصاد، ومتفاوتة: كهبوب الريح، فالثمن العين يفسد بالتأجيل ولو معلوماً والدين لا يجوز لمجهول، ولكن لو جهالته متقاربة، وأبطله المشترى قبل محله و قبل فسخه للفساد انقلب جائزاً، لا لو بعد مضيه، أما لو متفاوتة وأبطله المشترى قبل التفرق انقلب جائزاً... (الدر مع الرد: (۵۳۱/۴، ۵۳۲، ۵۳۳) كتاب البيوع، مطلب فى التاجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

▭ شرح المجلة للاتاسى: (۱۶۸/۲، ۱۶۹)، المادة: ۲۴۸، البيوع، الباب الثالث: فى بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانى: فى بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه۔

▭ وصح بثمن حال وبأجل معلوم أى البيع لإطلاق النصوص وفى السراج الوهاج ان الحلول مقتضى العقد وموجبه والاجل لايثبت الا بالشرط قيد بعلم الأجل؛ لأن جهالته تفضى إلى النزاع۔ (البحر الرائق: (۲۷۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے وصف کے مقابلے میں نہیں

مبیع (بیچی گئی چیز) میں قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے وصف کے مقابلے میں نہیں، لہٰذا اصل میں کمی زیادتی کی صورت میں قیمت میں بھی اس کے بقدر کمی زیادتی ہوگی، لیکن وصف کی کمی زیادتی کی صورت میں قیمت میں کمی زیادتی نہیں ہوگی، البتہ وصف کی کمی کی صورت میں خریدار کو خریدنے اور نہ خریدنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ (۱)

قیمت ایک چیز کی کم لے کر دوسری چیز میں زیادہ لینا

"ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت بتانے کا حق بائع کو ہے

سودے کی قیمت بتانے کا حق بائع (سیلر) کو ہے، جب بائع قیمت بتادے پھر خریدار کو اختیار ہوگا جو چاہے کہے، اور اگر خریدار پہلے قیمت بتادے اور بائع اس پر راضی ہوجائے تو بھی درست ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے بنونجار! اپنے باغ کی قیمت مقرر کر کے مجھے بتاؤ!"

---

(۱) (وان باع صبرة على أنها مائة قفيز بمائة درهم وهى أقل أو أكثر أخذ) المشترى (الأقل بحصته) ان شاء (أو فسخ) لتفرق الصفقة وكذا كل مكيل أو موزون ليس فى تبعيضه ضرر، (وما زاد للبائع) لوقوع العقد على قدر معين، وان باع المزروع مثله) على أنه مائة ذراع مثلاً (أخذ) المشترى (الأقل بكل الثمن أو ترك)... (و) أخذ الأكثر بلا خيار للبائع لأن الذرع وصف لتعيبه بالتبعيض ضد القدر، والوصف لا يقابله شىء من الثمن، الا اذا كان مقصوداً بالتناول... (الدر مع الرد: (۴/۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۵/۲۸۷، ۲۸۸، ۲۹۰)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

فتح القدير مع الكفاية: (۶/۲۵۱، ۲۵۲)، كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

اس سے معلوم ہوا کہ سودے کی قیمت پہلے بائع ہی بتائے گا۔[1]

قیمت بڑھانے کا ناجائز طریقہ

''مصنوعی قلت پیدا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳/۶)

قیمت بڑھ گئی

''مال فروخت کرنے کے بعد ریٹ بڑھ گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت بعد میں دوں گا

''ادھار ہونے کی شرط نہیں تھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۲/۱)

قیمت بھی صاف صاف مقرر ہو

''سودا ہر اعتبار سے صاف ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت پوری ادا نہ کرنے کی وجہ سے اداشدہ قیمت دے کر مشتری سے مبیع واپس لینا

اگر سودا ہونے کے بعد خریدار نے آدھی قیمت ادا کردی آدھی باقی ہے اور

---

(۱) باب صاحب السلعة احق بالسوم... عن أنس رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: يابني النجار: ثامنوني بحائطكم، وفيه خرب ونخل. (صحيح البخاري:(۲۸۳/۱) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: قديمي)

أي هذا باب في بيان أن صاحب السلعة أي المتاع، أحق بالسوم... أي أحق بذكر قدر الثمن وتقديره... وقال ابن بطال: لا خلاف بين العلماء في هذه المسألة وإن متولي السلعة من مالك أو وكيل أولى بالسوم من طالب شرائها. (عمدة القاري:(۳۲۰/۱۱) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: دار الكتب العلمية)

شرح صحيح البخاري لابن بطال:(۲۳۵/۶) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: مكتبة الرشد.

مبیع (خریدی گئی چیز) پر قبضہ کرلیا اور ایک عرصہ گزرنے کے باوجود خریدار باقی قیمت ادا نہیں کر رہا ہے تو خریدار بائع سے اپنی ادا کردہ رقم واپس لے کر مبیع بائع کو حوالہ کردے، اور خریدار یہ نہیں کرسکتا کہ آدھی مبیع رکھ لے اور آدھی واپس کرے۔ (۱)

قیمت پہلے ادا کرے پھر چیز لے

اگر ادھار سودا نہ ہو اور بائع (سیلر) نے مبیع (فروخت شدہ چیز) خریدار کے سامنے رکھ دی تو خریدار کو چاہیے کہ پہلے وہ قیمت ادا کرے پھر بائع وہ چیز خریدار کو دے۔ (۲)

قیمت پہلے ادا کرے یا چیز

☆ اگر کسی نے کوئی چیز سو روپے میں خریدی، اب بائع خریدار سے کہتا ہے کہ پہلے آپ سو روپے ادا کردیں تب میں آپ کو چیز دوں گا، اور خریدار کہتا ہے کہ

---

(۱) وإذا أوجب البائع العقد في شيئين أو ثلاثة، فأراد المشتري ان يقبل العقد في واحد دون الآخر فهذا على وجهين ان كانت الصفقة واحدة ليس له ذلك. (الفتاوىٰ التاتار خانية: (۳۳۹/۸) رقم ۱۱۷۷۰) كتاب البيوع، الفصل الثالث: في الاختلاف الواقع بين الإيجاب والقبول... الخ، ط: مكتبة فاروقيه)

وأما في المشتري فمعناه: إذا أوجب البائع المبيع فليس للمشتري ان يقبل في بعضه اذ قد يتضرر بتفريق الصفقة. (فتح القدير: (۲۵۵/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

شامي: (۴۹۹/۶) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ط: سعيد.

(۲) القبض ليس بشرط فى البيع الا أن العقد متى تم كان على المشترى أن يسلم الثمن أولا ثم يسلم البائع المبيع اليه؛ لأن حق المشترى تعين فى المبيع فيقدم دفع الثمن ليتعين حق البائع بالقبض لأن الثمن لا يتعين بالتعيين فمتى دفعه تعين فتحصل المساواة، غير انه يشترط لذلك أن يحضر البائع البيع، وأن الثمن حالاً... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۹/۱، ۱۱۰) المادة: ۲۶۲، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: فى بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسى: (۱۹۱/۲)، المادة: ۲۶۲، أيضاً، ط: رشيديه۔

درر الحكام الى شرح مجلة الأحكام: (۲۳۹/۱)، المادة: ۲۶۲، ايضاً، ط: دار عالم الكتب/ مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

پہلے آپ چیز دیدیں تب میں سو روپے دونگا، تو ایسی صورت میں پہلے خریدار سے کہا جائے گا کہ آپ سو روپے ادا کردیں پھر بائع آپ کو وہ چیز دیدے گا، قیمت کی رقم وصول پانے تک بائع کو وہ چیز روکنے کا اختیار ہوگا۔ [۱]

☆ اور اگر دونوں طرف سونا چاندی ہے، یا دونوں طرف سونا یا دونوں طرف چاندی، یا سونا چاندی اور کرنسی ہے، یا ایک طرف سونا یا چاندی اور دوسری طرف کرنسی یا دونوں طرف کرنسی ہیں، یا دونوں طرف سامان ہے، اور دونوں فریق کے درمیان پہلے اور بعد میں دینے میں جھگڑا اور اختلاف ہوجائے تو دونوں فریق سے کہاجائے گا کہ بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کے ہاتھ پر رکھے اور مشتری بائع کے ہاتھ پر رکھے تاکہ جھگڑا ختم ہوجائے۔ [۲]

قیمت جانچ کر متعین کرنا

اگر کسی چیز کا معیار مختلف ہے اور قیمت میں بھی فرق ہے تو سودا کرتے وقت معیار جانچ کر قیمت مقرر کرکے خرید وفروخت کرنا ضروری ہے، اور اگر سودا کرتے وقت معیار جانچ کر قیمت مقرر نہیں کی گئی بلکہ یہ کہا گیا کہ اگر اعلیٰ معیار کا ہوگا تو قیمت مثلاً سو روپیہ ہوگی اور اگر درمیانی معیار کا ہوگا تو قیمت نوے روپیہ، اور اگر گھٹیا معیار کا

(۱، ۲) (ویسلم الثمن أولاً فی بیع سلعة بدنانیر ودراهم) ان أحضر البائع السلعة، (وفی سلعة بمثلها) أو ثمن بمثله (سلما معاً)... (قوله: ان أحضر البائع السلعة)... تنبیه: للبائع حبس المبیع الی قبض الثمن ولو بقی منه درهم... (قوله: أو ثمن بمثله) المراد بالثمن النقود من الدراهم والدنانیر، لأنهما خلقت أثماناً ولا تتعین بالتعیین (قوله: سلما معاً) لاستوائهما فی التعیین فی الأول، وعدمه فی الثانی، أما فی بیع سلعة بثمن فانما تعین حق المشتری فی المبیع، فللأمر بتسلیم الثمن أولاً لیتعین حق البائع أیضاً، تحقیقاً للمساواة۔ (الدر مع الرد: (۵۶۰/۴، ۵۶۱)، کتاب البیوع، مطلب: فی حبس المبیع لقبض الثمن وفی هلاکه وما یکون قبضاً، ط: سعید)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۹/۱، ۱۱۰)، المادة: ۲۶۲، البیوع، الباب الخامس، الفصل الأول: فی بیان حقیقة التسلیم والتسلم وکیفیتهما، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☐ شرح المجلة للاتاسی: (۱۹۱/۲)، المادة: ۲۶۲، أیضاً، ط: رشیدیه۔

ہوگا تو قیمت اسی روپیہ اور سودا کرتے وقت معیار جانچا نہیں گیا، اور قیمت بھی متعین نہیں ہوئی، اور خریدار چیز لے کر چلا گیا اور بعد میں کسی دن معیار جانچ کر قیمت مقرر کی گئی تو قیمت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

قیمت جو چاہے دیدے

"قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۵)

قیمتِ خرید پر مال فروخت کرنے کو ظاہر کیا

بعض دفعہ دکاندار گاہک پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خریدار کو صرف قیمت خرید پر مال فروخت کر رہا ہے، اس سے کچھ منافع نہیں لے رہا ہے، جبکہ اس نے اس مال پر خریدار سے منافع لیا ہوتا ہے، اگرچہ مارکیٹ سے کم لیا ہو، اس صورت میں دکاندار کے لئے اصل قیمت خرید پر جو بھی منافع ہو خواہ ایک پیسہ ہی لیا ہو حلال نہیں ہے۔ (۲)

قیمت خرید پوچھنا

بیع مرابحہ میں خریدار کو بائع سے قیمت خرید پوچھنے کا حق ہے کیونکہ وہ

---

(۱) یلزم أن یکون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البیع، (شرح المجلة لرستم باز: (۹۸/۱) المادة: ۲۳۸، البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول: فی بیان المسائل المترتبة علی أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقیه کوئٹه۔

درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۲۱۸/۱)، المادة: ۲۳۸، أیضاً، ط: دار عالم الکتب/مکتبه سلطانیه۔

الهندیة: (۳۶/۳)، کتاب البیوع، الباب العاشر: فی شروط التی تفسد البیع، ط: رشیدیه۔

مزید تخریج کے لئے "قیمت متعین ہونا ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) (والتولیة)... (بیعه بثمنه الأول) ولو حکما یعنی القیمة... (وله الحط) قدر الخیانة (فی التولیة) لتحقق التولیة۔ (الدر مع الرد: (۱۳۴/۵، ۱۳۷)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۱۱۰/۶، ۱۱۱)، کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

... المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه۔

مرابحہ کرنا چاہتا ہے، بعض دکاندار قیمت خرید پوچھنے پر ناراض ہوتے ہیں اور منہ چڑھاتے ہیں اور گاہک کو ڈانٹ دیتے ہیں، یہ غلط ہے ہاں اگر دکاندار خریدار کے ساتھ بیع مرابحہ کرنے پر راضی نہیں بلکہ وہ بیع مساومہ کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں خریدار کو قیمت خرید بتانا ضروری نہیں ہے اور اس صورت میں اچھے انداز میں اخلاق کے ساتھ کہہ دے کہ میں قیمت خرید نہیں بتا سکتا باقی مرابحہ میں پوچھنے پر قیمت خرید بتانا ضروری ہے۔(۱)

قیمت دو مہینے کے بعد والی طے کرنا

''نرخ دو مہینے کے بعد والے مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۰/۶)

قیمت دے کر مبیع کو بائع کے پاس رکھنا، اور ریٹ مہنگا ہونے پر بائع کا اسے فروخت کرنا

☆......بعض خریدار ایسے ہیں کہ کارخانہ یا دکاندار سے تیل، چینی وغیرہ کا

---

(۱) يشترط في المرابحة شروط هي ما يأتي:

١... العلم بالثمن الأول: يشترط أن يكون الثمن الأول معلوماً للمشتري الثاني، لأن العلم بالثمن شرط في صحة البيوع، وهذا الشرط يشتمل جميع أخوات المرابحة من التولية والإشراك والوضيعة، لأنها تعتمد كلها على أساس الثمن الأول أي رأس المال، فإذا لم يعلم الثمن فالبيع فاسد. إلى أن يعلم في المجلس (الفقه الإسلامي وأدلة: (٣٧٦٧/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس، أنواع البيوع، بيع المرابحة، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (٢٢٠/٥) كتاب البيوع، فصل وأما الشرائط فمنها قبض البدلين قبل الافتراق.

اعلاء السنن: (٢٢٦/١٤)، كتاب البيوع، باب التولية والمرابحة، ط: ادارة القرآن.

بيع المساومة: وهو مبادلة المبيع بما يتراضى عليه العاقدان: لأن البائع يرغب عادة بكتمان رأس المال، وهذا هو البيع الشائع الآن. (الفقه الإسلامي وادلة: (٣٦٠١/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس: أنواع البيوع، تمهيد، ط: رشيديه)

بيع المسادمة: وهو مبادلة المبيع بأي ثمن اتفق. (بدائع الصنائع: (١٣٤/٥) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

بھاؤ طے کرکے خریدتے ہیں اور اس کی قیمت پوری ادا کردیتے ہیں، لیکن تیل اور چینی وغیرہ اسی بائع کے پاس رہتا ہے پھر جب بھاؤ بازار میں بڑھ جاتا ہے تو مشتری (خریدار) بائع (کارخانہ والے یا دکاندار) سے کہہ دیتا ہے کہ اس کو فروخت کردیں، اور وہ فروخت کردیتے ہیں، اور اس کی قیمت بائع مشتری کو ادا کردیتا ہے، گویا بائع وکیل بالبیع بن کر مشتری کی طرف سے اس کو فروخت کردیتا ہے، تو یہ طریقہ درست نہیں اور نفع بھی حلال نہیں کیونکہ یہاں مشتری نے کارخانہ والوں سے چیز خریدنے کے بعد اس پر قبضہ نہیں کیا اور منقولی چیزوں کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے آگے کسی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور جس کام کو خود انجام نہیں دے سکتا اس میں کسی اور آدمی کو وکیل بھی نہیں بنا سکتا۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه، قال ابن عباس: واحسب كل شئ مثله. (صحيح مسلم: (۲/۵) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (رقم: ۳۷۷۰) ط: قديمي)

لانه نهي عن بيع مالم يقبض (الهداية: (۳/۷۸) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

ومنها: القبض في بيع المشتري المنقول، فلا يصح بيعه قبل القبض لما روي ان النبي عليه السلام نهي عن بيع مالم يقبض. (بدائع الصنائع: (۵/۱۸۰) كتاب البيوع، الموضوع القبض في بيع المشتري المنقول، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۱۹۴) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد.

عن حكيم بن حزام رضي الله عنه انه قال: قلت يا رسول الله! إني رجل ابتاع هذه البيوع وأبيعها فما يحل لي منها وما يحرم؟ قال: لاتبيعن شيئا حتى تقبضه. (السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۵/۳۱۳) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع مالم يقبض، ط: ادارة تاليفات اشرفيه)

وفي رواية عنه مرفوعاً قال: اذا ابتعت بيعاً فلا تبعه حتى تقبضه. (صحيح ابن حبان: (۱۱/۳۵۸) (رقم: ۴۹۸۳) كتاب البيوع، باب البيع المنهي عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن: (۱۴/۲۳۶) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المشتري قبل القبض، ط: ادارة القرن.

جاز التوكيل: وهو تفويض التصرف إلى غيره، وشرطه أن يملكه المؤكل. (شرح الوقاية: (۳/۲۹۳) كتاب الوكالة، ط: مكتبة البشرىٰ)

☆...... ہاں اگر خریدار کارخانہ وغیرہ سے چیزیں خریدنے کے بعد الگ کرکے قبضہ کرلے تلوانے کی چیز ہے تو تلوالے، وزن سے خریدا ہے تو وزن کرالے، گننے کے اعتبار سے لیا ہے تو گنوالے پھر اس کے بعد بائع کے پاس الگ کرکے رکھوادے، اور قیمت بڑھنے پر بائع کو کہے کہ آگے کسی کو فروخت کردیں تو یہ بیع درست ہوگی۔ (۱)

☆...... یا اپنے برتن یا کنٹینر یا بوری وغیرہ میں بھر کر خریدی ہوئی چیز رکھ لے تو بھی معاملہ جائز ہوگا چاہے برتن وغیرہ خریدار کا ذاتی ہو یا بائع وغیرہ سے عاریت پر لیا ہو سب کا حکم برابر ہے۔ (۲)

قیمت زیادہ بتا کر کم لینا

بعض دکاندار چیز مناسب قیمت پر ہی فروخت کرتے ہیں لیکن شروع میں وہ قیمت زیادہ بتاتے ہیں، اور بعد میں خریدار کے ساتھ بارگیننگ کرکے قیمت کم کرتے ہیں، یہ رواج غلط ہے، ایک دام بتانا چاہئے، شروع میں لوگ پریشان کریں گے مگر

---

(۱) اشتري من آخر دهنا معينا ودفع اليه قارورة ليزنه فيها فوزن بحضرة المشتري صار المشتري قابضا، وان كان في دكان البائع أو في بيته. (الفتاوى الهندية (۱۸/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع في حبس المبيع بالثمن الفصل الثاني في تسليم المبيع، ط: رشيديه)

فتاوى قاضي خان: (۲۵۹/۲) كتاب البيوع، باب قبض المبيع ومايجوز من التصرف، الخ، ط: رشيديه.

مجمع الضمانات: (ص: ۲۱۸) باب في البيع، ط: دار الكتاب الإسلامي.

(۲) وفي القدوري: اذا اشترى حنطة بعينها فستعار من البائع جوالق وأمره بأن يكيل فيها، ففعل البائع، فان كان الجوالق بعينها صار المشتري قابضا بكيل البائع فيها. (الفتاوى الهندية: (۱۹/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع في حبسه المبيع بالثمن، الفصل الثاني في تسليم المبيع، ط: رشيديه)

وقال محمد: لايكون قابضا في الوجهين الا أن يأخذ الجوالق ثم يدفعه إلى البائع وأمره ان يكيل فيه. (خانية على هامش الفتاوى الهندية: (۲۶۰/۲) كتاب البيوع، باب قبض المبيع ومايجوز من التصرف، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۲۴۷/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد.

جب سب کو معلوم ہو جائے گا کہ بازار سے بھی کم نرخ ہے، اور یہ کہ ان کا ایک ہی اصول ہے تو پریشان کرنا چھوڑ دیں گے بلکہ اس میں راحت اور سکون محسوس کریں گے۔

قیلہ ام بنی انمار ایک خرید و فروخت کرنے والی عورت تھیں لیکن خرید و فروخت میں بھاؤ تاؤ بہت کم کرتی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ اے قیلہ! ایسا مت کیا کرو بلکہ جب تم کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ کرو تو تمہارے ذہن میں جو مناسب قیمت ہو اس پر خرید لیا کرو، اور جب اسے فروخت کرنا چاہو تو اتنی ہی قیمت بتاؤ جتنے میں تم اس کو واقعی فروخت کرنا چاہتی ہو۔ (۱)

قیمت زیادہ لے لی

حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ کپڑے بیچا کرتے تھے، ایک موقع پر ان کے پاس دو طرح کے کپڑے تھے، ایک قسم کے کپڑوں کی قیمت دو سو روپے تھی، اور دوسری قسم کے کپڑوں کی چار سو، ایک مرتبہ وہ اپنے بھتیجے کو دکان پر بٹھا کر کہیں گئے،

---

(۱) عن قیلة أم بني أنمار قالت: جاء النبي صلى الله عليه وسلم إلى المروة ليحل في عمرة من عمره، فجئت أتوكأ على عصاه حتى جلست إليه فقلت يا رسول الله إني امرأة أبيع وأشتري، فربما أردت أن أشتري السلعة، فأعطي بها أقل مما أريد أن آخذها به ثم زدت ثم زدت حتى آخذها بالذي أريد أن آخذها به، وربما أردت أن أبيع السلعة فاستمت بها أكثر مما أريد أن أبيعها به ثم نقصت حتى أبيعها بالذي أريد أن أبيعها به. فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تفعلي هكذا يا قيلة ولكن إذا أردت أن تشتري شيئاً فأعطي به الذي تريدين أن تأخذيه به أعطيت أو منعت، وإذا أردت أن تبيعي شيئاً فاستامي الذي تريدين أن تبيعه به أعطيت أو منعت. (التراتيب الإدارية: (۷۷/۲) القسم التاسع، الباب الأول، النسوة التاجرات، ط: دار الأرقم)

الطبقات الكبرىٰ لابن سعد: (۲۳۹/۸، ۲۴۰) تسمية غرائب نساء العرب المسلمات المهاجرات المبايعات، قيلة أم بني أنمار، ط: دار الكتب العلمية.

المعجم الكبير للطبراني: (۱۳/۲۵) باب القاف، قيلة أم بني أنمار، ط: مكتبة ابن تيمية.

سنن ابن ماجه: (ص:۱۶۹) أبواب التجارات، باب السوم، ط: قديمي.

آپ کے مسائل اور ان کا حل (۶۳/۷) خرید و فروخت اور محنت مزدوری کے اصول وضوابط۔ ط: مکتبہ لدھیانوی۔

ایک دیہاتی ان کے بھتیجے کے پاس آیا، اس نے خریدنے کے لئے کپڑا مانگا، بھتیجے نے وہ کپڑا جس کی قیمت دوسوروپے تھی نکال کر دکھایا، اور اس کی قیمت چارسو بتائی، دیہاتی کو وہ کپڑا پسند آیا اور اس نے چارسوروپے دیکر خوشی سے خریدلیا، اور چلا گیا، راستے میں یونس بن عبید رحمہ اللہ کا اس دیہاتی سے سامنا ہوا، انہوں نے اپنی دکان کے کپڑے کو پہچان لیا، اور پوچھا کہ یہ آپ نے کتنے میں خریدا، اس دیہاتی نے کہا چارسوروپے میں، یونس بن عبید رحمہ اللہ نے کہا: اس کی قیمت تو دوسوروپے ہے، دیہاتی نے کہا کہ یہ کپڑا ہمارے علاقے میں پانچ سو کا ملتا ہے، یونس بن عبید نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے بھتیجے کے پاس لے گئے اور اس سے ناراض ہوئے، اور فرمایا کہ تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ تو نے اس کی عام قیمت سے اتنی زیادہ کیوں لی؟ تو نے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا چھوڑ دی؟ بھتیجے نے کہا اس نے یہ کپڑا اتنی قیمت میں اپنی رضامندی سے لیا ہے، یونس بن عبید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تو نے اس کے لئے وہ پسند کیوں نہیں کیا جو تجھے اپنے لئے پسند ہے؟ پھر اس کے بعد اس دیہاتی کو دو سوروپے واپس کردیئے۔ (۱)

مزید ''غبن فاحش کی صورت میں واپس کرنے کا حکم'' عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔ (۴۵/۵)

---

(۱) قال مؤمل بن اسماعیل: جاء رجل من أهل الشام الی سوق الخزازین، فقال: مطرف بأربعمائة، فقال یونس بن عبید عندنا بمائتین، فنادی المنادی بالصلاة، فانطلق یونس الی بنی قشیر لیصلی بهم، فجاء وقد باع ابن أخته المطرف من الشامی بأربعمائة، فقال یونس: ماهذه الدراهم؟ قال: ذاک المطرف بعناه من ذا الرجل، قال یونس: یا عبد الله، هذا المطرف الذی عرضته علیک بمائتی درهم، فان شئت خذه وخذ مائتین، وان شئت فدعه، قال له: من أنت؟ قال: رجل من المسلمین، قال: بل أسألک بالله من أنت وما اسمک؟ قال: یونس بن عبید، قال: فوالله، انا لنکون فی نحر العدو، فاذا اشتد الأمر علینا، قلنا: اللهم رب یونس بن عبید فرّج عنّا، أو شبه هذا، فقال یونس: سبحان الله، سبحان الله۔ (حلیة الاولیاء، الطبقة الأولی من التابعین، (۱۵/۳)، دار الکتب العلمیة، ط: ۱۴۰۹ھ)

قیمت زیادہ لینا جھوٹ بول کر

مارکیٹ میں ایک چیز عام طور پر سو روپے کی بکتی ہے، لیکن دکاندار کسی بھولے بھالے ناتجربہ کار آدمی کی پہچان کر کے جھوٹ بول کر ڈیڑھ سو، دوسو روپے میں بیچ دیتا ہے تو یہ بیچنا حرام تو نہیں ہے البتہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے گناہ گا ہوگا، اور برکت سے محروم رہے گا۔ (۱)

قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے

اگر بائع یا دکاندار نے خریدار سے یوں کہا کہ آپ یہ چیز لے لیں، قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے، جو دام ہوں گے آپ سے واجبی (کسی قدر) لے لئے جائیں گے، میں بھلا آپ سے زیادہ لوں گا؟ یا یہ کہا کہ آپ یہ چیز لے لیں، میں بازار سے پوچھ کر جو قیمت ہوگی پھر بتادوں گا، یا یوں کہا کہ اس قسم کی چیز فلاں نے لی ہے، جو دام انہوں نے دیئے ہیں وہی دام آپ بھی دے دیجئے گا۔ یا اس طرح کہا

---

(۱) عن محمد بن سيرين ان عثمان بن عفان كان يشتري العير، فيقول: يربحني عقلها من يضع في يدي دينارا. (السنن الكبرى للبيهقي: (۳۴۹/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة، ط: ادارة تاليفات اشرفيه)

اعلاء السنن: (۳۴۹/۱۴) كتاب البيوع، باب التولية والمرابحة، ط: ادارة القرآن.

معنى بيع المرابحة: هو البيع برأس المال، وربح معلوم، ويشترط علمهما برأس المال، فيقول: رأس مالي فيه أو هو على بمائة بعتك بها، وربح عشرة فهذا جائز، لا خلاف في صحته ولا نعلم فيه عند احد كراهة. (اعلاء السنن: (۳۴۶/۱۴) باب التولية والمرابحة، ط: ادارة القرآن)

لهذا إحسان في أن لا يربح على العشرة إلا نصفا أو واحدا على ما جرت به العادة في مثل ذلك المتاع في ذلك المكان ومن قنع بربح قليل كثرت معاملاته واستفاد تكررها ربحا كثيرا وبه تظهر البركة. (إحياء علوم الدين: (۸۰/۲) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الرابع في الإحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة)

کہ جو آپ کا جی چاہے دیدیجئے گا، میں ہر گز انکار نہیں کروں گا، جو کچھ دیدیں گے لے لوں گا، یا اس طرح کہا کہ بازار سے معلوم کرلیں جو اس کی قیمت ہو وہ دیدینا۔ یا یوں کہا کہ فلاں کو دکھالیں، وہ جو قیمت کہہ دیں آپ وہ دیدینا، تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے، البتہ اگر اس جگہ قیمت صاف طور پر معلوم ہوگئی تو جہالت دور ہونے کی وجہ سے بیع درست ہوجائے گی، اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہے گی، البتہ قیمت صاف طور پر معلوم ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کر سکتے ہیں۔ (۱)

قیمت طے نہ ہو

خرید فروخت کرتے وقت چیز کی قیمت مقرر کرنا ضروری ہے، قیمت کے تعین کے بغیر سودا کرنے سے بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۲)

قیمت فروخت کو چھپایا گیا

مثلاً ایک شریک نے دوسرے شریک کے حصہ کو فروخت کیا اور اصل قیمت

(۱، ۲) يلزم أن يكون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البيع،... ومن صورة جهالة الثمن: مالو اشترى شيئا برقمه ولم يعلم المشترى رقمه فسد العقد، لأن جهالة الثمن تمكنت فى صلب العقد، فان علم بعد ذلك فى مجلس البيع انقلب العقد جائزاً، وان تفرقا قبل العلم فسد،... ومن صورها أيضاً: مالو باع شيئاً بمثل ماباع فلان والبائع يعلم والمشترى لايعلم ان علم المشترى فى المجلس صح والا فسد... ومنها: لو اشترى شيئاً بمثل مايبيع الناس فهو فاسد، وكذا لو اشترى بمثل ماأخذه به فلان ولم يعلما ذلك وقت العقد، فان علماه فالبيع جائز، وان علماه بعد العقد وهما فى المجلس ينقلب العقد جائزاً... (شرح المجلة لرستم باز: (۹۸/۱، ۹۹) المادة: ۲۳۸، الكتاب الأول، البيوع، الباب الثالث، الفصل الأول: فى بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئٹه۔

درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۲۱۸/۱)، المادة: ۲۳۸، أيضاً، ط: دار عالم الكتب /مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

الهندية: (۱۳۶/۳)، كتاب البيوع، الباب العاشر: فى الشروط التى تفسد البيع، ط: رشيديه۔

کو چھپایا مثلاً ایک لاکھ میں فروخت کیا اور پچاس ہزار میں فروخت ہوا کہا، اب بعض دفعہ لینے والا بیچنے والے کے ساتھ مل کر یہ شہادت دیتا ہے کہ ایک لاکھ نہیں بلکہ پچاس ہزار روپے میں طے ہوا ہے اس طرح دوسرے شریک کا حق مارا جاتا ہے۔ اس طرح پہلا شریک دوسرے شریک کا پیسہ ناحق دبالیتا ہے یہ ناجائز اور حرام ہے اور ایسا آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے، پہلے شریک پر لازم ہے کہ دوسرے شریک کا چھپایا ہوا پیسہ دنیا میں ادا کردے۔[1] ورنہ آخرت میں دینا پڑے گا اور آخرت میں ادا کرنا آسان نہیں ہوگا۔[2]

اور جو مال غلط بیانی سے چھپایا ہے وہ مال اس کے لئے حرام ہے۔[3] اور

---

(۱)لایجوز لأحد ان یتصرف في ملك غیره بلا اذنه أو وكالة منه، او ولایة علیه، وإن فعل كان ضامناً. شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۶۱/۱) (رقم المادة:۹۶)، ط: مكتبة حنفیة كوئٹه.

المباشر ضامن وان لم یتعمد۔ (شرح المجلة: (۶۰/۱) (رقم المادة: ۹۶) ط: مكتبة حنفیة كوئٹه).

ردالمحتار: (۲۰/۶) كتاب الغصب، ط: سعید.

(۲)عن أبي هریرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله علیه وسلم من كانت له مظلمة لأخیه من عرضه أو شيء فلیتحلله منه الیوم قبل أن لایكون دینار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم یكن له حسنات أخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه. (مشكاة المصابیح: (ص: ۴۳۵) كتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قدیمي)

صحیح البخاري: (۳۳۱/۱) كتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة عند الرجل... الخ، ط: قدیمي.

جامع الترمذي: (۶۷/۲) أبواب صفة القیامة، باب ماجاء في شأن الحساب والقصاص، ط: سعید.

(۳)عن ابي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله علیه وسلم "الا لا تظلموا، الا لایحل مال امرئ الا بطیب نفس منه.

عن سمرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله علیه وسلم قال: على الید ما اخذت حتى تؤدي.

عن السائب بن یزید عن ابیه رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله علیه وسلم قال: لا یأخذ احدكم متاع صاحبه لاعباً جاداً فمن أخذ عصا أخیه فلیردها الیه: (مشكاة المصابیح (ص: ۲۵۵) باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني، ط: قدیمي).

عن عمران بن حصین رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله علیه وسلم قال: لا جلب ولا جنب ولا شغار في الاسلام، ومن انتهب نهبة فلیس منا. (جامع الترمذي: (۲۱۳/۱) كتاب النكاح، باب ماجاء من النهي عن النكاح الشغار، ط: قدیمي۔

جو شخص جھوٹی گواہی دے کر اس کی مدد کرتا ہے وہ بھی سخت گناہ گار ہے۔ (۱) اس پر ضروری ہے کہ اصل حقیقت کو ظاہر کرے اور اپنی جھوٹی گواہی سے رجوع کرے اور توبہ استغفار کرے۔ (۲)

قیمت کا تعین

اگر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان قیمت کے بارے میں بات ہو رہی تھی اور بائع نے کہا کہ یہ چیز پندرہ روپے میں دوں گا، اور مشتری نے کہا کہ دس روپے سے زیادہ میں نہیں لوں گا، مشتری یہ کہہ کر وہ چیز لے کر چلا گیا، اور بائع نے کچھ نہیں کہا بلکہ خاموش رہا تو اگر وہ چیز بھاؤ کرتے وقت مشتری کے ہاتھ میں تھی تو اس کی قیمت پندرہ روپے ادا کرنا مشتری پر لازم ہوگا، اور اگر بھاؤ کرتے وقت وہ چیز بائع کے ہاتھ میں تھی اور مشتری نے اس سے لے لی اور بائع نے روکا

---

(۱) قال الله تعالیٰ: وأحلت لكم الانعام الا مايتلى عليكم فاجتنبوا الرجس من الاوثان، واجتنبوا قول الزور. (سورة الحج:۳۰)

ثم الظاهر الذی يقتضيه عموم الحديث واطلاقه والقواعد أنه لا فرق فی كون شهادة الزور بالحقوق كبيرة بين أن تكون بحق عظيم أو حقير۔ (شرح النووی علی الصحيح لمسلم: (۱/۶۵)، كتاب الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ط: قديمی)

الزواجر: (۲/۳۲۱)، كتاب الشهادات، ط: دار الفكر۔

عبدالرحمن بن أبی بكرة عن أبيه قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر ثلاثا: الإشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور أو قول الزور وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم متكئا فجلس فما زال يكررها حتى قلنا ليته سكت۔ (الصحيح لمسلم: (۱/۶۴)، كتاب الأيمان، باب الكبائر وأكبرها، ط: قديمی)

(۲) قال الله تعالیٰ "افلا يتوبون إلى الله، ويستغفرونه، والله غفور رحيم. (المائدة:۷۴)

وقال الله تعالیٰ: يا ايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحاً ولم يختلف اهل السنة وغيرهم فی وجوب التوبة على ارباب الكبائر ... وعبارة المازری: واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصی واجبة، وأنها واجبة على الفور ولا تجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة۔ (روح المعانی: (۲۸/۱۵۹) سورة التحريم، مبحث فی يا ايها الذين امنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً الخ، ط: دار احياء التراث العربی بيروت)

نہیں تو اس کی قیمت دس روپے ادا کرنا مشتری پر لازم ہوگا۔ (۱)

قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا دلال

''دلال مالک کے لئے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۹/۳)

قیمت کم بتا کر چیز فروخت کردی

''بائع کا غلطی سے کم قیمت پر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت کم دے کر بیش قیمت والی چیز خریدنا

''بیش قیمت چیز کم قیمت پر خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۱/۲)

قیمت کم کر کے مال بیچنا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے

''بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۴/۲)

قیمت کم کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنا

''بائیکاٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۲)

---

(۱) وفی الخانیة: رجل ساوم رجلا بثوب، فقال البائع: ابیعه بخمسة عشر، وقال المشتری لاآخذه الا بعشرة، فذهب به، ولم یقل البائع شیئا، فهو بخمسة عشر ان کان المبیع فی ید المشتری حین ساومه، لان کان فی ید البائع فأخذه منه المشتری ولم یمنعه البائع فهو بعشرة۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۸۳) رقم المادة: ۱۷۸، البیوع، الباب الأول، الفصل الثانی: فی بیان موافقة القبول للایجاب، ط: مکتبة حنفیه کوئٹه) و: (۶۷/۱، ۶۸) ط: فاروقیه کوئٹه۔

لو قال ابیعه بخمسة عشر فقال: لاآخذه الا بعشرة، فذهب ولم یقل البائع شیئا، فهو بخمسة عشر ان کان المبیع فی ید المشتری حین ساومه، وان کان فی ید البائع فأخذه منه المشتری، ولم یمنعه البائع فهو بعشرة۔ (البحر الرائق: (۴۴۷/۵) کتاب البیع، ط: رشیدیه) و: (۲۶۷/۵)، ط: سعید۔

الهندیة: (۷/۳) کتاب البیوع، الباب الثانی فیما یرجع إلی انعقاد البیع وفی حکم المقبوض علی سوم الشراء، الفصل الأول فیما یرجع إلی انعقاد البیع، ط: رشیدیه۔

قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا

اگر مارکیٹ میں مال کی قیمت کم ہوگئی تو قیمت کم کرکے موجودہ مارکیٹ قیمت پر فروخت کرنا چاہئے، کیونکہ یہ تجارت ہے، اور تجارت میں نفع اور نقصان دونوں ہوا کرتے ہیں، آج کل تاجروں کی عجیب عادت ہوگئی ہے کہ قیمت بڑھنے پر چیز مہنگی تو کردیتے ہیں لیکن قیمت کم ہونے پر اسے سستی نہیں کرتے۔

اگر گاہک کو قیمت کے بارے میں پتہ نہیں اور دکاندار نے اسے پرانی قیمت پر چیز فروخت کردی تو دکاندار دھوکہ دینے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ (۱)

قیمت کم یا زیادہ ہونے کی وجہ

منڈی کی تیزی اور تجارتی سرگرمیوں کے متحرک ہونے کو طلب اور رسد (ڈیمانڈ اینڈ سپلائی) کا نام دیا جاتا ہے، جتنی سپلائی زیادہ ہوگی اور ڈیمانڈ کم ہوگی، اتنا ہی منافع کا تناسب بھی کم ہو جائے گا، اور جتنی ڈیمانڈ زیادہ اور سپلائی کم ہوگی، اتنا ہی منافع کا تناسب بڑھ جائے گا۔

قیمت کی ادائیگی بعد میں کی جائے گی

''بیع مؤجل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۳۸)

---

(۱) یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا أموالکم بینکم بالباطل) بالحرام، یعني: بالربا والقمار والغصب والسرقة والخیانة ونحوها. (تفسیر البغوي: (۲/۱۹۹) سورة النساء: ۲۹، ط: دار طیبة)

عن عبدالله قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع في النار۔ (المعجم الکبیر للطبراني: (۱۰/۱۳۸)، رقم الحدیث: ۱۰۲۳۴، باب العین، ط: مکتبة العلوم والحکم)

مجمع الزوائد: (۴/۷۸، ۷۹)، رقم الحدیث: ۶۳۴۱، کتاب البیوع، باب في الغش، ط: مکتبة القدس القاهرة۔

صحیح ابن حبان: (۲/۳۲۶)، رقم الحدیث: ۵۶۷، کتاب البر والاستحسان، باب الصحبة والمجالسة، ذکر الزجر عن أن یمکر المرء أخاه المسلم، ط: مؤسسة الرسالة۔

قیمت کی ادائیگی تاریخ سے پہلے کرنے کی صورت میں قیمت کم کرنا

اگر قسط یا ادھار کے سودے میں قیمت کی ادائیگی کی تاریخ سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ پیش کش ہو کہ آپ قیمت کم کردیں میں فوراً قیمت ادا کردیتا ہوں، یا بائع یا دکاندار کی جانب سے یہ پیش کش ہو کہ میں قیمت کم کرتا ہوں، آپ رقم فوراً ادا کردیں، یہ جائز نہیں ہے، بلکہ جتنی رقم سودا کرتے وقت طے ہوگئی تھی اتنی رقم ادا کرنا خریدار پر لازم ہے۔

ہاں اگر خریدار وقت سے پہلے قیمت ادا کردے اور بائع کسی شرط کے بغیر اپنی مرضی سے کچھ رقم چھوڑ دے یا معاف کردے، تو اس طرح کرنا جائز اور بہتر ہے۔ (۱)

---

(۱) (الصلح الواقع على بعض جنس ماله عليه) من دين أو غصب (أخذ لبعض حقه وحط لباقيه لا معاوضة) للربا، وحينئذ (فصح الصلح بلا اشتراط قبض بدله عن ألف حال على مائة حالة أو على ألف مؤجل وعن ألف جياد على مائة زيوف، ولا يصح عن دراهم على دنانير مؤجلة) لعدم الجنس فكان صرفاً فلم يجز نسيئة، (أو عن ألف مؤجل على نصفه حالاً) ... والأصل ان الاحسان ان وجد من الدائن فاسقاط، وان وجد منهما فمعاوضة، (قوله: أو عن ألف مؤجل على نصفه حالاً) لأن المعجل غير مستحق بعقد المداينة، إذ المستحق به هو المؤجل، والمعجل خير منه، فقد وقع الصلح على مالم يكن مستحقا بعقد المداينة فصار معاوضة، والأجل كان حق المديون وقد تركه بازاء ما حطه عنه من الدين فكان اعتياضاً عن الأجل وهو حرام، ألا يرى أن ربا النسيئة حرم لشبهة مبادلة المال بالأجل، فلأن يحرم حقيقة أولى۔ (تكملة رد المحتار مع الدر: (۸/۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴)، كتاب الصلح، فصل: فى دعوى الدين، ط: سعيد۔

وكذا فى البحر الرائق: (۷/۲۵۹)، كتاب الصلح، باب الصلح فى الدين، ط: سعيد۔

وفتح القدير: (۸/۴۴۸)، كتاب الصلح، باب الصلح فى الدين، ط: رشيديه۔

و(لا يصح عن دراهم على دنانير مؤجلة أو عن ألف مؤجل على نصفه حالاً۔

(قوله: على نصفه حالاً) لأنه اعتياض عن الأجل وهو حرام۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۴۰) كتاب الصلح، فصل فى دعوى الدين، ط: سعيد)

ومما يتعامل به بعض التجار فى الديون المؤجلة أنهم يسقطون حصة من الدين بشرط أن يعجل المديون قبل حلول الأجل، مثل أن يكون لزيد على عمر ألف، فيقول زيد: "عجل لى تسعمائة، وأنا أضع عنك مائة" وان هذه المعاملة معروفة فى الفقه باسم "ضع وتعجل" وهذا التعجيل ان كان مشروطا بالوضع من الدين فان المذاهب الأربعة متفقة على عدم جوازه۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۵۴۵)، المبحث الخامس، الباب الأول فى البيع المال والمؤجل، مسئلة "ضع وتعجل" ط: معارف القرآن)

قیمت کی ادائیگی سے پہلے جائیداد آگے فروخت کرنا

اگر کوئی شخص زمین، مکان، دکان یا آفس وغیرہ مثلاً چھ مہینے کے ادھار پر خریدے اور ابھی بیعانہ کی رقم ادا کردی، پوری قیمت ادا نہیں کی، اس دوران اگر یہ شخص اس زمین یا مکان یا دکان وغیرہ کو آگے دوسرے آدمی کو نقد یا ادھار میں فروخت کردیتا ہے تو یہ جائز ہے، کیونکہ سودا ہونے کے بعد خریدار مالک ہوگیا ہے اور مالک کے لئے آگے بیچنا جائز ہے۔

اور دوسرے آدمی کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی اس سے پہلے آدمی کی اگر رقم ادا کرلیتا ہے اور نفع بھی بچا تا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ (۱)

قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا

ادھار پر سودا ہونے کے بعد متعینہ وقت پر ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں تاخیر کی وجہ سے قیمت میں مزید اضافہ کردینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) للمشتری أن یبیع المبیع لآخر قبل قبضه ان کان عقاراً... وان کان منقولاً فلا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۳/۲)، المادة: ۲۵۳، البیوع، الباب السابع، الفصل الأول: فی بیان حق تصرف البائع بالثمن والمشتری بالمبیع بعد العقد وقبل القبض، ط: فاروقیه کوئٹه۔

الهدایة: (۷۷/۳)، کتاب البیوع، باب التولیة، ط: امدادیه ملتان۔

الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل التصرف فی المبیع والثمن قبل القبض، ط: سعید۔

(۲) (کل قرض) جر منفعة) الی المقرض (فهو ربا) أی فی حکم الربا۔ (فیض القدیر للمناوی: (۲۸/۵)، رقم الحدیث: ۶۳۳۶، حرف الکاف، ط: دار المعرفة بیروت۔

عن علی امیر المؤمنین رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعا: کل قرض جرّ منفعة فهو ربا۔ أخرجه الحارث بن أبی سلامة فی مسنده، قال الشیخ: حدیث حسن لغیره۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴، ۵۱۳)، رقم الحدیث: ۴۸۵۸، کتاب الحوالة، باب: کل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن کراچی)

شامی: (۱۶۶/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب: کل قرض جر نفعا حرام، ط: سعید۔

قیمت کی تعیین

☆☆اسلام نے قیمتوں کی تعیین کو قدرتی قانون طلب اور رسد کے ساتھ جوڑا ہے یعنی چیزوں کی طلب اور ان کے رسد کے اعتبار سے قیمتیں خود بخود متعین ہو جاتی ہیں، اور اسی میں عدل وانصاف ہے تا کہ بائع اور مشتری حالات کے مطابق خود ہی ایک قیمت پر متفق ہو جائیں اور ان پر کسی قسم کا کوئی جبر نہ ہو۔

☆☆اگر اشیاء کی قیمتوں کا اتار چڑھاؤ، اشیاء کی رسد بڑھ جانے اور طلب کم ہو جانے پر یا طلب زیادہ ہونے اور رسد کم ہو جانے پر ہو تو قیمتوں میں کسی قسم کی دخل اندازی کرنا درست نہیں۔

☆☆اور اگر اشیاء کی قیمتوں کا اتار چڑھاؤ، رسد اور طلب کے قانون کے مطابق قدرتی نہ رہے بلکہ ناجائز ذرائع مثلاً ذخیرہ اندوزی، دکھلاوے کے لئے مصنوعی سودے بازی اور سامان بازار میں آنے سے پہلے ہی خرید کر اسٹاک کر کے روک لینے اور بازار میں سامان کی مقدار کم ہونے کی وجہ سے مصنوعی قلت پیدا کرنے کی وجہ سے ہو یا تاجر لوگ روزانہ کی ضروری اشیاء کی قیمت حد سے زیادہ بڑھانے لگیں یا قیمتوں کی تعیین کرنے کے علاوہ تاجروں کو مذکورہ چیزوں سے باز رکھنے کی کوئی اور صورت ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں ایسے لوگوں کے مشورے سے اشیاء کی قیمتیں متعین کرنا جائز ہوگا، جن کو بازاری امور میں مہارت ہو اور ان کے دل میں عام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ ہو۔ (۱)

---

(۱) عن أنس ابن مالک قال: غلا السعر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا يا رسول الله! قد غلا السعر، فسعر لنا، فقال: ان الله هو المسعر، القابض، الباسط الرازق، انى لارجو أن القى ربى وليس أحد يطلبنى بمظلمة فى دم ولا مال۔ (سنن ابن ماجه: ص: ۱۵۹، أبواب التجارات، باب من كره أن يسعر، ط: قديمى)

(و) يسعر حاكم) لقوله عليه الصلوة والسلام "لا تسعروا فان الله هو المسعر، القابض، الباسط، =

قیمت کی تعیین بیع صحیح ہونے کی شرط ہے

قیمت کی تعیین بھی بیع صحیح ہونے کے لئے ضروری شرط ہے، اگر قیمت متعین نہیں کی تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

مثلاً ''زید''، ''عمرو'' سے کہتا ہے کہ اگر ادائیگی ایک ماہ کے اندر کریں گے تو قیمت پچاس روپے ہوگی اور اگر دو ماہ میں کریں گے تو پچپن روپے ہوگی، عمرو بھی اس پر متفق ہوجاتا ہے تو قیمت غیر متعین ہے، اس لئے بیع صحیح نہیں ہوگی، اگر دو متبادل قیمتوں میں سے ایک کی تعیین بیع کے وقت ہی کرلی جائے تو بیع صحیح ہوجائے گی۔ (۱)

قیمت کی رقم پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا

''زرِ ثمن میں قبضہ سے پہلے تصرف کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۶/۴)

قیمت کی وصولی کے لئے چیز روکنا

☆ اگر ادھار سودا نہ ہو تو بائع قیمت کی وصولی کے لئے چیز روک سکتا ہے اگرچہ قیمت کا تھوڑا سا حصہ باقی ہو۔

☆ اور اگر ادھار سودا ہو تو بائع قیمت کی وصولی کے لئے چیز روک نہیں سکتا۔ (۱)

= الرازق"، (الا اذا تعدى الأرباب عن القيمة تعدياً فاحشا فيسعر بمشورة أهل الرأى۔ (الدر مع الرد: (۳۹۹/۶، ۴۰۰) كتاب الحظر والاباحة، فصل: فى البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۰۲/۸)، كتاب الكراهية، فصل: فى البيع، ط: سعيد۔

(۱) ''قیمت متعین ہونا ضروری ہے'' کے تحت حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۱) فى البيع بالثمن الحال أعنى غير المؤجل للبائع أن يحبس المبيع الى أن يؤدى المشترى جميع الثمن أى للبائع حبس المبيع لقبض الثمن لو بقى منه درهم واحد، ... فى بيع النسيئة ليس للبائع حق حبس المبيع بل عليه أن يسلم المبيع الى المشترى على أن يقبض الثمن وقت حلول الأجل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۱۷/۱، ۱۱۸)، المادة: ۲۷۸، ۲۸۳، البيوع، الباب الخامس، الفصل الثانى: فى المواد المتعلقة بحبس المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔ =

قیمت کے تعین میں تکرار ہو

(۲۴۱) سودا کرتے وقت بائع (سیلر) اور خریدار کے درمیان چیز اور چیز کی قیمت کے تعین میں جو تکرار (Bargaining) ہوتی ہے اس میں بھی آخری چیز اور آخری قیمت معتبر ہوتی ہے۔[1]

قیمت لگانے کا اختیار بائع کو ہے

مال کی قیمت لگانے کا اختیار مال والے کو ہے، چاہے بائع کی جانب سے لگائی ہوئی قیمت پر سودا طے ہو یا نہ ہو۔

بعض دفعہ بیچنے والے کے دل میں فتور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے مال کی قیمت خود نہیں لگاتا بلکہ وہ خریدار سے ہی پوچھتا ہے کہ آپ اس چیز کی قیمت کتنی دینا چاہتے ہیں، تاکہ زیادہ قیمت کہنے کی صورت میں خریدار بھاگ نہ جائے، حالانکہ بائع کو وہ چیز بہر حال فروخت کرنی ہے، دوسری طرف خریدار بھی ڈرتا ہے کہ کہیں میں زیادہ قیمت نہ بتادوں حالانکہ اس کو خریدنے کی ضرورت ہوتی ہے، اسلئے ایک دوسرے پر ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسی صورت میں مال کا مالک اپنے مال کی

= شرح المجلة للاتاسی: (۲/۲۱۱، ۲۱۵)، المادة: ۲۸۳، ۲۷۸، أیضاً، ط: رشیدیہ۔

درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۱/۲۶۳، ۲۶۷)، المادة: ۲۸۳، ۲۷۸، أیضاً، ط: دار عالم الکتب / مکتبہ سلطانیہ کوئٹہ۔

(۱) اذا تکرر عقد البیع بتبدیل الثمن أو تزییده أو تنقیصه یعتبر العقد الثانی، فلو تبایع رجلان مالاً معلوماً بمائة قرش ثم بعد انعقاد البیع تبایعا ذلک المال بدینار أو بمائة وعشرة أو بتسعین قرشا یعتبر العقد الثانی۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۶)، رقم المادة: ۱۷۶، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الأول، الفصل الثانی فیما یتعلق برکن البیع، ط: مکتبہ فاروقیہ)

درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۱/۱۳۵)، رقم المادة: ۱۸۶، ایضاً، ط: دار عالم الکتب۔

شرح المجلة لخالد الأتاسی: (۲/۴۳) رقم المادة: ۱۷۶، ایضاً، ط: رشیدیہ۔

قیمت لگانے کا زیادہ حق دار ہے۔[1]

قیمت لگانے کا خرچہ مشترکہ چیز کی

''مشترک چیز کی قیمت لگانے کا خرچہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۱/۶)

قیمت مال کی بڑھ جائے تو قیمت بڑھانا

''مال کی قیمت بڑھ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۸/۶)

قیمت مبہم ہو

''قیمت مجہول ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۴/۵)

قیمت متعین ہونا ضروری ہے

عقد بیع کرتے وقت قیمت کا معلوم اور متعین ہونا ضروری ہے، قیمت مجہول ہونے کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہوتی، مثلاً بائع (سیلر) نے کہا کہ یہ کپڑا نقد میں سو روپے میٹر ہے اور ادھار میں ایک سو بیس روپے میٹر ہے، اور عقد بیع کے وقت ادھار ہے یا نقد متعین نہیں کیا، تو قیمت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوگی۔

اسی طرح بائع نے کہا کہ ایک مہینہ کے ادھار کی صورت میں ایک سو دس

---

(۱) باب صاحب السلعة احق بالسوم... عن أنس رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: يابني النجار: ثامنوني بحائطكم، وفيه خرب ونخل. (صحيح البخاري: (۲۸۳/۱) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: قديمي)

أي هذا باب في بيان أن صاحب السلعة أي المتاع، أحق بالسوم... أي أحق بذكر قدر الثمن وتقديره... وقال ابن بطال: لاخلاف بين العلماء في هذه المسألة وإن متولي السلعة من مالك أو وكيل أولى بالسوم من طالب شرائها. (عمدة لقاري: (۳۶۰/۱۱) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: دار الكتب العلمية)

شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۲۳۵/۶) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: مكتبة الرشد.

روپے میٹر، اور دو مہینے کا ادھار ہونے کی صورت میں ایک سو بیس روپے میٹر اور تین مہینے کے ادھار ہونے کی صورت میں ایک سو تیس روپے میٹر ہوگا اور ان میں سے کسی مدت یا قیمت کو متعین نہیں کیا تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر قیمت اس طرح متعین کی کہ اگر دس دن میں ادا کروگے سو روپے میٹر، اور اگر بیس دن میں ادا کروگے تو ایک سو دس روپے میٹر، اور اگر تیس دن میں ادا کروگے تو ایک سو تیس روپے میٹر کے حساب سے ہوگا، اور عقدِ بیع کے وقت کسی ایک مدت اور قیمت کو متعین نہیں کیا تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔ [1]

قیمت متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا

''نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت مجہول ہو

اگر سودے کے دوران قیمت مجہول یا مبہم ہوگی تو بیع فاسد ہوگی۔

---

(۱) رجل باع علی أنه بالنقد هکذا و بالنسیئة هکذا، أی إلی شهر کذا أو إلی شهرین بکذا، فلا یجوز۔ (الهندیة: (۱۳۶/۳)، کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع، ط: رشیدیه)

وقد فسر أهل العلم قالوا: بیعتین فی بیعة أن یقول: ابیعک هذا الثوب بنقد بعشر، وبنسیئة بعشرین، ولا یفارقه علی احد البیعین۔ (جامع الترمذی: (۲۳۳/۱) کتاب البیوع، باب النهی عن بیعتین، ط: سعید)

وإذا عقد العقد علی أنه إلی أجل کذا بکذا، وبالنقد بکذا، أو (قال) إلی شهر بکذا، أو إلی شهرین بکذا فهو فاسد، لأنه لم یعاطه علی ثمن معلوم، ونهی النبی ﷺ عن شرطین فی بیع... وهذا إذا افترقا علی هذا۔ (المبسوط للسرخسی: (۸،۷/۱۳) باب البیوع الفاسدة، ط: غفاریة کوئٹه/دار المعرفة۔

وإنما البطلان فیما إذا قال بعتکه بألف حالاً وبألفین إلی سنة فلجهالة الثمن۔ (فتح القدیر: (۶/ ۲۶۲) کتاب البیوع، ط: مصطفی البابی الحلبی مصر)

یلزم أن یکون الثمن معلوما، فلو جهل الثمن، فسد البیع۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۱۲۲) رقم المادة: (۲۳۸) البیوع، الباب الثالث، الفصل الأول: فی بیان المسائل المترتبة علی أوصاف الثمن وأحواله، ط: مکتبه حنفیة کوئٹه) و: (۹۸/۱)، ط: فاروقیه کوئٹه۔

اگر کسی بازار میں مختلف ممالک کی کرنسیاں رائج ہوں تو کس ملک کی کرنسی سے سودا ہو رہا ہے اس کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی۔[1]

قیمت مجہول ہونے کی صورتیں

قیمت مجہول ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ چیز خریدتے وقت قیمت کا بالکل تذکرہ ہی نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ قیمت کا تذکرہ تو ہو مگر اس طرح کہ بائع اور مشتری میں سے کسی کو متعین قیمت کا علم نہ ہو مثلاً یوں کہا جائے کہ میں فلاں چیز کو اس کی بازاری قیمت پر خریدتا ہوں یا اس قیمت پر خریدتا ہوں جو اس پر درج ہے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی بازاری قیمت یا اس پر درج شدہ قیمت کیا ہے یا اس طرح کہا جائے کہ جس قیمت پر فلاں شخص نے فروخت کی ہے یا جس قیمت پر لوگ فروخت کر رہے ہیں اسی قیمت پر میں آپ کو بیچتا ہوں جب کہ بائع اور مشتری یا خریدار اس قیمت سے واقف نہ ہوں یا یہ کہنا کہ جو قیمت آپ کو پسند ہو وہ دے دینا، یا جس قیمت پر میں نے خریدی ہے اسی پر آپ کو بیچتا ہوں اور خریدار کو اس کی قیمت خرید کا علم نہ ہو، ان تمام صورتوں میں قیمت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوگی، ہاں اگر ان تمام صورتوں میں مجلس عقد ختم ہونے سے پہلے حتمی قیمت کا علم ہو جائے تو پھر بیع صحیح ہو جائے گی۔

---

(۱) البلد الذی یتعدد فیه نوع الدینار المتداول اذا بیع فیه شیء بکذا دیناراً، ولم یبین نوع من الدینار یکون البیع فاسداً، والدرهم کالدنانیر فی هذا الحکم۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۲/۱۶۰)، المادة: ۲۴۰، البیوع، الباب الثالث، الفصل الأول: فی بیان المسائل المترتبة علی أوصاف الثمن وأحواله، ط: رشیدیه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۹۹)، المادة: ۲۴۰، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۱/۲۲۰)، المادة: ۲۴۰، أیضاً، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

یا پھر کسی ایسی چیز کی بیع ہو رہی ہو جس کی بازاری قیمت میں فرق نہ پایا جاتا ہو تو ایسی صورت میں بازاری قیمت پر خرید و فروخت کرنا درست ہوگا کیونکہ اس میں اختلاف اور جھگڑے کا احتمال نہیں ہے۔ (۱)

مزید ''قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت معلوم ہو

قیمت کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ فریقین مکمل تفصیلات طے کر کے سودا کریں مثلاً قیمت کیا ہوگی، ادائیگی فوراً نقد ہوگی یا تاخیر سے، اگر تاخیر سے ادائیگی ہوگی تو کتنی مدت بعد، اور ادائیگی کا طریقہ کیا ہوگا، یکمشت ہوگی یا قسطوں میں یہ تمام چیزیں سودا کرتے وقت طے کرنا ضروری ہیں ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) (تسمية الثمن حين البيع لازمة، فلو باع بدون تسمية ثمن كان البيع فاسداً... يلزم أن يكون الثمن معلوما) فلو جهل الثمن فسد البيع إلا إذا كان الثمن غير محتاج إلى القبض فجهالته حينئذ لا تمنع جواز البيع، ومن صور جهالة الثمن: مالو اشترى شيئاً برقمه ولم يعلم المشتري رقمه، فسد العقد؛ لأن جهالة الثمن تمكنت في صلب العقد، فإن علم بعد ذلك في مجلس البيع انقلب العقد جائزاً وإن تفرقا قبل العلم فسد... ومن صورها ايضا: مالو باع شيئا بمثل ما باع فلان والبائع يعلم والمشتري لا يعلم، إن علم في المجلس صح وإلا فسد، ولكن لو باع بمثل ما باع فلان وكان المبيع شيئا لا يتفاوت كالخبز واللحم جاز البيع ومنها: مالو اشترى شيئا بمثل ما يبيع الناس فهو فاسد وكذا لو اشترى بمثل ما أخذ به فلان ولم يعلما ذلك وقت العقد فإن علماه فالبيع جائز. (شرح المجله رستم باز: (۹۸/۱، ۹۹) المادة: ۲۳۷، ۲۳۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان المسائل المتعلقة: الثمن، ط: مكتبه فاروقيه)

الدر المختار مع الرد: (۱۱۱/۵، ۱۱۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع المرهون المستاجر، ط: سعيد.

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۸۵/۱، ۱۸۶) المادة: ۲۳۷، ۲۳۸، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) (يلزم أن يكون الثمن معلوما) والعلم بالثمن (۱) العلم بقدره (۲) العلم بوصفه صراحة أو عرفاً... ويفهم من لفظي (قدراً، وصفاً) إن الثمن يجب أن يكون معلوماً وصفاً كأن يقال: دينار سوري أو مصري أو إنكليزي. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۶۸/۱) المادة: ۲۳۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الأول في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: دار الجيل) =

قیمت مقرر کردینا

''نرخ مقرر کرنا'' اور ''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۲/۶)

قیمت مقررہ پر زائد رقم آدھی آدھی

''مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۸/۶)

قیمت مقررہ سے زیادہ پر فروخت کرنا

''کمپنی کی مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت مقررہ سے کم رقم دینا

''مقررہ قیمت سے کم رقم دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۹/۶)

قیمت مقررہ وقت پر وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا

ادھار پر سودا ہونے کے بعد مقررہ وقت پر قیمت وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ سود ہے۔ (۱)

= (يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط) الأجل يتعين بكذا سنة أو شهراً أو يوماً أو إلى الشهر الفلاني وما أشبه ذلك فإذا عقد البيع على أجل مجهول فسد البيع: لأنه إذا كان الأجل مجهولاً فالبائع يطلب الثمن بعد مدة وجيزة ويمتنع المشتري فيكون حصول النزاع من المتوقع بسبب جهالة الأجل. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۲۸/۱) المادة: ۲۴۶، الكتاب الأول في البيع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: دار الجيل)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۳/۱) المادة: ۲۴۶، ايضاً، ط: مكتبة فاروقيه.

(۱) كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير: (۴۴۸۷/۹) رقم الحديث: (۶۳۳۶) حرف الكاف، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض) و: (۲۸/۵)، ط: دار المعرفة، بيروت۔

عن علي امير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعاً: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۲، ۵۱۳)، رقم الحديث: ۴۸۵۸، كتاب الحوالة، باب: كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن كراچی) =

قیمت میں اختلاف ہو

''قیمت کا تعین'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/ ۲۳۴)

قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا

☆ مثلاً زید کے پاس ایک گاڑی ہے جو وہ فروخت کرنا چاہتا ہے، وہ ایک شوروم والے کے پاس جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ میری گاڑی فروخت کردیں، قیمت میں سے دولاکھ مجھے دیں اور اوپر جتنی رقم ملے وہ آپ رکھ لیں۔

شوروم والا وہ گاڑی سوا دولاکھ میں فروخت کر کے دولاکھ زید کو دیتا ہے اور پچیس ہزار اپنے پاس رکھتا ہے، تو یہ جائز نہیں کیونکہ گاڑی سوا دولاکھ میں فروخت ہوئی، وہ کل رقم گاڑی کا بدل ہے، چونکہ گاڑی زید کی تھی، لہٰذا گاڑی کا کل بدل بھی زید کی ملکیت ہوا، ایسی صورت میں پوری قیمت زید کی ہے، اور شوروم والے کو اپنے کام کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق اجرت ملے گی، جس کو اجرت مثل کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ اجرت معلوم نہ ہونے کی صورت میں اجارہ فاسد ہوجاتا ہے اس لئے شروع ہی سے اجرت طے کرلینا چاہیے۔

☆ زید نے ایک دکاندار سے کپڑے کے چند تھان لئے اور گھوم پھر کران کو

= شامی: (۵/ ۱۶۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، مطلب: کل قرض جر نفعا حرام، ط: سعید۔

(قوله: لا یأخذ مال فی المذهب) قال فی الفتح: وعن أبی یوسف رحمه الله تعالی: یجوز التعزیر للسلطان بأخذ المال، وعندهما وباقی الأئمة لا یجوز اهـ، ومثله فی المعراج، وظاهره ان ذلک روایة ضعیفة عن أبی یوسف رحمه الله تعالی، قال فی الشرنبلالیة: ولا یفتی بهذا لما فیه من تسلیط الظلمة علی أخذ مال الناس فیأکلونه ... لا أن یأخذه الحاکم لنفسه أو لبیت المال کما یتوهمه الظلمة؛ إذ لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعی۔ (شامی: (۴/ ۶۱) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید)

فروخت کیا جو قیمت ملی ہے وہ دکاندار کی ہوگی، البتہ زید کو مارکیٹ ریٹ کے حساب سے کمیشن یعنی اجرت مثل ملے گی۔ (۱)

قیمت میں فرق

بعض تاجر، لوگوں کو ایک ہی قسم کی چیز مختلف قیمتوں پر بیچتے ہیں مثلاً ایک گاہک کو سو روپے میں بیچ دیتے ہیں، دوسرے گاہک کو دو سو روپے میں اور تیسرے گاہک کو ڈیڑھ سو روپے میں بیچ دیتے ہیں۔

---

(۱) لو أعطى أحد ماله للدلال، وقال بعه بكذا دراهم، فان باعه بأزيد من ذلك فالفاضل أيضاً لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة، أى أجرة المثل بالغة ما بلغت لو لم يكن سمّى له أجرة ولا تزيد على المسمى لو كان سمى؛ لفساد الاجارة من كل وجه، بقى مالو قال للدلال بعه بعشرة وما زاد فهو لك أجرة، والظاهر أنه لا أجر له أصلاً لو باعه بعشرة أو لم يبع؛ لأنه لم يجعل له أجرة على ذلك، ولو باعه بزيادة فله أجر مثله لا يزيد على تلك الزيادة... (شرح المجلة للاتاسي: (۶۷۷/۲)، المادة: ۵۷۸، الاجارات، الباب السادس: في بيان أنواع الماجور وأحكامه، الفصل الرابع: في اجارة الآدمي، ط: رشيديه۔

فالفضل أيضاً لصاحب المال لأن هذا الفضل بدل مال ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك وليس للدلال سوى أجرة الدلالة... (درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۶۶۲/۱) المادة: ۵۷۸، أيضاً، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۳۴۳/۱)، المادة: ۵۷۸، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

أفاد أن ركنها الايجاب والقبول، وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين، لأن جهالتهما تفضى الى المنازعة۔ (الدر مع الرد: (۵/۶)، كتاب الاجارة، ط: سعيد)

وتفسد (بجهالة المسمّى) كله أو بعضه... (فان فسدت بالأخيرين) بجهالة المسمّى وعدم التسمية (وجب أجر المثل) يعنى الوسط منه... (الدر مع الرد: (۴۸/۶)، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: سعيد)

اذا دفع البقرة بالعلف ليكون الحادث بينهما نصفين، فما حدث فهو لصاحب البقرة وللآخر مثل علفه وأجر مثله۔ (الدر مع الرد: (۳۲۶/۴)، كتاب الشركة، فصل في شركة الفاسدة، ط: سعيد۔

الهندية: (۴۴۲/۴)، كتاب الاجارة، الفصل الخامس عشر: في بيان ما يجوز من الاجارة وما لا يجوز، الفصل الثاني: فيما يفسد العقد فيه لمكان الشرط، ط: رشيديه۔

التاتارخانية: (۶۷۰/۵)، كتاب الشركة، الشركة بالأعمال، ط: ادارة القرآن۔

اگر یہ قیمت کا فرق بازار کے اختلاف کی وجہ سے ہے، اور اس چیز کی قیمت ہر وقت گھٹتی بڑھتی ہے تو بازار کی قیمت پر بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر بیچنے میں فرق اس وجہ سے ہو کہ خریدار بڑا چالاک اور ہوشیار ہے سودے بازی میں بڑا ماہر ہے، اور دکاندار اس کی چرب زبانی کی وجہ سے قیمت میں کمی کر دیتا ہے اور اگر خریدار چالاک اور ہوشیار نہیں ہے، سودے بازی میں ماہر نہیں ہے سیدھا سادہ ہے تو اس کو مہنگے داموں پر فروخت کر دیتا ہے یہ تو یہ طریقہ درست نہیں کیونکہ یہ مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی کے خلاف اور دھوکہ ہے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دین'' اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اسکے رسول، مسلمانوں کے ائمہ اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا نام ہے۔[1]

اور کوئی تاجر خود بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ کوئی اس کے ساتھ ایسا کام کرے

---

(۱) عن تميم الداري أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "الدين النصيحة" قلنا: لمن؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم. (صحيح مسلم: (۵۴/۲) كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۴، ۴۲۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي۔

وأما نصيحة عامة المسلمين... فإرشادهم لمصالحهم في آخرهم ودنياهم وكف الأذى عنهم... ودفع المضار عنهم وجلب المنافع لهم... وترك غشهم وحسدهم وأن يحب لهم مايحب لنفسه من الخير ويكره لهم مايكره لنفسه من المكروه والذب عن أموالهم وأعراضهم وغير ذلك من أحوالهم بالقول والفعل. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۵۴/۱) كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ط: قديمي)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه السوق دائماً، وللتجار ملاحظ مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها... ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن أخرى في حالة أخرى... مالم يكن فيه غش أو خداع. (بحوث في قضايا فقهية: (۹،۸/۱) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچي.

تو پھر وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ایسا کرنے پر کیوں راضی ہوتا ہے لہٰذا ہر تاجر کو چاہئے کہ وہ جس مارکیٹ یا جس جگہ پر ہے اس کے مطابق قیمت بتائے، اور خریدار کو سیدھا سادہ ناتجربہ کار دیکھ کر قیمت زیادہ اور ہوشیار دیکھ کر قیمت کم نہ بتادے، ہاں اگر دوست واحباب کے لئے قیمت کم کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں، اسی طرح کوئی گاہک قیمت کم کرنے پر اصرار کرے تو اس کو کم قیمت پر دینے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ وہ مروجہ قیمت سے باہر نہیں نکلا اور زیادہ نہیں لیا۔

قیمت میں کمی کا تعین

جن صورتوں میں مبیع کو قدیم عیب کی وجہ سے واپس کرنا منع ہو، اور قدیم عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی ہوئی ہے وہ لینے کی اجازت ہو، تو ان صورتوں میں قیمت میں کمی کی تعیین غیر جانبدار ماہر افراد سے کرائی جائے گی، وہ لوگ چیز کے عیب دار ہونے اور عیب سے پاک ہونے کی دونوں صورتوں میں قیمت لگائیں گے، ان میں جو فرق ہوگا اس فرق کا خریدار بائع (سیلر) سے مطالبہ کرے گا۔ [۲]

---

(۲) لو حدث فی المبیع عیب عند المشتری... ثم ظهر فیه عیب قدیم فلیس للمشتری أن یرده بالعیب القدیم بل له المطالبة بنقصان الثمن فقط،... نقصان الثمن یصیر معلوماً بأخبار أهل الخبرة الخالین عن الغرض وذلک بأن یقوم ذلک الثوب سالماً ثم یقوم معیباً فما کان بین القیمتین من التفاوت ینسب الی الثمن المسمّٰی، وعلی مقتضی تلک النسبة یرجع المشتری علی البائع بالنقصان ۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۵۰، ۱۵۱)، المادة: ۳۴۵،۳۴۶، البیوع، الباب السادس، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

🗀 شرح المجلة للاتاسی: (۲/۳۱۱، ۳۱۲)، المادة: ۳۴۵،۳۴۶، أیضاً، ط: رشیدیه۔

🗀 درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۱/۳۵۲، ۳۵۳)، المادة: ۳۴۵،۳۴۶، أیضاً، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں

تاجر لوگ اشیاء کی قیمتوں میں جو کمی کرتے ہیں، اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، اور وہ صورتیں یہ ہیں:

① ''اشیاء زیادہ مقدار میں خریدنے کی بناء پر کمی کرنا''۔

جب کوئی گاہک ایک چیز زیادہ مقدار میں ایک ہی دفعہ میں یا کئی بار کسی مخصوص مدت میں خریدتا ہے تو تاجر قیمت میں کمی کردیتا ہے، یہ جائز ہے، اور اگر اس سے مقصود صرف گاہک کی سہولت یا کسی ضرورت مند کی مدد کرنا ہو تو اس پر اجر و ثواب ملے گا، اور اگر قیمتوں میں کمی سے مقصود دوسرے تاجروں کو نقصان پہنچانا ہو تو یہ درست نہیں ہوگا۔

② ''موسمی کمی''۔

کسی خاص موسم کے شروع، درمیان یا ختم ہونے پر تاجر قیمتوں میں کمی کرتے ہیں، جیسے آج کل گرمی کے موسم کے اختتام پر گرمی کے کپڑے، یا سردیوں کے اختتام پر سردی کے کپڑے، سوئیٹر، کمبل، جوتے، فریج ، وغیرہ کی قیمتوں میں کمی کا اعلان کردیا جاتا ہے، یہ صورت بھی جائز ہے۔

③ ''طلب بڑھانے کے لئے قیمتوں میں کمی کرتے ہیں''۔

بعض مرتبہ کسی چیز کی طلب میں اضافہ کرنے کے لئے اس کی قیمت میں کمی کا اعلان کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس چیز کی فروخت میں اضافہ ہوجاتا ہے، یہ صورت بھی جائز ہے۔

④ ''کوپن کے ذریعہ قیمتوں میں کمی کرنا''۔

کسی چیز کی تشہیر کے وقت خریداروں کو مخصوص کوپن پیش کیے جاتے ہیں،

جنہیں آئندہ خریداری کے وقت دکھا کر خریدار قیمت میں رعایت حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ صورت بھی جائز ہے۔

یہ چاروں صورتیں جائز ہیں۔[1]

---

(۱) عن جابر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رحم الله رجلاً سمحاً اذا باع و اذا اشترى و اذا اقتضى، رواه البخاری: (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة والمعاملة، الفصل الأول، ط: قديمی۔

فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق، ... (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۵۱)، باب الاحتكار، الفصل الثانی، ط: قديمی۔

قال رحمه الله: "ولا يسعر السلطان... لقوله عليه الصلاة والسلام: "لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق، ولأن الثمن حق البائع فكان اليه تقديره... (تبيين الحقائق: (۶/۲۲) كتاب الكراهية، فصل: فی البيع، ط: أشرفية كوئٹہ۔

كل يتصرف فی ملكه كيفما شاء... لايمنع أحد من التصرف فی ملكه مالم يكن فيه ضرر فاحش للغير... (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۱۹)، المادة: ۱۱۹۲، ۱۱۹۷، أنواع الشركات، الباب الثالث، الفصل الأول: فی بعض قواعد أحكام الأملاک، ط: فاروقيه كوئٹہ۔

کاپی رائٹ

☆ کسی شخص کو کسی شئ کی ایجاد یا طباعت میں پہل کرنے کی وجہ سے اس شئ کی صنعت یا طباعت کا اس طرح سے حق حاصل ہونا کہ دوسرے لوگوں کو اس کی صنعت یا طباعت سے روک دیئے جائیں، ایسے حق کو ''کاپی رائٹ'' کہتے ہیں، حکومت پہل کرنے والے کو کاپی رائٹ کا حق اس لئے دیتی ہے کہ پہل کرنے والا اپنی جانب سے یہ سمجھتا ہے کہ دوسروں کی صنعت یا طباعت سے اس کی آمدنی میں کمی آئے گی، جو بظاہر اس کا نقصان ہے، اس موہوم نقصان سے بچنے کے لئے وہ حکومت سے کاپی رائٹ کے لئے درخواست کرتا ہے۔

☆ عام حالات میں کاپی رائٹ کے تحت دوسروں پر پابندی لگوانا جائز نہیں، البتہ بعض خصوصی حالات میں مثلاً طباعت کی صورت میں اگر کوئی طباعت کرنے والا پہلے آدمی کو محض نقصان پہنچانے اور تنگ کرنے کے لئے صرف خرچہ کی قیمت یا اپنا نقصان کر کے خرچ سے بھی کم قیمت پر کتاب بازار لانے کا اعلان کرتا ہے، جبکہ طباعت کرنے والا اس کو واجبی نفع پر فروخت کر رہا ہے تو حکومت دوسرے پر پابندی لگا سکتی ہے، اور پہلا طباعت کرنے والا دوسرے طباعت کرنے والے پر پابندی لگوا سکتا۔ (1)

---

(۱) فان کان أرباب الأموال یتحکمون ویتعدون عن القیمة تعدیاً فاحشاً، وعجز القاضی عن صیانة حقوق المسلمین الا بالتسعیر فحینئذ لا بأس به بمشورة أهل الرأی والبصیرة۔ (الهدایة: (۳/۴۷۵)، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: رحمانیه)

تبیین الحقائق: (۶/۲۸)، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: امدادیه ملتان۔

الدر مع الرد: (۶/۴۰۰)، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔ =

☆ کاپی رائٹ، یا حق تصنیف یا حق طباعت پر کسی طرح بھی اجرت یا عوض لینا جائز نہیں ہے، نہ بیع کی صورت میں نہ صلح کی صورت میں اور نہ ہی دستبرداری کی صورت میں، بہرحال ناجائز ہے۔ (۱)

☆ مصنف اگر خود طباعت و اشاعت نہیں کرسکتا تو دیگر طریقوں سے وہ اپنی کتاب کا فائدہ حاصل کرسکتا ہے، مثلاً:

❶ مسودہ کسی ناشر کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے۔ (۲)

❷ مصنف کسی ناشر کے ہاتھ شرکت عنان کا معاملہ کرسکتا ہے، وہ اس طرح کہ مصنف اپنا مسودہ ناشر کے ہاتھ مناسب قیمت پر فروخت کردے، اور اس قیمت کو اپنی طرف سے شرکت میں اپنا رأس المال بنادے، اور نفع کی باہمی تقسیم کی شرح طے کرلے، یہ شرکت صرف اس کتاب سے متعلق ہوسکتی ہے۔ (۳)

= الضرر يزال:(شرح المجلة لسليم رستم (۲۳/۱)، المادة:۲۰، المقالة الثانية في بيان القواعدالفقهية الكلية، ط:مكتبه فاروقيه)

(۱) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذالايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف۔

(قوله: كحق الشفعة) قال في الأشباه:فلو صلح عنها بمال بطلت ورجع۔(الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، مطلب لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط:سعيد۔

الاشباه والنظائر:(ص:۲۱۰)، كتاب البيوع، ط:قديمي۔

مجمع الضمانات:(۳۸۵/۱)، باب الصلح، ط:دار الكتاب الاسلامي۔

(۲) قال الله تعالى: أحل الله البيع وحرم الربا۔[البقرة:۲۷۵]

فالبيع ما شرع الا لطلب الربح والفضل ، فالفضل الذى يقابله العوض حلال۔(المبسوط للسرخسي:(۱۱۹/۱۲) كتاب البيوع، أنواع الربا، ط:دار المعرفة۔

(۳) (ولا تصح مفاوضة وعنان... بغير النقدين... وصحت بعرض) هو المتاع غير النقدين... (ان باع كل منهما نصف عرضه بنصف عرض الآخر ثم عقداها) مفاوضة أو عناناً، وهذه حيلة لصحتها بالعروض۔

قوله: بنصف عرض الآخر) وكذا لو باعه بالدراهم ثم عقد الشركة في العرض الذى باعه =

⑮ پہلے طباعت کرنے والے نے جس ڈیزائننگ اور خاص طرز کتابت و طباعت کو اختیار کیا ہے، دوسرا کوئی طباعت کرنے والا یا اشاعت کرنے والا اس کو نقل نہ کرے، بلکہ اپنے لئے جدا طرز اختیار کرے، دوسرے کے لئے پہلے والے کی نقل کرنا شرعاً ممنوع ہوگا، کیونکہ اس سے پہلے طباعت کرنے والے کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اور خریداروں کو دھوکہ ہوسکتا ہے۔(۱)

کاٹنے کے بعد عیب دار ہونے کا علم ہوا

''ہر ہر دانہ الگ الگ ہوتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷۸/۶)

کارٹن میں خراب چیز نیچے اور صحیح چیز اوپر رکھنا

''ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح پھل اوپر رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۳/۳)

=جاز أیضاً زیلعی وبحر، وقوله: الذی باعه یعنی الذی باع نصفه بالدراهم۔ (الدر مع الرد: (۳۱۰/۴)، کتاب الشرکة، مطلب: فیما یقع کثیراً فی الفلاحین... الخ، ط: سعید)

☐ تبیین الحقائق: (۳۱۷/۳)، کتاب الشرکة، ط: امدادیہ ملتان۔

☐ البحر الرائق: (۱۷۳/۵) کتاب الشرکة، ط: سعید۔

(۱) وروی الدار قطنی عن أبی سعید الخدری قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "لا ضرر ولا ضرار من ضار ضار الله به ومن شاق شاق الله علیه۔" قال بعض العلماء: الضرر: الذی لک به منفعة وعلی جارک فیه مضرة۔ (تفسیر القرطبی: (۲۵۳/۸) التوبة: ۱۰۷، ط: دار الکتب المصرية)

☐ عن ابی هریرة رضی الله عنه، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام، فأدخل یده فیها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: یا صاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء یا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام، حتی یراه الناس، ثم قال: من غش فلیس منا... والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) کتاب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔

☐ عن ابی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: ... من غشنا فلیس منا۔ (صحیح مسلم: (۷۰/۱) کتاب الایمان، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم من غشنا فلیس منا، ط: قدیمی)

کارخانہ کا مال چوری چھپے بیچ دینا

کارخانہ کے بعض مزدور اور بعض سپاہی چوری چھپے کارخانہ سے سامان لے کر آجاتے ہیں، اور لوگوں کو کبھی سستی قیمت میں اور کبھی مناسب قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے، جان بوجھ کر ایسا سامان خریدنا جائز نہیں ہے، بلکہ جان بوجھ کر خریدنے والے کو بھی چوروں میں شامل کیا جائے گا۔[1]

کارخانے والے سے مال لینے کی بات طے کرلی

''فیکٹری سے بات طے کرلی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۶/۵)

کارڈ پر اشیاء خریدنا

''انعامی کوپن پر چیزیں خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۴/۱)

---

(۱) قال علیه الصلاة والسلام: من اشتری سرقة وهو یعلم انها سرقة فقد شرک فی عارها واثمها۔ (فیض القدیر: (۵٦۵۴/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۴۴۳] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز، ریاض)

لم یحل للمسلم ان یشتری شیئا یعلم انه مغصوب او مسروق او ماخوذ من صاحبه بغیر حق، قال علیه السلام: من اشتری سرقة ای مسروقا وهو یعلم انها سرقة فقد اشترک فی اثمها وعارها۔ (الحلال والحرام، لیوسف القرضاوي: (ص: ۲۱٦) الفصل الرابع فی المعاملات، ط: المکتب الاسلامی)

فمن علمت انه سرق مالا او خانه فی امانته او غصبه فاخذه من المغصوب قهرا بغیر حق لم یجز لی ان آخذه عنه لا بطریق الهبة ولا بطریق العوض ولا وفاء عن اجرة ولا ثمن مبیع۔ (مجموعة الفتاوی لابن تیمیة: (۲۹/۲۴۲) ط: مکتبة العبیکان سعودی عرب)

لا یجوز التصرف فی مال غیره بلا اذنه ولا ولایته۔ (الدر مع الرد: (٦/۲۰۰) کتاب الغصب، مطلب فی ما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، ط: سعید)

والحاصل ان علم ارباب الأموال وجب رده علیهم۔ (شامی: (۵/۹۹) و: (٦/۳۸۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالا حراما، و: کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

الهندیة: (۵/۳۴۹) کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیه۔

کار لیزنگ (Car Leasing)

(۲۵۷) کار لیزنگ یہ ہے کہ بینک کار خریدنے کے خواہشمند لوگوں کو نقد قیمت کے بجائے قسطوں میں قیمت ادا کرنے کی سہولت دے کر کار مہیا کر دیتا ہے، پھر مکمل قیمت کی ادائیگی تک اس سے ماہانہ سود کے ساتھ قسط وصول کرتا رہتا ہے۔

اس میں مختلف قباحتیں ہیں:

① جو قیمت شروع میں بتائی جاتی ہے آخر تک اس سے زیادہ رقم ادا کرنا لازم ہوتا ہے، کراچی میں ”کائی بور“ کے ریٹ کی وجہ سے اصل قیمت میں کمی زیادتی ہوتی ہے۔[1]

② اگر کوئی قسط مقررہ وقت پر ادا نہیں کی جاتی تو جرمانہ کے طور پر مزید رقم ڈال دی جاتی ہے، یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔[2]

③ لیز پر مہیا کی جانے والی ہر گاڑی کی انشورنس یا تکافل کرانا ضروری ہوتا

---

(۱) ومنها أن يكون المبيع معلوما والثمن معلوما يمنع المنازعة، فبيع المجهول جهالة تفضي إليها غير صحيح۔ (الفتاوى الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد۔

شرح المجلة لرستم باز: (۹۸/۱) المادة: ۲۳۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه۔

(۲) كان الرجل في الجاهلية: اذا كان له على انسان مأة درهم الى الأجل، فاذا جاء الاجل ولم يكن المديون واجداً لذلک المال، قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل فربما جعله مأتين، ثم اذا حل الأجل الثاني، فعل مثل ذلک، ثم الى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلک المائة أضعافها فهذا هو المراد من قوله: ”أضعافاً مضاعفة“۔ (تفسير كبير: (۲/۹) ال عمران: ۱۳۰، ط: دار الفكر)

اللباب في علوم الكتاب: (۵۳۳/۵) ال عمران: ۱۳۰، ط: دار الفكر۔

مالک عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق الى أجل، فاذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فاذا قضى، أخذ، والا زاده في حقه وأخر عنه في الأجل۔ (موطأ الامام مالک: (ص: ۲۰۶) كتاب البيوع، ط: باب ما جاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه)

ہے۔ اور انشورنس یا تکافل سود اور جوے کا مرکب ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ (۱)

لہٰذا اگر نقد قیمت ادا کر کے کار خریدنے کی استطاعت نہیں ہے تو نہ خریدیں صبر کریں، بینک یا دیگر کمپنیوں سے لیز پر کار وغیرہ خریدنے سے اجتناب کریں، اس سے دنیا میں کچھ مشکل ہوگی، لیکن آخرت میں آسانی ہوگی، اور سودی طریقہ سے لیز پر گاڑی لینے کی صورت میں دنیا میں آسانی ہوگی اور آخرت میں مشکلات ہوں گی۔

کاروبار اعتماد پر چلتا ہے

کاروبار اعتماد پر ہی چلتا ہے، اور جب جھوٹی قسم اور دھوکہ دہی کی وجہ سے کسی تاجر کی ساکھ متاثر ہوتی ہے تو اس کی تجارت خسارے میں چلی جاتی ہے، اس لیے اسلام نے قسمیں کھا کر مال بیچنے، ناپ تول میں کمی کرنے اور دھوکہ دینے سے منع کیا تاکہ برکت ختم نہ ہو، اور لوگوں کا اعتماد ختم نہ ہو، ورنہ بعد میں دکان میں مال ہوگا، لیکن خریدار نہیں آئیں گے۔ (۲)

---

(۱) قال اللہ تعالی: وأحل اللہ البیع وحرم الربٰو۔ (البقرة: ۲۷۵)

▭ یاایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (المائدة: ۹۰)

(۲) عن أبي ذر رضي اللہ عنه عن النبي صلی اللہ علیه وسلم قال: ثلاثة لایکلمهم اللہ یوم القیامة ولاینظر إلیهم ولایزکیهم، ولهم عذاب ألیم، قال أبو ذر: خابوا وخسروا من هم یا رسول اللہ؟ قال: المسبل، والمنان، والمنفق سلعته بالحلف الکاذب۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قدیمی)

▭ إن أبا هریرة رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: الحلف منفقة للسلعة ممحقة للبرکة۔ (صحیح البخاري: (۱/۲۸۰) کتاب البیوع، باب یمحق اللہ الربٰو ویربي الصدقات الخ، ط: قدیمی)

▭ وعن أبي قتادة رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إیاکم وکثرة الحلف في البیع فإنه ینفق ثم یمحق۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳) ط: قدیمی)

▭ الا یکتم في المقدار شیئا و ذلک بتعدیل المیزان والاحتیاط فیه وفي الکیل فینبغي أن یکیل کما یکتال قال اللہ تعالی: { ویل للمطففین الذین إذا اکتالوا علی الناس یستوفون وإذا کالوهم أو وزنوهم یخسرون }۔ (إحیاء علوم الدین: (۲/۷۷) کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الثالث في بیان =

کاروبار تبدیل کرنا

کوئی بھی کاروبار شروع کرنے سے پہلے استخارہ کر لینا چاہیے،[۱] جب کوئی کاروبار شروع کیا جائے، تو اس کو جہاں تک ممکن ہو جاری رکھنا چاہیے، وقتی خسارہ اور نقصان کی وجہ سے بار بار بدلنا نہیں چاہیے، ہاں اگر تجارت میں اتنا تغیر آ جائے کہ نفع نہ ملنے یا اصل سرمایہ ہی ضائع ہو رہا ہو تو کاروبار بدلنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے جو کام مل جائے اسے لازم پکڑ لے۔[۲]

=العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال أصابته السماء يا رسول الله! فقال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمى) ﷲ

(۱) عن أنس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یا أنس اذا هممت بأمر فاستخر ربک فيه سبع مرات ثم أنظر الى الذى يسبق الى قلبک فان الخير فيه۔ (عمل اليوم والليلة (ص: ۲۸۲) رقم الحديث: ۵۹۸، باب كم مرة يستخير الله عز وجل، مكتبه دار البيان۔

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة فى الأمور، كما يعلمنا السورة من القرآن۔ (الصحيح للبخارى: (۱۵۵/۱) كتاب التهجد، باب ماجاء فى التطوع مثنى مثنى، ط: قديمى)

(۲) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أصاب من شيئ فليلزمه۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) ابوب التجارات، باب إذا قسم للرجل من وجه فيلزمه، ط: قديمى)

المسند الجامع لأبي الفضل: (۳۸/۲، ۳۹) رقم الحديث: ۷۸۵، حرف الألف، أنس بن مالک الأنصاري، ط: دار الجيل۔

من أصاب من شيئ فيلزمه) أي من أصاب من أمر مباح خيرا الزمه ملازمته ولا يعدل عنه إلا بصارف قوي؛ لأن كلاً ميسر لما خلق له ذكره الطيبي، وفي رواية: من حضر له في شيئ فيلزمه، قال الزمخشري: أي من بورک له في صناعة أو حرفة أو تجارة فليقبل عليها۔ (فيض القدير للمناوي: (۶۵/۶) رقم الحديث: ۸۴۴۷، حرم الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک کو ایک جگہ سے رزق کا سبب بنادے تو اُسے نہ چھوڑے، جب تک کہ اس میں تغیر نہ آجائے، یا اچھی حالت سے تبدیل نہ ہوجائے، ورنہ ناقدری اور ناشکری ہوگی، اور یہ بھی معلوم نہیں کہ دوسرا کاروبار بھی کامیاب ہوگا یا نہیں۔ (۱)

کاروبار ختم کئے بغیر شرکت ختم کرنا

اگر شرکاء میں سے کوئی ایک شریک شرکت ختم کرنا چاہے، جب کہ دوسرا شریک یا باقی شرکاء اس ادارے کے کام کو جاری رکھنا چاہیں تو وہ ادارے کو چھوڑنے والے شریک کے حصے کی باہمی رضامندی سے قیمت لگا کر اسے خرید سکتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن نافع قال: كنت أجهز إلى الشام وإلى مصر، فجهزت إلى العراق، فأتيت عائشة أم المؤمنين فقلت لها: يا أم المؤمنين كنت أجهز إلى الشام فجهزت إلى العراق، فقالت: لا تفعل مالك ولمتجرك، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا سبب الله لأحدكم رزقاً من وجه فلا يدعه حتى يتغير له أو يتنكر له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب إذا قسم للرجل رزق من وجه فليلزمه، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

المسند الجامع: (۲۰/۱۸) رقم الحديث: ۱۶۷۷۰، حرف العين، عائشة بنت أبي بكر، ط: دار الجيل۔

(۲) داران بين ثلاثة نفر اقتسموها على أن يأخذ أحدهما احدى الدارين والثاني الدار الأخرى على أن يرد الذي أخذ الدار الكبرى على الذي لم يأخذ شيئا دراهم مسماة فهو جائز، لأنه اشترى نصيب الشريك الثالث بما اعطاه من الدراهم، ولو اشترى نصيب الشريكين جميعاً بالدراهم جاز، فكذا اذا اشترى نصيب أحدهما، ثم قاسم الشريك الأخر على قدر ملكها في الدارين، وذلك مستقيم ايضاً فقد بينا أن الدور تقسم قسمة واحدة بالتراضي، وكذلك ان أخذ الدار الكبرى اثنان منهم وأخذ الثالث الدار الصغرى واذا كانت داراً واحدة بينهم واخذها اثنان منهم كل واحد منهما طائفة معلومة على أن يردا على الثالث دراهم معلومة فهو جائز؛ لأنهما اشتريا نصيبه بما نقدا له من الدراهم۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۶/۱۵)، كتاب القسمة، باب قسمة الدور بالدراهم بريدها، ط: دار المعرفة)=

کاروبار میں برکت

اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی تجارت اور کاروبار میں برکت اور وسعت ہو تو وہ دو کام کرے: ایک تو لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ اور اچھا سلوک کرے، دوسرا رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

داود بن عیسٰی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ تورات میں یہ لکھا ہے کہ حسن سلوک، حسن اخلاق اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھائی گھروں کو آباد، مال کو زائد اور عمر میں اضافہ کرتا ہے، خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے رزق میں برکت چاہے یا اپنی وفات کے بعد ذکر خیر چاہے تو اسے صلہ رحمی کرنا چاہیے، اور چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔ (۲)

= "هو مبادلة المال بالمال بالتراضي" وهذا في الشرع، وفي اللغة: هو مطلق المبادلة من غير تقييد بالتراضي، وكونه مقيداً به ثبت شرعاً لقوله تعالى: الا أن تكون تجارة عن تراض۔ [النساء: ۲۹]، (تبيين الحقائق: (۲/۴)، كتاب البيوع، ط: امداديه، ملتان۔

الشامية: (۵۰۷/۴) كتاب البيوع، مطلب: القبول قد يكون بالفعل وليس من صور التعاطي۔ ط: سعيد۔

(۱) عن داود بن عيسى، قال: مكتوب في التوراة: صلة الرحم وحسن الخلق وبر القرابة تعمر الديار وتكثر الأموال وتزيد في الآجال وإن كان القوم كفارًا۔ (عمدة القاري: (۱۸۱/۱۱) كتاب البيوع، باب من أحب البسط في الرزق، ط: دار إحياء التراث العربي)

(۲) عن أنس بن مالك قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من سره أن يبسط له رزقه أو ينسأ في أثره فليصل رحمه۔ (صحيح البخاري: (۲۷۷/۱) كتاب البيوع، باب من أحب البسط في الرزق، ط: قديمى)

سنن أبي داود: (۲۵۰/۱) كتاب الزكاة، باب في صلة الرحم، ط: رحمانيه۔

كنز العمال: (۳۶۵/۳) رقم الحديث: ۶۹۶۵، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديل الأخلاق المحمودة، ط: مؤسسة الرسالة۔

کاروبار میں سچائی

''سچائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۱/۴)

کاروبار میں صداقت

''سچائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۱/۴)

کاریز کا پانی فروخت کرنا

بعض علاقوں میں پانی کی کمی دور کرنے کے لئے کاریز استعمال کئے جاتے ہیں، تو ان کاریزوں سے حاصل ہونے والا پانی فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ کاریز جاری نہر کے حکم میں ہے، نہر کے پانی کی طرح کاریز کا پانی بھی مملوک اور محفوظ نہیں ہے، تاہم اگر اس پانی کو برتن میں ڈال کر یا چاروں طرف بند باندھ کر محفوظ کر کے فروخت کیا جائے گا تو جائز ہوگا۔ [1]

کاروبار میں فیاضی سے کام لینا چاہیے

کاروبار میں فیاضی اور نرمی سے کام لینا چاہیے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور

---

(۱) والثالث: إذا دخل الماء في المقاسم فحق الشفعة ثابت... ولأن البئر ونحوها ما وضع للاحراز، ولا يملك المباح بدونه كالظبي إذا تكنس في ارضه۔ (الهداية: (۴/۳۸۲) كتاب احياء الموات، فصول في مسائل الشرب، ط: رشيديه)

والقناة مجرى الماء تحت الأرض... لأنه نهر في الحقيقة فتعتبر بالنهر...، ولأن الانهار والآبار والحياض لم توضع للاحراز، والمباح لا يملك الا بالاحراز۔ (البحر الرائق: (۸/۲۱۲) كتاب إحياء الموات، مسائل الشرب، ط: سعيد)

شامی: (۶/۴۳۹) كتاب إحياء الموات، فصل في الشرب، ط: سعيد۔

تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔ (۱)

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو بخش دیا وہ جب بیچتا تھا اور جب خریدتا تھا اور جب تقاضا کرتا تھا تو نرمی سے پیش آتا تھا۔ (۲)

کاروبار نیا شروع کرنے کی دعا

''نیا کاروبار شروع کرنے کی دعا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۴/۶)

کاروباری انشورنس کا حکم

''تجارتی انشورنس کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۲)

کاسٹ

''کاسٹ'' لاگت اور خرچہ کو کہتے ہیں۔

---

(۱) عن جابر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رحم الله رجلاً سمحاً إذا باع وإذا اشترى وإذا اقتضى۔ (بخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع، ومن طلب حقاً فليطلبه في عفاف، ط: قديمی)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمی۔

الترغيب والترهيب: (۳۴۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صل يالله عليه وسلم: غفر الله لرجل كان قبلكم كان سهلاً إذا باع سهلاً إذا اشترى سهلاً إذا اقتضى۔ (ترمذي: (۲۴۶/۱) كتاب البيوع، باب الترغيب في السماحة، ط: سعيد)

شعب الإيمان: (۵۳۶/۷) رقم الحديث: ۱۲۵۵، السابع والسبعون من شعب الإيمان، فصل في إنظار المعسر والتجاوز عنه، ط: دار الكتب العلمية۔

الترغيب والترهيب: (۳۴۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية۔

کاسٹ، انشورنس، فریٹ

"سی، آئی، ایف" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۷/۴)

کاسٹ اینڈ فریٹ

"سی اور ایف" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۹/۴)

کاسمیٹک کی تجارت

"ناخن پالش کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۲/۶)

کاغذات سرکاری

"سرکاری کاغذات" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۸/۴)

کافر

کافر آدمی خرید و فروخت کرسکتا ہے۔ (۱)

کافر پر کپڑا فروخت کرنا

مسلمانوں کے لیے کافر پر کسی بھی قسم کا کپڑا فروخت کرنا جائز ہے، پھر کافر اس سے جس طرح کا لباس بنا کر استعمال کرے، اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، مسلمان

---

(۱) وكذا اسلام البائع ليس بشرط لانعقاد البيع ولا لنفاذه ولا لصحته بالاجماع، فيجوز بيع الكافر وشراؤه۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد۔

وأما اسلام العاقد فليس بشرط فيصح من المسلم، والكافر والحربي المستأمن كما يصح البيع منهم۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۹/۴) كتاب الاجارة، فصل وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

وكذلك لا يشترط لصحة البيع اسلام المتعاقدين، فيصح البيع والشراء من غير مسلم سواء أكان ذميا أم حربيا أو مستامناً۔ (فقه البيوع على مذاهب الأربعة: (۱۶۶/۱) المبحث الثاني، الباب الأول في أهلية المتعاقدين، أحكام بيع غير المسلمين، ط: معارف القرآن)

تاجر پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ [(۱)] نیز کافر کو سلا ہوا لباس بھی فروخت کرنا جائز ہے، پینٹ، شرٹ، پتلون وغیرہ سب فروخت کر سکتے ہیں، اور کافروں کا مخصوص لباس بھی ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔ [(۲)] تاہم اس سے بچنا بہتر ہے، ہر جائز پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، آم اور جامن وغیرہ درختوں کے پتے کھانا جائز ہے لیکن کھانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس سے بچتے ہیں، اسی طرح کافروں کے مخصوص لباس فروخت کرنے سے بچنا چاہیے۔ [(۳)]

کافر سے تحفہ قبول کرنا

مسلمان کے لیے کافر یا مشرک سے تحفہ قبول کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز پاک اور حلال ہو، کیونکہ اس میں اس کی دل جوئی کا سامان ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کو

---

(۱) لایکره بیع الجاریة المغنیة، والکبش النطوح، والدیک المقاتل، والحمامة الطیارة، لأنه لیس عینها منکرًا، وإنما المنکر في استعماله المحظور۔ (تبیین الحقائق: (۲۹۷/۳) کتاب السیرة، باب البغاة، ط: إمدادیه ملتان)

رجل آجر بیتًا لیتخذه فیه نارًا أو بیعةً أو کنیسة، أو یباع فیه الخمر، فلا بأس به وکذا کل موضع تعلقت المعصیة بفعل فاعل مختار۔ (خلاصة الفتاوی: (۳۷۶/۴، ۳۷۷) کتاب الکراهیة، الفصل التاسع في المتفرقات، جنس آخر، ط: رشیدیه)

ولا بأس بأن یواجر دارًا من الذمي لیسکنها، فإن شرب فیها الخمر، أو عبد فیها الصلیب، أو دخل فیها الخنازیر، لم یلحق المسلم إثم في شیئ من ذلک، لأنه لم یواجرها لذلک، والمعصیة في فعل المستأجر۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۹/۱۶) کتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار المعرفة)

(۲) وفي المحیط: لایکره بیع الزنانیر من النصراني والقلنسوة من المجوسي، لأن ذلک إذلال لهما۔ (شامی: (۳۹۲/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۲۹/۶) کتاب الکراهیة، فصل في البیع، ط: إمدادیه ملتان۔

المحیط البرهاني: (۳۷۰/۱۰) کتاب البیوع، الفصل الخامس والعشرون في البیاعات المکروهة والأرباح الفاسدة، ط: إدارة القرآن۔

(۳) فتاویٰ محمودیہ: (۱۳۸/۱۶) کتاب البیوع، باب البیع الباطل والفاسد والمکروه، ط: فاروقیه۔

اس وجہ سے کفر سے توبہ کر کے دین اسلام کو قبول کرنے کی توفیق دیدے۔ (۱)

کافر کا جنازہ

☆ کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا جائز نہیں کیونکہ اس میں کافر مردار کی تعظیم وتکریم ہے، اور وہ اس کا مستحق نہیں۔ (۲)

☆ نیز جنازہ کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت کرنا بھی ہے، اور ظاہر ہے کہ کافر شفاعت کا اہل نہیں۔ (۳)

☆ کافر کے جنازے کی نماز میں بھی شریک ہونا ناجائز اور حرام ہے (۴)،

---

(۱) عن علي رضي الله عنه أن أكيدر دومة أهدى إلى النبي صلى الله عليه وسلم ثوب حرير فأعطاه عليا، فقال شققه خمرا بين الفواطم۔ (صحيح مسلم: (۲/ ۱۹۲) كتاب اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء... الخ، ط: قديمی)

وفي هذا الحديث جواز قبول هدية الكافر۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/ ۱۹۲) كتاب اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء، ط: قديمی)

الفتاوىٰ الهندية: (۵/ ۳۴۷، ۳۴۸) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ط: رشيديه۔

المحيط البرهاني: (۸/ ۷۰) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ط: إدارة القرآن۔

(۲، ۳) لا يجوز للمسلم أن يتبع جنازة الكافر، لأن تشييع الجنازة من اكرام الميت، والكافر ليس أهلاً للاكرام بل يهان۔ (الشرح الممتع على زاد المستقنع: (۵/ ۲۷۱)، كتاب الجنائز، فصل: غسل الميت وتكفينه، ط: دار ابن الجوزى)

ولا يغسل مسلم كافرا ولا يدفنه، وكذا لا يكفنه، ولا يتبع جنازته۔ (الانصاف للمرادى: (۲/ ۴۸۳) كتاب الجنائز، ط: دار احياء التراث العربى)

أنظر ايضاً الحاشية الآتيه۔

(۴) قال الله تعالى: ولا تصل على أحد منهم مات أبدا ولا تقم على قبره۔ [التوبة: ۸۴]

اشارة الى اهانتهم بعد الموت... والمراد من الصلاة المنهى عنها صلاة الميت المعروفة، وهى متضمنة للدعاء والاستغفار والاستشفاع... قوله: "ولا تقم على قبره" والمراد لا تقف عند قبره للدفن أو للزيارة، والقبر فى المشهور مدفن الميت، ويكون بمعنى الدفن، وجوزوا ارادته هنا ايضاً۔ (روح المعانى: (۱۰/ ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵) سورة التوبة: ۸۴، ط: دار احياء التراث العربى)=

اگر کوئی شخص حلال اور جائز سمجھ کر کافر کے جنازے میں شریک ہوگا تو ایمان کی تجدید کرنا لازم ہوگا، اور اگر شادی شدہ ہو، تو دوبارہ نکاح کی تجدید کرنا لازم ہوگا، اور اگر لاعلمی میں ہوا تو توبہ استغفار کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

کافر کا نکاح

☆ کافر کی شادی اور نکاح وغیرہ میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، جو کوئی مسلمان اس میں شریک ہوگا وہ گنہگار ہوگا، توبہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

= لا یجوز لأحد یؤمن باللہ ورسولہ والیوم الآخر أن یصلی علی کافر أو مشرک، لأن اللہ تعالیٰ نہی نبیہ والمؤمنین عن الاستغفار للمشرکین حیث قال: ما کان للنبی والذین آمنوا أن یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم أنہم اصحاب الجحیم، والصلوۃ علی المیت ہی الدعاء والاستغفار لہ۔ (کفایت المفتی: (۲۰۱/۴، ۲۰۲) کتاب الجنائز، نواں باب "شرکت جنازہ کفار" ط: دار الاشاعت)

قال علمائنا ہذا نص فی الامتناع من الصلاۃ علی الکفار۔ (احکام القرآن للقرطبی: (۲۰۲/۸) التوبۃ: ۸۴، ط: رشیدیہ)

(۱) ولا نکفر مسلماً بذنب من الذنوب: أی بارتکاب معصیۃ وان کانت کبیرۃ: أی کما یکفر الخوارج مرتکب الکبیرۃ، اذا لم یستحلہا: أی لکن اذا لم یعتقد حلہا، لأن من استحل معصیۃ قد ثبت حرمتہا بدلیل قطعی فہو کافر، ولا نزیل عنہ اسم الایمان۔ (شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری: (ص: ۷۱) ط: قدیمی)

الشامیۃ: (۲۹۲/۲) کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ط: سعید)

ثم ان کانت نیۃ القائل... الوجہ الذی یوجب التکفیر لا تنفعہ فتوی المفتی، ویؤمر بالتوبۃ والرجوع عن ذلک وبتجدید النکاح بینہ وبین امرأتہ۔ (الفتاوی الہندیۃ: (۲۸۳/۲) کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاۃ، ط: رشیدیہ)

المحیط البرہانی: (۳۹۷/۷) کتاب السیر، الفصل الثانی والأربعون فی مسائل المرتدین واحکامہم، النوع الأول: فی اجراء کلمۃ الکفر مع علمہ أنہا کلمۃ الکفر... الخ ط: ادارۃ القرآن)

الفتاوی التاتارخانیۃ: (۳۱۲/۵) کتاب أحکام المرتدین، فصل فی اجراء کلمۃ الکفر، ط: للبہی۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ {فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین}، سورۃ الأنعام: ۶۸۔

{ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار}، سورۃ ھود: ۱۱۳۔

مزید یہ کہ اس سے عام مسلمان ان کافروں کو مسلمان سمجھیں گے اور ان سے شادی بیاہ کرنے کو ناجائز اور حرام نہیں سمجھیں گے، اور اس بہانے سے ان کو مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کا موقع ملے گا۔ (۱)

☆ اگر کوئی مسلمان کافروں کے نکاح کو حلال اور جائز سمجھ کر شریک ہوگا تو ایمان اور نکاح دونوں کی تجدید کرنی ہوگی، اور توبہ واستغفار بھی کرنا ہوگا۔ (۲)

کافر کو ملازم رکھنا

''غیر مسلم کو ملازم رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۵)

کافر کی تعزیت

اگر کافر مرجائے تو اس کے وارثوں کی تعزیت کرنا جائز ہے، مگر تعزیت کا مضمون اس طرح ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں/آپ کو اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے، لیکن کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا جائز نہیں، کیونکہ اس میں کافر مردار کی تعظیم وتکریم ہوتی ہے، اور وہ اس کا مستحق نہیں۔

نیز جنازے کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت کرنا بھی ہے، ظاہر ہے کہ کافر شفاعت کا اہل نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) وماكان سبباً لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والاباحة، ط:سعيد۔

☞ وكل ماأدى الى مالا يجوز لا يجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶) كتاب الحظر والاباحة، فصل فى اللبس، ط:سعيد۔

☞ واستدل بالآية على أن الطاعة اذا أدت الى معصية راجحة وجب تركها، فان ما يؤدى الى الشر شر۔ (روح المعانى: (۲۵۲/۷) سورة الأنعام: ۱۰۸، ط: داراحياء التراث العربى۔

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۳، تحت العنوان ''كافر كا جنازه''۔

(۳) الباب الرابع عشر من الكراهية: ولا بأس بعيادة اليهودى والنصرانى، وفى المجوسى اختلاف كذا فى التهذيب، ويجوز عيادة الذمى كذا فى التبيين... وإذا مات الكافر قال لوالده أو قريبه فى تعزيته: "اخلف الله عليك خيرا منه واصلحك" أى اصلحك بالإسلام الخ۔ (الهندية: (۳۴۸/۵)=

کافر کی شادی

''کافر کا نکاح'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۷/۵)

کافر کی عیادت

کافر بیمار ہوجائے تو اس کی عیادت کرنا جائز ہے۔ (۱)

کافر کے پاس ملازمت کرنا

''غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۷/۵)

کافر کے ساتھ شراکت کا معاہدہ

مسلمان اور کافر کے درمیان کاروبار، تجارت وغیرہ میں شراکت کا معاہدہ کرنا اگرچہ حرام نہیں لیکن مناسب بھی نہیں، اور کافر کی امانتداری پر اگرچہ کسی نہ کسی طور پر اعتبار کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے کام پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ دانستہ یا نادانستہ ایسے معاملات طے کرسکتا ہے جو اسلام میں ناجائز اور حرام ہوں، اور وہ کافر ہونے کی وجہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے شرعی احکام کا پابند نہیں، اور اس کے مذہب میں وہ کام حرام نہیں۔ (۲)

= كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليها، ط: رشيديه۔

وصرح بإهانة جيفة الكافر في جنائز الشامي والدر المختار حيث قال: فيغسله غسل الثوب النجس، وأيضا قيده بالاحتياج أي إذا لم يكن له قريب غيره من أهل ملته ثم قال فلو له قريب فالأولى تركه لهم. (شامي: (۲/ ۲۳۰) كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد۔

انظر أيضا رقم الحاشية: ۱ تحت العنوان "كافر كا جنازه"

(۱) ''کافر کی تعزیت'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) لا بأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة إذا كان مما لا بد منه، كذا في السراجية۔ (الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۴۸) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة، ط: رشيديه)

الفتاوى السراجية: (ص: ۷۳) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد۔ =

مزید یہ کہ غیر مسلم کو کاروبار میں شریک بنانے سے اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور آنا جانا اور کھانا پینا بھی ہوگا، اس طرح اس کے ساتھ الفت ومحبت بھی پیدا ہوگی اور معاشرتی تقاضے کے مطابق اس کی طرف جھکاؤ بھی ہوگا، ان چیزوں سے دین میں نقص پیدا ہوگا، اور آہستہ آہستہ ایمان کمزور ہوتا جائے گا، رفتہ رفتہ اسلامی تمدن و تہذیب ختم ہوتی جائے گی، اور اس کے مطالبہ کی وجہ سے بسا اوقات حرام کام پر مجبور بھی ہوجائے گا، یوں اللہ کو ناراض کر کے آخرت کو تباہ و برباد کرے گا۔ (۱)

کافر کے ہاتھ قرآن مجید فروخت کرنا

کسی کافر کو قرآن کریم ترجمہ والا ہو یا ترجمہ کے بغیر یا صرف ترجمہ ہو اور دینے یا فروخت کرنے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ اس کی بے حرمتی، اہانت اور تحقیر کرے گا، اور اس کے آداب وحرمت کا خیال نہیں رکھے گا، تو اس کو قرآن کریم فروخت کرنا یا گفٹ کے طور پر دینا حرام اور گناہ ہے۔

= وأما التساوي في الدين، فلا تصح عند أبي حنيفة و محمد في المفاوضة بين المسلم والذمي. وقال أبو يوسف: تصح ... إلا أنه يكره عنده؛ لأن الذمي لا يهتدي إلى الجائز من العقود فيخاف منه أن يطعمه الربا. (الجوهرة النيرة: (۱/۳۴۵) كتاب الشركة، ط: حقانيه)

الدر المختار مع الرد: (۴/۳۰۶) كتاب الشركة، مطلب في شركة المفاوضة، ط: سعيد.

تبيين الحقائق: (۳/۳۱۴، ۳۱۵) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان.

(۱) {يأيها الذين آمنوا لا تتخذوا الذين اتخذوا دينكم هزؤا ولعبا من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم والكفار أولياء}. [المائدة: ۵۷]

وأجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانبته وبعده ورب صرم جميع خير من مخالطة تؤذيه، في النهاية: يريد به الهجر ضد الوصل يعني فيما يكون بين المسلمين من عتب وموجدة أو تقصير يقع في حقوق العشرة والصحبة دون ما كان من ذلك في جانب الدين فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات ما لم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق. (مرقاة المفاتيح: (۹/۲۳۰) كتاب الآداب، باب ما ينهى من التهاجر والتقاطع، واتباع العورات، ط: رشيديه)

وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (۶/۳۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد.

لیکن اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو تعلیم و تبلیغ کی غرض سے کسی کافر کو قرآن کریم دینے میں یا اس کے ہاتھ فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں، جائز ہے۔ (١)

کافر ممالک سے گوشت درآمد کرنا

☆ کافر، بت پرست اور کمیونسٹ کا ذبیحہ حرام ہے، اس لیے ایسے ممالک سے گوشت درآمد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ لوگ جانوروں کو غیر اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کرتے ہیں، مثلاً گلا گھونٹ کر مارنا، یا بجلی کے جھٹکے سے مارنا، یا اوپر سے گرانا وغیرہ، ہاں اگر مسلمانوں کے ذریعہ اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کرتے ہیں تو ان کے گوشت کو درآمد کرنا جائز ہوگا۔ (٢)

---

(١) ويمنع النصراني من مسه ، وجوزه محمد اذا اغتسل، ولا بأس بعلمه القرآن والفقه عسى أن يهتدي. (الدر المختار مع الرد: (١٧٨/١) كتاب الطهارة، قبيل باب المياه، ط: سعيد)

ولا بأس بتعليم الكافر القرآن أو الفقه رجاء أن يهتدي، ولكن لا يمس المصحف مالم يغتسل۔ (حلبي كبير: (ص: ٤٩٢)، تتمات فيما يكره من القرآن في الصلاة ومالا يكره وفي القراءة خارج الصلوة، ط: سہیل اکیڈمی۔

قال الامام محمد في السير الكبير: واذا قال الحربي أو الذمي للمسلم: علمني القرآن فلا بأس بأن يعلمه ويفقهه في الدين، لعل الله يقلب قلبه۔ والحاصل مما سبق أن وقوع المصحف بأيدي الكفار انما يمنع منه اذا خيف منهم اهانته، أما اذا لم يكن مثل هذا الخوف، فلا بأس بذلك لاسيما لتعليم القرآن وتبليغه، والله أعلم (تكملة فتح الملهم: (٣٨٦/٣)، كتاب الامارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف، مكتبه دار العلوم كراچی۔)

(٢) ومنها (أي: من شرائط الذكاة) أن يكون (أي الذابح) مسلما أو كتابيا ، فلاتؤكل ذبيحة أهل الشرك والمجوسي والوثني وذبيحة المرتد۔ (بدائع الصنائع: (٤٥/٥) كتاب الذبائح والصيود، فصل: وأما بيان شرط حل الأكل، ط: سعيد)

الاختيار لتعليل المختار: (٢٢٨/٣، ٢٢٩) كتاب الذبائح، ط: دار الرسالة العالمية۔

ومن الشروط المهمة لحصول التزكية الشرعية أن يكون الذابح مسلما أو كتابيا، على كونه عاقلاً مميزًا فلاتجوز ذبيحة غير أهل الكتاب من الكفار والمشركين۔ وهذا الشرط قد اتفق عليه الفقهاء، لا نعلم بينهم في ذلك خلافاً حتى حكى بعض العلماء الإجماع على ذلك۔ (بحوث في قضايا فقهية المعاصرة: (٢٥/٢) أحكام الذبائح واللحوم المستوردة، ط: دار العلوم كراچی)=

☆ اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی اگر اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کرتے ہیں، تو اس کا گوشت حلال ہے، اور اس کو درآمد کرنا بھی جائز ہے۔(۱)

کافر ممالک میں کام کرنے کی غرض سے سفر کرنا

اگر مسلمان کو مسلمان ملک میں کام مل جائے، اور اس سے گزارا بھی ہو سکے تو کافروں کے ممالک میں کام کے لیے نہیں جانا چاہیے، اور اگر مسلم ممالک میں اسے گزارے کے قابل کوئی کام نہ ملے تو کام کرنے کے لیے کافر ممالک میں اس شرط کے ساتھ جانا جائز ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو کفار کی مشابہت سے محفوظ رکھ سکے، اور اگر وہ اس سے محفوظ نہ رہ سکے تو پھر اپنے دین کی حفاظت کرنا زیادہ ضروری ہے۔(۲)

= (ويقبل قول كافر) ولو مجوسيا (قال: اشتريت اللحم من كتابي فيحل أو قال) اشتريته (من المجوسي فيحرم)۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۴۴/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

(۱) {اليوم أحلّ لكم الطيبات وطعام الّذين أوتوا الكتب حل لكم وطعامكم حل لهم}۔ [المائدة: ۵] .

وتؤكل ذبيحة أهل الكتاب، (بدائع الصنائع: (۴۵/۵) كتاب الذبائح والصيود، فصل: وأمّا بيان شرط حل الأكل، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲۸۵/۵) كتاب الذبائح، الباب الأوّل في ركنه وشرائطه وحكمه، ط: رشيديه۔

(۲) المسلم إذا آجر نفسه من الكافر ليخدمه جاز ويكره، قال الفضيلي: لا يجوز في خدمة وما فيه إذلال بخلاف الزراعة والسقي۔ (خلاصة الفتاوى: (۱۴۹/۳) كتاب الإجارة، الفصل العاشر في الحظر والإباحة، ط: رشديه)

ويكره للمسلم أن يؤاجر نفسه من الكافر للخدمة، ويجوز إذا فعل، أمّا الجواز فلما مرّ وأمّا الكراهة ؛ لأنّه استذلال صورة إن لم يكن استذلالاً معنى، وليس للكافر استذلال المسلم صورة۔ وفي "فتاوى الفضيلي": لا يجوز إجارة المسلم نفسه من النصراني للخدمة، وفيما سوى الخدمة يجوز، والأجير في سعة من ذلك ما لم يكن في ذلك إذلال۔ (المحيط البرهاني: (۳۰۴/۱۱) الفصل الحادي عشر: في الاستئجار للخدمة، ط: إدارة القرآن)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۱۲۵/۵) كتاب الإجارات، العاشر في الحظر والإباحة، ط: رشيديه۔

(درء المفاسد أولى من جلب المنافع) أي إذا تعارضت مفسدة ومصلحة يقدم دفع المفسدة على جلب المصلحة، فإذا أراد شخص مباشرة عمل ينتج منفعة له ولكنه من الجهة الأخرى يستلزم ضررًا =

کافر ممالک میں کوئی چیز ملے

''غیر اسلامی ممالک میں کوئی چیز ملے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۷/۵)

کافروں سے تجارتی پالیسی

''غیر اسلامی ممالک سے تجارتی پالیسی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۶/۵)

کافروں سے مال خریدنا

کافروں سے حلال چیزیں خریدنا منع نہیں ہے، لیکن مسلمانوں سے خریدنا ہی بہتر ہے۔[1]

تاکہ کافروں کے ساتھ مالی اور مذہبی اعتبار سے مدد نہ ہو، ورنہ وہ لوگ اپنے مال و دولت کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں گے اور مسلمانوں کو خوب نقصان پہنچائیں گے، جس کی تلافی کرنا مسلمانوں کے لئے بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا، نیز

=مساویًا لتلک المنفعة أو أکبر منها... فیجب أن یقلع عن إجراء ذلک العمل درئًا للمفسدة المقدم دفعها علی جلب المنفعة؛ لأنّ الشرع اعتنی بالمنهیات أکثر من اعتنائه بالمأمور بها۔ (درر الحکام شرح مجلّة الأحکام: (۳۷/۱) المادة: ۳۰، المقالة الثانیة في بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: دار الکتب العلمیة)

شرح المجلّة لرستم باز: (۲۶/۱) المادة: ۳۰، أیضا، ط: فاروقیه۔

الأشباه والنظائر: (ص: ۹۱) الفن الأوّل، القاعدة الخامسة: الضرر یزال، ط: قدیمی۔

(۱) ولا بأس بحمل الثیاب والمتاع والطعام ونحو ذلک الیهم؛ لانعدام معنی الامداد والإعانة... الا ان الترک افضل؛ لأنّهم یستخفون بالمسلمین ویدعونهم إلی ماهم علیه۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۲/۷) کتاب السیر، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

ویجوز أن یشتری المسلم أرض الخراج من الذمی۔ (الهندیة: (۲۴۰/۲) کتاب السیر، الباب السابع فی العشر والخراج، ط: رشیدیه۔

ویتعین ان لایشتری المسلم الدقیق من طواحین أهل الکتاب ولایطحن عندهم لوجوه؛ أحدها ماتقدم من انه یعین اهل الکفر بذلک۔ والثانی: انه یترک إعانة إخوانه۔ (المدخل لابن امیر حاج: (۱۲۴/۴) ط: مصطفی البابی الحلبی مصر۔

اس مال کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی کوشش کریں گے۔

کافروں کو آلات مزامیر فروخت کرنا

کافروں کو آلات مزامیر فروخت کرنے کی گنجائش ہے۔ (۱)

کافروں کو کپڑا بیچنا

مسلمان کے لیے کافر مرد اور عورتوں کو کپڑا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ کپڑے ستر چھپانے والے، جاندار کی تصاویر اور صلیب سے خالی ہوں، اور مردوں کے لیے ریشم کے کپڑے نہ ہوں۔ (۲)

کافروں کو مال فروخت کرنا

کافروں کو مال فروخت کرنا جائز ہے، چاہے اس کافر کی آمدنی کا ذریعہ کچھ بھی ہو۔ (۳)

---

(۱) وفي بيعه أي المزمار مع الكفار لم تقم الحرمة بالعين ولا بالفعل؛ فإن الكفار ليسوا مخاطبين بحرمة الغناء، ولا هو حرام في الأديان كلها۔ (امداد الاحکام: ۳/۳۹۸) کتاب البیوع، عنوان: الآت لہو ولعب اور تصویروں کی تجارت کا حکم، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۲) لا بأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة إذا كان مما لا بد منه، كذا في السراجية۔ (الفتاوى الهندية: (۵/۳۴۸) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة، ط: رشيديه)

الفتاوى السراجية: (ص: ۷۴) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد۔

ولو وجدوا في الغنائم صليبا من ذهب أو فضة أو تماثيل... فإنه ينبغي للإمام أن يكسر ذلك كله فيجعله تبرا؛ لأنه لو قسمه أو باعه كذلك، ربما يبيعه من يقع في سهمه من بعض المشركين بأن يزيدوا له في ثمنه رغبة منهم في لباسه أو في أن يعبدوا فليتحرز عن ذلك بكسر الصليب والتماثيل۔ (شرح السير الكبير: (۳/۱۳۲) ما يحمل عليه الفيء وما يركبه الرجل من الدواب، ط: دار الكتب العلمية۔

وبيع المكعب المفضض للرجل إن ليلبسه يكره؛ لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (شامي: (۶/۳۹۲) كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۳) ولو كان لمسلم على نصراني دين، فباع النصراني خمرا وأخذ بثمنها وقضاه المسلم من دينه، جاز له أخذه؛ لأن بيعه له مباح۔ (الفتاوى الهندية: (۵/۳۶۷) كتاب الكراهية، الباب السابع والعشرون=

کافروں کی جائیداد

(۲۷۵) جب تک حکومت کافروں کی متروکہ جائیداد کسی مسلمان کو مالک بنا کر قبضہ میں نہ دے تب تک کوئی مسلمان اس چیز کا مالک نہیں ہوگا، اور ان چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں حکومت کی جانب سے مالک بنا کر دینے کے بعد ان چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا۔[1]

=فی القرض والدین، ط:رشیدیه)
اذا کان لشخص مسلم دین علی مسلم، فباع الذی علیه الدین خمراً وأخذ ثمنها وقضی الدین، لا
یحل للمدین أن یأخذ ذلک، وان کان البائع کافراً، جاز له أن یأخذ۔ (البحر الرائق: (۳۶۹/۸) کتاب
الکراهیة، فصل فی البیع، ط: رشیدیه)
الدر مع الرد: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط:سعید۔
لابأس بین المسلم والذمی معاملة اذا کان مما لا بدمنه کذا فی السراجیة۔ (الفتاوی الهندیة: (۵/
۳۴۸) کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی الکسب، ط:رشیدیه)
(۱) عن عمرو بن شعیب رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یحل سلف وبیع ولا
شرطان فی بیع، ولا ربح مالم یضمن، ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص:۲۴۸) کتاب
البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط:قدیمی۔
عن حکیم بن حزام رضی الله عنه قال: نهانی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن أبیع مالیس عندی۔
(رواه الترمذی فی روایه له ولأبی داود والنسائی: قال: قلت: یا رسول الله! یأتینی الرجل فیرید منی البیع
ولیس عندی فابتاع له من السوق، قال: لا تبع مالیس عندک، هذا یحتمل أمرین... والثانی أن یبیع منه
متاعاً لا یملکه ثم یشتریه من مالکه ویدفعه الیه وهذا باطل، لأنه باع مالیس فی ملکه وقت البیع وهذا معنی
قوله: "قال: لا تبع مالیس عندک" أی شیئاً لیس فی ملکک حال العقد۔ (مرقاة المفاتیح: (۷۷/۶،
۷۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط:رشیدیه)
وشرط المعقود علیه ستة کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه وکون الملک للبائع فیما
یبیعه لنفسه وکونه مقدور التسلیم فلم ینعقد بیع المعدوم... ولا بیع مالیس مملوکاً له۔ (الشامیة: (۴/
۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط:سعید)
بدائع الصنائع: (۱۴۶/۵) کتاب البیوع، فصل فی الشرط الذی یرجع الی المعقود علیه، ط:

کافروں کی دکان سے مال خریدنا

(۲۷۶) اگر کسی جگہ پر مسلمان اور کافر دونوں کی دکانیں ہیں، اور مسلمان دھوکہ اور فریب سے معاملہ نہیں کرتا اور خراب چیز بھی نہیں دیتا اور مہنگا بھی فروخت نہیں کرتا، تو ان صورتوں میں مسلمان کی دکان سے مال خریدنا چاہیے، اور کافر کی دکان کو مسلمان کی دکان پر ترجیح نہیں دینی چاہیے، ورنہ مسلمان سے نفرت اور کفار کے ساتھ دوستی، محبت اور ان سے خوش ہونے کا پہلو ظاہر ہوگا۔

مزید یہ کہ اس سے مسلمان کافروں کا نقصان اور کافروں کا فائدہ ہوگا، اور مسلمانوں کا کاروبار ٹھپ ہوجائے گا، بعد میں کفار مسلمانوں کو کمزور دیکھ کر ظلم وستم کا بازار گرم کریں گے۔

لیکن اگر مسلمان دھوکہ اور فریب سے کام لیتے ہیں، مہنگی چیز بیچتے ہیں، یا ملاوٹ والی یا خراب چیز دیتے ہیں، تو پہلے ان کو نصیحت کریں، تاکہ یہ برائیاں چھوڑ دیں، اگر نصیحت پر عمل کرتے ہیں تو بہتر ورنہ دوسرے لوگوں سے خریدنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (۱)

---

(۱) س ۳: ما حکم ترک المسلمین التعاون بینهم بأن لایرضی ولایحب أن یشتري من المسلم، ویرغب في الشراء من دکاکین الکفار، هل هذا حلال أم حرام؟

ج ۳: الأصل جواز شراء المسلم مایحتاجه مما أحل الله له من المسلم أو من الکافر، وقد اشتری النبي صلی الله علیه وسلم من الیهود، لکن إذا کان عدول المسلم عن الشراء من أخیه المسلم من غیر سبب من غش و رفع أسعار ورداءة سلعة إلی محبة الشراء من الکافر والرغبة في ذلک وإیثاره علی المسلم دون مبرر، فهذا حرام؛ لما فیه من موالاة الکفار ورضاء عنهم ومحبة لهم، ولما فیه من النقص علی تجار المسلمین وکساد سلعهم، وعدم رواجها إذا اتخذ المسلم ذلک عادة له، وأما إن کانت هناک دواع للعدول من نحو ما تقدم فعلیه أن ینصح لأخیه المسلم بترک ما یصرفه عنه من العیوب، فإن انتصح فالحمد لله، وإلا عدل عنه إلی غیره، ولو إلی کافر یحسن تبادل المنافع ویصدق في معاملته۔ (فتاوی اللجنة الدائمة: (۱۸/۱۳) رقم الفتوی: ۳۳۲۳، الشراء من کفار مع وجود مسلمین، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمیة والإفتاء)

امداد الفتاوی: (۱۴۱/۳) کتاب البیوع، حوادث الفتاوی، ط: دار العلوم کراچی۔

کافروں کے تحائف

''غیر مسلموں کے تحائف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۵)

کافروں کے تیار کردہ کھانے

کافروں کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی، اسی طرح مٹھائی اور گھی وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے، لیکن گوشت کھانا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

تاہم مسلمانوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز مل جائے تو اس کو ترجیح دینی چاہیے۔ (۱)

کافروں کے لئے حرام اشیاء فروخت کرنا

کافروں اور ذمیوں کے لئے حرام اشیاء بیچنا جائز ہے، مثلاً ان کے مذہب میں شراب اور خنزیر بیچنا جائز ہے اس پر پابندی عائد کرنا درست نہیں، البتہ مسلمانوں کے لئے حرام اشیاء بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) ولا بأس بطعام المجوس كله الا الذبيحة، فان ذبيحتهم حرام۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة ــــ الخ، ط: رشيديه)

ولا بأس بطعام المجوس، وأهل الشرك ماخلا الذبائح، فان النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يأكل ذبائح المشركين، وكان يأكل ماسوى ذلك من طعامهم، فانه كان يجيب دعوة بعضهم تأليفاً لهم على الاسلام۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۷/۲۴) كتاب الأشربة، ط: دار المعرفة)

خلاصة الفتاوى: (۳۴۶/۴) كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۳۷۴/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

(۲) عن سويد بن غفلة: ان بلالاً قال لعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه ان عمالك يأخذون الخمر والخنازير في الخراج، فقال: لاتأخذوها منهم ولكن ولوهم بيعها وخذوا انتم من الثمن۔ (إعلاء السنن: (۱۱۷/۱۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن)

والذمي كالمسلم في بيع الخمر والخنزير ... وما لايجوز من الربا وغيره، لايجوز لهم إلا في الخمر والخنزير، فإن عقدهم فيها كعقد المسلم على العصير والشاة۔ (تبيين الحقائق: (۵۳۲/۴) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: دار الكتب العلمية بيروت)=

کافروں کے معاونین کے ساتھ کاروبار کرنا

''اسرائیل کے معاون مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کافروں کے ملک سے مال درآمد کرنا

''کافروں کے ممالک میں مال برآمد کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۸/۵)

کافروں کے ممالک میں مال برآمد کرنا

کافروں کے ممالک میں ایسی چیزوں کو برآمد کرنا جائز ہے جس سے مسلمانوں کو نقصان نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک بار مدینہ منورہ کی کھجوریں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو ارسال فرمائیں، اور ان کے بدلے میں مکہ مکرمہ کی کھالیں درآمد کیں، یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ کے کفار مدینہ منورہ کے مسلمانوں کے جان کے دشمن تھے۔ (۱)

= الذمی کالمسلم الا فی الخمر فإنها فی حقه کالخل والخنزیر فی حقه کالشاة... فی البحر: لا یمنعون من بیع الخمر والخنزیر۔ (مجمع الأنهر: (۱۵۲/۳) کتاب البیوع، مسائل شتی، ط: غفاریه کوئٹه)

شامی: (۲۲۸/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

(۱) وقد روی أن النبی صلی الله علیه وسلم: کان یقبل هدایا المشرکین، وأنه أهدی مع عمرو بن امیة الضمیری الی أبی یوسف تمر عجوة، واستهداه أدماً، فقبل هدیة رسول الله صلی الله علیه وسلم، وأهدی له الأدم. (شرح السیر الکبیر: (۷۰/۱) صلة المشرک، ط: دار الکتب العلمیة)

عن عکرمة، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم أهدی الی أبی سفیان تمر عجوة، وهو بمکة مع عمرو بن أمیة وکتب الیه یستهدیه أدماً، فأهدی الیه أبو سفیان۔ (الأموال لابن زنجویه: (۵۸۹/۲) رقم الحدیث: ۹۶۸، کتاب مخارج الفیء ومواضعه التی یصرف الیها... الخ باب فضل ما بین الغنیمة والفیء... الخ۔ ط: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیة)

الأموال للقاسم بن سلام: (۳۲۸/۱) رقم الحدیث: ۶۳۳، ط: دار الفکر، بیروت)

ولکنا نستدل بما روی أن رسول الله صلی الله علیه وسلم "أهدی الی أبی سفیان رضی الله عنه تمر عجوة حین کان بمکة حربیا، واستهداه أدماً"، "بعث بخمس مائة دینار الی أهل مکة حین قحطوا لتفرق بین المحتاجین منهم" ولأن بعض ما یحتاج الیه المسلمون من الأدویة وغیرها یحمل =

کال سینٹر

انٹرنیشنل کال سینٹر کے ذریعہ خرید وفروخت کے معاملات کی چند صورتیں ہیں:

☆ پہلی صورت یہ ہے کہ خریدار کی مطلوبہ چیز کال سینٹر والے کے پاس موجود نہیں ہوتی بلکہ کسی تیسرے شخص یا کمپنی کی ملک میں موجود ہوتی ہے، اور کال سینٹر والے بیچنے والے اور خریدنے والے کے درمیان کمیشن ایجنٹ کے طور پر سودا کرانے کی خدمت انجام دیتے ہیں، اور کمیشن بھی پہلے سے طے ہوتا ہے، اور خریدی جانے والی چیز بھی جائز اور حلال ہوتی ہے تو یہ صورت جائز ہے۔ (۱)

☆ دوسری صورت یہ ہے کہ کال سینٹر والے مطلوبہ چیز خریدار کو بائع ہونے کی حیثیت سے فروخت کریں، تو اس صورت میں خریدار سے سودا کرتے وقت مطلوبہ چیز کال سینٹر والوں کے قبضے اور ملک میں ہونا ضروری ہے، یا کال سینٹر والوں کا مالک کی جانب سے مطلوبہ چیز بیچنے کے لیے وکیل ہونا ضروری ہے، تو شرعاً یہ صورتیں بھی جائز ہیں، البتہ مالک ہونے کی صورت میں کسی سے کمیشن لینا جائز نہیں

= من دار الحرب، فاذا منعنا تجار المسلمين من أن يحملوا اليهم ما سوى السلاح فهم يمنعون ذلك ايضاً، وفيه من الضرر ما لا يخفى ۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۰/۹۲) كتاب السير، باب صلح الملوك والموادعة، ط: دار المعرفة)

(۱) دل الحديث على جواز الدلالة والسمسرة، وفي كتبنا أن الدلال يجوز له أن يأخذ الأجرة من المشتري أو البائع أو من كليهما إن كان العرف كذلك ۔ (العرف الشذي على جامع الترمذي: (۱/۲۳۱) أبواب البيوع، باب التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد)

ولو سعى الدلال بينهم فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف ۔ (جامع الفصولين: (۲/۱۵۳) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، أحكام دلال وما يتعلق به، ط: اسلامی کتب خانه)

الدر مع الرد: (۴/۵۶۰) كتاب البيوع، مطلب: فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد

ہوگا، اور وکیل ہونے کی صورت میں کمیشن لینا جائز ہوگا۔ (۱)

☆ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر مطلوبہ چیز کال سینٹر والوں کی ملکیت اور قبضہ میں نہیں، یا کال سینٹر والے مالک کی جانب سے وکیل بھی نہیں، تو کال سینٹر والوں کے لیے مطلوبہ چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، البتہ کال سینٹر والے ایسی صورت میں خریدار سے وعدہ کرسکتے ہیں، مثلاً کال سینٹر والے خریدار سے کہیں کہ ہم آپ کو فلاں چیز اتنی قیمت پر دیں گے، یا فروخت کریں گے، بعد میں وہ چیز خرید کر قبضہ کریں پھر اس کے بعد وعدہ کے مطابق سودا کریں تو یہ جائز ہوگا۔ (۲)

کام چوری اور سینہ زوری

جس طرح طے شدہ معاوضہ کے مقابلہ میں کام چوری گناہ اور ظلم کا کام ہے، اسی طرح محنت کے مقابلہ میں مالک سے زیادہ اجرت کا مطالبہ کرنا بھی ظلم وزیادتی ہے، اسی طرح ناجائز مطالبہ کو تسلیم کرنے پر مجبور کرنے کے لیے ہڑتال کرنا اور کام

---

(۱) تصحّ الوكالة بأجر وبغير أجر؛ لأنّ النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات ويجعل لهم عمولة... ولأنّ الوكالة عقد جائز لا يجب على الوكيل القيام، فيجوز أخذ الأجر فيها۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۴۰۵۸/۵) البحث الأوّل: تعريف الوكالة، ط: رشيديه)

🗀 شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۴۹۸/۴) المادة: ۱۵۰۴، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث، الفصل الثالث: في الوكالة بالبيع، ط: رشيديه۔

🗀 شرح المجلّة لرستم باز: (۶۳۴/۲) المادة: ۱۵۰۴، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۲) وبيع ماليس فى ملكه) لبطلان بيع المعدوم۔ وفى الرد: قوله: وبيع ماليس فى ملكه)... بأن المراد ماسيملكه قبل ملكه... قوله: لبطلان بيع المعدوم) اذ من شرط المعقود عليه أن يكون موجوداً مالاً متقوماً فى نفسه وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸/۵، ۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الآدمى مكرم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد۔

🗀 البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

🗀 لايصح بيع المنقول قبل قبضه لنهيه عليه السلام عن بيع مالم يقبض۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئته)

🗀 الهداية: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه۔

بند کر دینا بھی ظلم وزیادتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ابولولو فیروز نامی تھا جو ایک بڑا ماہر کاریگر تھا، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا کہ میرے مالک (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر اجرت کی یومیہ ادائیگی زیادہ عائد کر رکھی ہے، آپ کچھ کم کرا دیجیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کیا کچھ کام جانتے ہو؟ اس نے کہا: نجاری (بڑھئی کا کام) آپ نے فرمایا: تمہاری مہارت کے مقابلہ میں یہ ادائیگی کچھ زیادہ نہیں، اور اس کا مقدمہ خارج کر دیا۔ (۱)

کام چوری کا رواج

موجودہ دور میں کم وبیش تقریباً ہر ملازم، ہر مزدور اپنے اپنے کام کا چور بن چکا ہے، اجرت پوری وصول کرتا ہے، مگر کام پورا نہیں کرتا، ٹھیکہ پر کام کرتا ہے تو ٹھیک نہیں کرتا، ڈنڈی مارتا ہے، اور اگر اجرت پر لگائیں تو کام کم کرتا ہے، دفاتر کے اکثر

---

(۱) عن ابن شهاب قال: كان عمر لا يأذن لسبي قد احتلم في دخول المدينة حتى كتب المغيرة بن شعبة، وهو على الكوفة يذكر له غلام عنده صنعا ويستأذنه أن يدخله المدينة ويقول إن عنده اعمالاً كثيرة فيها منافع للناس، إنه حداد نقاش نجار۔ فكتب إليه عمر فأذن له أن يرسل به إلى المدينة، وضرب عليه المغيرة مائة درهم كل شهر، فجاء إلى عمر يشتكي إليه شدة الخراج، فقال له عمر: ماذا تحسن من العمل؟ فذكر له الأعمال التي يحسن، فقال له عمر: ما خراجک بکثير فی کنه عملک، فانصرف ساخطا۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۳/۳۴۵) الطبقة الأولى على السابقين في الإسلام ممن شهد بدرًا، ذكر استخلاف عمر رضي الله عنه، ط: دار صادر، بيروت)

كنز العمال: (۱۲/۶۸۱) رقم الحديث: ۳۶۰۴۸، كتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، ط: مؤسسة الرسالة۔

عمدة القاري: (۱۶/۲۱۰) كتاب فضائل الصحابة، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان رضي الله عنه، وفيه مقتل عمر رضي الله عنه، ط: دار إحياء التراث العربي۔

فتح الباري: (۷/۶۳) كتاب فضائل الصحابة، أيضا، ط: دار المعرفة۔

ملازم کام چور ہیں، پورا وقت بھی نہیں دیتے، دیانت اور امانت داری سے کام بھی نہیں کرتے، پھر اس خیانت اور بددیانتی پر مطمئن اور خوش ہوتے ہیں کہ دفتر میں بڑا عیش ہے، اپنی مرضی سے جتنا کام کرنا چاہا کرلیا، کوئی پوچھنے والا نہیں، اس سے بھی بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ بعض مزدور اور ملازم کام پر آتے ہی نہیں لیکن حاضری رجسٹر میں حاضری لکھ دی جاتی ہے، اور تنخواہ بھی مل جاتی ہے، انہیں معلوم نہیں کہ یہ عیش و آرام اور دھوکہ اللہ کے نزدیک کتنا بڑا ظلم ہے، جب وہ ایک طے شدہ معاہدے کے مطابق تنخواہ پوری وصول کرلیتے ہیں تو کام بھی دیانت داری کے ساتھ انجام دینا چاہیے، ورنہ آخرت میں مشکل ہوجائے گی اور دنیا میں اپنی حلال کمائی میں حرام کی آمیزش ہوجائے گی۔ (۱)

کامیکس (Comex)

''اجناس کی خرید وفروخت کے کاروبار کو کامیکس (Comex) کہتے ہیں۔

کپڑا تیار ہونے سے پہلے بیچنا

کپڑا تیار ہونے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، کیون کہ یہ معدوم کی بیع ہے، اور معدوم کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، البتہ بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، جب کپڑا

---

(۱) قال اللہ تعالی: {یأیہا الذین آمنوا أوفوا بالعقود} [المائدۃ: ۱]

وقال تعالی: {إن اللہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلی أھلہا} [النساء: ۵۸]

الثاني: وھو الأجیر الخاص، ویسمی أجیر وحد، وھو من یعمل لواحد عملاً مؤقتاً بالتخصیص... کمن استؤجر شہرًا للخدمة، أو شہرًا لرعي الغنم المسمی بأجر مسمی... ولیس للخاص أن یعمل لغیرہ، ولو عمل نقص من أجرته بقدر ما عمل۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۶۹، ۷۰) کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، ط: سعید)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۸۸، ۱۸۹) المادة: ۴۲۲، الکتاب الثاني: في الإجارة، الباب الأول في الضوابط العمومیة، ط: فاروقیه۔

الھدایة: (۳/ ۳۱۲) کتاب الإجارات، باب ضمان الأجیر، ط: رحمانیه۔

تیار ہو جائے تو وعدہ کے مطابق بیچ دے۔ [۱]

کپڑا فروخت کرنا کافروں پر

’’کافر پر کپڑا فروخت کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۴/۵)

کپڑا کاٹنے کے بعد عیب کا علم ہوا

☆ اگر کپڑا خریدنے کے بعد سینے کے لئے کاٹ لیا، اس کے بعد عیب کا علم ہوا تو اس حالت میں کپڑا واپس نہیں کر سکتا، البتہ قیمت کی رقم کم کر دی جائے گی، ہاں اگر بیچنے والا کہے کہ کٹا ہوا کپڑا واپس کر دے، اور اپنی پوری رقم واپس لے لے، تو بیچنے والے کو یہ اختیار حاصل ہے، خریدنے والا واپس دینے سے انکار نہیں کر سکتا۔

☆ اور اگر خریدار نے کپڑا کاٹ کر سی لیا تھا، پھر اس کے بعد عیب کا علم ہوا، تو اس صورت میں عیب کے بدلے قیمت کم کر دی جائے گی، اور بیچنے والا اس صورت میں اپنا کپڑا واپس نہیں لے سکتا، کیونکہ اس صورت میں خریدار کی جانب سے سلائی کا اضافہ ہوا ہے اور یہ واپسی کی صورت میں بیچنے والے کے پاس بلاعوض واپس جائے گا، اور یہ سود ہے۔ [۲]

---

(۱) یلزم أن یکون المبیع موجوداً) فبیع المعدوم باطل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۷، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول فی شروط المبیع وأوصافه، ط: فاروقیه۔

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه... فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم۔ (شامی: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

(۲) (ومن اشتری ثوباً فقطعه... ثم وجد به عیباً رجع بالعیب... فان قال للبائع: أنا أقبله کذلک... کان له ذلک، لأن الامتناع) أی امتناع ردّه (لحقه وقد رضی به)... فان کان المشتری قطع الثوب وخاطه أو صبغه أحمر... ثم اطلع علی عیب رجع بنقصانه، لأنه امتنع الرد بسبب الزیادة المتصلة... ولیس للبائع أن یأخذه) وان رضی المشتری بترک الزیادة، لأن الامتناع لم یتمحض لحقه بل لحقه وحق الشرع بسبب ما ذکرنا من لزوم الربا، ورضاه باسقاط حقه لا یتعدی الی حق الشرع بالاسقاط۔ =

کپڑا مشین پر بنایا ہوا

(۲۸۴) جو کپڑا کمپیوٹرائزڈ مشین پر بنایا جاتا ہے اس میں ایک کوالٹی کا ہر تھان اور چادر بالکل ایک جیسی ہوتی ہے، اگر کسی نے مشین کے بنے ہوئے ایک کوالٹی یا ڈیزائن کے چند کپڑے لئے کہ ان میں سے ایک لے لیا ہے، اور ان میں سے ایک کا انتخاب تین دنوں تک کرلیں گے، تو یہ درست نہیں، بلکہ سب کو دیکھنے کے لئے امانت کے طور پر لے لے یا سب کو سودے کے طور پر لے لے تو درست ہوگا۔ (۱)

واضح رہے کہ دیکھنے کے لئے امانت کے طور پر لینے کو **"مقبوض علی وجہ النظر"** کہتے ہیں، اور سودے کے طور پر لینے کو **"مقبوض علی سوم الشراء"** کہتے ہیں۔ (۲)

=(فتح القدیر: (۱۲/۶) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: رشیدیہ قدیم)

تبیین الحقائق: (۳۵/۴، ۳۴) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: امدادیہ ملتان۔

درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱۶۲/۲) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: دار احیاء التراث العربیة)

(۱) ولا یجوز بیع ثوب من ثوبین) لجہالة المبیع (الا بشرط أن یأخذ المشتری أیہما شاء فیجوز لاشتراطه خیار التعیین کما بیناہ فی موضعه۔(مجمع الأنہر: (۵۷/۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار احیاء التراث العربی)

وبیع ثوب من ثوبین... وهذا اذا لم یشترط خیار التعیین، فلو شرط أخذ أیہما شاء جاز لما مرّ۔

قوله: فلو شرط أخذ أیہما شاء) بنصب أخذ مصدر علی أنه مفعول به لِشَرَطَ بأن قال: بعتک واحداً منہما علی أنک بالخیار تأخذ أیہما شئت فانه یجوز استحساناً۔(الدر مع الرد: (۶۶/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی حکم ایجار البرک للاصطیاد، ط: سعید)

(۲) ما قبضه المشتری علی سوم الشراء وهو أن یأخذ المشتری من البائع مالاً علی أن یشتریه مع تسمیة الثمن۔(شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱۲۲/۱) المادة: ۲۹۸، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الخامس، الفصل السادس فیما یتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، مکتبہ فاروقیہ)

ما یقبض علی سوم النظر وهو أن یقبض مالاً لینظر الیه أو لیریه لآخر سواء أبیّن ثمنه أم لا، فیکون ذلک المال أمانة فی ید القابض، فلا یضمن اذا هلک أو ضاع بلا تعد۔(شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱۲۳/۱) المادة: ۲۹۹، مکتبہ فاروقیہ)=

کپڑا معین مقدار سے کم یا زیادہ نکلے

☆ مثلاً اگر بیس گز کپڑا فروخت کیا، اور مجموعہ کی قیمت ایک ہزار بتائی، اور فی گز کے حساب سے کوئی قیمت نہیں بتائی، اور معاملہ ایجاب وقبول سے پختہ کر دیا، اور فی گز کے حساب سے کوئی قیمت نہیں بتائی، اور ناپنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بیس گز سے کچھ کم ہے، مثلاً پونے بیس گز ہے، تو خریدار کو قیمت کاٹنے کا اختیار نہیں ہوگا، بلکہ چاہے تو پوری قیمت دے کر خریدے اور چاہے تو واپس کر دے۔

اور اگر ناپنے کے بعد معلوم ہوا کہ کپڑا بیس گز سے کچھ زائد ہے مثلاً سوا بیس گز ہے تو وہ سب کا سب ایک ہزار میں خریدار کا ہوگا، فروخت کرنے والے کو زیادہ قیمت طلب کرنے یا واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

= ▭ ومما يجب معرفته في هذا الباب أن قبض المشترى على السلعة قبل انجاز البيع على قسمين: الأول: آن يأخذ انسان سلعة من بائعها قبل المساومة أو بيان الثمن، لمجرد النظر فيه۔ وقد ذكره بعض الفقهاء الحنفية باصطلاح "القابض على سوم النظر" والقابض في هذا القسم أمين... والقسم الثاني: أن يقبض السلعة بعد المساومة بنية الشراء وبيان الثمن ولكن قبل انجاز البيع وهو الذى يسمى "القابض على سوم الشراء"۔ (فقه البيوع على مذاهب الأربعة: (۲/۷۷۸) المبحث الثامن، والباب الأول في احكام البيع الصحيح بدون خيار، الضمان في المقبوض على سوم الشراء، ط: معارف القرآن)

▭ الدر مع الرد: (۴/۵۷۳، ۵۷۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد۔

(۱) وإن نقص ذراع، أخذ بكل الثمن أو ترك، وإن زاد فللمشترى ولا خيار للبائع؛ لأنّ الذراع في المذروع وصف؛ لأنّه عبارة عن الطول فيه لكنه وصف يستلزم زيادة أجزاء، فإن لم يفرد بثمن، كان تابعا محضا فلا يقابل بشيئ من الثمن۔ (البحر الرائق: (۵/۴۸۵) كتاب البيع، ط: رشيديه)

▭ وإن باع المذروع مثله على أنه مائة ذراع مثلاً، أخذ المشترى الأقل بكل الثمن أو ترك... وأخذ الأكثر بلا خيار للبائع۔ (شامي: (۴/۵۴۳) كتاب البيوع، مطلب المعتبر ما وقع عليه العقد، وإن ظن البائع أو المشترى أنه أقل أو أكثر، ط: سعيد)

▭ تبيين الحقائق: (۴/۲۸۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔=

☆ اور اگر بیس گز کپڑا فروخت کیا، اور مجموعہ کی قیمت ایک ہزار بتائی، اور فی گز کے حساب سے قیمت الگ الگ بتائی، مثلاً فی گز پچاس روپے قیمت بتائی اور معاملہ ایجاب وقبول سے پختہ کر دیا، اور ناپنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کپڑا بیس گز سے کچھ کم ہے مثلاً پونے بیس گز ہے تو خریدار کو گز کے حساب سے جتنا کم ہے، اتنی قیمت کاٹنے کا اختیار ہوگا۔

اور اگر ناپنے کے بعد معلوم ہوا کہ کپڑا بیس گز سے کچھ زائد ہے مثلاً سوا بیس گز ہے تو بائع کے لئے زائد حصہ کاٹ کر لے لینا جائز ہوگا، اور اگر خریدار زائد حصہ لینا چاہے تو اُسے قیمت ادا کر کے لینا ہوگا، ہاں اگر بائع زائد حصہ مفت میں دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ [1]

کپڑا وزن کر کے بیچنا

''وزن کر کے کپڑا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٢٥/٦)

= وفي المذروع يأخذ الأقل بكل الثمن، أو يفسخ، والزائد له بلاخيار للبائع۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (١٨/٣) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئٹه)

الهداية: (٢٣/٣) كتاب البيوع، مكتبه شركة علميه ملتان۔

(١) وان سمى لكل ذراع قسطاً من الثمن أخذ الأقل بحصته، وكذا الزائد۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (١٨/٣) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

تبيين الحقائق: (٦/٣) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

وأما لو بيع ثوب جوخ على أنه مائة وخمسون ذراعاً بسبعة آلاف وخمس مائة قرش أو أن كل ذراع منه بخمس قرش فاذا ظهر مائة وأربعين ذراعاً خير المشترى ان شاء فسخ البيع وان شاء أخذ المائة وأربعين بسبعة آلاف قرش فقط واذا ظهر زائداً عن المائة وخمسين ذراعاً كانت الزيادة للبائع وأما فى صورة ما اذا فصل وقال: كل ذراع بخمسين، فظاهر لأنه صار مقصوداً بتناول المبيع له، وأما فى صورة ما اذا لم يفصل، فلما تقدم من أن الذراع فيما لا يضره التبعيض ولا تتفاوت جوانبه وأطرافه يكون أصلاً فيقابله شيء من الثمن وانما خير فى صورة النقص لتفرق الصفقة عليه كما هو الظاهر۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (١٣٣/١) رقم المادة: ٢٢٦، الكتاب الأول فى البيوع، الباب الثانى فى بيان المسائل المتعلقة بالمبيع... الخ الفصل الثالث فى بيان المسائل المتعلقة بكيفية بيع المبيع، ط: رشيديه)

کپڑا ہاتھ کا بنایا ہوا

☆ جو کپڑا ہاتھ سے بنایا جاتا ہے، وہ عام طور پر بعینہٖ ایک دوسرے کی مثل نہیں ہوتا، اور ایک ہی کپڑے کے مختلف تھانوں اور چادروں میں بھی فرق ہوتا ہے، کوئی اچھا، کوئی درمیانہ اور کوئی ہلکا، ایسی حالت میں کسی خریدار نے دو تین تھان یا چادریں لیں اور کہا کہ ان میں سے ایک لے لی ہے، لیکن تین دن تک مجھ کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہوگی اس کو طے شدہ قیمت پر رکھ لوں گا تو درست ہے، اور اس کو "خیار تعیین" کہتے ہیں، چونکہ ہاتھ کے کام میں عام طور سے تین ہی درجے ہوتے ہیں اس لئے تین سے زائد تھانوں یا چادروں میں اجازت نہیں۔ (۱)

کپڑے باریک ہیں

"باریک کپڑے کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲/۲)

---

(۱) لو بين البائع أثمان شيئين أو اشياء من القيميات كل على حدة على أن المشترى يأخذ أياشاء بالثمن الذى بينه له... صح البيع وهذا يقال له خيار التعيين۔

وقال العلامة سليم رستم باز: قيده بالقيميات لأن خيار التعيين لا يصح فى المثليات التى هى من جنس واحد لعدم تفاوتها (در مختار) ومفاد قوله: شيئين أو ثلاثة أنه لا يصح بأكثر من ثلاثة لعدم الحاجة اليه وعلى هذا اكثر الفقهاء، فان الثلاثة كافية لرفع الحاجة لاشتمالها على الجيد والدون والوسط۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۴/۱) رقم المادة: ۳۱۶، الكتاب الأول فى البيوع، الباب السادس فى بيان الخيارات، الفصل الرابع فى بيان خيار التعيين، ط: مكتبه فاروقيه)

◻ الدر المختار مع الرد: (۵۸۵/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: فى خيار التعيين، ط: سعيد۔

◻ حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳۷/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط:

◻ صح خيار التعيين فى القيميات لا فى المثليات فيما دون الأربعة استحساناً كذا فى النهر الفائق ولا يصح فى الأربعة كذا فى الكافى، وهو أن يبيع أحد العبدين أو الثلاثة او أحد الثوبين أو الثلاثة على ان يأخذ المشترى واحداً كذا فى البحر الرائق۔ (الفتاوى الهندية: (۵۴/۳) كتاب البيوع، الباب السادس فى خيار الشرط، الفصل السادس فى خيار التعيين، ط: رشيديه)

کپڑے کو کپڑے کے عوض میں بیچنا

ایک کپڑے کو دوسرے کپڑے کے بدلے میں برابر یا زیادہ کر کے بیچنا جائز ہے، چاہے وہ ایک جنس سے ہو یا مختلف جنسوں سے، کیونکہ کپڑے سودی اجناس میں شامل نہیں ہیں، البتہ اگر ایک جنس کا کپڑا ہو تو پھر ادھار بیچنا جائز نہیں۔ (۱)

کپڑے کے تاجر کا دھوکہ

بعض کپڑے کے تاجر دکان میں ایسے بلب لگواتے ہیں کہ ان کی روشنی میں کپڑا بہت خوبصورت لگنے لگتا ہے، حالانکہ جب اس کو گھر لے کر جاتے ہیں تو وہ اس سے بہت مختلف ہوتا ہے، یہ دھوکہ ہے، جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنسأ ... وإذا وجدا حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ مثل أن يسلم هرويًا في هروي ... فحرمة ربو الفضل بالوصفين وحرمة النسأ بأحدهما۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربوا، مطلب في الإبراء عن الربو، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۸۷/۴) كتاب البيوع، باب الربو، ط: امداديه ملتان۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ياصاحب الطعام، ماهذا؟ قال: أصابته السماء يارسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا، قال الترمذي: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد۔

من علم بسلعة عيباً لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتري فان لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه احمد۔ (اعلاء السنن: (۵۸/۱۴) ابواب البيوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن)

لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في جملة مايسقط به الخيار، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۵/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد)

کپڑے میں استصناع جائز ہے

(۲۸۹) موجودہ دور میں ملوں اور کارخانوں میں اس طرح کاروبار ہو رہا ہے کہ مثلاً زید دھاگہ یا کپڑا بنانے کے لئے مل والوں کو آرڈر دے دیتا ہے، کہ فلاں قسم کا دھاگہ یا کپڑا وغیرہ بنادو، پھر بن جانے کے بعد رقم ادا کردی جاتی ہے، تو یہ بیع استصناع میں داخل ہے، اور بیع استصناع کے جواز کا اصل مدار تعامل (لوگوں کے عمل) پر ہے، سابقہ زمانہ میں کپڑے میں استصناع کا تعامل نہیں تھا اس لئے فقہاء کرام نے کپڑے میں استصناع کو ناجائز قرار دیا ہے، چونکہ اِس زمانے میں کپڑے میں بیع استصناع کا رواج ہوگیا ہے، اس لئے تعامل کی وجہ سے جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) قول مشايخنا ان الاستصناع فيما يتعامل الناس فيه كان فى زمانهم اما فى زماننا لا كفاية لنا عليه بل لاحاجة إليه، لكن المحتاج إليه أمر لايعتاد الناس به بل لايعرفه، كماترى فى كثير من الآلات والأشياء التى يخترع ويؤمر به الصناعون وان نهينا هم عنه ليختل الأمر ويفضى إلى مالايسمع فوقها احد من السامعين فضلاعن الجاهلين ولذلک إشارة فى ماذكرناها لأن الآية ساكتة (أى آية المداينة) فصارت مطلقة، والحديث (أى حديث صناعة المنبر) دال على ماهو حاجتى لأن العرب لايعرفون المنبر حتى قالت امرأة: أجعل لک شيئا تقعد عليه، ووصفته وماذكرته باسمه المنبر لأنه كان غير المعروف، وأيضا الخاتم المستصنع إن كانت ممايتعامل الناس فيه لكن النقش باسمه الشريف كان امرًا جديدًا، فهذا صريح ممالايتعامل الناس فينبغى أن يجوز فى كل مايمكن ضبطها وضعها۔ (تكملة عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية: (۸۳/۳) فصل فى الاستصناع، ط: سعيد)

▭ فالفقه ان ماجرىٰ العرف به صح استصناعه كالجفاف الاحذية والأوانى واثاث المنزل وعدد الحرب والثياب، واما تصريح فقهائنا بأنه لايجوز استصناع الثياب فذلک مبنى على عرفهم؛ لأن الناس ماكانوا يتعاملون هٰذا النوع، وأما الآن فقد فشا هٰذا التعامل بين التجار والصناع فى البلدان۔ (العرف والعادة فى راى الفقهاء، للدكتور احمد فهمى ابوسنة، (ص: ۱۷۶)

▭ كل شيئ تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الاطلاق۔ (شرح المجلة لمحمد الاتاسى: (۴۰۳/۲) رقم المادة: ۳۸۹، الكتاب الأول البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع فى الاستصناع، ط: رشيديه۔

▭ اشترط الحنفية لجواز الاستصناع شروطًا ثلاثة، إذا فاتت أو فات واحد منها فسد العقد... (۱) بيان جنس المصنوع ونوعه وقدره وصفته... (۲) أن يكون المصنوع ممايجرى فيه تعامل الناس =

کپڑے میں بیع سلم کا حکم

اگر کوئی تاجر کسی فیکٹری کے مالک سے اس طرح معاملہ طے کرے کہ آئندہ سال گرمی کے موسم میں مجھے اتنے تھان کپڑا درکار ہوگا، اور جملہ شرائط ذکر کرلے مثلاً کپڑا کس چیز کا بنا ہوگا، اس کی صفت اور کوالٹی کیا ہوگی، اور مقدار کیا ہوگی وغیرہ ان تمام باتوں کی وضاحت کرکے فیکٹری کے مالک کو رقم حوالہ کردے، تو یہ سودا بیع سلم ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا۔ (۱)

= كالمصنوعات والأحذية . . . ويصح في عصرنا الحاضر الاستصناع في الثياب لجريان التعامل فيه والتعامل يختلف بحسب الأزمنة والأمكنة ـ (الفقه الإسلامي وأدلته : (٣٠٨/٥) الشروط التي تلحقه، ط: دار الفكر)

▭ بخلاف الاستصناع كان التعامل به جرى في كل البلاد، وبمثله يترك القياس ويخص الأثر، وفي العناية : فإن قيل لانتركه بل يخص عن الدلالة بعض ما في معنى قفيز الطحان بالعرف كما فعل بعض مشايخ بلخ رحمهم الله في الثياب لجريان عرفهم بذلك ـ (شامي : (٥٩/٦) كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب يخص القياس والأثر بالعرف العام، ط: سعيد)

▭ ومشايخ بلخ رحمه الله كنصير بن يحيى ومحمد بن سلمة وغيرهما كانوا يفتون بجواز هذه الإجارة في الثياب لتعامل أهل بلدهم في الثياب، والتعامل حجة يترك به القياس ويخص به الأثر ـ (المحيط البرهاني : (١٧٩/٩) كتاب الاجارات، الفصل الخامس عشر: في بيان ما يجوز من الاجارات وما لا يجوز، ط: رشيديه)

(١) الكرباس والجوخ وأمثالهما من المذروعات يلزم تعيين طولها وعرضها ورقتها ومن أي شيء تنسج ومن نسج أي محل هي ـ (شرح المجلة لسليم رستم باز : (١٧٣/١) المادة: (٣٨٥)، الفصل الثالث في السلم، ط: مكتبه فاروقيه)

▭ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (٣٩١/٢) رقم المادة: ٣٨٥، ط: رشيديه۔

▭ ويصح فيما أمكن ضبط صفته ومعرفة قدره ومورزون مثمن ــــ وذرعي كثوب بين قدره طولاً وعرضاً وصنعته كقطن وكتان ومركب منهما، وصفته كعمل الشام أو مصر أو زيد أو عمرو، ورقته أو غلظته ـ (الدر المختار مع الرد: (٢٠٠/٥، ٢٠٩) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

▭ بدائع الصنائع : (٢٠٨/٥) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع الى المسلم فيه فأنواع، ط: سعيد۔

کتاب بیچنا طباعت سے پہلے

''طباعت سے پہلے کتاب بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۲/۴)

کتاب کرایہ پر دینا

بعض دکاندار کتابیں کرایہ پر دے کر کمائی حاصل کرتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ قرآن کریم کے سپارے قرآن خوانی کے لئے کرایہ پر دیتے ہیں، یہ اجارہ ناجائز ہے، اگر کسی نے یہ لیکر مطالعہ کرلیا تو اسپر اجرت لازم نہیں۔ (۱)

کتابیں گمراہ کن ہیں

''گمراہ کن کتابوں کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۲/۵)

کتیا کا دودھ پینے والے گائے کے بچے

اگر گائے کے بچے نے کتیا کا دودھ پی لیا پھر اس کے بعد چند روز تک پاک خوراک کھالی ہو تو پھر اس کی خرید و فروخت اور کھانا جائز ہے، ورنہ خرید و فروخت کرنا تو جائز ہوگا، البتہ کھانا مکروہ ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ولو استاجر كتبا ليقرأ فيها شعرا كان او فقها أو غير ذلك لايجوز ولا أجر له وإن قرأ، وكذلك إجارة المصحف، وكان هذا كله نظير من استاجر كرما ليفتح له بابه فينظر فيه للاستئناس من غير ان يدخله الخ۔ (الهندية: (۴۴۹/۴) كتاب الاجارة، الباب السادس عشر في تجديد الاجارة بعد صحتها... الخ الفصل الرابع في فساد الاجارة، ط:رشيديه)

المبسوط:(۳۶/۱۶) كتاب الاجارات، باب الاجارة الفاسدة، ط:دار المعرفة۔

الاختيار لتعليل المختار:(۲۰/۲) كتاب الاجارة، فصل بيان ما يجب اذا فسدت الاجارة، ط: دار الكتب العلمية۔

بدائع الصنائع:(۱۷۵/۴) كتاب الاجارة، فصل وأما ركن الاجارة ومعناها، ط:سعيد۔

(۲) الجدى إذا كان يربى بلبن الاتان والخنزير، ان اعتلف اياما فلابأس بمنزلة الجلالة، والجلالة إذا حبست أياما فعلفت لابأس بها فكذا هذا۔ (الهندية: (۲۹۰/۵) كتاب الذبائح الباب الثاني في بيان مايؤكل من الحيوان وما لايؤكل، ط:رشيديه)=

کتے کا گوشت

''گدھے کا گوشت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٥/٢٠٢)

کتے کی تجارت

☆ حفاظت اور شکار وغیرہ کی ضرورت کے بغیر صرف شوق کے طور پر کتا پالنا منع ہے، اس سے روزانہ ایک قیراط ثواب کم ہوجاتا ہے۔[1]

☆ کھیت اور جانوروں کی حفاظت کے لئے کتا پالنا اور اس سے نفع اٹھانا، اور اس کو تعلیم دینا اور اس کے ذریعہ شکار کیا ہوا حلال جانور کھانا جائز ہے۔[2] ایسے

= وکره لحمهما أي الجلالة... كما حل أكل جدي غذي بلبن خنزير؛ لأن لحمه لا يتغير وما غذي به يصير مستهلكا۔ (الدر مع الرد: (٥/٢٤١، ٢٤٠) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٨/١٨٢) كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب، ط: سعيد۔

(١) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ: من اقتنى كلبا، فإنه ينقص من عمله كل يوم قيراط الا كلب حرث أو ماشية۔

عن سفيان بن ابي زهير قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: من اقتنى كلبا لايغني عنه زرعا ولاضرعا، نقص من عمله كل يوم قيراط، فقيل له انت سمعت من النبي ﷺ؟ قال: اى ورب هذا المسجد۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ٢٣٠، ٢٣١) أبواب الصيد، باب النهي عن اقتناء الكلب، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (١/٣١٢) أبواب الحرث والمزارعة، باب اقتناء الكلب للحرث، ط: قديمي۔

مسلم: (٢/٢٠) كتاب المساقات والمزارعة، باب الامر بقتل الكلاب وبيان نسخه وبيان تحريم اقتنائه، ط: قديمي۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من أمسك كلبا، فإنه ينقص كل يوم من عمله قيراط، الا كلب حرث أو ماشية، وقال ابن سيرين وأبو صالح عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ: "الا كلب غنم أو حرث أو صيد"۔ (صحيح البخاري: (١/٣١٢) باب اقتناء الكلب للحرث، ط: قديمي)

(٢) وما علمتم من الجوارح مكلبين تعلمونهن مما علمكم الله، فكلوا مما أمسكن عليكم۔ [سورة المائدة: ٤]

ان الشرع أباح الانتفاع به حراسة واصطيادا فكذا بيعا، ولأنه يجوز تمليكه بغير عوض كالهبة والوصية، فكذا بعوض۔ (تبيين الحقائق: (٤/٥٣١) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

البحر الرائق: (٦/١٧٢)، كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

کام آنے والے کتوں کی تجارت جائز ہے۔[۱] باقی جو کتے کسی کام کے نہیں ہیں، ان کی بیع مناسب نہیں ہے۔[۲]

کتے کی خرید وفروخت

شکار یا چوکیداری یا فصل وغیرہ کی حفاظت کی خاطر کتا خریدنا اور فروخت کرنا شرعاً جائز ہے۔[۳]

کٹ قبالہ کا حکم

بعض علاقوں میں کٹ قبالہ کا رواج ہوتا ہے، اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ پیسوں کی ضرورت کی بنا پر اپنی مملوکہ زمین کا کل یا کچھ حصہ کسی کو پیسوں کے عوض دس گیارہ سال کی مدت کے لئے اس شرط پر فروخت کردیتے ہیں کہ

(۱) وصح بيع الكلب والفهد والسباع والطيور۔ (البحر الرائق: (۲۸۶/۶) كتاب البيع، باب متفرقات، ط: رشيديه)

وصح بيع الكلب والفهد والفيل والقرد والسباع۔ (الدر مع الرد: (۲۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۱۵۱/۳) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: غفارية كوئٹه۔

إعلاء السنن: (۴۲۴/۱۴) كتاب البيوع، باب جواز بيع الكلب، ط: إدارة القرآن۔

(قوله: نهى رسول الله ﷺ عن ثمن الكلب) وهذا التحريم كان إذا أمر بقتل الكلاب وحرم الانتفاع بها، فإذا استثنى كلاب الماشية والصيد وغيره جاز بيعه۔ (الكوكب الدرى: (۳۳۷/۱) أبواب النكاح، باب فى كراهية مهر البغى، ط: سعيد)

(۲) عن جابر رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ نهى عن ثمن السنور والكلب الا كلب صيد۔ (نسائى: (۲۳۰/۲) كتاب البيوع، باب بيع الكلب، ط: قديمى)

مجمع الفوائد: (۲۳۸/۲) كتاب البيوع، ط: إدارة القرآن۔

ابو حنيفة عن الهيثم عن عكرمة عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال: رخص رسول الله ﷺ فى ثمن كلب الصيد۔ (المسند للإمام الأعظم: (ص: ۱۶۹) باب الرخصة فى ثمن كلب الصيد، ط: رحمانيه)

(۳) تخریج کے لئے ''کتے کی تجارت'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

زمین بیچنے والا جب اتنی رقم واپس ادا کرے گا تو وہ زمین واپس کردی جائے گی، اس وقت تک مشتری (خریدار) زمین سے برابر نفع اٹھاتا رہے گا، یہ بیع درست نہیں ہے، شرعاً یہ بیع نہیں بلکہ رہن ہے، واپسی کی مدت تک جو آمدنی ہوگی وہ مشتری کے لئے حلال نہیں ہوگی، بلکہ وہ زمین کے ساتھ رہن رہے گی، زمین واپس کرنے کے ساتھ آمدنی کو بھی واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

کٹوتی کے ساتھ بل فروخت کرنا

''بل فروخت کرنا کٹوتی کے ساتھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۲)

کثرت سے صدقہ کرنا

''صدقہ کثرت سے کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۸/۴)

کچھ اچھا کچھ خراب

ایک ہزار روپے کی بیس کلو گندم خریدی، پانچ سو روپے کا دو کلو گھی لیا، اس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا، تو اس صورت میں اچھا اچھا لے لینا اور خراب خراب واپس کر دینا درست نہیں، بلکہ اگر لینا ہے تو سب لینا پڑے گا، اور اگر

---

(۱) صورته أن يبيعه العين بألف على أنه إذا رد عليه الثمن رد عليه العين۔ (الدر المختار) وفي حاشية الفصولين عن جواهر الفتاوىٰ هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، وهو الصحيح۔ (شامي: (۲۷۶/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

ان البيع الّذى تعارف عليه اهل سمرقند، وسموه الوفاء، تحرزا عن الربا في الحقيقة رهن۔ والمبيع في يد المشترى كالرهن في يد المرتهن لا يملكه ولا يحل الانتفاع به۔ (المحيط البرهاني: (۲۶۰/۸) كتاب البيع، الفصل الخامس والعشرون في بياعات المكروهة والارباح الفاسدة، ط: غفارية كوئٹه)

حاشية جامع الفصولين: (۲۳۴/۲) الفصل الثامن عشر في بيع الوفاء، ط: إسلامى كتب خانه بنورى ٹاؤن كراچى۔

واپس کرنا ہے تو سب واپس کرنا پڑے گا، ہاں اگر بیچنے والا خود راضی ہو جائے کہ اچھا اچھا لے لیں، اور جتنا خراب ہے وہ واپس کر دیں، تو ایسا کرنا جائز ہوگا، بیچنے والے کی مرضی کے بغیر نہیں کر سکتا۔ (۱)

کچھ پھل چھوڑ کر باغ فروخت کرنا

بعض لوگ اپنے باغات کو تو فروخت کر دیتے ہیں، مگر اپنے ذاتی استعمال کے لئے دس من یا بیس من وغیرہ، یا دو، تین درختوں کو مستثنیٰ کر لیتے ہیں، اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ کسی خاص درخت یا چند مخصوص درختوں کو بیع سے مستثنیٰ کر لیا جائے کہ ان درختوں کا پھل فروخت کرنے والے کا ہوگا، تو یہ جائز ہے۔

اور اگر کوئی پھلوں کی خاص مقدار ہی مستثنیٰ کرنا چاہے جیسا کہ عام رواج ہے، تو تعامل کی بنیاد پر اس کی بھی گنجائش ہے، لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ مستثنیٰ پھل کی مقدار اور صفت اس طرح واضح اور بے غبار طور پر طے کریں کہ اس سے جھگڑے کا کوئی اندیشہ نہ رہے، اور اس میں یہ شرط بھی ضروری ہے کہ باغ کے موجودہ حالات سے یہ گمان غالب ہو کہ باغ میں مستثنیٰ مقدار سے زیادہ ہی پھل لگے گا۔ (۲)

---

(۱) لووجد ببعض المكيل أوالموزون عيباً له رد كله أوأخذه فان مقضاه أنه ليس له ردالمعيب وحده... تنبيه: الطعام في عرفهم البروالمراد به هنا هوماكان مثله من مكيل وموزون۔ (الشامية: (۲۳/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب فيمالو أكل بعض الطعام، ط:سعيد)

تبيين الحقائق: (۴۱/۴) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط:امداديه ملتان۔

البحر الرائق: (۶۳/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط:سعيد۔

(۲) ولا يجوز أن يبيع ويستثني منها أرطالاً معلومة... بخلاف ما اذا باع واستثنى نخلاً معيناً، لأن الباقي معلوم بالمشاهدة۔ (الهداية: (۳۲/۳) كتاب البيوع، مكتبه شركت علميه ملتان)

تبيين الحقائق: (۱۳/۴) كتاب البيوع، ط:امداديه ملتان۔

فان استثنى جزئاً كربع وثلث، فانه صحيح اتفاقاً۔ (الشامية: (۵۵۹/۴) كتاب البيوع، فصل في مايدخل في المبيع تبعاً ومالا يدخل فيه، ط:سعيد۔

امداد الفتاوى: (۹۸/۳) كتاب البيوع، پھلوں اور پھولوں کی بیع، ط:دار العلوم کراچی۔

کچھ زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ دوکاندار سامان حوالہ کرنے کے بعد اپنی طرف سے کچھ دیا کرتا ہے، مختلف جگہوں پر اس کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے، اس بارے میں حکم یہ ہے کہ تاجر یا دوکاندار سے زبردستی زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، ہاں اگر تاجر یا دوکاندار خود خوشی سے اپنی طرف سے کچھ زیادہ دے دے تو درست ہے۔[1]

کچھوے کی بیع

کچھوا کھانا حرام ہے۔[2] اور کسی کو کھانے کے لیے بیچنا بھی حرام ہے، البتہ اگر اس سے جائز طور پر فائدہ حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کو فروخت کرنا جائز ہوگا، مثلاً

---

(۱) وعن أبی حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، ط: قديمي)

لا يجوز لأحد من المسلمين اخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (الفتاوى الهنديه: (۱۶۷/۲) كتاب الحدود، فصل فی التعزير، ط: رشيديه)

ويجوز للبائع أن يزيد للمشترى فی المبيع۔ (الهداية: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

وكذا صح الزيادة فی المبيع ولزم البائع دفعها ان قبل المشترى ذلك۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۶/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۱۲۰/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، فصل فی بيان التصرف فی المبيع والثمن، ط: سعيد۔

(۲) وقوله عز وجل: ويحرم عليهم الخبائث... والضفدع والسرطان والحية ونحوها من الخبائث۔ (بدائع الصنائع: (۳۵/۵) كتاب الذبائح والصيود، ط: سعيد۔

خلاصة الفتاوى: (۳۰۴/۴) كتاب الصيد، الفصل الخامس فيما يؤكل وما لا يؤكل، ط: رشيديه۔

مجمع الأنهر: (۱۶۱/۴) كتاب الذبائح، فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

اس سے دوائی بنائی جاتی ہے، تو اس کو بیچنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ (۱)

کچے پھلوں کی خرید و فروخت کرنا

کچے پھل مثلاً آم، جامن، کھجور، انار وغیرہ، ہر قسم کے کچے پھلوں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اور یہ چیزیں جس طرح انسانوں کے لئے خریدنا جائز ہے، اسی طرح جانوروں کے لئے بھی خریدنا جائز ہے۔ (۲)

کرایہ پر دینا کتاب

"کتاب کرایہ پر دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۵)

کرایہ پر دی ہوئی چیز کی خرید و فروخت کرنا

اگر کرایہ پر دیئے ہوئے مکان، دکان یا اور چیزوں کو فروخت کرے تو مشتری کے علم میں لانا ضروری ہے، اگر مشتری علم میں آنے کے بعد وہ دکان یا مکان وغیرہ کو خریدنے پر راضی ہو جائے تو بیع جائز ہوگی، اور بائع پر ضروری ہوگا کہ مکان یا دکان کو

---

(۱) ونقل السائحاني عن الهندية: ويجوز بيع سائر الحيوانات سوى الخنزير وهو المختار۔ (شامي: (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد)

والصحيح أنه يجوز بيع كل شيئ ينتفع به كذا في المحيط۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

شامي: (۲۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۷۲/۶) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

(۲) والصحيح أنه يجوز لأنه مال منتفع به في ثاني الحال ان لم يكن منتفع به في الحال... وان كان بحيث ينتفع به ولو علفا للدواب فالبيع جائز باتفاق اهل المذهب إذا باع الثمر بشرط القطع أو مطلقا۔ (شامي: (۵۵۵/۴) كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۲۶۳/۶) كتاب البيوع، فصل: ومن باع دارا أدخل بناؤها في البيع... الخ ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۳۰۰/۵) كتاب البيع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

کرایہ داروں سے خالی کرا کے مشتری کے حوالہ کردینے کے لئے وقت معین کرے، یا مشتری کو اجارہ یا ایگریمنٹ کی معین مدت کا علم ہو، اور اس مدت تک انتظار کرنے پر وہ راضی ہو، ورنہ میعاد کی مدت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

کرایہ پر دی ہوئی زمین فروخت کرنا

اگر کسی نے سالانہ کی بنیاد پر زمین کرایہ پر لے کر اس پر مکان تعمیر کیا، اور اب مالک، ضرورت کی وجہ سے اپنی زمین کو فروخت کرنا چاہے تو فروخت کرسکتا ہے۔ (۲)

---

(۱) باع المستاجر، ورضی المشتری ان لایفسخ الشراء إلی مضی مدة الإجارة ثم یقبضه من البائع، فلیس له مطالبة البائع بالتسلیم قبل مضیها ولا للبائع مطالبة المشتری بالثمن، مالم یجعل المبیع بمحل التسلیم۔ (شامی: (۱۱۱/۵) کتاب البیوع، فصل فی الفضولی، مطلب فی بیع المرهون المستأجر، ط: سعید)

لو باع الآجر الماجور بدون اذن المستاجر یکون البیع نافذا بین البائع والمشتری، وإن لم یکن نافذا بحق المستاجر، حتی أنه بعد انقضاء مدة الإجارة یلزم البیع فی حق المشتری، ولیس له الامتناع عن الاشتراء الا ان یطلب المشتری تسلیم المبیع من البائع قبل انقضاء مدة الإجارة۔ (شرح المجله لخالد الاتاسی: (۶۹۰/۲) المادة: (۵۹۰) الفصل الثانی فی تصرف العاقدین فی الماجور بعد العقد، ط: رشیدیه)

الفتاوی الکاملیة: (ص: ۱۹۶) کتاب الإجارة، مطلب استأجر دارًا ثم باعها کان البیع موقوفا، ط: مکتبة القدس کوئٹه۔

خلاصة الفتاوی: (۱۴۳/۳) کتاب الإجارات، ط: رشیدیه۔

وأفاد أن للبائع حبس المبیع حتی یستوفی کل الثمن، فلو شرط دفع المبیع قبل نقد الثمن فسد البیع؛ لأنه لایقتضیه العقد، وقال محمد رحمه الله لجهالة الأجل، فلو سمی وقت تسلیم المبیع جاز، وله الحبس، وإن بقی منه درهم۔ (شامی: (۵۶۰/۴) کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعا، قبیل مطلب: فی حبس المبیع۔۔۔ الخ ط: سعید)

وقد أجمعوا علی فساد السلم إلی أجل مجهول، ففساد البیع کذلک أولی۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵) کتاب البیوع، دلیل فساد البیع إلی أجل مجهول، ط: إدارة القرآن)

حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۲۶/۳) کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعا، ط: دار المعرفة، بیروت۔

(۲) کل یتصرف فی ملکه کیف شاء۔ (شرح المجله لسلیم رستم باز: (ص: ۶۵۴) رقم المادة: [۱۱۹۲] ط: مکتبه حنفیة کوئٹه)=

پھر خریدار اجارہ کی مدت ختم ہونے کے بعد اس کرایہ دار سے کہے کہ آپ اپنا ملبہ ہٹا کر زمین کو خالی کردیں، یا کرایہ دار سے کہے کہ ملبے کو میرے (خریدار) کے ہاتھ فروخت کردیں تا کہ کرایہ دار کا نقصان نہ ہو۔ (۱)

البتہ ایسی حالت میں بہتر صورت یہ ہے کہ زمین کا مالک زمین فروخت کرنے سے پہلے کرایہ دار سے خود ہی معاملہ کرلے، پھر اس کے بعد زمین فروخت کرے تا کہ خریدار کے لئے بعد میں پریشانی نہ ہو۔

= وللمالک أن یتصرف فی ملکه کیف یشاء۔ (العنایة شرح الهدایة: (۱۰/۴۴۲) باب الوصیة بثلث المال، ط: دار الفکر۔

تبیین الحقائق: (۴/۱۹۶) کتاب القضاء، باب مسائل شتی، ط: امدادیه ملتان۔

(۱) وتصح إجارة أرض للبناء والغرس... فإن مضت المدة قلعها وسلمها فارغة لعدم نهایتهما، الا ان یغرم له الموجر قیمته: أی البناء مقلوعا ویتملکه۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۰) کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة، ط: سعید)

وصح استیجار الأرض للبناء والغرس، وإذا انقضت المدة، لزمه ان یقلعهما وسلمها فارغة الا ان یغرم الموجر قیمة ذلک مقلوعًا برضی صاحبه۔ (مجمع الانهر: (۳/۵۲۲) کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة ومالایجوز ط: غفاریه کوئٹه)

وصح أیضًا للبناء والغرس وسائر الانتفاعات، کطبخ آجر وحذف و مقیلاً ومراحا، حتی تلزم الأجرة بالتسلیم... وإذا انقضت المدة، لزمه ان یقلعها ویسلمها فارغة من البناء والغرس لعدم نهایتهما، الا ان یغرم المؤجر للمستاجر قیمة ذلک مقلوعا لکن برضا صاحبه۔ (الدر المنتقی علی هامش مجمع الانهر: (۳/۵۲۲) کتاب الإجارة، باب مایجوز من الإجارة مالایجوز، ط: غفاریة کوئٹه)

لو باع الآجر الماجور بدون إذن المستاجر، کان البیع نافذا بین البائع والمشتری وإن لم یکن نافذًا فی حق المستاجر، حتی أنه بعد انقضاء مدة الإجارة یلزم البیع فی حق المشتری، ولیس له الامتناع عن الاشتراء الا أن یطلب المشتری تسلیم المبیع من البائع قبل انقضاء مدة الإجارة۔ (شرح المجله لخالد الاتاسی: (۲/۶۹۰) رقم المادة: [۵۹۰] الفصل الثانی فی تصرف العاقدین فی الماجور بعد العقد، ط: رشیدیه)

الفتاوی الکاملیة: (ص: ۱۹۳) کتاب الإجارة، ط: دار الکتب العربیة بشاور۔

کرایہ پر لی ہوئی چیز دوسرے کو کرایہ پر دینا

زید نے مثلاً ایک زمین آدھی پیداوار کے عوض کرایہ پر لی، اب اس کا کچھ حصہ آگے دوسرے کو تہائی پیداوار پر کرایہ کے طور پر دیتا ہے، یا مال منتقل کرنے کے لئے جہاز میں ایک جگہ کرایہ پر حاصل کی پھر اس کا ایک حصہ دوسرے کو کرایہ پر دیتا ہے، تو شرعاً یہ معاملہ جائز ہے، بشرطیکہ جس سے کرایہ پر لی ہے، اس کے ساتھ نہ ہو، اور سابقہ کرایہ سے زائد رقم پر نہ ہو، اگر بعد والا کرایہ سابقہ کرایہ سے زائد ہے، تو زائد رقم حلال نہیں ہوگی اس کو صدقہ کرنا واجب ہوگا، ہاں اگر دوسرا عقد پہلے عقد کے خلاف جنس سے ہو، مثلاً پہلے عقد میں کرایہ پاکستانی کرنسی سے طے ہوا اور دوسرے عقد میں ڈالر سے تو زیادہ کرایہ کے ساتھ بھی جائز ہوگا، یا یہ کرایہ دار اس میں کوئی مرمت واصلاح کرلے مثلاً اگر مکان ہو تو اس کی مرمت، رنگ وروغن وغیرہ کرے، اگر زمین ہو تو اس کی نالی وغیرہ درست کرے، تو زائد کرایہ پر دینا بھی جائز ہوگا۔[1]

کرایہ دار سے ڈپازٹ لینے کا حکم

مکان، دکان اور فلیٹ وغیرہ کو کرایہ پر دینے کے لئے ''ڈپازٹ'' لینا جائز

(١) وإذا استأجر داراً أو قبضها ثم اجرها فإنه يجوز ان آجرها بمثل ما استاجرها أو أقل، وإن أجرها بأكثر مما استاجرها فهي جائزة أيضا الا أنه ان كانت الأجرة الثانية من جنس الأجرة الأولى فإن الزيادة لا تطيب له ويتصدق بها، وإن كانت من خلاف جنسها طابت له الزيادة ولو زاد في الدار زيادة كما لو وتد فيها وتدا أو حفر فيها بئرا أو اصلح أبوابها أو شيئا من حوائطها طابت له الزيادة۔ (الهندية: (٣/٤٢٥) كتاب الإجارة، الباب السادس في اجارة المستاجر، ط: رشيديه)

(قوله للمستاجر أن يواجر الموجر الخ) أى ما استاجر بمثل الأجرة الأولى أو بأنقص، فلو بأكثر تصدق بالفضل الا في مسألتين لما مر اول باب ما يجوز من الإجارة۔ (شامي: (٦/٩١) مسائل شتى، مطلب في إجارة المستاجر، ط: سعيد)

الجوهرة النيرة: (١/٣١٨) كتاب الاجارة، ط: حقانيه)

ہے اگر ڈپازٹ کی رقم استعمال کرنے کی اجازت نہ ہوتو یہ رہن ہے۔ (۱)

اور اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کرایہ دار کسی چیز یا مکان کو خراب کردے یا کرایہ ادا نہ کرے تو اس مرہون کی رقم سے منہا کیا جائے گا، اور اگر استعمال کی اجازت ہوتو قرض ہے، لیکن اس کی وجہ سے کرایہ میں کمی سود کے زمرہ میں آئے گی، اور ناجائز ہوگی۔ (۲)

اس لئے ڈپازٹ لیتے وقت کرایہ کی کمی کی شرط نہ رکھیں ورنہ ناجائز ہوگا۔

کرایہ دار نے چند روز کے بعد دکان چھوڑ دی

”کرایہ دار نے دوروز کے بعد مکان چھوڑ دیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

کرایہ دار نے دوروز کے بعد مکان چھوڑ دیا

زید نے ایک مکان دس ہزار روپے ماہوار کرایہ پر لیا، اور مبلغ ہزار روپے پیشگی دیئے اور دودن اس مکان میں قیام کر کے چلا گیا، تو اگر یہ شخص کسی عذر کی وجہ سے

---

(۱)... هو حبس شيئ مالي) أي جعل الشيئ محبوسا؛ لأن الحابس هو المرتهن بحق يمكن استيفاؤه أي أخذه منه۔ (الدر المختار مع الرد: (٦/٤٧٧) كتاب الرهن، ط: سعيد)

🗀 هو حبس المال بحق يمكن أخذه أي الحق منه أي من المال۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (٢/٢٤٨) كتاب الرهن، ط: دار احياء الكتب العربية۔

🗀 مجمع الأنهر: (٤/٢٦٩) كتاب الرهن، ط: دار الكتب العلمية۔

(٢) قال عليه الصلاة والسلام كل قرض جر منفعة فهو ربا، اسناده ضعيف مرفوعا لا موقوفا۔ (اتحاف الخيرة المهرة: (٣/٣٨٠) كتاب القرض، باب في المديون لصاحب الدين وفي كل قرض جر منفعة، ط: دار الوطن)

🗀 السنن الكبرى للبيهقي: (٥/٥٧٣) رقم الحديث: ١٠٩٣٣، جماع ابواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب وغير ذلك، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀 تكلمه فتح الملهم: (١/٥٧٥) كتاب المساقاة والمزارعة، ط: دار العلوم كراچی۔

🗀 انه لا يحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه، وان أذن له في الربا، لأنه يستوفي دينه كاملاً، فتبقى له المنفعة فضلاً، فيكون ربا۔ (الشامية: (٦/٤٨٢) كتاب الرهن، ط: سعيد)

جارہا ہے جو شرعاً معتبر ہے تو دو روز کے بعد عقد اجارہ فسخ کرسکتا ہے، اور مکان کا مالک چاہے تو دو روز کا کرایہ اس سے وصول کرسکتا ہے، اور اگر معتبر عذر کے بغیر جارہا ہے تو چوں کہ یہ عقد ماہانہ ہوتا ہے اس لئے پورے مہینے کا کرایہ ادا کرنا اس کے ذمہ ہے، اس صورت میں یہ شخص ایک ماہ تک مکان اپنے قبضہ میں رکھنا چاہے، تو رکھ سکتا ہے۔

دکان وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (1)

کرایہ زیادہ لینا

"ٹیکسی ڈرائیور کا میٹر سے زیادہ کرایہ لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۱/۳)

---

(۱) واذا استأجر دارأسنة كل شهر بكذا فليس لواحد منهما فسخ الاجارة قبل اكمال السنة بغير عذر. (المحيط البرهاني: (۲۳۷/۱۱) كتاب الاجارة، الفصل الثالث في الأوقات التي يقع عليها عقد الاجارة، ط:ادارة القرآن)

اكترى دابة للسفر ثم بداله منه) أي ظهر للمستأجر مايوجب المنع من السفر لاحتمال كون قصده سفر الحج فذهب وقته أو طلب غريم له فحضر، أو التجارة فافتقر وغير ذلك فانه يثبت له حق الفسخ لأنه لو مضى على موجب العقد لزمه ضرر زائد. (مجمع الأنهر: (۵۵۷/۳) كتاب الاجارة، باب فسخ الاجارة، ط:دار الكتب العلمية)

اكترى دابة للسفر ثم بداله منه)عند العقد أو بعده، ولو في الطريق وله الأجر بحسابه. (الدر المنتقى على المجمع: (۵۵۷/۳) كتاب الاجارة، باب فسخ الاجارة: ط:دار الكتب العلمية)

وكمايجب الأجر باستيفاء المنافع يجب بالتمكن من استيفاء المنافع اذا كانت الاجارة صحيحة حتى ان المستاجر دارأأو حانوتاً مدة معلومة ولم يسكن فيها في تلك المدة مع تمكنه من ذلك تجب الأجرة. (الفتاوى الهنديه: (۴۱۳/۴) كتاب الاجارة، الباب الثاني في بيان أنه متى تجب الأجرة وما يتعلق به من الملك وغيره. ط:رشيديه)

تجب بالتمكن من استيفاء المنفعة حتى أن من استأجر داراً مدة معلومة وعطّلها مع التمكن من الانتفاع يجب الأجر. (لسان الحكام: (۳۶۱/۱) الفصل الثامن عشر في الاجارة، ط:مصطفى البابي الحلبي، القاهرة)

الشامية: (۴۱/۶) كتاب الاجارة، ط:سعيد.

أحسن الفتاوى: (۳۱۰/۷، ۳۱۱) كتاب الاجارة، عنوان: "کرایہ دار نے دو روز کے بعد مکان چھوڑ دیا" ط:سعید

کرایہ کی ایک صورت

''ٹھیکہ کی ایک صورت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۸/۳)

کرایہ کی زمین پر مکان بنایا

''کرایہ پر دی ہوئی زمین فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۸/۵)

کرایہ لینا قسطیں ختم ہونے تک

کسی آدمی نے دوسرے شخص کو ایک چیز ادھار یا قسطوں میں فروخت کردی اور چیز اس کے قبضے میں دے دی، لیکن یہ شرط رکھ دی کہ جب تک قسطیں ختم نہیں ہوتیں، اس وقت تک آپ کو اس چیز کا کرایہ بھی ادا کرنا پڑے گا، یہ ناجائز ہے، کیوں کہ اس فروخت کردہ چیز پر خریدار سے کرایہ لینا سود ہے جو ناجائز ہے۔

نیز ایک معاملہ کے ساتھ دوسرے معاملے کو ملانا ہے، حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو معاملوں کو ایک ساتھ ملانے سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

---

(۱) ولا بيع بشرط... لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو... لمبيع... من أهل الاستحقاق... ولم يجر العرف به ولم يرد الشرع بجوازه... كشرط أن يقطعه البائع أو يخيطه قباء... أو يستخدمه... شهرا) مثال لما فيه نفع للبائع، أو يعتقه

قوله: مثال لما فيه نفع للبائع) ومنه ما لو شرط البائع أن يهبه المشتري شيئا أو يقرضه أو يسكن الدار شهرا. (الدر مع الرد: (۸۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد اذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد)

وكذلك لو باع عبداً على أن يستخدمه البائع شهراً أو داراً على أن يسكنها أو على أن يقرضه المشتري درهما أو على أن يهدى له هدية؛ لأنه شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين، ولأنه نهى عن بيع وسلف، ولأنه لو كان الخدمة والسكنى يقابلها شيء من الثمن يكون اجارة في بيع ولو كان لا يقابلها يكون اعارة في بيع وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة. (الهداية: (۳/ ۲۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

الجوهرة النيرة: (۲۴۷/۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيه۔

کرنسی

”کرنسی“ وہ ”زر“ ہے جس کو ملک میں قانونی طور پر خاص آلۂ تبادلہ قرار دیا گیا ہو، جیسے روپیہ، اگر پاکستان میں کوئی شخص روپے میں ادائیگی کرے تو قانوناً اسے لینے پر مجبور کیا جائے گا، ایسی قانونی کرنسی کو اردو میں ”زر قانونی“ اور انگریزی میں (Legal Tender) کہتے ہیں۔[۱]

کرنسی قوت خرید کے ایک مخصوص معیار کا نام ہے اور ہر ملک کی کرنسی اس ملک کے اقتصادی حالات کی وجہ سے اپنی ایک خاص قیمت رکھتی ہے، لہٰذا ایک ملک کی کرنسی کا دوسرے ملک کی کرنسی سے کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز ہے، البتہ دونوں جانب سے ادائیگی نقد ہونا شرط ہے۔[۲]

کرنسی اور زر میں فرق

”زر اور کرنسی میں فرق“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۴۷)

کرنسی بدل چکی ہے

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو مثلاً پاکستانی روپے سے قرض دیا، اور حکومت نے ان رپیوں کو بینڈ کر دیا، اور اس کے بدلے میں دوسرے روپے جاری کر دیے، تو قرضدار کے لیے بینڈ شدہ روپیوں سے قرض ادا کرنا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ وہ عیب دار ہو گیا ہے بلکہ حکومت نے سابقہ روپے کے بدلے میں جو نئے روپے نکالے ہیں ان سے قرض ادا کرنا لازم ہوگا۔[۳]

---

(۱) اسلام اور جدید معاشی مسائل: (۷/ ۲۲۳) زیر عنوان: نظام زر، ط: ادارہ اسلامیات۔

(۲) (مجمع الفقه الإسلامي، قرارات المجلس ص: ۹۷)

(۳) ولو استقرض فلوسا نافقة فكسدت عند أبي حنيفة رحمه الله يجب عليه مثلها۔ (الهداية: (۳/ ۱۱۶) كتاب الصرف، ط: رحمانيه)=

کرنسی جعلی بنانا

''زرتخلیق کرنے کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٤/٧٥)

کرنسی عہد نبوی کی

''عہد نبوی کی کرنسی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٤/٣٦٤)

کرنسی کی بیع

ایک ملک کی کرنسی کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ ایک ملک کی کرنسی کو دوسرے ملک کی کرنسی کے عوض کمی زیادتی کے ساتھ نقد میں خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اور نفع جائز ہے، البتہ ادھار میں کرنسی کا سودا کرنا جائز نہیں ہے۔ (١)

= ولو كسدت أفلس القرض يجب رد مثلها۔ (تبيين الحقائق: (٤/١٤٣) كتاب الصرف، ط: إمداديه ملتان)

ويجب على المستقرض رد مثل أفلس القرض إذا كسدت۔ (الدر المختار مع الرد: (٥/٢٦٩) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد)

(١) واما العملة الاجنبية من الاوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاصيل، فيجوز ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودى، ثم ان العملات المختلفة لهاقيمة معهودة فى البنوك والدوائر الحكومية فهل تجوز المبادلة باكثر او اقل من هذه القيمة المعهودة كمايفعل ذلك فى السوق السوداء؟ والجواب: انا لما اعتبرنا العملة الاجنبية جنسا آخر فالاصل ان التفاضل فى مثله جائز شرعاً بالغاً مابلغ، فلاتكون المبادلة على خلاف سعرها الحكومي ربا، ولكن يمنع من ذلك، لكونه مخالفة لأولي الأمر اذا كانت الحكومة اسلامية، ولكونه عرضاً للنفس لعقوبات قانونية اذا كانت الحكومة غير اسلامية. (تكملة فتح الملهم: (١/٥٩٠) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچى)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ١٦٥، ١٦٦) ط: دار العلوم كراچى۔

واذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة والاصل فيه الاباحة، واذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، واذا وجد احدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهداية: (٣/٨١) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبة شركة علمية ملتان)

کرنسی کی تاریخ

سونے، چاندی ''زر'' کی حیثیت سے استعمال ہونے سے قبل دنیا میں ''زر بضاعتی'' یا ''اجناسی زر'' کا نظام رائج تھا، اس سسٹم کے تحت ہر خطے کے لوگوں نے اپنے علاقے میں مقبول اور قیمتی شمار ہونے والی اشیاء کو زر کا درجہ دیا، بعض علاقوں میں چاول، بعض علاقوں میں چمڑا، بعض علاقوں میں چائے زر کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

ساحلی علاقوں میں موتیوں کو ثمن (زر) کے طور پر استعمال کیا گیا، سرد علاقوں میں پشم کو ثمن ٹھہرایا گیا، معتدل موسم کے حامل ممالک میں آباد لوگوں کی خوشحال زندگی اور آسودہ حالی کی بنا پر خوبصورت اشیاء (مثلاً قیمتی پتھروں کے نگینے، عمدہ لباس، ہاتھی کے دانت وغیرہ) کو کرنسی قرار دیا گیا، جاپان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں چاول کو کرنسی کے طور پر استعمال کیا گیا، وسط ایشیاء میں چائے، وسطی افریقہ میں نمک کے ڈلوں اور شمالی یورپ میں چمڑے کو کرنسی قرار دیا گیا۔ [1]

کرنسی کی تجارت

☆ دو ملکوں کی کرنسی جنس کے اعتبار سے ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں، اسی وجہ سے ان کے نام کی اکائیاں وغیرہ مختلف ہوتی ہیں، اور مختلف جنس کی چیزوں کو کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے، اس لئے دو ملکوں کی کرنسیوں کو نقد میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ ادھار سودا کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بیع صرف ہے، اور بیع صرف میں ادھار سودا کرنا جائز نہیں ہے۔ [2]

---

(۱) (کاغذی کرنسی کی تاریخ، ارتقاء، شرعی حیثیت، ص: ۱۰)

(۲) وإن عدما ... حلا کهروی بمرويين لعدم العلة، فبقى على أصل الإباحة، وإن وجد أحدهما أى القدر وحده، أو الجنس حل الفضل وحرم النساء ولو مع التساوى. (الدر مع الرد: (۵/۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربوا، مطلب فى الإبراء عن الربا، ط: سعيد) =

☆ایک ملک کی کرنسی کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، چاہے نقد ہو یا ادھار دونوں صورتیں ناجائز ہیں، کیونکہ یہ سود ہے۔ (۱)

کرنسی کی خرید و فروخت

کرنسی کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ڈالر یا ریال یا کوئی بھی کرنسی خرید لیتا ہے، پھر اسے اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے، اس کے بعد جب اس کا ریٹ بڑھ جاتا ہے، تو وہ اسے بیچ دیتا ہے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، لیکن کرنسی کی خرید و فروخت دونوں جانب سے ہاتھ در ہاتھ (نقد) ہونا ضروری ہے، ادھار سودا کرنا جائز نہیں، مثلاً پاکستانی روپے کے بدلے ڈالر خریدنا ہاتھ در ہاتھ نقد ہونا ضروری ہے، ورنہ جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

= وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء. (الهداية على فتح القدير: (۱۱/۷) باب الربوا، ط: دار الكتب العلمية.

تبيين الحقائق: (۸۷/۴) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رحمانيه.

(۱) وقدمنا آنفاً أن مبادلة الفلوس بجنسها لا يجوز بالتعامل عند محمد رحمه الله، وينبغي أن يفتى بهذا القول في هذا الزمان، سداً لباب الربا، وعليه فلا يجوز مبادلة الأوراق النقدية بجنسها متفاضلة، ويجوز إذا كانت متماثلة. (تكملة فتح الملهم: (۵۹۰/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۵، ۱۶۶) ط: دار العلوم كراچی.

وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء. (الهداية: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبة شركة علمية ملتان)

(۲) عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل يداً بيد، فمن زاد واستزاد فقد أربى، الآخذ والمعطي فيه سواء. (صحيح مسلم: (۲۵/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمى)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمى. =

کرنسی نوٹ کی تاریخ

کرنسی نوٹ کی تاریخ یہ ہے کہ ابتداء میں سامان کا سامان سے تبادلہ کیا جاتا تھا، پھر سکّے کے ذریعہ خرید وفروخت کا رواج شروع ہوا، پھر عام لوگ سونے چاندی کے سکّے صرافوں کے پاس امانت کے طور پر رکھ کر ان سے وثیقے اور اعتماد کے طور پر رسید وصول کر لیتے، پھر اس کے بعد لوگوں نے انہی رسیدوں پر خرید وفروخت کا کاروبار شروع کر دیا، اس کے بعد یہی رسیدیں نوٹوں کی شکل اختیار کر گئیں۔

ابتداء میں عام تجارتی بینکوں کو نوٹ جاری کرنے کا اختیار ہوتا تھا، پھر یہ اختیار صرف حکومت کے مرکزی بینک تک محدود کر دیا گیا، اب عام تجارتی بینکوں کو نوٹ جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور ان نوٹوں کو قانونی طور پر کرنسی کی حیثیت دے دی گئی ہے۔

جب نوٹوں کو قانونی طور پر کرنسی کی حیثیت دی گئی تو اس وقت ان نوٹوں کے پیچھے سو فیصد سونا ہوتا تھا، پھر سونے کی شرح کم ہوتے گئی، یہاں تک کہ کم ہوتے ہوتے سونے کی شرح بالکل ختم ہوگئی۔

پھر اس کے بعد اکثر ممالک نے اپنے نوٹوں کو امریکی ڈالر کے ساتھ وابستہ کر لیا کیوں کہ ڈالر کے پیچھے سونا ہوتا تھا، مگر ۱۹۷۱ء میں فرانس نے امریکہ سے ڈالر کے بدلے میں سونے کا مطالبہ کیا تو امریکہ نے سونا دینے سے منع کر دیا اور ڈالر کی

= وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنسأ . . . وإذا وجدا حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ مثل أن يسلم هرويًا في هروي . . . فحرمة ربو الفضل بالوصفين وحرمة النسأ بأحدهما۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربوا، مطلب في الإبراء عن الربو، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۸۷/۴) كتاب البيوع، باب الربو، ط: امداديه ملتان۔

سونے سے وابستگی ختم کردی، لہٰذا اب نوٹوں کے پیچھے کوئی سونا نہیں ہوتا، اور اب نوٹ سونے چاندی کی رسید نہیں ہیں، بلکہ ان کی اپنی مستقل حیثیت ہے، اور یہ خود مال اور ثمن ہے جو خرید وفروخت میں سونے چاندی کی طرح ہیں، تجارتی لین دین اور زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ میں ان کا حکم وہی ہے جو سونے اور چاندی کا ہے۔ (۱)

چنانچہ آج کل نوٹوں کی حیثیت وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سونے چاندی کی تھی، لہٰذا جس طرح سونے کی سونے کے بدلے، یا چاندی کی چاندی کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اور ادھار میں بھی سودا کرنا حرام ہے، اسی طرح نوٹوں کا تبادلہ بھی آپس میں کمی زیادتی اور ادھار میں کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۲)

کرنسی نوٹوں کو ''فلوس'' پر قیاس کرنا

کرنسی نوٹوں کو سابقہ زمانہ کے فلوس پر قیاس کرنا اور دونوں کا حکم ایک کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ دھاتی سکوں میں زر کی بجائے سامان کا پہلو غالب ہے، اس لیے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور مالکی فقہاء کا مشہور قول، حنابلہ کا صحیح مسلک، اور شوافع کا صحیح ترین نقطۂ نظر یہی ہے کہ فلوس (دھاتی سکوں) میں ربا نہیں ہے بلکہ یہ سامان کی طرح ہیں، کمی بیشی کے ساتھ ان کا تبادلہ حرام نہیں سمجھتے، شراکت ومضاربت میں ''رأس المال'' بنانے کی اجازت نہیں دیتے۔ (۳)

---

(۱) اسلام اور جدید معیشت وتجارت (ص: ۹۶، ۹۷) ''زر کا ارتقاء اور مختلف نظامہائے زر'' مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب، ط: معارف القرآن۔

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة رقم: ؟؟؟ (عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه)

(۳) الأصح عند الشافعية والصحيح عند الحنابلة وهو قول الشيخين من الحنفية و قول عند المالكية أنها ليست أثمانا ربوية وأنها كالعروض۔ (الموسوعة الفقهية: (۲۰۵/۳۲) مادة فلوس، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت) =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دھاتی سکے موجود تھے، لیکن ان کے بارے میں حدیث شریف میں کوئی حکم مذکور نہیں ہے، اگر یہ زر ہوتے تو سونے چاندی کی طرح ان کے احکام بھی ذکر ہوتے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی سے کہا: ''اس کے فلوس خریدلو''۔

فأمرها أن تشتري به فلوسا۔ (۱)

اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ہاں دھاتی سکے سامان میں شمار ہوتے تھے، البتہ احناف کے نزدیک مفتی بہ قول کے مطابق دھاتی سکے زر ہیں، جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے، اس لیے ان میں زکوۃ بھی واجب ہے، لیکن امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک متعاقدین دھاتی سکوں کو متعین کرکے ان کی زر ہونے کی حیثیت کو ختم کرسکتے ہیں، اس صورت میں یہ

= ذهب جمهور الفقهاء: أبو حنيفة وأبي يوسف والمالكية على المشهور والشافعية والحنابلة إلى أنّ المضاربة لاتصحّ بالفلوس؛ لأنّ المضاربة عقد غرر جوز للحاجة فاختص بما يروج غالبا وتسهل التجارة به وهو الأثمان۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۳۸/۳۶، ۳۷) مادة مضاربة، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

(۱) عن عبد الله بن صامت قال: كنت مع أبي ذر وقد خرج عطاؤه ومعه جارية له، فجعلت تقضي حوائجه، وقال مرة: تقضي، قال: ففضل معه فضل، قال: أحسبه قال: سبع، قال: فأمرها أن تشتري بها فلوسا، قلت يا أبا ذر، لو ادخرته للحاجة تنوبك، وللضيف يأتيك فقال: إن خليلي عهد إليّ أن "أيما ذهب أو فضة أوكي عليه، فهو جمر على صاحبه يوم القيامة حتى يفرغه إفراغا في سبيل الله"۔ (مسند أحمد: (۳۵/۲۲۰) رقم الحديث: ۲۱۵۲۸، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

مجمع الزوائد: (۱۰/۲۴۰) رقم الحديث: ۱۷۷۶۲، كتاب الزهد، باب في الإنفاق والإمساك، ط: مكتبة القدس، القاهرة۔

المسند الجامع: (۱۶/۱۲۳) رقم الحديث: ۱۲۲۸۱، حرف الذال، أبو ذر غفاري، ط: دار الجيل۔

سامان کے حکم میں ہوتے ہیں، اور کمی بیشی کے ساتھ ان کا تبادلہ بھی صحیح ہوتا ہے۔ (١)

ان شواہد سے معلوم ہوا کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کی نظر میں دھاتی سکے (فلوس) یا تو زر میں شامل ہی نہیں ہیں، بلکہ سامان میں شامل ہیں، یا پھر زر ہیں تو ناقص زر ہیں، کرنسی نوٹوں کی طرح کامل زر نہیں ہیں، اسی لیے یہ حضرات متعاقدین کو فلوس سے زر کا وصف ختم کرنے کی اجازت دیتے ہیں، جو بھی صورت ہو بہر حال کرنسی نوٹوں کو فلوس پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ کرنسی نوٹوں میں فلوس یعنی دھاتی سکوں کی طرح سامان کا پہلو غالب نہیں ہے، یہ تو خالص کاغذ کے ٹکڑے ہیں، ان کی جو بھی حیثیت ہے وہ ان کے پشت پر حکومتی ضمانت کی وجہ سے ہی ہے سامان کے اعتبار سے نہیں اور متعاقدین کو ان کے زر ہونے کی حیثیت کو ختم کر کے کالعدم کرنے کا

---

(١) بیع فلوس معینة بالتفاضل، کبیع الفلس الواحد بعینه بالفلسین الآخرین بعینهما، وفیه خلاف مشهور، فقال محمد: إنه لایجوز أیضا؛ لأنّ الفلوس عنده لاتتعین بالتعیین في حال من الأحوال؛ لأنّها أثمان، والأثمان لاتتعین، ولایجوز للمتعاقدین أن یبطلا ثمنیتها؛ لأنها ثبتت باصطلاح الکل، فلاتسقط باصطلاح البعض، فصار کبیع فلوس غیر متعینة، وقال أبوحنیفة و أبویوسف رحمهما الله: إنّ الفلوس کانت في الأصل عروضًا، وإنّما صارت أثمانًا باصطلاح المتعاقدین؛ لأنّه لاولایة لغیرهما علی أنفسهما في ذلک، فلو اصطلحا علی إبطال الثمنیة، والعود إلی الأصل، کان لهما ذلک، وحینئذ صارت عروضًا عددیة، وجاز التفاضل فیها، کما في سائر العددیات۔ والّذي یظهر لهذا العبد الضعیف۔ عفا الله عنه۔ أنّ قول محمد رحمه الله أولیٰ بالأخذ في زماننا، فإنّه قد نفذت الیوم دراهم أو دنانیر مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها في کل شيئ، فلو أبیح التفاضل فیها۔ ولو بتعیینها۔ لانفتح باب الربا بمصراعیه لکل من هب و دب، فینبغي أن یختار قول محمد رحمه الله، کما منع المشائخ التفاضل في العدالي والغطارفة۔ (تکملة فتح الملهم: (١/٥٨٨) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حکم العملة الرائجة، ط: مکتبه دار العلوم کراچی)

ان الزکاة تجب فی الغطارفة اذا کانت مائتین، لأنها الیوم من دراهم الناس وان لم تکن دراهم الناس فی الزمن الأول، وانما یعتبر فی کل زمان عادة أهل ذلک الزمان۔ (البحر الرائق: (٢/٣٩٧) کتاب الزکاة، باب زکاة المال، ط: رشیدیه۔

اختیار بھی نہیں ہے، بلکہ ختم کرنے سے ختم ہوگا بھی نہیں، کیونکہ یہ قانونی زر ہیں، اور یہ کرنسی نوٹ مستقل کرنسی ہے، اور سونے چاندی کی طرح ان میں بھی سود کے احکام جاری ہوں گے، ربا (سود) اور تلف کرنے کی صورت میں ضمان لازم ہونے کے مسائل میں مکمل طور پر سونے چاندی کے احکام لاگو ہوں گے، اور سونا چاندی اور کرنسی نوٹوں کی جنس مختلف ہونے کی وجہ سے کمی زیادتی کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز ہوگا، جیسا سونے اور چاندی میں کمی زیادتی کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز ہے، البتہ ادھار کا معاملہ جائز نہیں ہوگا، اور مجلس عقد میں دونوں جانب سے نقد ادا کرنا لازم ہوگا، ورنہ سود ہونے کی وجہ سے گناہ بھی ہوگا اور عقد بھی جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

کریٹ کے اوپر اچھی اچھی چیز ہو

''ٹوکرے کے اوپر اچھی اچھی چیز ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۳/۳)

کریٹ کے حساب سے خرید وفروخت کرنا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۶)

---

(۱) وباستعراضنا لآراء العلماء في النقود الورقية و وجهه نظر كل منها و مناقشتها فقد ترجح لنا قول القائل: بأن الأوراق النقدية هي عملة نقدية مستقلة ويجري فيها الربا كما يجري في النقدين وينطبق عليها حكمهما سواء بسواء في الربا، وفي وجوب الزكاة وفي ضمانها بإتلاف، وتعتبر أجناسا نظرًا لاختلاف أسمائها وصفاتها وجهات إصدارها، فالريال السعودي جنس، والجنية المصري جنس، والدينار العراقي جنس، والليرة السورية جنس، والليرة اللبنانية جنس، والدولار الأمريكي جنس، والجنية الاسترليني جنس، وهكذا، كما اعتبر البر جنسا والشعير جنسا، وإن كانا من جنس الحبوب، وكما اعتبر دقيق الحنطة ودقيق الشعير جنسين وإن كان يشملهما اسم الدقيق، وعليه فإنه لا يجوز بيع جنس منها بجنسه متفاضلاً ولا يجوز نسيئة، ويجوز بيع جنس منها بجنس آخر حالاً متفاضلاً ولا يجوز نسيئة۔ (الربا والمعاملات المصرفية في نظر الشريعة الإسلامية: (ص: ۳۳۹) الباب الثالث: المعاملات المصرفيه ورأي الإسلام فيها، الفصل الثاني: النقود الورقية وهل يجري عليها أحكام الصرف، ط: دار العاصمة)

کریڈٹ کارڈ (Credit Card)

کریڈٹ کارڈ کا تعارف:

اقتصادیات کے ماہرین کے نزدیک کریڈٹ کارڈ سے مراد وہ قرض ہے جو بینک کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے، اور اسے کریڈٹ کارڈ والا اپنی ضروریات خریدنے یا رقم حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے، اور بعد میں وہ رقم بینک کو ادا کر دیتا ہے، اگر سارا قرض معین مدت میں ادا کرنا نہیں چاہتا تو اسے قسطوں میں سود کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

یہ کارڈ لینا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ بینک جب یہ کارڈ جاری کرتا ہے تو اپنے کسٹمر سے یہ عہد کر لیتا ہے کہ مقررہ وقت پر ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں وہ سود کی اضافی رقم ادا کرنے کا پابند ہوگا، جس طرح سود دینا لینا حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح سود دینے اور لینے کا معاہدہ کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

ساتھ ساتھ یہ کارڈ مشین میں چارج کرتے وقت بھی کچھ رقم فیصد کے اعتبار سے کٹ جاتی ہے، یہ بھی سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) عن العرس ابن عميرة الكندي عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إذا عُمِلَتِ الخطيئةُ في الأرض، كان مَن شَهِدها فكَرِهها، وقال مرّةً: "أنكرها"، كمَن غاب عنها، ومَن غاب عنها فرَضِيها، كان كمَن شَهِدها۔ (سنن ابی داود، کتاب الملاحم، باب الامر والنهی، (۱۲۴/۴) رقم الحدیث (۴۳۴۵) ط: المکتبۃ العصریۃ، صیدا، بیروت) = **(باقی حوالجات جلد کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں)**

(۲) وعن عمرو بن عوف المزنی عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: الصلح جائز بین المسلمین الا صلحاً حرم حلالاً أو أحل حراماً ۔ والمسلمون علی شروطهم الا شرطاً حرم حلالاً أو أحل حراماً۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۳) کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔
سنن أبی داود: (۱۵۰/۲) کتاب القضاء، باب فی الصلح، ط: رحمانیه۔
قال الصلح جائز بین المسلمین الا صلحاً حرم حلالاً أو أحل حراماً) کالصلح علی أن لا یطأ الضرة وکالصلح علی الخمر والخنزیر۔ (مرقاة المفاتیح: (۱۱۸/۶) کتاب البیوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: رشیدیه۔ =

اس کارڈ کے حامل کا بھی کوئی اکاؤنٹ ادارے یا بینک میں نہیں ہوتا، بلکہ وہ ادھار پر سود دینے کا معاہدہ کرتا ہے، اس معاہدے میں اگرچہ ادارہ یا بینک ایک متعین مدت فراہم کرتا ہے، کہ جس میں اگر کارڈ ہولڈر رقم کی ادائیگی کردے تو اس کو مزید سود ادا نہیں کرنا پڑتا، لیکن اصل کے اعتبار سے یہ معاہدہ سود کی بنیاد پر ہوتا ہے اور اس رقم کی ادائیگی کا وعدہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ اس میں تجدید مدت (Rescheduling) کی سہولت بھی موجود ہوتی ہے، جس سے ادائیگی کی مدت بڑھ جاتی ہے، البتہ اس کے ساتھ ساتھ شرح سود میں اضافہ ہوجاتا ہے، اور بعض صورتوں میں اضافی رقم لی جاتی ہے۔

اس کارڈ کا حکم یہ ہے کہ اس کا استعمال جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں قرض پر سود دینے کا معاہدہ اور عمل دونوں شامل ہیں، اور یہ دونوں چیزیں جائز نہیں ہے۔ (۱)

کریڈٹ کارڈ کا حکم

کریڈٹ کارڈز (Credit Cards) کی بنیاد سودی نظام پر ہے، اس لئے اس کی خرید وفروخت اور استعمال جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص وقت پر رقم ادا بھی کردے لیکن وہ سود دینے کا معاہدہ ضرور کرتا ہے، اور جس طرح سود دینا حرام ہے اس کا معاہدہ کرنا بھی حرام ہے۔ (۲)

= عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ وقال: ہم سواء۔ رواہ مسلم وغیرہ۔ (الترغیب والترہیب: (۳/۷۱) کتاب البیوع، الترہیب من الربا، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

صحیح مسلم: (۲/۲۷) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی۔

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(۱، ۲) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: أن آخر ما نزلت آیۃ الربوا، وأن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض ولم یفسرہا لنا، فدعوا الربوا والریبۃ۔ رواہ ابن ماجہ والدارمی۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۶) کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔ =

کریڈٹ لیٹر دینے کی اجرت

''کریڈت لیٹر'' دینے کی اجرت لینا جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شخص کسی چیز کے لینے پر مجبور ہو اور اس کو اجرت دیئے بغیر کریڈٹ لیٹر نہ ملے تو اس کو مجبوراً اجرت دینے کی گنجائش ہوگی، لیکن کریڈٹ لیٹر دینے والے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ وہ مجبور نہیں ہے۔ (۱)

کڑھائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

کسٹم اور اسلام

اسلام جائز اشیاء کی درآمد، برآمد پر خواہ وہ اندرون ملک ہو یا بیرون ملک کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا، اور کوئی ٹیکس بھی لاگو نہیں کرتا، تا کہ لوگوں کو

= قوله: (فدعوا) أي: أيها الناس (الربا والريبة) أي شبهة الربا أو الشك في شيء مما اشتملت عليه هذه الآيات والأحاديث، فان الشك في شيء من ذلك ربما يؤدي الى الكفر۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۷،۵۸/۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: آكل الربوا ومؤكله وكاتبه وشاهديه، وقال: وهم سواء، رواه مسلم۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الاول، ط: قديمى)

صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربوا، ط: قديمى)

(۱) ولاتصح الكفالة الا ممن يملك التبرع؛ لأنه عقد تبرع ابتداءً۔ (مجمع الانهر: (۱۷۳/۳) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية)

الكفالة عقد تبرع وطاعة يثاب عليها الكفيل، ولو قام المكفول له بتقديم شيئ من المال لكفيل هبة او هدية جاز ... لكن ان شرط الكفيل تقديم مقابل أو أجر على كفالة وتعذر على المكفول عنه تحقيق مصلحته من طريق المحسنين المتبرعين ... جاز له دفع الأجر للضرورة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۱۶۱/۵) الفصل العاشر: الكفالة، المبحث الخامس: ملحق: أخذ الأجر على الكفالة في الوقت الحاضر، ط: دار الفكر)

ضرورت کی اشیاء سستے داموں میں آسانی کے ساتھ ملتی رہے، اس لیے محصول چنگی کا کاروبار شریعت کی رو سے درست نہیں ہے، کیوں کہ ان محصول چنگیوں کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے، اور لوگ مہنگی قیمت پر چیز خریدنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔[1]

کسٹم ڈیوٹی

جو چیزیں بیرون ملک سے درآمد کی جاتی ہیں ان پر حکومت تاجروں سے ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی وغیرہ کے نام سے کچھ رقم وصول کرتی ہے، بسا اوقات ان ٹیکسوں میں ناقابل برداشت حد تک اضافہ کر دیا جاتا ہے، اگر یہ ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی مناسب اور قابل برداشت حد تک لیا جاتا ہے اور قومی خزانہ میں جمع کر کے قومی مفاد میں استعمال کیا جاتا ہے تو پھر تجارت کے سامان کو کسٹم ڈیوٹی وغیرہ ادا کر کے لانا بہتر ہے، چوری چھپے لانا مناسب نہیں ہے، کیونکہ حکومت کو سخت ضرورت کے وقت مناسب ٹیکس لگانے کی اجازت ہے، تاکہ اسلامی حکومت قائم رہے۔

---

(۱) قال الله تعالى: {يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل}۔ (النساء: ۲۹)

من أخذ مال غيره لا على وجه إذن الشرع، فقد أكله بالباطل۔ (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: (۲۲۳/۳) البقرة: ۱۸۸، ط: مؤسسة الرسالة)

لا يأكل بعضكم أموال بعض بالوجه الذي لم يبحه الله تعالى: (تفسير أبي سعود: (۲۰۲/۱) البقرة: ۱۸۸، دار إحياء التراث العربي)

وقال الشامي: الوظائف التي وضعها الفارس على رعاياهم من الخياط والصباغ والحداد كل يوم أو شهر كلا، فهو لا يحل أخذه وكذلك الوظائف السلطانية اليوم في بلادنا علينا المسماة بـ "ٹکس" لأنهم يأخذونها حيث ماذكرنا مسانهة والعذر بأنهم يصرفون إلى حوائجنا مردود؛ لأن خزائنهم معمورة تزيد كل يوم إلى ماشاء الله تعالى عاقبة أمرها فلا حاجة إلى أموال الناس ومثل ذلك المحصولات المتعددة الموضوعة على التجار على كل ماز۔ والمعصية كلها على الآخذ والآمر۔ وإن البعوا النصارى في هذه النهب والأخذ۔ ومن يتبع أهوائهم فماله من الله من ولي ولا نصير۔ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۱۰۹/۳) كتاب الكفالة، ط: إدارة الحرم)

اور اگر حکومت ان ڈیوٹی اور ٹیکسوں میں ناقابل برداشت اضافہ کر کے تاجروں کو تنگ کرتی ہے، اور ڈیوٹی اور ٹیکسوں کے نام سے وصول کی گئی رقم قومی خزانے کی بجائے ذاتی خواہشات اور ضروریات میں صرف کرتی ہے، تو ایسی صورت میں مال لانے والا ڈیوٹی اور ٹیکس سے بچنے کی مناسب تدابیر اختیار کر سکتا ہے، (۱) البتہ خیانت اور دھوکہ بازی سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) ان كان البلد ثغرًا يتاخم دار الحرب، وكانت أموالهم إذا دخلت دار الاسلام معشورة من صلح استقر معهم، وأثبت ديوان عقد صلحهم، وقدر الماخوذ منهم من عشر أو خمس أو زيادة عليه أو نقصان منه، فإن كان يختلف باختلاف الأمتعة والأموال، فصلت فيه، وكان الديوان موضوعًا لإخراج رسومه ولاستيفاء مايرفع إليه من مقادير الأمتعة المحمولة إليه۔ (الأحكام السلطانيه: (۱/۲۴۵، ۲۴۶) فصل فى وضع الديوان، وأحكامه، ط: دار الكتب العلمية۔

☜ والأصل انا متى عرفنا مايأخذون منا أخذنا منهم مثله، بذلك امر عمر رضى الله عنه وإن لم نعرف أخذنا منهم العشر لقول عمر فإن أعياكم فالعشر، وإن كان يأخذون الكل تأخذ منهم الجميع الا قدر مايوصله إلى مامنه فى الصحيح۔ (تبيين الحقائق: (۱/۲۸۵) باب العاشر، ط: امداديه ملتان)

☜ الجامع الصغير: (۱/۱۲۸) باب فيمن يمر على العاشر بمال، ط: عالم الكتب۔

☜ الحيل جمع حيلة: وهى مايتوصل به الى مقصود بطريق خفى، وهى عند العلماء على أقسام بحسب الحامل عليها... وان توصل بها بطريق مباح الى سلامة من وقوع فى مكروه فهى مستحبة أو مباحة۔ (فتح البارى: (۲/۳۲۶) كتاب الحيل، ط: دار المعرفة)

☜ الكذب مباح لاحياء حقه، ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعريض، لأن عين الكذب حرام۔ (الدرالمختار مع الرد: (۶/۴۲۷) كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد)

☜ غمز عيون البصائر: (۱/۲۹۳) القاعدة السادسة: العادة محكمة، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) وعن ابن مسعود رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع فى النار، رواه الطبرانى فى الكبير والصغير باسناد جيد وابن حبان فى صحيحه۔ ورواه أبو داود فى مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر والخديعة والخيانة فى النار۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۳۵۹) كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب فى النصيحة فى البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية۔

☜ كنز العمال: (۳/۵۴۵) الكتاب الثالث فى الأخلاق، الباب الثانى، الفصل الثانى فى الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة۔

☜ المراسيل لأبى داود: (ص: ۱۵۹) باب التجارة، ط: مؤسسة الرسالة۔

☜ مزید "تجارتی محصولات" عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

کسٹم ڈیوٹیز

(۳۱۸) بین الاقوامی تجارت میں امیر اور ترقی یافتہ ممالک، ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کا معاشی استحصال کسٹم کے ظالمانہ قوانین کے ذریعے کرتے ہیں، وہ درآمد اور برآمد کرنے والوں پر بھاری ٹیکس (کسٹم ڈیوٹیز) لگاتے ہیں، اور یہ بین الاقوامی سطح پر معاشی انصاف کے حصول کی راہ کا بڑا پتھر ہیں، اسلام نے ٹیکس اور ڈیوٹیز کے بھاری پتھر کو روز اول ہی سے ہٹادیا ہے، کیونکہ اس نے ساری مخلوق کو اللہ کریم کا کنبہ قرار دیا ہے۔ (۱)

البتہ جب دوسرے ممالک مسلمان تاجروں پر ٹیکس لگاتے ہیں تو اسلام کا قانون تجارت اسلامی ریاست کو صرف اسی مقدار میں ان ممالک کے تاجروں پر ٹیکس لگانے کی اجازت دیتا ہے، زیادتی کی اجازت نہیں دیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک ہدایت نامہ جاری کیا تھا جس میں یہ تھا:

خذ أنت منهم كما يأخذون من تجار المسلمين۔ (۲)

---

(۱) ولا نأخذه منهم شيئا اذا لم يبلغ مالهم نصاباً وان أخذوا منا في الأصح، لأنه ظلم ولا متابعة عليه۔ (الدر المختار (۳۱۵/۲) كتاب الزكاة، باب العاشر، مطلب ما يؤخذ من النصارى لزيارة بيت المقدس حرام، ط:سعيد)

تبيين الحقائق: (۲۸۵/۱) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: امداديه ملتان۔

البحر الرائق: (۲۳۳/۲) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط:سعيد۔

(۲) (كتاب الخراج: (۱۴۹/۱)، باب في الزيادة والنقصان والضياع في الزكاة، فصل في العشور وحكم من يحبونها، ط: المكتبه الأزهرية للتراث۔

الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۰۸/۳۰) شروط وجوب العشر في الأموال التجارة، النصاب، ط: وزارة الأوقاف والشؤن الاسلامية۔

بدائع الصنائع: (۳۹/۲) كتاب الزكاة، فصل وأما ركن الزكاة، ط:سعيد۔

کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کے لیے رشوت دینا

لوگ بیرون ملک سے سامان منگواتے ہیں، یا اپنے ساتھ سامان لاتے ہیں تو کسٹم والے اس پر ٹیکس لیتے ہیں، اور عام طور پر کسٹم والے اس پر رشوت مانگتے ہیں اور رشوت نہ ملنے کی صورت میں سامان والے کو تنگ و پریشان کرتے ہیں، اور زیادہ ٹیکس عائد کر دیتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ کسٹم حکام چونکہ بہت زیادہ کسٹم وصول کرتے ہیں، جو ظلم کی حد تک پہنچتا ہے، تو ایسی صورت میں ظلم دفع کرنے کی نیت سے کسٹم افسران کو رشوت دینا تاکہ مناسب شرح کے ساتھ کسٹم ڈیوٹی وصول کریں اس کی گنجائش ہے، پھر بھی استغفار کریں، البتہ کسٹم حکام کے لیے یہ رشوت ہے، ان کے لیے لینا اور استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ (١)

کسٹم کی تاریخ

کسٹم کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں غیر ملکی تاجروں سے اپنی بندرگاہوں میں اترنے والے مال

---

(١) ومن كان له حق مضيع لم يجد طريقةً للوصول اليه الا بالرشوة، أو وقع عليه ظلم، فلم يستطع دفعه عنه الا بالرشوة، فالأفضل له أن يصبر حتى يسر الله له أفضل السبل لرفع الظلم ونيل الحق، فان سلك سبيل الرشوة من أجل ذلك فلا اثم على الآخذ المرتشي، وليس عليه اثم الراشي في هذه الحالة مادام قد جزب كل الوسائل الأخرى، فلم تأت بجدوى، ومادام يرفع عن نفسه ظلماً أو يأخذ حقاً له دون عدوان على حقوق الآخرين۔ (الحلال والحرام في الاسلام: (ص: ٢٧٣)، في المعاملات الاجتماعية الرشوة لرفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

ثم الرشوة على أربعة اقسام... الرابع: مايدفع لدفع الخوف من المدفوع اليه على نفسه أو ماله حلال للدافع حرام على الآخذ؛ لأن دفع الضرر من المسلم واجب۔ (الشامية: (٣٦٢/٥) كتاب القضاء، مطلب في الاحكام على الرشوة والهدية، ط: سعيد۔

دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله ولاستخراج حق له ليس برشوة يعني في حق الدافع۔ (الشامية: (٤٢٣/٦، ٤٢٤) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

پر کچھ کسٹم وصول کیا تھا، وہ بھی صرف ان ملکوں کے تاجروں سے جوابی کارروائی کے طور پر وصول کیا تھا، جن ملکوں نے مسلمان تاجروں سے کسٹم وصول کرنا شروع کیا تھا، لیکن آج کل جس طرح ائیر پورٹ اور بندرگاہوں پر مسلمانوں سے بھی نجی اور تجارتی مال اور برآمدات اور درآمدات پر کسٹم وصول کیا جاتا ہے، یہ قرآن وسنت اور دین و شریعت سے ثابت نہیں۔ (۱)

کسٹم کی تعریف

حکومت نے اشیاء کی درآمد اور برآمد پر جو ٹیکس مقرر کر رکھا ہے اسے ''کسٹم'' کہتے ہیں، کسٹم سے بچنے کے لئے کچھ لوگ دوسرے راستوں سے چپکے سے سامان لاتے اور لے جاتے ہیں، اسی کو ''اسمگلنگ'' کہتے ہیں۔

اسمگلنگ اصل میں کسٹم کی وجہ سے وجود میں آئی ہے اگر کسٹم نہ ہوتا تو

---

(۱) وأما الحربي فإنما أمر بأخذ العشر منه، لأنهم يأخذون منا العشر فأمر بأخذ العشر منهم إذ الأمر بيننا وبين الكفار مبنى على المجازاة، حتى أنهم إن كانوا يأخذون منا الخمس أخذنا منهم الخمس وإن كانوا لا يأخذون منا شيئا فنحن لا نأخذ منهم شيئا۔ الدليل عليه ما روي أن عاشر عمر رضي الله عنه كتب إلى عمر رضي الله عنه كم نأخذ من تجار أهل الحرب؟ فقال: كم يأخذون منا؟ فقال هم يأخذون منا العشر، فقال: خذ منهم العشر، فقد جعل الأمر بيننا وبينهم على المجازاة۔ (شرح السير الكبير: (۲۸۵/۵) باب العشور من أهل الحرب، ط: دار الكتب العلمية)

المبسوط للسرخسي: (۱۹۹/۲) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: دار المعرفة۔

مجمع الأنهر: (۳۰۹/۱) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: دار الكتب العلمية۔

عن سفيان عن عطاء يعني ابن السائب عن رجل من بكر بن وائل عن خاله رضى الله عنه، قال: قلت: يا رسول الله! أعشر قومي؟ فقال: إنما العشور على اليهود والنصارى وليس على الإسلام عشور۔ (مسند أحمد: (۳۲۲/۳)، رقم الحديث: ۱۸۹۲۳، مسند الكوفيين، حديث رجل من بكر بن وائل، ط: مؤسسة قرطبة)

وقال الشوكاني رحمه الله تعالى: أي ليس عليهم غير الزكاة من الضرائب والمكس ونحوهما۔ (نيل الأوطار: (۷۶/۱۰)، كتاب الجهاد والسير، أبوب الأمان والصلح والمهادنة، باب أخذ الجزية وعقد الذمة، ط: دار ابن القيم)

اسمگلنگ کبھی نہ کی جاتی، اسلام نے مسلمانوں پر کسٹم جیسے ٹیکس کی پابندی نہیں لگائی۔ (۱)

کسٹم کے مال کا حکم

حکومت امپورٹڈ مال کو ضبط کر کے جو نیلام کرتی ہے، اس کی تقریباً پانچ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱ جرمانہ کی صورت میں ضبط کیا ہوا مال۔

۲ ڈیوٹی کا مال۔

۳ ڈیمرج (Demurrag) زیادہ لاگو ہونے کی وجہ سے چھوڑا گیا مال۔

۴ رضامندی سے چھوڑا ہوا مال۔

۵ لاوارث مال۔

ہر عنوان کے تحت اس کی تفصیل دیکھیں۔

کسٹم وصول کرنے کی وجہ حکومت کے نزدیک

حکومت والے کسٹم وصول کرنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ بیرون ممالک کی تجارتی کمپنیاں اپنی مصنوعات عام طور پر بہت ہی سستی قیمت پر فروخت کرتی ہیں اگر حکومت کسٹم وصول نہ کرے تو تمام تاجر بیرون ممالک کی کمپنیوں سے ہی مال خریدیں گے، اس طرح حکومتی مصنوعات کا کوئی بھی خریدار نہیں رہے گا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اپنے ملک کے کارخانے مال بنانا بند کر دیں گے، اس سے ملک دیوالیہ ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں ارباب حکومت کو چاہئے کہ بیرون ملک سے مال وسامان امپورٹ کرنے پر پابندی لگا دیں تاکہ اپنے ملک کے مال وسامان کی خرید وفروخت زیادہ ہو اور املاک کی ترقی ہو، اس طرح ملک چند سال میں معاشی اعتبار سے مستحکم ہو جائے گا۔

---

(۱) انظر الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

حکومت کو چاہئے کہ کارخانے والوں اور مصنوعات بنانے والوں کو اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ چیزیں معیاری بنائیں، امانت، صداقت اور دیانت سے کام لیں، دھوکہ، فریب اور خیانت سے کام نہ لیں۔

کسی اور سے مال بنوا کر اپنے نام کا مونوگرام لگانا

کسی اور سے اپنے معیار کے مطابق مال بنوا کر اپنے نام کا مونوگرام لگا کر مال بیچنا جائز ہے، ہاں اگر معیار کے مطابق نہیں ہے، یا وزن میں کم ہے، یا کوالٹی میں فرق ہے، تو دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أنّ رسول اللہ ﷺ . . . قال: من غش فلیس فلس منا، وقال الترمذی: حدیث أبی ہریرۃ حدیث حسن صحیح، والعمل علی ہذا عند أہل العلم کرہوا الغش و قالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط:سعید)

من غشنا فلیس منا۔ مشکوٰۃ: (۲۴۸/۱) کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، الفصل الأول، ط:قدیمی۔

المسلم أخو المسلم لا یحل لمسلم باع من أخیہ بیعا فیہ عیب الا بینہ۔ (جمع الفوائد: (۶۵۱/۲) رقم الحدیث:۴۶۶۷، کتاب البیوع، ط:ادارۃ القرآن)

من علم بسلعۃ عیبا لم یجز بیعہا حتی یبینہ للمشتری فإن لم یبینہ فہو آثم عاص، نص علیہ احمد لما روی حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ أنہ قال: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فإن صدقا و بینا بورک لہما وإن کذبا و کتما محق برکۃ بیعہما۔ (إعلاء السنن: (۵۸/۱۴) أبواب البیوع، باب خیار العیب، ط:ادارۃ القرآن۔

(تنبیہ): کتمان عیب السلعۃ حرام۔ (البحر الرائق: (۳۵/۶) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط:سعید۔

وفی الفتاوی: إذا باع سلعۃ معیبۃ علیہ البیان۔ الفتاوی البزازیۃ: (۵۲۱/۴) کتاب البیوع، السادس عشر: فی الحظر والاباحۃ، الثالث المتفرقات، ط:رشیدیہ۔

ولا بأس ببیع المغشوش إذا کان الغش ظاہرا کالحنطۃ بالتراب وإن طحنہ لم یجز حتی یبینہ۔ (الہندیۃ: (۲۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروہۃ، فصل فی الاحتکار، ط:رشیدیہ۔

لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فی جملۃ مایسقط بہ الخیار، ط:سعید۔

کسی دوسرے کی فروخت مکمل ہونے سے قبل اپنی چیز بیچنے کی کوشش نہ کرے

''مجھ سے خرید لو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۳/۶)

کفار تاجروں سے ٹیکس لینا

☆ مسلمان حکومتیں غیر مسلم کافر تاجروں پر اتنا ہی ٹیکس لگائیں گی جتنا غیر مسلم حکومتیں مسلمان تاجروں پر لگاتی ہیں، اس سے مسلمان تاجروں کو تحفظ نصیب ہوگا اور بین الاقوامی سطح پر معاشی اعتبار سے عدل وانصاف کی ترویج بھی ہوگی۔ دوسری طرف اسلامی ریاست کو ایک خاص فلاحی ٹیکس کے ذریعہ آمدنی بھی حاصل ہوگی۔ تیسری طرف سب سے اہم فائدہ یہ ہوگا کہ غیر مسلم حکومتیں مسلمان تاجروں پر اپنے ٹیکس کی مقدار کم رکھیں گی، تاکہ مسلمان ممالک بھی ان کے تاجروں پر ٹیکس کی مقدار کم لگائیں، اس طرح اسلام کے قانون کے مطابق بین الاقوامی سطح پر معاشی انتقام کی بجائے معاشی عدل قائم ہوگا۔

☆ جس غیر مسلم کی حکومت اسلامی ریاست کے تاجروں کے مال سے کوئی ٹیکس نہیں لیتی، اسلامی ریاست بھی اس ملک کے تاجروں سے کچھ نہیں لے گی۔ [1]

---

(۱) لاتظلمون ولاتظلمون۔ (البقرة: ۲۷۹)

ولو علم أنهم يأخذون منا ربع عشر أو نصف عشر نأخذ بقدره وان كانوا يأخذون الكل لا يأخذ الكل؛ لأنه غدر، وان كانوا لا يأخذون أصلا لا نأخذ ليتركوا الأخذ من تجارنا ولأنا أحق بمكارم الأخلاق۔

(الهداية: (۲۱۴/۱) كتاب الزكاة، باب فيمن يمر على العاشر، ط: رحمانيه۔

تبيين الحقائق: (۲۸۵/۱) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: امداديه ملتان۔

الدر المختار مع الرد: (۳۱۵/۲) كتاب الزكاة، باب العاشر، مطلب: مايؤخذ من النصارى لزيارة بيت المقدس، ط: سعيد۔

کفار سے دوستی اور میل جول

☆ عام کفار سے بیع وشراء (خرید وفروخت) اور اجارہ (کرایہ دار) وغیرہ کے معاملات کرنا جائز ہے، ضرورت کی بناء پر ظاہری اعتبار سے میل جول رکھنے کی بھی گنجائش ہے، باقی بلاضرورت میل جول رکھنا جائز نہیں، اور محبت اور دوستی کا رابطہ بھی جائز نہیں، البتہ معاملات جائز ہیں۔ (۱)

☆ کافر محارب جیسے قادیانی اور شیعہ وغیرہ جو ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں مصروف ہیں ان سے شدید مجبوری کے بغیر معاملات بھی نہیں کرنے چاہئیں۔ (۲)

---

(۱) فی الواقعات: مسلم دعاه نصرانی الی ضیافته ولیس بینهما صداقة ولا مخالطة غیرها بینهما فی التجارة، حل له الذهاب؛ لأن فیه ضرباً من البر، وقد ندبنا الیه فی حق من لم یقاتلنا فی الدین قال اللّٰه تعالی: لا ینهاکم اللّٰه عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم أن تبروهم وتقسطوا الیهم، ان اللّٰه یحب المقسطین" ومعنی الاقساط الاحسان الیهم۔ (الفتاوی الکاملیة: (ص:۲۶۷) کتاب الحظر والاباحة، ط: مکتبه حقانیه۔

🗀 المحیط البرهانی: (۷۱/۸) کتاب الکراهیة والاستحسان، الفصل السادس عشر فی أهل الذمة والأحکام التی تعود الیهم، ط: ادارة القرآن)

🗀 الفتاوی الهندیة: (۳۴۷/۵) کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر فی أهل الذمة، ط: رشیدیه۔

🗀 الملتقط: (ص:۲۷۷) کتاب الآداب، ط: دار الکتب العلمیة۔

🗀 کفایت المفتی: (۳۱۸،۳۱۷/۹) دوسرا باب: غیر مسلموں کے ساتھ معاملات، عنوان: ہندوستان کے کفار کے ساتھ معاملات اور ان سے ملنا جلنا جائز ہے، ط: دار الاشاعت۔

(۲) یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ (الممتحنة: ۱)

🗀 ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ (سورة هود: ۱۱۳)

🗀 قوله تعالی: "الی الذین ظلموا" قیل: أهل الشرک۔ وقیل: عامة فیهم وفی العصاة... وهذا هو الصحیح فی معنی الآیة، وأنها دالة علی هجران أهل الکفر والمعاصی من أهل البدع وغیرهم، فان صحبتهم کفر أو معصیة، اذ الصحبة لا تکون الا عن مودة،... فان کانت الصحبة عن ضرورة وتقیة فقد مضی القول فیها فی "آل عمران" و "المائدة"۔ (احکام القرآن للقرطبی: (۲۲۶/۱۱) سورة هود: ۱۱۳، ط: مؤسسة الرسالة)

🗀 أحسن الفتاوی: (۵۳۴/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد والباطل، عنوان: شیعہ، قادیانی وغیرہ زنادقہ سے بیع وشراء ودیگر معاملات جائز نہیں، ط: سعید۔

کفار سے میل جول

''کفار سے دوستی اور میل جول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۴/۵)

کفار کی دعوت

کافروں کی دعوت قبول کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ کھانے کے اندر کوئی حرام اور ناپاک چیز شامل نہ ہو، تاہم کافروں کی دعوت میں شریک نہ ہونا ہی بہتر ہے۔ [۱]

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ مسلمان ایک آدھ مرتبہ کفار کی دعوت میں شریک ہونے پر مجبور ہو جائے، اور مجبوراً شرکت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ہمیشہ کے لیے اس کی عادت بنالینا مکروہ ہے۔

اس لیے جہاں تک ممکن ہو کفار کی دعوت میں شرکت کرنے سے بچنا چاہیے تاکہ ایمان محفوظ رہے۔ [۲]

---

(۱) ولا بأس بالذهاب الى ضيافة أهل الذمة هكذا ذكر محمد رحمه الله تعالى۔ وفي أضحية النوازل: المجوسي أو النصراني اذا دعا رجلاً الى طعامه، تكره الاجابة۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود اليهم، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۷۱/۸) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر أهل الذمة... الخ ط: ادارة القرآن۔

البحر الرائق: (۲۳۲/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

من شك في انائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا، فهو طاهر مالم يستيقن... وكذا ما يتخذه أهل الشرك والجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب۔ (شامي: (۱۵۱/۱) كتاب الطهارة، قبيل مطلب في أبحاث الغسل، ط: سعيد)

انظر أيضاً رقم الحاشية: ۲ تحت عنوان ''کفار سے دوستی اور میل جول''

(۲) إن ابتلى المسلم به مرة أو مرتين فلا بأس به وأما الدوام عليه فيكره كذا في المحيط۔ (الهندية: (۳۴۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود اليها، ط: رشيديه۔

المحيط البرهاني: (۶۹/۸) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود اليهم، ط: ادارة القرآن) =

کفار کے ساتھ دوستی کی حدود

(۳۲۶) کفار کے ساتھ محبت رکھنا اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا جائز نہیں ہے اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، البتہ ان کے ساتھ عادلانہ سلوک روا رکھنا، یا انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لئے ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنا اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے ان کی مجالس میں شرکت کرنا اور اس مقصد کی خاطر سفر کر کے ان کے پاس جانا جائز ہے۔[1]

کفار کے ساتھ تجارتی معاملات

کفار کے ساتھ لین دین کے معاملات رکھنا یا تجارتی روابط قائم کرنا یا ان کی

= الفتاوى التاتارخانية: (۱۸/۱۶۶) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة... الخ ط: مكتبه فاروقيه)

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ (المائده: ۵۷)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ۔ (المائده: ۵۱)

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ (سورة النساء: ۱۴۰)

فلا تقعدوا معهم اى مع الذين يكفرون ويستهزءون حتى يخوضوا في حديث غيره اى غير الاستهزاء فحينئذ لا بأس بمجالستهم لضرورة دعت ومن غير ضرورة يكره۔ (التفسير المظهري: (۲/۲۶۲)، سورة النساء: ۱۴۰، ط: رشيديه)

وعد قوم من باب التقية مداراة الكفار والفسقة والظلمة وإلانة الكلام لهم والتبسم في وجوههم والانبساط معهم وإعطائهم لكف اذاهم وقطع لسانهم وصيانة العرض منهم ولا يعد ذلك من باب الموالاة المنهى عنها بل هي سنة وامر مشروع۔ (روح المعاني: (۳/۱۲۲)۔ العمران: ۲۸، ط: دار إحياء التراث العربي)

وإذا رأيت الذين يخوضون في آياتنا فأعرض عنهم حتى يخوضوا في حديث غيره [الأنعام: ۶۸] فلم ينه عن مجالستهم مطلقا؛ لأن الحديث يحمل على من لم يأمن على نفسه منهم؛ فيمنع عن مجالستهم مطلقا، والآية على من أمن فلا حرج عليه في مجالسته لهم بغير التأنيس، والتعظيم ما لم يكونوا في كفر، وبدعة، وكذا إذا خاضوا وقصد الرد عليهم وتسفيه أدلتهم۔ (مرقاة المفاتيح: (۱/۲۸۶)، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

ملازمت کرنا یا انہیں ملازم رکھنا منع نہیں ہے بشرطیکہ اس تجارت، کاروبار اور ملازمت سے مسلمانوں کو دینی اور دنیوی اعتبار سے کسی قسم کا نقصان نہ ہو، اور کفار کا مسلمانوں پر غالب ہونے کا سبب نہ ہو، اور کفار کو ایسی چیز فروخت نہ کی جائے جس سے انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ وغیرہ میں طاقت وقوت حاصل ہو اور ایسی صورت میں ان سے کوئی چیز بھی نہ خریدی جائے۔ (۱)

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک سے بکری خریدی۔ (۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اپنے گھر والوں کے لئے غلہ خریدا۔ (۳)

---

(۱) الشراء والبیع من الکفار کلهم جائز، إلا أن أهل الحرب لا یباع منهم ما یستعینون به علی إهلاك المسلمین من العدة والسلاح، ولا مایقوّمون به علیهم. (شرح البخاری لابن بطال: (۳۳۸/۶)، کتاب البیوع، باب الشراء والبیع مع المشرکین وأهل الحرب، ط: مکتبة الرشد)

شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۳۱/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب الرهن وجوازه فی الحضر کالسفر، ط: قدیمی۔

المفاتیح: (۹۳/۶)، کتاب البیوع، باب السلم والرهن، الفصل الأول، ط: رشیدیه۔

(۲) عن عبدالرحمن بن أبي بكر رضي الله عنهما قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم جاء رجل مشرك مشعان طويل بغنم يسوقها فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "بيعا أم عطية؟ أو قال: أم هبة؟ قال: لا، بل بيع فاشترى منه شاة. (صحیح البخاری: (۲۹۵/۱)، کتاب البیوع، باب الشراء والبیع مع المشرکین، ط: قدیمی)

صحیح مسلم: (۱۸۴/۲)، کتاب الأشربه، باب إکرام الضیف وفضل إیثاره، ط: قدیمی۔

السنن الکبری للبیهقی: (۲۱۵/۹)، کتاب الجزیة، باب ماجاء فی هدایا المشرکین للإمام، ط: إدارة تالیفات أشرفیه۔

(۳) عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم اشترى من يهودي طعاما إلى أجل معلوم وارتهن منه درعا من حديد. (صحیح البخاری: (۳۰۰/۱)، کتاب السلم، باب الرهن فی السلم، ط: قدیمی)

صحیح مسلم: (۳۱/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب الرهن وجوازه فی الحضر کالسفر، ط: قدیمی۔ =

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی لوہے کی درع تیس صاع ''جو'' کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی پڑی ہوئی تھی۔ (۱)

البتہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ مرتد یا کافر ہیں جیسے قادیانی ان کے ساتھ کسی قسم کے معاملات کرنا اور تجارت کرنا درست نہیں۔ (۲)

کفار کے ملبوسات

وہ چیزیں جو تغیر و تبدل کے بغیر بے دینی اور معصیت کا ذریعہ ہوں، یا کسی غیر مسلم قوم کا شعار ہوں، ایسی چیزوں کی خرید و فروخت سے بچنا چاہیے، کیونکہ استعمال کی ممانعت ہونا خرید و فروخت کے منع ہونے پر دلیل ہے تا کہ گناہ کے کاموں میں معاونت کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ (۳)

= سنن نسائی: (۲۲۴/۲)، کتاب البیوع، الرجل یشتری الطعام إلی أجل ویسترهن البائع منه بالثمن رهنا، ط: قدیمی۔

(۱) عن ابن عباس قال: توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم ودرعه مرهونة عند یهودي بثلاثین صاعا من شعیر۔ سنن النسائی: (۲۲۹/۲)، کتاب البیوع، باب مبایعة أهل الکتاب۔ ط، قدیمی۔

سنن ابن ماجه (: ص: ۱۶۷)، أبواب الرهون، ط، قدیمی۔

مصنف ابن أبی شیبة: (۲۷۲/۴)، رقم الحدیث: ۲۰۰۲۲، کتاب البیوع والأقضیة فی الرهن فی السلم، مکتبة الرشد۔

(۲) المرتد إذا باع أو اشتری یتوقف ذلک إن قتل علی ردته أو مات أو لحق بدار الحرب بطل تصرفه وإن أسلم نفذ بیعه۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۵۴/۳)، کتاب البیوع، الباب الثانی عشر فی أحکام البیع الموقوف۔ ط: رشیدیه۔

شامی: (۱۱۱/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی بیع المرهون المستأجر، ط: سعید۔

أحسن الفتاوی: (۵۳۴/۶)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد والباطل، ط: سعید۔

(۳) ماقامت المعصیة بعینه یکره بیعه تحریما والا فتنزیها، ... وبیع المکعب المفضض للرجل ان لیلبسه یکره لأنه إعانة علی لبس الحرام وان کان... خیاطا امره ان یتخذ له ثوبا علی ذی الفساق یکره=

کفالت کی اجرت لینا

کفالت عقد تبرع یعنی ایک رضا کارانہ حسن سلوک پر مبنی معاملہ ہے، اور اس پر اجرت لینا احسان وسلوک کی شان کے خلاف ہے، اس لیے اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

کلام سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کے شرائط

''بات چیت سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کے شرائط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۴۰)

کلائنٹ کو وکیل بنانا

اجارہ کے معاملہ میں کلائنٹ کو مطلوبہ گاڑی یا مشینری خریدنے کے لئے رقم دے کر وکیل بنانے کا مطلب یہ ہے گویا بینک نے کلائنٹ کو مطلوبہ چیز خریدنے کے لئے رقم دی، پھر طے شدہ نفع کے ساتھ اسی رقم کو قسطوں میں واپس لیا، بینک نے عملی

= له ان يفعل؛ لأنه سبب التشبه بالمحبوس والفسقة ـ (الدر مع الرد: (۶/۳۹۲) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط:سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۴۳) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:سعيد۔

عن ابن عمر رضى الله عنه قال قال عليه الصلوة والسلام: من تشبه بقوم فهو منهم۔ (ابو داود: (۲/ ۲۰۳) كتاب اللباس، باب ماجاء في الأقبية، ط:حقانية)

(۱) ولاتصح الكفالة الا ممن يملك التبرع؛ لأنه عقد تبرع ابتداءً۔ (مجمع الانهر: (۳/۱۷۳) كتاب الكفالة، ط:دار الكتب العلمية۔

الأختيار لتعليل المختار: (۲/۱۶۷) كتاب الكفالة، ط:دار الكتب العلمية۔

الكفالة عقد تبرع و طاعة يثاب عليها الكفيل،... ولو قام المكفول له بتقديم شيئ من المال لكفيل هبة أو هدية جاز... لكن ان شرط الكفيل تقديم مقابل أو أجر على كفالته وتعذر على المكفول عنه تحقيق مصلحته من طريق المحسنين المتبرعين... جاز له دفع الأجر للضرورة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۱۶۱) الفصل العاشر الكفالة، ملحق: أخذ الأجر على الكفالة في الوقت الحاضر، ط:دار الفكر، بيروت)

طور پر کوئی خدمت یا کوئی کام انجام نہیں دیا، تو یہ طریقہ سودی لین دین کے ساتھ واضح مشابہت اور مماثلت رکھتا ہے، یہ رفتہ رفتہ خالص سود کے رواج کا سبب بنے گا اس لئے یہ صورت بھی ناجائز ہے۔

''المعارف الاسلامیہ'' میں ہے کہ

''علاوہ ازیں اثاثہ جات کی خریداری کے لئے بینک کا کلائنٹ کو وکیل بنانا اور اجارہ کی مدت کے اختتام پر ہبہ کا وعدہ کرنا ان دونوں باتوں سے (سودی) حیلے کی بو آتی ہے، کیوں کہ یہ کاروائی حقیقت میں فنانسنگ ہے اور بظاہر اجارہ اور ہبہ ہے۔[1]

اتنی بات تو مجوزہ اسلامی بینکاری کے حامی اور مجوزین علماء بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جب ممکن ہو تو بہتر یہی ہے کہ کلائنٹ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو خریداری کے لئے وکیل مقرر کیا جائے تا کہ سودی شبہ سے دور رہا جائے اور کاروائی میں مالیاتی ادارے اور بینک کا بھی کوئی کردار واضح ہو۔[2]

---

(۱) غیر ان إمکان توکیل المصرف عمیله بشراء المعدات ووعده بهبتها عند انتهاء مدة الإجارة تشم منها رائحة الحیل، فالعملیة تمویل فی حقیقتها وإجارة وهبة فی شکلیتها۔ (المعارف الإسلامیة للدکتور رفیق یونس المصری، (ص: ۳۷)

(۲) یجوز للمؤسسة توکیل أحد عملائها بأن یشتری لحسابها ما یحتاجه ذلک العمیل من معدات وآلیات ونحوها مما هو محدد الأوصاف والثمن، بغیة أن تؤجره المؤسسة تلک الأشیاء بعد حیازة المؤسسة لها حقیقة أو حکما، وهذا التوکیل مقبول شرعا، والأفضل أن یکون الوکیل بالشراء غیر العمیل المذکور إذا تیسر ذلک۔ (المعاییر الشرعیة: (ص: ۱۳۶)، المعیار الشرعی، رقم: ۹، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الإسلامیة)

مستند أولویة أن یکون الوکیل عند حاجة المؤسسة للتوکیل شخصا غیر الآمر بالشراء هو الابتعاد عن الصوریة والالتباس بأن التملک هو لصالح الآمر بالشراء، ولکی یظهر دور المؤسسة فی العملیة وللفصل بین الضمانین: ضمان المؤسسة وضمان الآمر بالشراء بعد البیع۔ (المعاییر الشرعیة: (ص: ۱۳۵) المعیار الشرعی، رقم: ۹، المرابحة للآمر بالشراء، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الإسلامیة)

واضح رہے کہ سود کے معاملے میں سود کا شبہ بھی حقیقی سود کی طرح حرام ہے اس لئے کلائنٹ کو کسی حال میں بھی وکیل نہ بنایا جائے ورنہ معاملہ شریعت کے خلاف ہوگا۔ (۱)

کل قیمت قسط کر دینا

کل قیمت کو قسطوں میں تقسیم کر دینا بھی جائز ہے۔ (۲)

کلوگرام کے حساب سے کوئی چیز خرید کر سیر کے حساب سے فروخت کرنا

اگر کوئی شخص کوئی چیز کلوگرام کے حساب سے خرید کر سیر کے حساب سے فروخت کرتا ہے اور خریدار کو سیر کے حساب سے فروخت کرنے کی بات بتا دیتا ہے،

---

(۱) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه إن آخر ما نزلت آية الربا وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض ولم يفسرها لنا فدعوا الربا والريبة. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

والشبهة في باب الربا ملحقة بالحقيقة في التحريم۔ (الجوهرة النيرة: (۲۴۶/۱)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيه)۔

(مجمع الأنهر: (۱۲۱/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)۔

(۲) البيع مع تاجيل الثمن وتقسيطه صحيح۔ (مجله الأحكام العدليه: (۵۰/۱) المادة: ۲۴۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: نور محمد۔

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۰۰/۱) رقم المادة: ۲۴۵، ط: مكتبه فاروقيه۔

وصح بثمن حال... ومؤجل الى معلوم، لئلا يفضي الى النزاع۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۳۱) كتاب البيوع، مطلب في التاجيل الى أجل مجهول، ط: سعيد۔

وصح بثمن حال وبأجل معلوم) أى البيع، لاطلاق النصوص۔ (البحر الرائق: (۲۷۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

اورخریدار اس پر راضی ہوتا ہے، تو دھوکہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ جائز ہے۔ (۱)

(۳۳۲) کلیاں نکلنے سے پہلے پھولوں کی خرید وفروخت کرنا

☆ پھولوں کی خرید وفروخت فصل شروع ہونے کے بعد بھی کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایک دم تمام کلیاں ظاہر نہیں ہوتیں، بلکہ رفتہ رفتہ ظاہر ہوتی ہیں، اس اعتبار سے یہ بیع معدوم کے زمرہ میں آئے گا۔ (۲)

☆ کلیاں نکلنے سے پہلے پھولوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ بیع معدوم ہے۔

---

(۱) قال الله تبارک وتعالیٰ: {یٰأیها الّذین أمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الاّ أن تکون تجارۃً عن تراضٍ منکم ولاتقتلوا أنفسکم إنّ الله کان بکم رحیمًا} [سورۃ النساء: ۲۹]

إذا وجدت الإجازۃ من المالک فی الانتهاء وبین وجود الرضا فی التجارۃ عند العقد أو بعده فیجب العمل باطلاقها۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۹/۵) کتاب البیوع، فصل: وأمّا الّذی یرجع إلی المعقود علیه فأنواع، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۴/۳) کتاب البیوع، ط: امدادیه ملتان۔

یجوز بیع الطعام والحبوب مکایلة و مجازفة ... قال ویجوز بإناء بعینه لایعرف مقداره وبوزن حجر بعینه لایعرف مقداره، لأنّ الجهالة لاتفضی إلی المنازعة۔ (الهدایة: (۲۷/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیة)

یباع الطعام کیلاً أی من حیث الکیل ویباع أیضًا وجزافًا، لأنّ بکل منهما یصیر معلوما اما المکایلة فظاهر، وأمّا الجزاف فلأنّه بالاشارۃ ترتفع الجهالة۔ (عینی شرح کنز: (۲/۳) تحت فی بیان أحکام البیوع، ط: دار الکتب العلمیة)

البحر الرائق: (۲۸۲/۵) تحت أحکام البیوع، ط: سعید۔

(۲) لبطلان بیع المعدوم (الدر المختار) اذ من شرط المعقود علیه أن یکون موجودا مالا متقوما، وان یکون ملک البائع فیما یبیع لنفسه، وان یکون مقدور التسلیم۔ (شامی: (۵۸/۵، ۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وأمّا الّذی یرجع إلی المعقود علیه فأنواع: منها أن یکون موجودا فلاینعقد بیع المعدوم۔ (بدائع الصنائع: (۳۲۶/۴) کتاب البیوع، جواز بیع الثمر، ط: رشیدیه)

ومنها فی البیع: وهو أن یکون موجودا فلاینعقد بیع المعدوم و ماله خطر العدم۔ (الهندیة: (۲/۳) کتاب البیوع، الباب الأوّل فی تعریف البیع، ط: رشیدیه)

☆ ہاں اس باغ کی زمین کو اجارہ پر دیا جا سکتا ہے، اور اس سلسلے میں پودوں سے انتفاع حاصل کرنے کی اجازت ہو سکتی ہے، اور اجارہ پر لینے والا روزانہ پھول توڑ کر فروخت کر سکتا ہے۔ (۱)

☆ یا پھر جب پھول ظاہر ہو جائے اس وقت پوری قیمت کو موجودہ پھولوں کی قیمت قرار دے کر مشتری (خریدار) بائع (بیچنے والا) کو ادا کر دے اور بعد میں ظاہر ہونے والے پھولوں کو مالک مشتری کے لئے مباح کر دے۔ تو یہ دونوں صورتیں بھی درست ہیں۔ (۲)

کلیم فروخت کرنا

کلیم کا حق فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ مال کا حق ہے مال نہیں

---

(۱) وبیانهان المشتری اما ان یکون ممایو جد شیئا فشیئا، فقد وجد بعضه أو لم یو جد منه شیء ... یشتری الاصول ببعض الثمن ویستاجر الارض مدة معلومة بباقی الثمن لئلا یأمره البائع بالقلع قبل خروج الباقی أو قبل الادراک۔ (شامی: (۴/۵۵۷) باب البیع الفاسد، مطلب فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن، ط: سعید)

(والمخلص) من هذه اللوازم الصعبة (ان یشتری) اصول البازنجان والبطیخ والرطبة، لیکون مایحدث (علی ملکه) وفی الزرع والحشیش یشتری الموجود ببعض الثمن ویستاجر الارض مدة معلومة یعلم غایة الادراک وانقضاء الغرض فیها بباقی الثمن۔ (فتح القدیر: (۶/۲۹۱) کتاب البیوع، ط: مصطفی البابی الحلبی، مصر)

خلاصة الفتاوی: (۳/۲۹) کتاب البیوع، الفصل الثالث فیمایجوز بیعه، ط: رشیدیه۔

(۲) أو یشتری الموجود بجمیع الثمن، ویبیح له الانتفاع بمایحدث منه فیحصل مقصودهما بهذا الطریق، فلا ضرورة إلی تجویز العقد فی المعدوم مصادما للنص، وهو ماروی أنه علیه السلام نهی عن بیع مالیس عند الانسان ورخص فی السلم۔ (تبیین الحقائق: (۴/۲۹۶، ۲۹۷) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

الشامیة: (۴/۵۵۵) کتاب البیوع، مطلب فی بیع الثمر والزرع والشجر مقصوداً، ط: سعید۔

المحیط البرهانی: (۹/۳۱۲) کتاب البیوع، الفصل السادس فی مایجوز بیعه ومالا یجوز، ط: ادارة القرآن۔

ہے۔ [۱]

(نوٹ) ہندوستان سے جو لوگ ہجرت کر کے پاکستان آئے ہیں اور ان کے مکان اور جائیدادیں ہندوستان میں تھیں، ان کو پاکستانی حکومت کی طرف سے ایک لیٹر یا کتابچہ ملا ہے، کہ ہندوستان میں جتنی زمین، جائیداد وغیرہ چھوڑ کر یہاں آئے ہیں اتنی مالیت کی زمین اور جائیداد حکومت سے لینے کے مستحق ہیں، اس لیٹر یا کتابچہ کو کلیم کہتے ہیں۔ [۲]

کمانے والا اللہ کے راستے میں ہوتا ہے

جو آدمی اپنے لئے اور بچوں اور والدین پر خرچ کرنے کے لئے جائز طریقے سے کماتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک شخص گذرا، تو صحابہ کرام نے اس کی طاقت، پھرتی اور چستی دیکھی تو فرمایا اے اللہ کے رسول! کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ شخص اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلا ہوتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کا پیٹ پالنے کی خاطر نکلا ہے تو پھر اللہ کے راستے میں ہی ہے اور اگر اپنے بوڑھے، ضعیف والدین پر خرچ کرنے کے لئے نکلا ہے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے، اور اگر اپنے

(۱، ۲) قلت: وعبارة الصيرفية هكذا سئل عن بيع الخط قال: لا يجوز، لأنه لا يخلو اما ان باع ما فيه أو عين الخط لا وجه للأول، لأنه بيع ما ليس عنده۔ ولا وجه للثاني لأن هذا القدر من الكاغذ ليس متقوماً بخلاف البراءة لأن هذه الكاغذ متقومة اھ۔ (الشامية: (۵۱۷/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد۔

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) كتاب البيوع، ط: قديمي۔

فتاویٰ مفتی محمود: (۸/ ۳۲۲، ۲۲۳) کتاب البیوع، عنوان: گورنمنٹ سے حاصل کردہ پرمٹ کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ط: جمعیت پبلیکیشنز۔

اوپر خرچ کرنے کے لئے نکلا ہے تاکہ کسی سے بھیک نہ مانگے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے، اور اگر ریا، فخر اور تکبر کے واسطے کمائی کی خاطر نکلا ہے تو پھر شیطان کے راستہ میں ہے۔ (١)

کمانے والے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں

''اللہ تعالیٰ کمانے والے کو پسند کرتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کمانے والے کی بخشش

''مغفرت ہو جاتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٥٣/٦)

کمائی

حلال کی تھوڑی کمائی حرام کی زیادہ کمائی سے بہتر ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور حلال کمائی کرے اور حرام سے بچے، اس سے رزق میں اضافہ ہوگا اور برکت بھی ہوگی۔ (٢)

---

(١) وعن كعب بن عجرة رضي الله عنه قال مر على النبي صلى الله عليه وسلم رجل فرأى أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من جلده ونشاطه فقالوا يا رسول الله! لو كان هذا في سبيل الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن كان خرج يسعى على ولده صغارا فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى على أبوين شيخين كبيرين فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى على نفسه يعفها فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى رياء ومفاخرة فهو في سبيل الشيطان (الترغيب والترهيب: (٣٣٥/٢)، رقم الحديث: ٢٦٢٢، كتاب البيوع، الترغيب في الاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الكبير للطبراني: (١٢٩/١٩)، رقم الحديث: ٢٨٢، باب الكاف، كعب بن عجرة الأنصاري، ط: مكتبه ابن تيمية۔

مجمع الزوائد: (٣٢٥/٣)، رقم الحديث: ٧٧٠٩، كتاب النكاح، باب النفقات۔ ط: مكتبة القدسي۔

(٢) والقليل من الحلال أكثر بركة من الحرام۔ (فتح العزيز بشرح الوجيز: (١٢٥/١١)، كتاب الإقرار، ط: دار الفكر)=

کمائی بہترین

''بہترین کمائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۳/۲)

کمائی کے پاکیزہ ہونے کے اوصاف

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی میں یہ چار باتیں پائی جائیں تو اس کی کمائی پاکیزہ ہوگی:

1. خریدے تو برائی نہ کرے۔
2. فروخت کرے تو تعریف نہ کرے۔
3. کسی قسم کی کمی کو نہ چھپائے۔
4. درمیان میں قسم نہ کھائے۔[1]

کمپٹیشن

''مجھ سے خرید لو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۳/۶)

= أن القليل الحلال أكثر بركة من كثير يؤخذ بالباطل۔ (روضة الطالبين:(۲۷۶/۳)، كتاب الإقرار، ط:المكتب الإسلامي)۔

ما كسب رجل مالاً حراماً فبورك فيه۔(كنز العمال:(۷/۴)، رقم الحديث: ۹۲۸۱، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة)

(۱) عن أبي أمامة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن التاجر إذا كان فيه أربع خصال طاب كسبه: إذا اشترى لم يذم، وإذا باع لم يمدح ولم يدلس في البيع، ولم يحلف فيما بين ذلك. (الترغيب والترهيب:(۳۵۴/۲)، رقم الحديث: ۲۷۷۰، كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب والحلف وإن كانوا صادقين، ط: دار الكتب العلمية)

عمدة القاري: (۲۷۷/۱۲) كتاب المساقاة، باب الخصومة في البئر والقضاء فيها، ط: دار الكتب العلمية۔

الفردوس بمأثور الخطاب: (۷۹/۲)، رقم الحديث: ۲۴۴۹، باب التاء، ط: دار الكتب العلمية

کم پر اکتفا کرنا اپنے حق سے

''اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۱)

کمپنی

☆ موجودہ دور میں دنیا داروں کے اعتبار سے کمپنی ایک ''شخص قانونی'' ہے اس کا الگ وجود ہے، اور حصہ داران کا الگ وجود ہے، حصہ دار حضرات اس حد تک تو کمپنی کے اثاثوں میں شریک ہیں کہ اگر کمپنی تحلیل ہو اور اس کے اثاثے تقسیم ہوں تو ان کو متناسب حصے ملیں گے، لیکن کمپنی کی تحلیل سے پہلے حصہ دار حضرات قانونی اعتبار سے کمپنی کے اثاثوں میں تصرف نہیں کر سکتے۔

اسی وجہ سے اگر کوئی حصہ دار مدیون (مقروض) ہو اور اس کے اثاثے قرق (ضبط) کیے جائیں تو جو شیئرز اس کے ہاتھ میں ہیں، وہ قرق ہوں گے مگر اس کے شیئر کے تناسب سے کمپنی کے اثاثوں میں سے اس کا جو حصہ بنتا ہے وہ قرق نہیں ہوگا اس لیے کہ قانونی طور پر کمپنی کے اثاثوں پر اس کو تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔

موجودہ قانون کے اعتبار سے کمپنی ایک شخص قانونی ہے، لہذا کمپنی خود ہی مدعی یا مدعی علیہ ہوگی، شیئرز ہولڈرز نہیں ہوں گے، اس شخص قانونی کی نمائندگی عدالت میں انتظامیہ کا کوئی فرد کرے گا۔

☆ کمپنی کا الگ سے قانونی وجود ہوتا ہے جس کو ''شخص قانونی'' کہتے ہیں۔

☆ کمپنی میں سے کوئی حصہ دار اپنا سرمایہ نکالنا چاہے تو نکال نہیں سکتا البتہ شیئرز فروخت کر کے جتنی رقم ملے وہ لے سکتا ہے۔

☆ کمپنی میں ذمہ داری محدود ہوتی ہے۔[1]

---

(۱) اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۶۳) عنوان: شرکت و کمپنی میں فرق، ط: معارف القرآن۔

(نوٹ) واضح رہے کہ شخص قانونی کا تصور قرآن وسنت کی رو سے صحیح نہیں ہے، قرآن وحدیث سے نہ اس کا ثبوت ہے، نہ اس کی کوئی نظیر ہے اور اس کو کسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔[1]

کمپنی کو پیشگی رقم دے کر مصنوعات خریدنا

کسی کمپنی کو پیشگی رقم دے کر مقررہ وقت پر رعایتی قیمت سے ان کی مصنوعات خریدنا عقد سلم کے حکم میں ہے، ایسا عقد جائز ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے:

❶ جنس معلوم ہو۔

❷ نوع معلوم ہو۔

❸ صفت معلوم ہو۔

❹ قدر اور اندازہ معلوم ہو۔

❺ مدت معلوم ہو، کم از کم ایک ماہ ہو۔

❻ رأس المال معلوم ہو (سرمایہ کی مقدار معلوم ہو)۔

❼ مطلوبہ چیز دینے کی جگہ معلوم ہو۔

❽ جدائیگی سے پہلے مجلس عقد میں رأس المال (چیز کی مقرر کی گئی قیمت) پر قبضہ ہو۔

اگر یہ تمام شرائط موجود ہوں تو اس طرح عقد کرنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔

---

(۱) ویشترط فی العاقدین: کونهما حزبن، عاقلین، یعرفان النفع والضرر، ویباشران العقد علی بصیرة وتثبت۔ (حجة الله البالغة: (۱۶۲/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، ط: دار الجیل، بیروت)

الشخص: سواد الانسان تراه من بعد ثم استعمل فی ذاته، قال الخطابی: ولا یسمی "شخصاً" الا جسم مؤلف له۔ (المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر: (۳۰۶/۱) کتاب الشین، ط: المکتبة العلمیة بیروت)

واضح رہے کہ کمپنی اپنی مصنوعات سیزن میں فروخت کرے تو زیادہ قیمت لیتی ہے، اور اگر کوئی شخص ان کو پیشگی رقم دے دے تو کمپنی اسے خصوصی رعایت دیتی ہے، اور مقررہ قیمت سے کم رقم لے کر وعدہ کے مطابق اپنی مصنوعات اسے دیتی ہے، تو مذکورہ شرائط کے مطابق یہ عقد کرنے سے عقد صحیح ہو جائے گا۔ (۱)

کمپنی کی جانب سے انعام کا حکم

بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات کی ترقی کے لیے دکانداروں کو کچھ انعام دیتی ہیں، مثلاً کمپنی کی جانب سے دکاندار کو سال کے مخصوص ایام میں اطلاع کی جاتی ہے کہ ہماری کمپنی کا جو سامان آپ فروخت کریں اس کے بل کو محفوظ رکھیں، اور ہمیں بتلائیں، ہم چیز پر ایک خاص رقم انعام کے طور پر دیں گے، اس طرح انعام کے طور پر رقم دینا اور لینا جائز ہے، یہ بائع (سیلر) کی طرف سے تبرع (احسان) ہے۔

اسی طرح خریدار کو سال مکمل ہونے پر فی صد کے اعتبار سے جو کمیشن دیا جاتا ہے وہ بھی جائز ہے، اور بائع کی طرف سے تبرع ہے۔

---

(۱) (السلم هو... شرعا بيع آجل) وهو المسلم فيه (بعاجل) وهو رأس المال... وشروطه أي شروط صحته... بيان نوع وصفة... وقدر... وأجل وأقله في السلم شهر به يفتى... وبيان قدر رأس المال... والسابع بيان مكان الايفاء للمسلم فيه... وبقي من الشروط قبض رأس المال... قبل الافتراق بأبدانها۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۲۰۹-۲۱۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد۔

معناه الشرعي: بيع آجل بعاجل... وسيذكر المصنف شرائطه۔ (فتح القدير: (۷/۶۶) باب السلم، ط: دار الكتب العلمية)

ولا يصح السلم عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى الا بسبع شرائط: جنس معلوم... ونوع معلوم... وصفة معلوم... ومقدار معلوم... وأجل معلوم... ومعرفة مقدار رأس المال اذا كان العقد يتعلق بمقداره... وتسمية المكان الذي يوفيه فيه اذا كان له حمل ومؤنة... ولا يصح السلم حتى يقبض رأس المال قبل أن يفارقه فيه۔ (هدايه مع فتح القدير: (۷/۸۶، ۹۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

الهندية: (۳/۱۷۸) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر: في السلم، الفصل الأول في تفسيره وركنه وشرائطه، ط: رشيديه۔

اور اگر کوئی چیز دی جاتی ہے تو یہ بھی جائز ہے، کیونکہ یہ مبیع (بیچی گئی چیز) میں اضافہ ہے، اور بائع کی طرف سے مبیع میں اضافہ کرنا جائز ہے۔ (۱)

کمپنی کی جانب سے سامان بیچنے کا وکیل

کمپنی اپنی مصنوعات تیار کرتی ہے اور کچھ لوگوں کو اپنی مصنوعات بیچنے کے لئے وکیل اور ایجنٹ مقرر کرتی ہے، ایسے ایجنٹ کو کمپنی کا ''وکیل بالبیع'' کہتے ہیں (یعنی کمپنی کی مصنوعات بیچنے کا وکیل) اور ''وکیل بالبیع'' کمپنی سے متعین تنخواہ لے کر بھی مصنوعات بیچ سکتا ہے اور کمپنی کی طے کردہ شرائط کے مطابق مصنوعات فروخت کرنے پر کمپنی سے متعین کمیشن بھی لے سکتا ہے اور یہ اس کے عمل اور محنت کی اجرت ہے۔ (۲)

---

(۱) أهدى الى رجل شيئا أو أضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلا بأس۔ (الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۴۲) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

☐ مجمع الأنهر: (۱۸۶/۴) كتاب الكراهية، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ ويجوز للبائع أن يزيد للمشترى في المبيع۔ (الهداية: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانية)

☐ مجمع الأنهر: (۱۱۶/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ البحر الرائق: (۱۳۰/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔

(۲) تصح الوكالة بأجر، وبغير أجر لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات ويجعل لهم عمولة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۹۹۷/۴)، القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الثاني، المطلب الثاني، عناصر العقد، العنصر الثاني: العاقد، ط: رشيديه۔

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۶۱۷/۱)، المادة: ۱۴۶۷، الكتاب الحادى عشر في الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة العمومية، الفصل الأول، ط: فاروقيه۔

☐ درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۵۹۳/۳)، المادة: ۱۴۶۷، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ الجائزة: العطية إذا كانت على سبيل الإكرام يقال: أجازه أى أعطاه جائزة... وأصلها أن أميرا واقف عدوا وبينهما نهر، فقال: من جاز هذا النهر فله كذا، فكلما جاز منهم واحد أخذ جائزة۔ (الموسوعة الفقهية: (۷۶/۱۵)، المادة: جائزة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)

کمپنی کی مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا

بعض کمپنیوں کی طرف سے اپنی مصنوعات کی قیمت متعین ہوتی ہے، مثلاً بعض دوا ساز کمپنیوں کی طرف سے بعض دواؤں کی قیمت مقرر ہوتی ہے، اسی طرح چائے کے پیکٹ پر قیمت درج ہوتی ہے، اسی طرح آج کل بہت ساری چیزوں پر قیمت درج ہوتی ہے، تو دکاندار کے لیے اس مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر یہ دکاندار کمپنی کا ایجنٹ ہے تب تو اس کے لئے کمپنی کی طرف سے مقررہ قیمت سے زائد قیمت پر دواء وغیرہ فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر دکاندار کمپنی کا ایجنٹ نہیں ہے، بلکہ کمپنی سے دواء وغیرہ خرید کر آگے فروخت کرتا ہے تو اس کے لیے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ وہ گاہک کو بتادے کہ کمپنی کی قیمت اتنی ہے، اور میں اتنی قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔ (۱)

---

(۱) الدلال لو باع العين بنفسه باذن مالكه ليس له أخذ الدلالة من المشتري اذ هو العاقد حقيقة، وتجب الدلالة على البائع اذا قبل بأمر البائع۔ (مجمع الضمانات: (۱/۵۴) النوع السابع عشر ضمان الدلال ومن بمعناه، ضمان البياع والسمسار، ط: دار الكتاب الاسلامي)

الدر المختار مع الرد: (۴/۵۶۰) كتاب البيوع، مطلب: فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد۔

قال الله تعالى: وأحل الله البيع وحرم الربوا۔ [سورة البقرة: ۲۷۵]

عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: قيل يا رسول الله! أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

فالبيع ما شرع الا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذي يقابله العوض حلال ككسبه بالبيع۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۲/۱۱۹) كتاب البيوع، أنواع الربا، ط: دار المعرفة)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ۔۔۔ قال: من غش فليس منا۔ وقال الترمذي: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع۔)

کمپنی کے لئے سامان خریدتے وقت رعایت ملے

''رعایت ملے سامان خریدتے وقت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۶/۴)

کمپنی کے لئے وکیل بالشراء کا کمیشن لینا

''ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۶)

کمرشل انٹرسٹ

''سود'' فارسی زبان کا لفظ ہے، اس کا معنی فائدہ یا نفع ہے اور یہ لفظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے، عربی زبان میں اس کے لئے ''ربا'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور انگریزی میں انٹرسٹ (INTEREST) کہتے ہیں، اور کمرشل انٹرسٹ کا معنی تجارتی سود ہے، مثلاً زید بکر سے دس ہزار روپے لے کر کاروبار کرتا ہے اور اس کے عوض وہ اسے مقررہ شرح سے نفع دینا طے کرتا ہے مثلاً ماہانہ دس فیصد نفع دیا جائے گا تو یہ ''تجارتی سود'' یا کمرشل انٹرسٹ ہے اور اگر یہی کام کسی فرد یا ادارہ کے بجائے بینک کرتا ہے تو ''بینک انٹرسٹ'' کہتے ہیں۔

کم ریٹ پر سودا کرنا ضرورت مند آدمی سے

''ضرورت مند آدمی سے کم ریٹ پر سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کم قیمت پر خرید کر زیادہ قیمت میں بیچنا

آج کل تجارت کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ مثلاً زید کپڑوں کا تاجر ہے وہ چند جوڑے کپڑے خالد کو دے دیتا ہے اور ہر ایک جوڑے کی قیمت متعین کر دیتا ہے اور قیمت کی رقم نقد وصول نہیں کرتا بلکہ ادھار ہی رہتی ہے، اور خالد محنت ومشقت کر کے متعینہ قیمت سے کچھ زیادہ قیمت پر ان کپڑوں کو فروخت

کرلیتا ہے، پھر خالد زید کو ہر جوڑے کی وہی قیمت ادا کردیتا ہے جو زید نے اس کے لئے متعین کی تھی اور باقی زائد رقم خالد اپنے پاس رکھ لیتا ہے، تو یہ معاملہ درست ہے کیوں کہ زید اور خالد کے درمیان کپڑے کے جوڑے کی بیع تام ہوچکی تھی اور خالد کپڑے کا مالک بن گیا تھا اور اس کی قیمت کی رقم ادا کرنا خالد پر لازم ہوگیا تھا لہذا خالد کو اختیار ہے کہ وہ کپڑے اور جوڑے کو جس قیمت پر بیچنا چاہے بیچ سکتا ہے اور نفع کی رقم خالد ہی کو ملے گی اس میں زید کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ (۱)

کم قیمت پر مال بیچنا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے

''بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۴/۲)

کم نفع میں چیز فروخت کرنا

''بھلائی دوسرے کے ساتھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۴/۲)

کمیٹی ڈالنے کا حکم

''بی، سی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۲)

کمیشن اور تنسیخ بیع

بعض اوقات کمیشن ایجنٹ کے ذریعے فریقین کے درمیان بیع کا معاہدہ طے

---

(۱) عن أبي بحر عن شيخ لهم قال: رأيت على علي رضي الله عنه إزارا غليظا قال اشتريت بخمسة دراهم لمن أربحني فيه درهما بعته إياه. (السنن الكبرى للبيهقي: (۳۳۰/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة، رقم: ۱۰۹۳۴، ط: إدارة تاليفات أشرفيه)

☜ وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع. (الهداية: (۲۰/۳)، كتاب البيوع، ط: رحمانيه.

☜ المرابحة بيع ماملكه بماقام وبفضل. (تنوير الأبصار، الدرمع الرد: (۱۳۲/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة، ط: سعيد).

☜ المرابحة بيع ماشراه بماشراه به وزيادة. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۱۰۶/۳)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية).

پاجاتا ہے اور فروخت کرنے والا بیعانہ کی رقم بھی وصول کر لیتا ہے، لیکن خریدنے والا یا فروخت کرنے والا حالات یا چیز میں کسی نقص کے بارے میں مطلع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بیع پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ پاتی، بلکہ بیع کا معاہدہ منسوخ کرنا پڑتا ہے، ایسی صورت میں کمیشن ایجنٹ کی اجرت کے بارے میں یہ تفصیلات ہیں:

① اگر خریدی گئی چیز میں کوئی نقص ظاہر ہونے کی وجہ سے بیع کا معاہدہ منسوخ ہوا تو ایسی صورت میں کمیشن ایجنٹ کمیشن کا حق دار نہیں ہوگا، کیوں کہ چیز کی مکمل چھان بین ایجنٹ کی ذمہ داری تھی، جو اس نے مکمل طور پر پوری نہیں کی لہذا یہ اجرت کا حق دار نہیں ہوگا۔ (۱)

② اور اگر دوسرے فریق کے انکار کی وجہ سے سودا مکمل نہیں ہو سکا تو اس صورت میں بھی کمیشن ایجنٹ کمیشن کا حق دار نہیں ہوگا، کیوں کہ سودا طے کرانا اس کی ذمہ داری تھی، اور وہ دوسرے فریق کے انکار کی وجہ سے پوری نہیں کی جا سکی، (۲) مزید یہ کہ ایجنٹ اجیر مشترک ہے اور اجیر مشترک جب تک کام مکمل کر کے نہیں دیتا اجرت کا حق دار نہیں ہوتا۔ (۳)

③ اگر ایجنٹ کی خدمت حاصل کرنے والا کوئی بھی فریق اپنی ذاتی وجوہات

(۱، ۲) قال: وسمعت مالكا وقيل له: فلو أن رجلا استؤجر على مثل هذا فباع فأخذ جعله ثم رد البيع بعيب وجد بالسلعة فأراد رب السلعة أن يرجع على الذى باع بالجعل وأبي البائع أن يدفع إليه ذلك، وقال: قد بعت لك متاعك. قال مالك: أرى أن يرد الجعل ولا جعل له إذا لم ينفذ البيع. (المدونة الكبرى: (۳/ ۳۷۰)، كتاب التدليس بالعيوب، فى عهدة بيع المأمور ببيع السلعة والقاضى والوصى. ط: در الكتب العلمية. بيروت.

(۳) ولا يستحق المشترك الأجر حتى يعمل كالقصار ونحوه كفتال وحمال ودلال وملاح. (الدر مع الرد: (۶/ ۶۴)، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد).

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۴/ ۳۵)، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير. ط: دار المعرفة.

إن أعطي دلال مالا، ولم يبعه وبعد ذلك باعه صاحب المال، فليس للدلال أخذ الأجرة... إن الأجير المشترك إذا لم يعمل العمل المعقود عليه، فليس له أجرة. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۵۶۴) المادة: ۵۷۷، الكتاب الثانى فى الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع فى إجارة الآدمى، ط: دار الكتب العلمية)

کی بنا پر خود ہی سودا ختم کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں اس کے ذمے کمیشن ادا کرنا لازم ہوگا کیوں کہ ایجنٹ اپنا کام کر چکا ہے اور اس کا معاوضہ اس کو ملے گا۔ [۱]

کمیشن ایجنٹ

موجودہ دور کی معیشت، تجارت اور اجارہ میں کمیشن ایجنٹ کی بڑی اہمیت ہے شہری زندگی میں جائیداد، اثاثہ جات کی خرید و فروخت اور اجارہ کے بیشتر معاملات اس کی وساطت سے ہی انجام پاتے ہیں خاص طور پر سٹاک مارکیٹ اور مرکنٹائل ایکسچینج میں تو بروکر کی خدمات حاصل کیے بغیر لین دین کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، سبزی اور فروٹ منڈیوں میں بھی تمام تر خرید و فروخت اسی کے ذریعے ہوتی ہے باغات کے مالک اور کاشت کار اپنا پھل اور پیداوار منڈیوں میں براہِ راست فروخت نہیں کرسکتے بلکہ آڑھتیوں کی خدمات حاصل کرنا ضروری ہیں اس لئے آج کل کمیشن ایجنٹ بڑی اہم حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

کمیشن ایجنٹ پر تاوان

کمیشن ایجنٹ کے پاس مالک کا سامان امانت کے طور پر ہوتا ہے، لہٰذا اس

---

(۱) (لو ظهر مستحق بعد أخذ الدلال أجرته وضبط المبيع أو رد بعيب لا تسترد أجرة الدلال). لا يطرأ خلل على أجرة الأجير المشترك إذا قام بالعمل وسلمه إلى المستأجر وفسد بغير صنعه.
مسائل متفرعة عن ذلك: أولا: لو ظهر مستحق للمبيع بعد أن باعه الدلال وأخذ دلالته وضبطه المستحق... أو رد بعيب أو إقالة أو فسخ أو بسبب آخر من الأسباب لا تسترد أجرة الدلال. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۵۶۵)، المادة: ۵۷۹، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الكتب العلمية)۔

الدلال في البيع إذا أخذ دلالته بعد البيع ثم انفسخ البيع بينهما بسبب من الأسباب سلمت له الدلالية، لأن الأجر عوض مقابل بالعمل وقد تم العمل، فلا يستحق عليه الأجر وهو الدلالية۔ (قاضی خان على هامش الهندية: (۲/۳۲۷)، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه)۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۳۴۴)، المادة: ۵۷۹، أيضا، ط: مكتبه فاروقيه۔

میں امانت کے احکام جاری ہوتے ہیں، اور مال ضائع ہونے کی صورت میں دیکھا جائے گا کہ کمیشن ایجنٹ کا قصور وکوتاہی ہے یا نہیں، اگر اس کے پاس مال کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہوا، یا چوری ہوا، یا کوئی اور حادثہ پیش آیا جس میں کمیشن ایجنٹ کی کوئی کوتاہی نہ ہو تو نقصان مالک کا ہوگا، اور اگر مال ضائع ہونے میں کمیشن ایجنٹ کی کوتاہی کا دخل ہو تو اس کو مال کا تاوان بھرنا پڑے گا۔ (۱)

☆ جو دلال کمیشن پر کسی کا مال گھوم پھر کر بیچتا ہے، اگر اس نے دکاندار سے لیا ہوا مال کسی دکاندار کے پاس امانت کے طور پر رکھا، اور وہ مال دوسرے دکاندار کے پاس ہلاک یا ضائع ہوگیا تو اس دلال پر مال کا تاوان ادا کرنا لازم ہوگا، دوسرے دکاندار پر تاوان ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

☆ اگر دلال نے مال دوسرے دکاندار کے پاس اس غرض سے رکھا تاکہ وہ اس کو اس سے خرید لے، پھر دوسرے دکاندار کے پاس وہ مال ضائع ہوگیا تو اس

---

(۱) الدلال أجير مشترک حتی لو ضاع من یده شیء بلا صنعه لا یضمن عند أبی حنیفة۔ (مجمع الضمانات: (۵۲/۱) النوع السابع عشر ضمان الدلال ومن بمعناه، ط: دار الکتاب الاسلامی)

وذکر فی التجرید: الدلال والنحاس أجیر مشترک حتی لو ضاع شیء من یدهما من غیر صنعهما فلا ضمان علیهما عند أبی حنیفة رحمه اللہ تعالیٰ۔ (لسان الحکام: (۲۸۹/۱) الفصل التاسع فی أنواع الضمانات الواجبة... الخ ط: البابی الحلبی، القاهرة)

وأفتیت بأن ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل، لأنه وکیل بالأجرة۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۴۴/۵) کتاب الکفالة، مطلب بیع العینة، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۱۶۴/۳) کتاب الکفالة، ط: المکتبة العربیة۔

(۲) لو طاف به الدلال ثم وضعه فی حانوت فهلک ضمن الدلال بالاتفاق، ولاضمان علی صاحب الحانوت عند الإمام، لأنه مودع المودع۔

(قوله: ضمن الدلال بالاتفاق) أقول: هذا إذا وضعه أمانة عند صاحب الدکان۔ (الدر مع الرد: (۳۴۴/۵) کتاب الکفالة، مطلب بیع العینة، ط: سعید۔

تکملة ردالمحتار: (۳۷۸/۸) کتاب الایداع، ط: سعید۔

جامع الفصولین: (۱۰۰/۲) الفصل الثالث والثلاثون فی أنواع الضمانات، ط: اسلامی کتب خانه۔

صورت میں دلال پر تاوان نہیں آئے گا۔[1]

کمیشن ایجنٹ سے مراد

کمیشن ایجنٹ سے مراد وہ شخص ہے جو فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان واسطہ بن کر معاملہ طے کرائے اور اپنی اس محنت کا معاوضہ وصول کرے،[2] کاروبار کی نوعیت کے اعتبار سے اس درمیانی واسطے کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

سبزی اور فروٹ منڈی کے کمیشن ایجنٹ کو ''آڑھتی'' کہتے ہیں جانور اور مویشی کی منڈی کے کمیشن ایجنٹ کو ''دلال'' کہتے ہیں رئیل اسٹیٹ کے کاروبار میں کمیشن ایجنٹ کو ''ڈیلر'' کہتے ہیں سٹاک مارکیٹ اور مرکنٹائل ایکسچینج میں کمیشن ایجنٹ کو بروکر کہتے ہیں۔

لیکن ان تمام الفاظ کا مفہوم اور مطلب ایک ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان واسطہ بنتا ہے اور اس کا معاوضہ لیتا ہے۔

---

(۱) أما لو وضعه عنده ليشتريه، ففيه خلاف،... فقيل: يضمن؛ لأنه مودع، وليس للمودع أن يودع، وقيل: لايضمن في الصحيح؛ لأنه أمر لا بد منه للبيع۔ (رد المحتار: (۳۳۴/۵) كتاب الكفالة، مطلب: بيع العينة، ط: سعيد۔

تكملة رد المختار: (۳۷۸/۸) كتاب الايداع، ط: سعيد۔

(۲) والسمسار... وهو المتوسط بين البائع والمشتري ليبيع بأجر من غير أن يستاجر۔ (تكمله رد المحتار: (۳۱۰/۸)، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)۔

السمسرة: هي الوساطة بين البائع والمشتري لإجراء البيع، والسمسرة جائزة، والأجر الذي يأخذه السمسار حلال۔ (الفقه الإسلامي وأدلته، (۳۳۲۶/۵)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الثاني: شروط المبيع۔ ط: رشيديه)۔

والسمسار هو الذي يدخل بين البائع والمشتري متوسطا لإمضاء البيع، وهو المسمى الدلال۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۵۲/۱۰)، مادة: تجارة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية الكويت۔

کمیشن ایجنٹ قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا

(۳۴۸) ''دلال مالک کے لیے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۹/۳)

کمیشن ایجنٹ کا مال ادھار فروخت کر کے نقد ادائیگی کرنا

دلال، آڑھتی اور کمیشن ایجنٹ بعض اوقات بیوپاریوں کا مال آگے ادھار فروخت کرتے ہیں، لیکن خود بیوپاریوں کو نقد ادائیگی کر دیتے ہیں، آڑھتی وغیرہ نے اگر بیوپاری کو نقد کی قیمت کے حساب سے مثلاً سو روپے ادائیگی کی اور آگے جو ادھار فروخت کیا تو زائد قیمت پر فروخت کیا مثلاً ایک سو دس روپے پر فروخت کیا، تو یہ درست نہیں، زائد دس روپے کا مالک بھی بیوپاری ہے، وہ آڑھتی کے لیے رکھنا جائز نہیں ہے۔[1]

اور اگر آڑھتی نے ادھار جتنے میں فروخت کیا ہے، اتنے ہی پیسے بیوپاری کو نقد ادا کیے تو اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ مال فروخت ہونے اور قیمت وصول ہونے سے پہلے بیوپاری مال کی قیمت کا مستحق نہیں بنتا، آڑھتی بیوپاری کو قیمت وصول ہونے سے پہلے جو ادائیگی کرتا ہے، اس کی حیثیت قرض کی ہے،[2] اسی طرح

(۱) لو أعطى أحد ماله لدلّال، وقال بعه بكذا دراهم فان باعه بأزيد من ذلك فالفضل ايضاً لصاحب المال وليس للدلال سوى الاجرة، لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص فكما أن ذلك المبدل كان ماله فالبدل يلزم أن يكون كذلك۔ (درر الحكام شرح المجلة الأحكام: (۵۶۵/۱) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثانى فى الاجارة، الباب السادس فى أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع: فى اجارة الآدمى، ط: دار الكتب العلمية۔

شرح المجلة لرستم باز: (۲۴۳/۱) المادة: ۵۷۸، ط: مكتبه فاروقيه۔

شرح المجلة لخالد الاتاسى: (۶۷۷/۲) رقم المادة: ۵۷۸، ط: رشيديه۔

(۲) (وصح بالنسيئة ان) التوكيل بالبيع (للتجارة)... لكنه لا يطالب الا بعد الأجل كما فى تنوير الأبصار۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۲۲/۵، ۵۲۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل لا يعقد وكيل البيع والشراء، ط: سعيد۔ =

آڑھتی بھی قیمت وصول ہونے سے پہلے کمیشن کا مستحق نہیں بنتا،[1] البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ آڑھتی بیوپاری سے خود نقد یا ادھار میں اپنے لیے مال خرید لے، اور آگے اپنے نفع کے ساتھ اس کو ادھار فروخت کرے، اور اس صورت میں کمیشن نہ لے، صرف اصل اور نفع کی رقم لے۔[2] یا مال فروخت ہونے پر آڑھتی بیوپاری کو

= أن وكيل البيع لا يطالب بالثمن من مال نفسه... ولا يجبر على التقاضي؛ لانه متبرع بخلاف الدلال والسمسار۔ (البحر الرائق: (۲۵۴/۷) كتاب الوكالة، ط: رشيديه۔

الفتاوى الهنديه: (۵۹۶/۳) كتاب الوكالة، الباب الثالث في الوكالة بالبيع، ط: رشيديه۔

(۱) فالمشترك من لا يستحق الأجرة حتى يعمل۔ اللباب في شرح الكتاب: (۳۱/۲) كتاب الاجارة، ط: قديمي۔

وإذا افترقا، وفي المال ديون وقد ربح المضارب فيه أجبره الحاكم على اقتضاء الديون لأنه بمنزلة الأجير؛ لأن الربح له كالأجرة... والذي يبيع بالاجرة كالسمسار والبياع بالاجر يجبران على الاقتضاء؛ لأنهما يعملان بالأجر فكان الأجر لهما بدل عملهما۔ (الجوهرة النيرة: (۳۵۶/۱، ۳۵۷) كتاب المضاربة، ط: حقانية۔

افترقا وفي المال ديون وربح يجبر المضارب على اقتضاء الديون اذ حينئذ يعمل بالأجرة (وإلا) ربح (لا) جبر لأنه حينئذ متبرع (و) يؤمر بأن (يؤكل المالك عليه)؛ لأنه غير العاقد (و) حينئذ (الوكيل بالبيع والمستبضع كالمضارب يؤمران بالتوكيل، (والسمسار يجبر على التقاضي) وكذا الدلال؛ لأنهما يعملان بالأجرة۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۵۶/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

(۲) وأما حكمه فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع اذا كان البيع باتاً۔ (الفتاوى الهنديه: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه، ط: رشيديه۔

وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين لكل منهما في بدل۔ (الشامية: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

حاشية الشلبي على التبيين: (۲/۴) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

كل يتصرف في ملكه كيفما شاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم: (۵۱۷/۱) المادة: ۱۱۹۲، الباب العاشر في أنواع الشركات، الباب الثالث، الفصل الأول في بعض قواعد أحكام الأملاك، ط: مكتبه فاروقيه۔

فالبيع ما شرع الا لطلب الربح والفضل فالفضل الذي يقابله العوض حلال، ككسبه بالبيع۔ المبسوط للسرخسي: (۱۱۹/۱۲) كتاب البيوع، أنواع الربا، ط: دار المعرفة)

قیمت کے برابر قرض دے دے، پھر جب آڑھتی کو قیمت وصول ہو جائے، تو وہ بیوپاری سے معاملہ برابر سرابر کرلے۔

کمیشن ایجنٹ کی اجرت متعین کرنا ضروری ہے

''قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کمیشن ایجنٹ کی تعریف

☆ ''دلال'' کو عام عرف میں ''کمیشن ایجنٹ'' اور ''سمسار'' کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو فریقین یعنی بیچنے والے اور خریدنے والے کے درمیان اجرت پر کسی تجارتی عقد کو وجود میں لانے کے لیے واسطہ کا کردار ادا کرتا ہے۔ [۱]

☆ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے اپنا مال بکوائے یا ایک دوسرے کو کہے کہ میں آپ کا مال فروخت کرتا ہوں یا ایک شہری دوسرے شہری کا، یا ایک دیہاتی دوسرے دیہاتی کا کمیشن ایجنٹ بن جائے، اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں، کیونکہ یہ وکالت کا معاملہ ہے، اور جائز ہے اور اجرت لینا بھی درست ہے۔ [۲]

---

(۱) والسمسار: بالكسر المتوسط بين البائع والمشتري يبيع ويشتري للناس بأجر۔ (مجمع الأنهر: (۳/۳۵۸) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية۔

الشامية: (۵/۶۵۶) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

تكملة رد المحتار: (۸/۳۱۰) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

(۲) وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا، فذلك حرام عليهم وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به وان كان في الأصل فاسداً، لكثرة التعامل، وكثير من هذا غير جائز، فجوز لحاجة الناس اليه۔ (الشامية: (۶/۶۳) كتاب الاجارة، مطلب في أجرة الدلال، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۴/۴۵۰) كتاب الاجارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع في فساد الاجارة، ط: رشيديه۔

والسمسار اسم لمن يعمل للغير بالأجرة بيعاً وشراءً۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۵/۱۱۵) كتاب الاجارات، باب السمسار، ط: دار المعرفة۔

کمیشن ایجنٹ کی حق تلفی

☆......انسان اپنی جائیداد، مکان، دکان اور زمین وغیرہ کی خرید وفروخت براہ راست خود کرسکتا ہے ایجنٹ کی وساطت سے خرید وفروخت کرنا ضروری نہیں لیکن کمیشن ایجنٹ کے ذریعہ گاہک تلاش کرنے یا جائیداد دیکھنے اور ابتدائی بات چیت کرنے کے بعد کمیشن بچانے کے لئے کمیشن ایجنٹ کو کوئی بہانہ بنا کر نظر انداز کر کے خود ہی سودا کرلینا درست نہیں ہے کیوں کہ اس صورت میں کمیشن ایجنٹ کو اس کی محنت کے معاوضہ سے محروم کیا جاتا ہے اور یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔ (۱)

☆......اسی طرح بعض خریدار ایک ایجنٹ کے توسط سے جائیداد وغیرہ دیکھ کر پسند آنے کے بعد دوسرے ایجنٹ کے ذریعے سودا طے کرلیتے ہیں تاکہ پہلے ایجنٹ کو اس کے معاوضہ سے محروم کیا جائے یہ بھی درست نہیں ہے ہاں اگر کم قیمت پر خریدنے کے لئے ایسا کیا جائے تو گناہ نہیں ہوگا۔ (۲)

کمیشن ایجنٹ کے لئے لازمی چیز

کمیشن ایجنٹ کے لئے قابل اعتماد، سچا اور امانت دار ہونے کے ساتھ ساتھ اس شعبہ سے میں مکمل مہارت ہونا بھی ضروری ہے کیوں کہ لوگ انہی اوصاف کو مدنظر رکھ کر اپنی گراں قدر قیمتی جائیدادوں کی خرید وفروخت کے لئے ان کی خدمات

(۱، ۲) وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۸)، كتاب البيوع، باب الإجارة، الفصل الثاني، ط: قديمي).

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه . (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع ،باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي).

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۰۰/۶)، كتاب الغصب ،باب من غصب لوحا فأدخله في سفينة أو بنى عليه جدارا، ط: إدارة تاليفات أشرفيه

حاصل کرتے ہیں، لہٰذا خریدار کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنا، اور چیز کو اس کی مارکیٹ قیمت پر بیچنا کمیشن ایجنٹ کی بنیادی ذمہ داری ہے، اور حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ شریعت کے مطابق ایسا قانون بنائے جس کی پابندی ہر کمیشن ایجنٹ پر لازم ہو اور پورے ملک کے تمام کمیشن ایجنٹس کا پورا پورا ریکارڈ حکومت کے پاس موجود ہو تاکہ جائیداد کی خرید وفروخت کے معاملات میں دھوکہ اور فراڈ کا دروازہ بند کیا جاسکے اور دھوکہ اور فراڈ کی صورت میں ایجنٹ کو بھی قانون کی پکڑ میں لایا جاسکے۔ (١)

کمیشن پر بینک کو گاہک مہیا کرنا

بینک کا مدار سودی نظام پر ہے، نام نہاد اسلامی بینک اور غیر اسلامی بینک کے نظام اور طور وطریقے میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، اس لئے کسی بھی بینک کو کمیشن پر گاہک مہیا کرنا حرام ہے کیوں کہ بینک کے تمام کاموں میں گناہ اور زیادتی پر تعاون ہے، مثلاً بینک میں اکاؤنٹ کھولنے اور نقدی وغیرہ رکھنے کے لئے دعوت دینا اور اس پر کمیشن لینا ناجائز اور حرام ہے۔ (٢)

---

(١) وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته، فالإمام الذي على الناس راع وهو مسؤول عن رعيته والرجل راع على أهل بيته وهو مسؤول عن رعيته والمرأة راعية على بيت زوجها وولده وهي مسؤولة عنهم وعبد الرجل راع على مال سيده وهو مسؤول عنه ألا فكلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته. متفق عليه (مشكاة المصابيح: (ص: ٣٢٠)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، ط: قديمي)۔

قوله: (كلكم راع) أي حافظ ملتزم بصلاح ما قام عليه وهو ما تحت نظره من الرعاية وهي الحفظ يعني كلكم مستلزم بحفظ ما يطالب به من العدل إن كان واليا ومن عدم الخيانة إن كان موليا عليه۔ (فيض القدير للمناوي: (٣٨/٥)، شرح رقم الحديث: ٦٣٧، حرف الكاف، ط: المكتبة التجارية الكبرى۔ مصر)

(٢) أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (١٩٢/٢) ط: قديمي)۔

فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز۔ وكل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (٣٦٠/٦)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)=

کمیشن پر چندہ کرنا

بعض مدارس والے لوگوں سے چندہ کرنے کے لیے سفراء مقرر کرتے ہیں، اور یہ شرط ٹھہراتے ہیں کہ جتنا بھی چندہ جمع ہوگا اس کا تہائی یا چوتھائی حصہ یا مثلاً پانچ فیصد یا دس فیصد اجرت کے طور پر دیا جائے گا، شرعاً یہ معاملہ جائز نہیں، اور اس کی دو وجہیں ہیں:

❶ سفیر کو اسی کی جمع شدہ رقم سے اجرت دی جا رہی ہے، اور یہ "قفیز لطحان" کے حکم میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

❷ سفیر اس کام پر خود قادر نہیں، بلکہ دوسروں کی قدرت سے قادر ہوگا، قادر بقدرۃ الغیر) یعنی اس کا عمل چندہ دینے والوں کے عمل پر موقوف ہے، اور قادر بقدرۃ الغیر" عاجز کے حکم میں ہوتا ہے، حالانکہ اجارہ صحیح ہونے کے لیے خود ادر ہونا شرط ہے، اس لیے ماہانہ یا روزانہ کے اعتبار سے سفیر کی اجرت مقرر کی ے تاکہ معاملہ درست ہو۔ (۱)

ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاهی؛ لأن المعصیة لا یتصور استحقاقها بالعقد، فلا یجب علیه جر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا یحل له۔ (تبیین الحقائق: (۱۲۵/۵)، کتاب الإجارة، باب جارة الفاسدة، ط: امدادیه ملتان)۔

الفتاوی الهندیة: (۴۴۹/۴)، کتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع فی فساد الإجارة، شیدیه۔

استأجر بغلا لیحمل طعامه ببعضه، أو ثورا لیطحن بره ببعض دقیقه، فسدت فی الکل۔

: بجزء من عمله) أی ببعض ما یخرج من عمله، والقدرة علی التسلیم شرط وهو لا یقدر بنفسه ی۔ الدر مع الرد: (۵۷/۶) کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب فی الاستیجار علی عات، ط: سعید۔

الهدایة: (۳۰۳/۳) کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امدادیه ملتان۔

ولأنه استجار ببعض ما یخرج من عمله فیکون فی معنی قفیز الطحان۔ (تبیین الحقائق: (۲۷۸/۵) المزارعة، ط: امدادیه ملتان۔=

کمیشن پر خرید وفروخت کرنا

☆......کمیشن لے کر خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈی سے باہر جا کر تجارتی قافلوں سے ملنے سے منع فرمایا، اور اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شہری کسی صحراء نشین (کے سامان) کی بیع کرائے۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے عبداللہ بن عباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے کہا اس کا معنی ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔[1]

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمیشن پر خرید وفروخت کی صرف ایک خاص صورت سے منع فرمایا، باقی صورتوں سے منع نہیں فرمایا وہ خاص صورت یہ ہے کہ شہری صحراء نشین کو کمیشن پر خرید وفروخت کرائے، مطلب یہ ہے کہ جب شہری آبادی سے دور صحراء اور جنگلات میں رہنے والے خرید وفروخت کے لئے شہر کے بازار میں آئیں تو انہیں براہِ راست خرید وفروخت کرنے دی جائے، کیوں کہ یہ لوگ

= المبسوط: (٣٨/١٣) کتاب الصرف، باب الاجارة فی الصیاغة، ط: دار المعرفة۔
وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين؛ لأن جهالتها تفضی الی المنازعة۔ (الدر المختار مع الرد: (٥/٦) کتاب الاجارة، ط: سعید۔
تبیین الحقائق: (١٠٥/٥) کتاب الاجارة، ط: امدادیہ ملتان۔
حاشیة الطحطاوی علی الدر: (٣/٤) کتاب الاجارة، ط: المکتبة العربیة۔
أحسن الفتاوی (٢٧٦/٧) کتاب الاجارة، عنوان: کمیشن پر چندہ کرنا جائز نہیں۔ ط: ایچ ایم سعید۔
(١) عن ابن عباس رضي الله عنهما نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتلقى الركبان ولا يبيع حاضر لباد، قلت: يا ابن عباس! ما قوله لا يبيع حاضر لباد؟ قال: لا يكون له سمسارا۔ (صحیح البخاری: (٣٠٢/١) کتاب الإجارات، باب أجرة السمسرة، ط: قدیمی)۔
سنن أبی داود: (١٣٢/٢)، کتاب الإجارة، باب فی النهی أن یبیع حاضر لباد۔ ط: رحمانیه۔
سنن ابن ماجه: (ص: ١٥٧)، أبواب التجارات، باب النهی أن یبیع حاضر لباد۔ ط: قدیمی۔

عام طور پر انتہائی ضرورت کے تحت محدود پیمانے پر ہی خرید وفروخت کرتے ہیں، اس قسم کے لوگوں سے کمیشن وصول کرنا انصاف کے خلاف ہے۔

اس حدیث میں ضمنی طور پر یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ شہروں کے رہائشی ایک دوسرے سے کمیشن کا لین دین کر سکتے ہیں، اور دیہاتی، صحراء نشینوں میں شامل نہیں ہیں، صحراء نشین صرف وہ لوگ ہیں جو جنگلات میں رہتے ہیں اس لئے شہری شہری اور دیہاتی سے اس طرح دیہاتی شہری اور دیہاتی سے کمیشن کا لین دین کر سکتے ہیں۔ (۱)

☆...... نیز یہ کہ خرید وفروخت کے معاملے میں ایسی شرط لگانا جائز ہے جو عقد بیع کے منافی نہ ہو، اور شریعت نے اسے باطل اور ناجائز نہ قرار دیا ہو، چوں کہ کمیشن کی شرط عقد بیع کے منافی نہیں ہے اور شریعت نے اسے بھی باطل نہیں قرار دیا لہذا یہ جائز ہے۔ (۲)

کمیشن دو روپے پر سودا کیا

''منافع دو روپے لینے پر سودا کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۲/۶)

(۲) والمراد منه قوله في تفسير المنع لبيع الحاضر للبادي "أن لا يكون له سمسارا" فإن مفهومه أنه يجوز أن يكون سمسارا في بيع الحاضر للحاضر۔ (فتح الباري: (۴۵۲/۴)، كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة)۔

إعلاء السنن: (۲۰۷/۱۶)، كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: إدارة القرآن۔

(۳) المسلمون على شروطهم، (سنن أبي داود: (۱۵۰/۲)، كتاب القضاء، باب في الصلح، ط: رحمانيه۔

صحيح البخاري: (۳۰۳/۱)، كتاب الإجارات، باب أجر السمسرة، ط: قديمي۔

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: "المؤمنون عند شروطهم" مطابقته للترجمة من حيث إن السمسرة إذا شرطت بشيء معين ينبغي أن يكون السمسار وصاحب المتاع ثابتين على شرطهما لقوله صلى الله عليه وسلم: (المؤمنون عند شروطهم)، وهذا التعليق وصله أبو داود في القضاء۔ (عمدة القاري: (۱۳۳/۱۲)، كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار الكتب العلمية)۔

کمیشن دوطرفہ

''دوطرفہ کمیشن'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۳۵۲)

کمیشن دونوں پارٹیوں سے لینا

کمیشن ایجنٹ بعض اوقات بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان واسطہ بن کر بات کراتا ہے، معاہدہ کراتا ہے، کاغذات بناتا ہے اور کمیشن کام کی اجرت ہے اور یہ شخص بائع اور مشتری دونوں کے لئے کام کرتا ہے، لہذا یہ دونوں پارٹیوں کا کمیشن ایجنٹ بن جائے گا، اور دونوں پارٹیوں سے طے کرکے کمیشن بھی لے سکے گا، ہاں اگر وہ صرف ایک پارٹی کی جانب سے کمیشن ایجنٹ ہو دوسرے فریق کی جانب سے نہ ہو تو صرف مؤکل کی جانب سے کمیشن لے سکے گا دوسری پارٹی سے کمیشن نہیں لے سکے گا۔[1]

---

(۱) وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع، وإن سعى بينهما وباع المالك بنفسه يعتبر العرف۔

قوله: فأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشترى، لأنه هو العاقد حقيقة شرح الوهبانية وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا لأنه لا وجه له۔ قوله: يعتبر العرف) فتجب الدلالية على البائع أو المشترى أو عليهما بحسب العرف۔ جامع الفصولين، (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۶۰)، كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)۔

الدلال إذا باع العين بنفسه بإذن مالكه ليس له أخذ الدلالية من المشتري إذ هو العاقد حقيقة وتجب الدلالية على البائع إذا قبل بأمر البائع ولو سعى الدلال بينهما فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف۔ (جامع الفصولين: (۲/ ۱۵۳) الفصل الرابع والثلاثون: في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: إسلامی کتب خانه)۔

مجمع الضمانات: (ص: ۹۸)، النوع السابع عشر: الدلال ومن بمعناه، ط: دار الكتب العلمية۔

شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۲۲۱)، المادة: ۲۸۹، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الرابع في مؤنة التسليم ولوازمه۔ ط: رشيديه۔

کمیشن دونوں جانب سے لینا

''کمیشن لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۵)

کمیشن دینا دکاندار کا کمپنی کے ملازم کو

''دکاندار کا کمپنی کے ملازم کو کمیشن دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۳/۴)

کمیشن کی بنیاد

کمیشن کا معاملہ فقہ میں کس باب کے مسائل کے تحت داخل ہے اس میں تین اقوال ہیں:

بعض فقہاء نے کمیشن پر خرید وفروخت کرنے کو اجارہ یعنی کرایہ داری کے معاملات کے تحت داخل کیا ہے، اور بعض نے ''جعالہ'' کے ضمن میں ذکر کیا ہے اور بعض نے اسے وکالہ (Agency) ایجنسی کے تحت داخل کیا ہے، اجارہ، جعالہ اور وکالہ تینوں شریعت میں جائز ہیں اس لئے کمیشن پر خرید وفروخت کرنا بھی جائز ہے۔

کمیشن کی تعیین

کمیشن کے کام میں کمیشن اور اجرت متعین کرنا ضروری ہے، اور اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ رقم کی صورت میں کمیشن متعین کر دیا جائے، مثلاً مالک نے کمیشن ایجنٹ سے کہا یہ مکان فروخت کر دیں، میں آپ کو دس ہزار کمیشن یا اجرت دوں گا۔

② فیصد کے اعتبار سے کمیشن طے کر دیا جائے، مثلاً مکان کے مالک نے کمیشن ایجنٹ سے کہا یہ مکان فروخت کر دیں کُل قیمت کا دو فیصد کمیشن یا اجرت دوں گا۔

تو یہ دونوں صورتیں صحیح ہیں البتہ پہلی صورت زیادہ بہتر ہے۔[1]

کمیشن کی شرعی حیثیت

شریعت کی رو سے کمیشن پر کام کرنا اور اس پر کمیشن لینا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے اور وہ شرائط یہ ہیں:

① کمیشن پر جو کام کیا جا رہا ہے وہ جائز ہو، لہذا جو کام جائز نہیں اس کا کرنا اور اس پر کمیشن لینا ناجائز اور حرام ہے مثلاً کسی آدمی کے لئے شراب بیچنا اور اس پر کمیشن لینا ناجائز اور حرام ہے۔[2]

② کمیشن متعین ہو، خواہ فریقین نے صراحت کے ساتھ طے کیا ہو یا عرف

---

(۱) قال ابن عباس: لابأس أن يقول: بع هذا الثوب فمازاد على كذا فهو لك... وفي التلويح: أماقول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لايجيزون هذا، لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة، وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة۔ (إعلاء السنن: (۱۶/۲۰۷) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: إدارة القرآن)۔

فتح الباری: (۴/۴۵۱)، كتاب الإجارة، أجر السمسرة، ط: دار المعرفة۔

اجرت دلال میں فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالی کی عبارات مختلف ہیں، مگر حاجۃ الناس کو مدنظر رکھتے ہوئے قول جواز مختار و مفتی بہ ہے، تعیین اجرت ضروری ہے اور ایک آنہ فی روپیہ بھی صورت تعیین ہے۔ (احسن الفتاوی: (۷/۲۷۳) ط: سعید)

(۲) وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن الله الخمر وشاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

(ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له. (تبيين الحقائق: (۵/۱۲۵)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه، ملتان)۔

الفتاوى الهندية: (۴/۴۴۹)، كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر في تجديد الإجارة، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيديه۔

میں طے اور متعین ہو جیسا کہ آج کل پاکستان میں اسٹیٹ ایجنسی، رئیل اسٹیٹ اور پراپرٹی ڈیلروں کا عرف ڈھائی فیصد یا دو فیصد کمیشن لینے کا ہے۔ (۱)

⑮ کمیشن کا باقاعدہ عقد کیا جائے یعنی دوسرے فریق کو بتایا جائے کہ میں کمیشن پر کام کر رہا ہوں، دوسرے فریق کو بتائے بغیر خود بخود کمیشن لینا جائز نہیں ہے کیوں کہ بعض اوقات دوسرا فریق سمجھتا ہے کہ یہ آدمی ثواب یا ہمدردی کے طور پر کام کر کے مجھ پر احسان کر رہا ہے، (۲) ہاں اگر کمیشن ایجنٹ کا باقاعدہ دفتر اور آفس ہے اور کمیشن کا ایک خاص فیصد متعین ہے تو پھر دوسرے فریق کو بتائے بغیر از خود کمیشن لینا جائز ہوگا۔ (۳)

کمیشن کے جواز کی بنیاد

''کمیشن کی بنیاد'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۷/۵)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصحفة السابقة۔

(۲) ولو قال اشتر هذه الجارية بألف درهم كان مشورة والشراء للمأمور إلا إذا زاد على أن أعطيك لأجل شرائك درهما لأن اشتراط الأجر له يدل على الإنابة اهـ وأفاد أنه ليس كل أمر توكيلا بل لا بد مما يفيد كون فعل المأمور بطريق النيابة عن الآمر فليحفظ۔ (شامي: (۵۰۹/۵) كتاب الوكالة، ط: سعيد)

🗀 أن المنافع عند أصحابنا الثلاثة غير متقومة شرعا بأنفسها، وإنما تتقوم بالعقد بتقويم العاقدين، والعاقدان ما قوماها... فلو وجبت... فلو وجبت بلا عقد وإنها لا تتقوم بلا عقد۔ (بدائع الصنائع: (۴/ ۲۱۸) كتاب الإجارة، فصل: وأما حكم اختلاف العاقدين فی عقد الإجارة۔ ط: سعيد)۔

(۳) المعروف عرفا كالمشروط شرطا... و "الثابت بالعرف كالثابت بالنص" والمعروف بالعرف كالمشروط باللفظ... فإليك الأمثلة على هذه القاعدة: لو اشتغل شخص لآخر شيئا ولم يتقاولا على الأجرة ينظر للعامل إن كان يشتغل بالأجرة عادة يجبر صاحب العمل على دفع أجرة المثل له عملا بالعرف والعادة، وإلا فلا۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۴۶/۱)، المادة: ۴۳، المقالة الثانية فی بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)۔

🗀 شرح المجلة لرستم باز: (۳۰/۱، ۳۱)۔ المادة: ۴۳، أيضا، ط: فاروقيه۔

🗀 التعيين بالعرف كالتعيين بالنص۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۳۱/۱) المادة: ۴۵، أيضا، ط: فاروقيه)

کمیشن کے لیے گھٹیا مال لینا

(۳۶۰) سرکاری یا پرائیوٹ ادارے کے ملازم جب ادارے کے لئے مال و سامان خریدتے ہیں تو کمیشن حاصل کرنے کے لئے صرف اسی کمپنی سے مال خریدتے ہیں جو کمیشن دیتی ہے اگر چہ دوسری کمپنیوں کے مال وسامان کا ریٹ کم ہو اور اچھا بھی ہو تب بھی اس سے نہیں خریدتے تو یہ رشوت ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے [۱] اور اپنی کمپنی یا حکومت کے ساتھ دھوکہ اور خیانت بھی ہے۔ [۲]

کمیشن لینا

اسٹیٹ ایجنسی والے جائیداد، مکان اور دکان وغیرہ کی خرید وفروخت کا کام کرتے ہیں، اور اس پر خریدنے والے اور فروخت کرنے والے دونوں فریق سے دو فیصد یا تین فیصد کمیشن لیتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے، البتہ ایجنسی والوں پر ضروری ہے کہ پہلے سے دونوں فریق کو مقررہ کمیشن کی وضاحت کردیں تاکہ بعد میں جھگڑا فساد

---

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء: ۲۹) أي: بوجه غير شرعي كالغصب والسرقة والخيانة وعقود الربا والرشوة۔ (تفسير روح البيان: (۱۹۵/۲)، سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفكر)

وعن عبد الله بن عمرو قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي .(مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶)، كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

الرشوة (بالكسر) مايعطيه الشخص الحاكم ،وغيره ليحكم له، أويحمله على مايريد۔ (شامي: (۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة، ط: سعيد)۔

وعن ابن مسعود رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داود في مراسيله عن الحسن مرسلا مختصراً قال: المكر والخديعة، والخيانة في النار۔ (الترغيب والترهيب: (۳۵۰/۲)، رقم الحديث: ۲۷۴۳، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)۔

كنز العمال: (۵۴۵/۳)، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني: في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة۔

نہ ہو۔ (۱)

واضح رہے کہ ایک آدمی بائع اور مشتری دونوں کی جانب سے وکیل نہیں بن سکتا، لیکن بائع اور مشتری دونوں کی جانب سے دلال بن سکتا ہے، وکیل اور دلال میں بنیادی فرق یہ ہے کہ وکیل کو مبیع (بیچی جانے والی چیز) میں جائز تصرف کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، اور دلال کو مبیع میں کسی قسم کا بھی تصرف کرنے کا حق نہیں ہوتا، صرف دوسروں کو مال خریدنے کی طرف ترغیب دینے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ (۲)

کمیشن لینا سرکاری ملازم کے لئے

"سرکاری ملازم کا ادارہ کے لئے مال خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) فتجب الدلالة على البائع أو المشتري عليهما بحسب العرف۔ (شامی: (۵۶۰/۴) کتاب البیوع، مطلب: فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن، ط: سعید)

☐ جامع الفصولین: (۱۵۳/۲) الباب الرابع والثلاثون فی الاحکام، احکام الدلال ومایتعلق بہ، ط: اسلامی کتب خانہ۔

☐ مجمع الضمانات: (ص: ۹۸)، الباب الخامس، باب مسائل الاجارۃ، النوع السابع عشر الدلال ومن بمعناہ، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) اگر بائع یعنی مالک کی اجازت سے خود دلال مال کو فروخت کرے تو اس کی اجرت اولاً بائع کے ذمے ہے، اور اگر محض کوشش کرنے والا ہے، اور معاملہ کرنے والا ہے، فروخت کرنے والا خود بائع ہے تو عرف اور رواج کا اعتبار ہوگا، رواج کے موافق جس کے ذمے دلالی ہوگی اس سے لینا جائز ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند: (۸۲۵/۲) کتاب الاجارۃ)

☐ تالیفات رشیدیہ: (ص: ۴۱۸) کتاب الاجارۃ، ط: ادارہ اسلامیات۔

☐ لأن الواحد في عقد التجارة لا يصلح أن يكون مباشراً للعقد من الجانبين لما فيه من تضاد الأحكام فانه يكون مُمَلِّكاً متملِّكاً مسلما ومتسلماً مخاصماً ومتخاصماً وذلك لا يجوز۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۱۸/۱۲) کتاب البیوع، باب الوکالة في السلم، ط: دار المعرفة بیروت)

☐ ولهذا لم يجز أن يكون الواحد وكيلا من الجانبين في باب البيع لما ذكرنا من الاستحالة، ويصلح رسولاً من الجانبين، لأن الرسول لا تلزمه الحقوق، فلا يؤدي الى الاستحالة۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۶/۵) کتاب البیوع، فصل وأما الذي يرجع الى نفس العقد، ط: سعید۔

کمیشن لینا ملازم کا

''ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۵/۲)

''ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۲)

کمیشن لینا وکیل بالبیع کا

''کمپنی کی جانب سے سامان بیچنے کا وکیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۰/۵)

کنڈے

''اوپلے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۹/۱)

کنٹرول ریٹ

''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۴/۴)

کنواں کھودا ہے

نہر، دریا، چشمے اور بارش کا پانی سب لوگوں کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے ان پانیوں سے ہر شخص برابر فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے، ایسے پانی کو نہر، دریا، چشمے میں رہتے ہوئے بیچنا جائز نہیں ہے، یہ انسانی ہمدردی کے منافی بھی ہے اور اپنی تحویل اور قبض میں محفوظ بھی نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شخص پانی حاصل کرنے کے لئے محنت کرے اور اسے اپنے پاس محفوظ کر لے تو اس کو بیچنا جائز ہوگا اور آمدنی حلال ہوگی، مثلاً عام جنگل کی لکڑیوں سے سب فائدہ حاصل کر سکتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کر کے لے آیا تو وہ اس کی ملکیت ہوں گی ان کو بیچنا جائز ہوگا اور پیسے حلال ہوں گے۔ (۱)

(۱) لایجوز بیع الماء فی بئرہ ونھرہ ھکذا فی الحاوی... فإذا أخذہ وجعلہ فی جرۃ أوما أشبھھا =

اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی زمین میں محنت کر کے کنواں کھودتا ہے یا بورنگ کرتا ہے یا ٹیوب ویل لگاتا ہے، تو وہ پانی اس کی تحویل میں محفوظ ہے تو اس پانی کو بیچنا جائز ہوگا اور پیسے بھی حلال ہوں گے۔

مدینہ منورہ میں کسی یہودی کا ایک کنواں تھا اس کا نام ''بئر رومہ'' تھا مسلمان اس سے پانی خرید کر لیتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ (١)

=من الأوعية فقد أحرزه فصار أحق به فيجوز بيعه... وأما بيع ماء جمعه الإنسان في حوضه ذكر شيخ الإسلام المعروف بخواهز زاده في "كتاب الشرب" إذا كان مجصصا أو كان الحوض من نحاس أو صفر جاز البيع على كل حال، وكأنه جعل صاحب الحوض محرز الماء بجعله في حوضه۔ (الفتاوى الهندية: (١٢١/٣) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز... إلخ، الفصل السابع في بيع الماء والجمد، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (٣٤٩/٩)، كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه ومالايجوز، نوع أخر في بيع الماء والجمد، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى التاتارخانية: (٣٦٦/٨)، الفصل السابع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، نوع أخر في بيع الماء والجمد، ط: مكتبه فاروقية۔

(١) عن أبي عبد الرحمن السلمي قال: لما حصر عثمان أشرف عليهم فوق داره ثم قال أذكركم بالله هل تعلمون أن حراء حين انتفض ـ قال رسول الله صلى الله عليه و سلم اثبت حراء فليس عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد؟ قالوا: نعم! قال: أذكركم بالله هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال في جيش العسرة من ينفق نفقة متقبلة والناس مجهدون معسرون فجهزت ذلك الجيش؟ قالوا نعم ثم قال أذكركم بالله هل تعلمون أن بئر رومة لم يكن يشرب منها أحد إلا بثمن فابتعتها فجعلتها للغني والفقير وابن السبيل؟ قالوا اللهم نعم وأشياء عددها۔ (جامع الترمذي: (٢١٠/٢، ٢١١)، أبواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: سعيد)۔

سنن الدارقطني: (٣٥٤/٥)، رقم الحديث: ٤٤٣٦، كتاب الأحباس، باب وقف المساجد والسقايات ـ ط: مؤسسة الرسالة۔

المسند الجامع: (٢٨١/١٢)، رقم الحديث: ٩٧٢٩، حرف العين، ط: دار الجيل۔

صحيح البخاري: (٥٢٣/٢)، كتاب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: قديمي۔

کنویں کا پانی فروخت کرنا

''کنواں کھودا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۲/۵)

کوآپریٹوسوسائٹی (Co-Operative Society)

یہ ادارے امداد باہمی کے لیے قائم ہوتے ہیں، جو لوگ ان کے ممبر بنتے ہیں، صرف انہی کو قرض دیتے ہیں۔ (۱)

کوپن کے ذریعہ قیمت میں کم کرنا

''قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۵)

کوٹ پتلون

کوٹ، پتلون، پینٹ اور ٹائی وغیرہ اصل میں غیر مسلموں کا لباس ہے، اور اب فاسق وفاجر لوگوں کا بھی لباس ہے، اس لئے مسلمانوں کو ایسے لباس استعمال کرنے سے بچنا ضروری ہے ورنہ غیر مسلم کافروں پر جو عذاب نازل ہوتا ہے وہ مسلمانوں پر بھی نازل ہوگا (۲) اور اللہ اور اللہ والوں کی محبت میں کمی آئے گی، اور

---

(۱) جدید فقہی مباحث: (۴۳۹/۴، ۵۵۰) تیسرا مسئلہ: اسلامی بینکنگ، عنوان: قرض دینے والے مالیاتی ادارے... الخ ط: ادارۃ القرآن۔

(۲) وقال مالك بن دينار: أوحى الله إلى نبي من الأنبياء أن قل لقومك: لا يدخلوا مداخل أعدائي، ولاتلبسوا ملابس أعدائي، ولا يركبوا مراكب أعدائي، ولا يطعموا مطاعم أعدائي فيكونوا أعدائي كما هم أعدائي. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۲۳/۱)، خاتمة فى التحذير من جملة المعاصى كبيرها وصغيرها۔ ط: دار الفكر)۔

قال صلى الله عليه وسلم من أحب قوما حشر معهم۔ (المستدرك للحاكم: (۱۸/۳)، كتاب الهجرة، ذكر أسماء أهل الصفة رضوان الله عليهم أجمعين۔ ط: دار المعرفة)۔

وعنه (أى: ابن عمر رضى الله عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۷۵)، كتاب اللباس، الفصل الثانى، ط: قديمى)۔=

ایمان میں کمزوری آئے گی اور اللہ کے دشمنوں کی محبت میں اضافہ ہوگا اور یہ دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں ناکامی کا سبب بنے گا اور ایسے لوگوں کا حشر بھی مشابہت کی وجہ سے غیر مسلموں اور فاسق وفاجر لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ (۱)

پھر اگر پتلون وغیرہ اتنی تنگ اور چست ہو کہ مستور اعضاء کا حجم نظر آتا ہو، اور اندر کی شکل کی غمازی کرتا ہو، تو اس کا پہننا ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ اس سے لباس کا بنیادی مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا، (۲) اس قسم کا لباس سینا اور بنانا بھی ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔ (۳)

= قال رسول الله من تشبه بقوم أي من شبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير. (مرقاة المفاتيح: (۲۲۲/۸)، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: رشيديه)۔

وقيل المعنى من تشبه بالصالحين وهو من أتباعهم يكرم كما يكرمون ومن تشبه بالفساق يهان ويخذل كهم. (فيض القدير: (۱۰۴/۶)، شرح رقم الحديث: ۱۰۰۹۳، حرف الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) قوله (ولا يضر التصاقه) أي بالألية مثلا... أما لو كان غليظا لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئيا فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر اهـ۔
قال ط وانظر هل يحرم النظر إلى ذلك المتشكل مطلقا أو حيث وجدت الشهوة اهـ
قلت سنتكلم على ذلك في كتاب الحظر والذي يظهر من كلامهم هناك هو الأول۔ (شامي: (۴۱۰/۱) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد۔ ط: سعيد)

فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة، لاتقره الشريعة الإسلامية مهما كان جميلا أو موافقا لدور الأزياء، وكذلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذى يحلى للناظر شكل حصة من الجسم الذى يجب ستره فهو في حكم ماسبق في الحرمة وعدم الجواز۔ (تكملة فتح الملهم: (۸۸/۴) كتاب اللباس والزينة، ط: مكتبه دار العلوم كراچى)

(۳) ولايجوز على الغناء والنوح والملاهي لأن المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد، فلايجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لايحل له ويجب عليه رده على صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۱۲۵/۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه)۔

الفتاوى الهندية: (۴۴۹/۴)، كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر في تجديد الإجارة بعد صحتها، =

اور اگر تنگ اور چست نہیں ہوگا تو اس کو سینے کی گنجائش ہوگی۔

اسی طرح ان ملبوسات کی خرید وفروخت اور تجارت سے بھی احتراز کرنا ضروری ہے ان کی تجارت کراہت سے خالی نہیں ہے البتہ آمدنی حرام نہیں ہے۔ [۱]

کوکا کولا

''پیپسی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۲)

کولڈ اسٹور میں سبزی وغیرہ جمع رکھنا

سبزی اور فروٹ وغیرہ کو کولڈ اسٹور میں جمع رکھنا، اور مہنگا ہونے پر بیچنا جائز ہے کیوں کہ یہ بھی تجارت کی ایک شکل ہے [۲] اور اس قسم کی اشیاء موسم ختم ہونے کے بعد بھی ملتی ہیں۔

=الفصل الرابع فی فساد الإجارة، ط: رشیدیه۔

البحر الرائق: (۳۵/۸)، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشیدیه۔

(۱) فإذا ثبت کراهة لبسها... ثبت کراهه بیعها و صیغها لمافیه من الإعانة علی مالایجوز و کل ماأدی إلا مالایجوز لایجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶)، کتاب الحظر و الإباحة، فصل فی اللبس، ط: سعید)

وما کان سببا لمحظور فهو محظور۔ (شامی: (۳۵۰/۶)، کتاب الحظر و الإباحة، قبیل فصل فی اللبس، ط: سعید)

(۲) کان سعید بن المسیب یحدث: أن معمرا قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: من احتکر فهو خاطئ فقیل لسعید: فإنك تحتکر؟ قال سعید: إن معمرا الذي کان یحدث هذا الحدیث کان یحتکر۔ (صحیح مسلم: (۳۱/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم الاحتکار فی الأقوات، رقم: ۱۶۰۵، قدیمی)

فأما إذا جاء من قریته أو اشتراه في وقت الرخص وادخره أو ابتاعه في وقت الغلاء لحاجته إلی أکله أو ابتاعه لیبیعه في وقته فلیس باحتکار ولا تحریم فیه. (شرح النووی علی المسلم: (۳۱/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم الاحتکار فی الأقوات۔ ط: قدیمی)۔

ثم إذا اشتراه وصار ملکه فله أن یحتکره، أو لا یحتکره. ثم قد یکون احتکار ذلك مصلحة ینتفع بها في وقت آخر. فلعل ذلك الشيء ینعدم، أو یقل، فتدعو الحاجة إلیه، فیوجد، فترتفع المضرة، والحاجة بوجوده، فیکون احتکاره مصلحة، وترك احتکاره مفسدة. وأما الذي ینبغي أن یمنع مایکون احتکاره=

کومیکس کاروبار

(۳۶۷) بین الاقوامی منڈیوں میں کومیکس (Comex) یعنی اجناس کی خریداری اور تبادلے کا جس طریقہ سے کاروبار ہوتا ہے، اس میں شرکت کرنا اور نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں مال خریدنا اور اسے حاصل کرنا حقیقی مقصد نہیں ہوتا، بلکہ محتمل مہنگائی سے نفع حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں خریدی گئی جنس کی کل مالیت کے بقدر رقم نہیں لگائی جاتی، بلکہ تھوڑی مقدار میں رقم لگا کر بازار کے اتار چڑھاؤ، کا جائزہ لیتے ہوئے کچھ سودے کرکے نفع حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔[1]

نیز ان منڈیوں میں اجناس فروخت کرنے کے لیے ملکیت میں ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا، کیونکہ دوسرے فریق کو بھی اجناس لینا مقصود نہیں ہوتا، اور اگر اجناس ملکیت میں ہوں تو قبضے میں لیے بغیر اسے فروخت کردیا جاتا ہے، جبکہ شریعت

= مضرة بالمسلمين . وأشدّ ذلك في الأقوات لعموم الحاجة ، ودعاء الضرورة إليها ؛ إذ لا يتصور الاستغناء عنها، ولا يتنزل غيرها منزلتها. فإن أبيح للمحتكرين شراؤها ارتفعت أسعارها، وعز وجودها، وشحت النفوس بها ، وحرصت على تحصيلها ، فظهرت الفاقات ، والشدائد ، وعمت المضار، والمفاسد، فحينئذ يظهر: أن الاحتكار من الذنوب الكبار. وكل هذا فيمن اشترى في الأسواق. فأما من جلب طعامًا؛ فإن شاء باع، وإن شاء احتكر۔ (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: (۵۲۱/۴) البيوع، باب النهي عن الحكرة۔ ط: دار ابن كثير بيروت)

(۱) وهذا قمار وهو حرام بالنص، قال الله تعالى: يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔ [سورة المائدة: ۹۰]

وسمي القِمار قمارًا، لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (الشامية: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد

إن أهل الجاهلية كانوا يخطرون على المال والزوجة، وقد كان ذلك مباحًا إلى أن ورد تحريمه۔ أحكام القرآن للجصاص: (۳۵۰/۱) باب تحريم الميسر، ط: قديمي۔

کا حکم یہ ہے کہ جو چیز ملکیت میں نہ ہو یا ملکیت میں ہو لیکن قبضے اور ضمان میں نہ ہو تو اسے فروخت کرنا جائز ہی نہیں ہے، لہٰذا فیوچر مارکیٹ میں اجناس کی خریداری کا جو عام طریقہ رائج ہے وہ ناجائز ہے، البتہ اگر کوئی شخص براہ راست اجناس خرید کر اسے اپنے قبضے میں لے لے یا اس کی طرف سے کوئی دوسرا فرد یا کمپنی اپنے قبضے میں لے لے، اس کے بعد اسے آگے فروخت کرے تو یہ صورت جائز ہے۔ (١)

واضح رہے کہ اس طرح معاملہ کرنے کو ''فیوچر مارکیٹ'' میں ''اجناس کی خرید وفروخت کرنا'' کہتے ہیں۔ (٢)

---

(١) عن عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ٢٤٨) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

عن حکیم بن حزام قال نهانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أن أبیع مالیس عندی، رواہ الترمذی وفی روایة له ولأبی داؤد والنسائی قال: قلت: یارسول اللہ! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع له من السوق قال: لاتبع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ٢٤٨)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، ط: قدیمی۔

قوله: فابتاع له من السوق) قال ابن الملک: هذا یحتمل أمرین:... والثانی أن یبیع منه متاعاً لا یملکه ثم یشتریه من مالکه ویدفعه الیه وهذا باطل، لأنه باع مالیس فی ملکه وقت البیع، وهذا معنی قوله: قال: ''لاتبع مالیس عندک'' أی شیئاً لیس فی ملکک حال العقد۔

قوله: ولا ربح مالم یضمن) یرید به الربح الحاصل من بیع ما اشتراه قبل أن یقبضه وینتقل من ضمان البائع الی ضمانه فان بیعه فاسد۔ (مرقاة المفاتیح: (٦/٧٧، ٧٨) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: رشیدیه۔)

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه وکون الملک للبائع فیما یبیعه لنفسه وکونه مقدور التسلیم، فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم۔ (شامی: (٤/٥٠٥) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع: أنواع أربعة، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (٥/١٤٦) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع الی المعقود علیه فأنواع، ط: سعید۔

(٢) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص: ٧٤، ٧٥) عنوان: ''اجناس میں حاضر وغائب سودے''، ط: معارف القرآن۔

کونڈوم

کونڈوم کا استعمال جائز طور پر کم ہے، اور ناجائز طور پر اس کا استعمال زیادہ ہے، اس لیے اس کی تجارت اختیار کرنا مناسب نہیں، یہ گناہوں کے کام میں معاونت ہے، بے حیائی کا ذریعہ ہے، اور بدنامی سے بھی خالی نہیں ہے۔ (۱)

اگر کوئی شخص کونڈوم خرید کر غلط استعمال کرے گا تو وہ خود گناہ گار ہوگا، بیچنے والے دکاندار پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ باقی جان بوجھ کر غلط استعمال کرنے والے کو فروخت سے بچنا چاہئے تاکہ گناہ کے کام میں معاونت نہ ہو۔ (۲)

نوٹ: اس کو ''نرودھ'' اور ''ساتھی'' بھی کہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) قال اللہ تعالی: وتعاونوا علی البر والتقوی، ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ [المائدہ: ۲]

□ وكره بيع السلاح من أهل الفتنة... لأنه اعانة على المعصية۔ (النهر الفائق: (۲۶۸/۳) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشيديه۔

□ الدرا لمختار مع الرد: (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ما تقوم المعصية بعينه، ط: سعيد۔

□ الاعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل، بيروت)

(۲) ولا تعاونوا على الاثم والعدوان۔

(۳) لايكره بيع الجارية المغنية، والكبش النطوح، الديك المقاتل، والحمامة الطيارة، لأنه ليس عينها منكرا، وإنما المنكر في استعماله المحظور۔ (تبيين الحقائق: (۲۹۷/۳)، كتاب السيرة، باب البغاة، ط: امدادية ملتان)۔

□ رجل آجر بيتا ليخذ فيه نارا أو بيعة أو كنيسة، أو يباع فيه الخمر، فلابأس به وكذا كل موضع تعلقت المعصية بفعل فاعل مختار۔ (خلاصة الفتاوى: (۳۷۶/۴، ۳۷۷)، كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات، جنس آخر، ط: رشيديه)۔

□ ولا بأس بأن يواجر دار أمن الذمي ليسكنها، فإن شرب فيها الخمر، أو عبد فيه الصليب، أو دخل فيها الخنازير، لم يلحق المسلم إثم في شيئ من ذلك، لأنه لم يواجرها لذلك، والمعصية في فعل المستأجر۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۹/۱۶)، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار المعرفة)

کونسی تجارت بہتر ہے

''بہتر تجارت کونسی ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۲/۲)

کوئین

''بٹ کوئین''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۲/۲)

کوئی چیز خریدنے کے لیے پیشگی رقم دینا

''پیشگی رقم دینا چیز خریدنے کے لیے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۸/۲)

کھال

☆ اگر جانور مر جائے تو اس کی کھال اتار کر دباغت دے کر فروخت کرنا درست ہے۔(۱)

---

(۱) وأما جلود السباع والحمير والبغال، فما كانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بيعها وما كان بخلافه لم يجز، وهذا بناء على ان الجلود كلها تطهر بالذكاة أو الدباغ الا جلد الانسان والخنزير، واذا طهرت بالدباغ أو بالذكاة، جاز الانتفاع به ويكون محلا للبيع۔ (المحيط المبرهاني: (۳۰۲/۷) كتاب البيوع، الفصل السادس: فيما يجوز وما لا يجوز بيعه، نوع آخر: في بيع المحرمات، ط: غفارية كوئٹه)

فجاز بيعه، ولحوم السباع وشحومها، وجلودها بعد الذكاة كجلود الميتة بعد الدباغ، حتى يجوز بيعها۔ (تبيين الحقائق: (۳۷۸/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

وجلد ميتة قبل الدبغ لو بالعرض، ولو بالثمن فباطل... و بعده أي الدبغ يباع الا جلد الانسان وخنزير وحية۔ (الدر المختار مع الرد: (۷۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

وجلد الميتة قبل الدباغ: أي لم يجز بيعه... وبعده يباع۔ (البحر: (۱۳۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

وبيع جلود الميتات باطل إذا لم تكن مذبوحة أو مدبوغة۔ (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الهندية: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، فصل في البيع الفاسد، ط: رشيديه)

وأما جلد السبع والحمار والبغل، فإن كان مدبوغا أو مذبوحا يجوز بيعه؛ لأنه مباح الانتفاع به شرعا، فكان مالا، وإن لم يكن مدبوغا ولا مذبوحا لا ينعقد بيعه۔ (بدائع الصنائع: (۵۵۴/۶) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

☆ اور ذبح کئے ہوئے جانور کی کھال دباغت سے پہلے بھی فروخت کرنا جائز ہے اور دباغت کے بعد بھی۔ (۱)

☆ انسان کی کھال اتارنا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کو دباغت دینا اور فروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

☆ خنزیر کی کھال دباغت دینے سے بھی پاک نہیں ہوتی اور اس کو کسی صورت میں بھی بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۳)

کھال سانپ کی

''سانپ کی کھال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۲/۴)

کھال علیحدہ کرنے سے پہلے فروخت کرنا

''کھال قربانی سے پہلے فروخت کردینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۱/۵)

کھال قربانی سے پہلے فروخت کردینا

☆ قربانی کا جانور ہو یا قربانی کے علاوہ دوسرا جانور ہو، ذبح کرنے سے پہلے اس کی کھال بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔

البتہ قربانی کرنے والوں کی قربانی درست ہوجائے گی۔

☆ ذبح کرنے کے بعد جانور کی کھال دباغت کے بغیر بھی فروخت کرنا

(۱، ۲، ۳) وقید بالمیتة، لأن جلد المذکاة یجوز بیعه قبل الدباغة ولحوم السباع وشحومها وجلودها بعد الذکاة کجلود المیتة بعد الدبغ فیجوز بیعها۔ (البحر الرائق: (۱۳۳/۶) باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

شامی: (۷۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی التداوی بلبن البنت للرمد قولان، ط:ط:سعید۔

فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیة: (۱۳۳/۲) کتاب البیوع، فصل فی البیع الفاسد، ط:رشیدیه۔

جائز ہے۔[1]

☆ البتہ جانور ذبح کرنے سے پہلے کھال کی قیمت مقرر کر کے بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، مثلاً کھال بیچنے والا خریدار سے یہ کہے، ہمارے پاس اتنی کھالیں ہوں گی، ذبح کرنے کے بعد اس قیمت پر فروخت کریں گے، پھر ذبح ہونے کے بعد کھال اتار کر وعدہ کے مطابق مقررہ قیمت پر فروخت کر دیں تو جائز ہے۔[2]

کھانے پینے کی چیزیں خریدی

اگر کسی نے کھانے پینے کی چیزیں خریدی ہیں، تو ان کو صرف دیکھ لینے سے اختیار ختم نہیں ہوگا بلکہ چکھنے کے بعد اگر پسند آ گئیں تو بہتر ورنہ واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔[3]

---

(۱) وفسد كبيع ماسكت فيه عن الثمن ... وصوف على ظهر غنم وجوزه الثاني ومالك، وفي السراج: لو سلم الصوف واللبن بعد العقد، لم ينقلب صحيحا، وكذا كل ما اتصاله خلقي كجلد حيوان ونوى تمر وبزر وبطيخ۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۶۰، ۶۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

◻ وأشار المصنف إلى أن كل ما بيع في غلافه، فلا يجوز كاللبن في الضرع واللحم في الشاة الحية أو شحمها أو اليتها أو أكارعها أو جلودها۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۲۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

◻ فتح القدير: (۶/ ۴۱۲) باب البيع الفاسد، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر۔

◻ وانظر الحاشية السابقة على الصفحة السابقة ايضاً۔

(۲) وعلى هذا لو قال: من جاء بر مكة بعناها اياه بعشرة، فهذا والأول سواء، لأنه وعد البيع هاهنا۔ (شرح السير الكبير: (۳/ ۳۲) باب الأنفال بالأثمان والهبات، ط: دار الكتب العلمية۔

◻ الوعد أو المواعدة بالبيع ليس بيعاً، ولا يترتب عليه آثار البيع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲/ ۱۱۳۷) صيغة مقترحة لقانون البيع الاسلامي، الوعد والموعودة بالبيع، ط: مكتبه معارف القرآن۔

(۳) وفيما يكون المقصود منه اللبن يحتاج الى رؤية الضرع وفيما يعلم بالذوق والشم يحتاج الى ذلك ايضاً، لأن العلم بما هو المقصود انما يحصل به فلا يسقط خياره مالم يرض بعد العلم بما هو المقصود صريحاً أو دلالةً۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۳/ ۷۱) كتاب البيوع، باب الخيار بغير شرط، ط: دار المعرفه، بيروت)=

کھانے پینے کے اشیاء کی تجارت

کھانے، پینے کی اشیاء کی تجارت کرنا درست ہے، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ (۱)

کھجور خشک وتر میں کمی زیادتی کا حکم

کھجور خشک ہو یا تر دونوں کی جنس ایک ہے، اس لئے ان کی بیع (خرید و فروخت) برابر سرابر کرنا ضروری ہے، کمی زیادتی کر کے بیع کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس لئے تر کھجور کو خشک کھجور کے مقابلے میں دوگنا وزن پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= تبیین الحقائق: (۴/۲۷) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ط: امدادیہ، ملتان۔

البحر الرائق: (۶/۳۰) کتاب البیع، باب خیار الرؤیۃ، ط: سعید۔

شرح المجلۃ رستم باز: (۱/۱۳۷) المادۃ: ۳۲۳، الکتاب الأول فی البیوع، الباب السادس، الفصل الخامس فی خیار الرؤیۃ، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

(۱) ومنهم حاطب بن أبي بلتعة، سفير المصطفى إلى المقوقس في ترجمته من طبقات ابن سعد: ... وكان تاجرا يبيع الطعام وغيره. (التراتيب الإدارية: (۲/۲۳)، القسم التاسع، الباب الأول في ذكر من كان يتجر في زمن رسول الله ص ثم من اتجر من كبار الصحابة بعده، ط: دار الأرقم)۔

المعارف لابن قتیبة: (۱/۳۱۸)، ذكر من كان على دين قبل مبعث النبى صلى الله عليه وسلم، حاطب بن أبي بلتعة۔ ط: دار المعارف۔

عمدة القاری: (۱۷/۳۶۷)، کتاب المغازی، باب غزوة الفتح، ط: دار الکتب العلمیة۔

الطبقات الکبری لابن سعد: (۳/۱۰۷)، الطبقة الأولی، حاطب ابن أبی بلتعة، ط: مکتبة الخانجی، القاهرة۔

(۲) (ويجوز بيع الرطب بالتمر مثلا بمثل) بيع الرطب بالتمر متفاضلا لايجوز بالإجماع، ومثلا بمثل جوزه أبو حنيفة رحمه الله خاصه، وقالا لايجوز۔ (العنایة علی هامش فتح القدیر: (۷/۲۷) کتاب البیوع، باب الربوا، دار الکتب العلمیة)

الدر مع الرد: (۵/۱۸۱) کتاب البیوع، باب الربوا، مطلب: فی استقراض الدراهم عدداً، ط: سعید=

کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے پڑوسی سے معاوضہ لینا

(۳۷۴) کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے پڑوسی سے معاوضہ لینا جائز نہیں ہے۔[1]

مثلاً ایک شخص نے ایک زمین خریدی، پڑوس میں ایک مکان ہے، جس کی دیوار میں کھڑکیاں ہیں، کھڑکیاں کھلے رہتے ہوئے بیس سال کا عرصہ ہوا، اب جس نے زمین خریدی ہے وہ مکان بنانا چاہتا ہے، پڑوسی کہتا ہے کہ، اگر تم گھر بناؤ گے تو ہوا بند ہوجائے گی، یا کھڑکی بند ہوجائے گی، لہٰذا تم گھر نہیں بنا سکتے، اگر گھر بناؤ گے تو یا ہماری کھڑکی بند کروگے یا ہوا بند کروگے تو اس کے عوض میں اتنی رقم دینی ہوگی، تو اس قسم کا معاملہ کرنا، اور معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، جس نے زمین خریدی ہے اس کو اپنی زمین پر مکان بنانے کا حق حاصل ہے،[2] پڑوسی کا روکنا اور اس کے عوض رقم

= ویجوز بیع الرطب بالتمر مثلاً بمثلٍ عند أبی حنیفة رحمه الله، و قالا لایجوز لقوله علیه السلام حین سئل عنه أو ینقص إذا جفّ؟ فقیل: نعم، فقال علیه السلام: لا إذا، وله ان الرطب تمر لقوله علیه السلام حین اهدی إلیه رطب، "أکل تمر خیبر هکذا؟" سماه تمرًا، وبیع التمر بالتمر بمثله جائز۔ (الهدایة علی صدر فتح القدیر: (۳۷/۷) باب الربوا، دار الکتب العلمیة۔

(۱) قال الله تعالیٰ: {یاأیها الذین آمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل، الا أن تکون تجارة عن تراض منکم} [النساء: ۲۹]

عن أبی حرة الرقاشی عن عمه رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: الا لاتظلموا، الا! لایحل مال امرئ الا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) باب الغصب والعاریة، ط: قدیمی)

لایجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعی۔ (شامی: (۶۱/۴) کتاب الجهاد، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بالمال، ط: سعید)

(۲) لأن الملک ما من شأنه أن یتصرف فیه بوصف الاختصاص۔ (شامی: (۵۰۲/۴) کتاب البیوع، مطلب: فی تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید)

کل یتصرف فی ملکه کیف شاء۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۶۵۴/۱) المادة: ۱۱۹۲، الباب الثالث، الفصل الأول فی بعض قواعد فی أحکام الأملاک، ط: دار الکتب العلمیه بیروت)

لایمنع أحد من التصرف فی ملکه أبداً إلا إذا أضرّ بغیره۔ (شرح المجله لسلیم رستم باز: (۶۵۷/۱) المادة: ۱۱۹۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

کھڑی کپاس کی بیع

کپاس کی جو فصل ابھی تک زمین میں کھڑی ہے، اور اسے اتارا نہیں گیا ہو اس کی خرید وفروخت جائز ہے، بشرطیکہ اس میں عقد بیع (خرید وفروخت) کے وقت کھیت میں کچھ دنوں تک چھوڑنے کی شرط نہ لگائی جائے۔ (۲)

کھڑے درختوں کی لکڑیاں بیچنا

جنگل سے کھڑے درختوں کی لکڑیاں کاٹنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ لکڑیوں کی صورت میں مبیع (بیچی جانے والی چیز) کا وجود نہیں ہے، البتہ لکڑیاں

(۱) رجل له باب أو كوة فخاصمه جاره، فصالحه على دراهم معلومة يدفعها إلى الجار ليترك الكوة ولايسدها، كان ذلک باطلا، وكذا لو كان الصلح بينهما على أن يأخذ صاحب الكوة دراهم معلومة لبسد الكوة والباب كان باطلاً، كذا في الظهيرية۔ (الهندية: (۲۵۷/۴) كتاب الصلح، الباب العاشر في الصلح عن العقار ومايتعلق به، ط: رشيديه)

رجل له باب في غرفة أو كوة، فخاصمه جاره، فصالح على دراهم معلومة يدفعها إلى الجار ليترک الكوة ولايسدها كان ذلک باطلاً، لأن الجار ظالم في منع صاحب الكوة عن الانتفاع بمال نفسه، وإنما يأخذ المال ليكف عن الظلم، والكف عن الظلم واجب، وكذا لو كان الصلح بينهما على أن يأخذ صاحب الكوة دراهم معلومة ليسد الكوة والباب؛ لأن الجار إنما دفع المال ليمتنع صاحب الكوة عن التصرف في ملكه، والانتفاع بمال نفسه لا على وجه الازالة والتمليک من الغير، وذلک باطل۔ (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الفتاوىٰ الهندية: (۱۰۳/۳، ۱۰۴) كتاب الصلح، باب الصلح عن العقار وعمايتعلق به، ط: رشيديه)

والثالث: أن يكون حقا ثابتا له في المحل فيما لايكون حقاله، أو لايكون حقا ثابتا له في المحل لايجوز الصلح عنه۔ (بدائع الصنائع: (۲۱/۵) كتاب الصلح، ط: رشيديه)

(۲) ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها أو قدبدا، جاز البيع... وعلى المشتري قطعها في الحال تفريغاً لملک البائع... وان شرط تركها على النخيل فسد البيع۔ (الهداية: (۲۷/۳) كتاب البيوع، فصل: من باع داراً دخل بناؤها في البيع، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۳۰۰/۵) كتاب البيع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۱۲/۴) كتاب البيوع، فصل يدخل البناء... الخ، ط: امداديه ملتان۔

کاٹنے کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا، کیونکہ مبیع کی شکل میں لکڑیاں موجود ہیں۔[1]

(۳۷۶) کھلاڑیوں کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا

''عورتوں کے جسم کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۲/۴)

کھلونے جاندار کی شکل میں

''جاندار اشیاء کے مجسمے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۰/۳)

کھلونے جاندار کی تصویر والے

''جاندار کی تصویر والے کھلونے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۲/۳)

کھنڈرات سے نکلنے والے مجسمہ کی بیع

پرانے کھنڈرات سے کھدائی کے دوران سونے یا پیتل وغیرہ کا بت نکل آتا ہے اس کو آثار قدیمہ یا عجائب گھر کی کمپنی یا ہندو خریدتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ بت جب تک اپنی اصلی حالت میں ہو، اس کو کسی مسلمان کے لیے کسی مسلمان کے ہاتھ یا غیر مسلم مثلاً ہندو، بدھوں وغیرہ کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے، البتہ بت توڑ کر یا اس کی ہیئت بگاڑ کر مسلمان یا

---

(۱) لبطلان بيع المعدوم (الدر المختار) اذ من شرط المعقود عليه أن يكون موجودا مالا متقوما، وان يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وان يكون مقدور التسليم۔ (شامی: (۵۸/۵، ۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

▭ وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه فأنواع: منها أن يكون موجودا فلاينعقد بيع المعدوم۔ (بدائع الصنائع: (۳۲۶/۴) کتاب البیوع، جواز بیع الثمر، ط: رشیدیه)

▭ ومنها فى البيع: وهو أن يكون موجودا فلاينعقد بيع المعدوم و ماله خطر العدم۔ (الهندية: (۲/۳) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع، ط: رشیدیه)

ہندو وغیرہ کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

واضح رہے کہ ایسے کھنڈرات سے برآمد ہونے والے بت کو جائز طریقہ سے فروخت کرنے کی صورت میں قیمت کا پانچواں حصہ اسلامی حکومت کے بیت المال میں جمع کرنا لازم ہے، اور اگر اسلامی حکومت کا بیت المال نہیں تو فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (۲)

---

(۱) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ أنہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عام الفتح، وهو بمکة: ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام... الحدیث. (صحیح البخاری: (۲۹۸/۱) کتاب البیوع، باب بیع المیتة والأصنام، ط: قدیمی۔

حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام) أی وان كانت من ذهب أو فضة۔ مرقاة المفاتیح: (۶/ ۱۴) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشیدیه۔

وفی تحریم بیع الأصنام، دلیل علی تحریم بیع جمیع الصور المتخذة من الخشب والحدید وغیرهما... فاذا طمست الصور وغیرت آلات اللهو عن حالتها یجوز بیع جواهرها وأصولها۔ شرح الطیبی: (۲۱۰۴/۷) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الاول، ط: مکتبه نزار مصطفی الباز۔

عمدة القاری: (۵۵/۱۲) کتاب البیوع، باب بیع المیتة والأصنام، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

(۲) ومن وجد کنزاً فی دار الاسلام فی أرض غیر مملوکة کالفلاة فان... علی ضرب أهل الجاهلیة کالدراهم المنقوش علیها الصلیب والصنم ففیه الخمس۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۸۵/۱) کتاب الزکاة، الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار، ط: رشیدیه۔

مجمع الأنهر: (۲۱۳/۱) کتاب الزکاة، باب الرکاز، ط: دار الکتب العلمیة۔

اعلم أن المستخرج من المعدن ثلاثة أنواع جامد یذوب وینطبع کالنقدین والحدید، وجامد لا ینطبع... والثالث: مالیس بجامد ـــ ولا یجب الخمس الا فی النوع الأول کذا فی الفتح ومن أصاب رکازاً وسعه أن یتصدق بخمسة علی المساکین، واذا اطلع الامام علی ذلک أمضی ما صنع۔ (حاشیة الشلبی علی درر الحکام: (۱۸۵/۱) کتاب الزکاة، باب الرکاز، ط: دار احیاء التراث العربیة)

من أصاب رکازاً وسعه أن یتصدق بخمسة علی المساکین واذا اطلع الامام علی ذلک أمضی له ما صنع، لأن الخمس حق الفقراء والمساکین وقد أوصله الی مستحقه۔ (المبسوط للسرخسی: (۳/ ۱۷) کتاب الزکاة، باب مایوضع فیه الخمس، ط: دار المعرفه)

شامی: (۳۲۳/۲) کتاب الزکاة، باب الرکاز، ط: سعید۔

کھیت میں بیج ڈالنے سے پہلے پیداوار کی بیع

(۳۷۸) کھیت میں بیج ڈالنے سے پہلے اس کی پیداوار کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہاں پیداوار معدوم ہے، اور معدوم چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔(۱)

کھیتی جب کٹے گی تب پیسہ دے دوں گا

''فلانی چیز ہم کو دے دو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۸/۵)

کھیتی زمین کی بیع میں داخل ہوتی ہے یا نہیں

اگر زمین میں کھیتی کھڑی ہے، اور وہ زمین فروخت کردی تو اگر سودے میں کھیتی کا بھی صراحت کے ساتھ ذکر کیا تھا، تب تو وہ بیع میں داخل ہوجائے گی، اور

---

(۱) بیع المعدوم باطل، فیبطل بیع ثمرة لم تبرز اصلاً۔ (شرح المجلہ لسلیم رستم باز: (ص: ۹۸) رقم المادة: ۲۰۵، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، فی ما یجوز بیعه وما لا یجوز، ط: مکتبة حنفیه کوئٹه)

نهی رسول الله ﷺ عن بیع ما لیس عند الإنسان، ورخص فی السلم۔ (بدائع الصنائع: (۶/ ۵۶۸) کتاب البیوع، فصل فیما یرجع إلی المعقود علیه، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

وبیع (أی لا یجوز بیع) ما لیس فی ملکه، لبطلان بیع المعدوم۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وشرط المعقود علیه... کونه موجودا، فلم ینعقد بیع المعدوم۔ (شامی: (۴/ ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

شرح المجله لخالد الاتاسی: (۲/ ۸۷) رقم المادة: ۱۹۷، ۱۹۹، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول، فی حق شروط المبیع وأوصافه، ط: رشیدیه۔

إعلاء السنن: (۱۴/ ۱۷۵) کتاب البیوع، باب النهی عن سلف وبیع والشرطین فی بیع وربح مالم یضمن وبیع ما لیس عنده، ط: إدارة القرآن۔

خریدار اس کا مالک بن جائے گا اور اگر زمین کا سودا کرتے وقت کھیتی کا ذکر صاف طور پر نہیں کیا تھا تو وہ بیع میں داخل نہیں ہوگی، اور خریدار اس کا مالک نہیں ہوگا، البتہ اس صورت میں بیچنے والے سے کہا جائے گا کہ وہ اپنی کھیتی کاٹ کر خالی زمین خریدار کو حوالہ کردے۔ (۱)

کھیتی کو ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا

زمین پر کھیت ظاہر ہونے سے پہلے کھیت فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

کھیل کے سامان

جو سامان کفر وضلال یا حرام ومعصیت ہی کے کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت اور خرید وفروخت بھی حرام ہے اور جو مکروہ کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی مکروہ ہے اور جو سامان جائز کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی جائز ہے اور جس سامان کو جائز اور ناجائز دونوں طرح کے کاموں میں

---

(۱) ولا یدخل الزرع فی بیع الأرض بلا تسمیة ولا الثمر فی بیع الشجر الا بالشرط... ویقال للبائع: اقطعها وسلم المبیع؛ لأن ملک المشتری مشغول بملک البائع فکان علیه تفریغه وتسلیمه۔ (تبیین الحقائق: (۱۱/۴) کتاب البیوع، فصل یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: امدادیه ملتان۔

البحر الرائق: (۲۹۷/۵) کتاب البیع، فصل یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: سعید۔

الهدایة: (۲۶/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه۔

(۲) بیع المعدوم باطل، فیبطل بیع ثمرة لم تبرز أصلاً۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۸۰/۱) رقم المادة: ۲۰۵، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول فی شروط المبیع وأوصافه، مکتبه فاروقیه۔

لا خلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل أن تظهر۔ (الشامیة: (۵۵۵/۴) کتاب البیوع، ط: سعید۔

النهر الفائق: (۳۵۹/۳) کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔

أن تباع الثمار قبل ظهورها، وهذا لم یقل أحد بجوازه، سواء جری به التعامل أو لا۔ (تکمله فتح الملهم: (۳۹۳/۱) کتاب البیوع، باب المنهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها، ط: مکتبه دار العلوم کراچی۔

استعمال کیا جاتا ہے اس کی تجارت جائز ہے۔[1]

کھیلوں کے کپڑے

''اسپورٹس ڈریس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۹/۱)

کیپیٹل

''رأس المال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵/۴)

کیسٹ

☆سادہ کیسٹ، یا جن کیسٹوں میں قرآن کریم، وعظ، تقریر یا اور کوئی دینی مذہبی یا اصلاحی پروگرام ٹیپ ہو، یا اور کوئی ایسی چیز بھری ہوئی ہو جو شریعت کے خلاف نہ ہو، تو ان کیسٹوں کا کاروبار کرنا جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے۔[2]

☆اور جن کیسٹوں میں گانے، ساز، ڈھولک، سارنگی ہارمونیم اور میوزک

---

(۱) أن ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماوإلافتنزيها۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط:سعيد)۔

جواز البيع يدور مع حل الانتفاع وحرمة الانتفاع بها۔ (مجمع الأنهر: (۱۵۱/۳)، كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية۔

والضابط عندهم (عند الحنفية): أن كل مافيه منفعة تحل شرعا، فإن بيعه يجوز لان الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۳۱/۵)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل و البيع الفاسد۔ ط: رشيديه)۔

معارف القرآن لمفتی محمد شفیع: (۲۳/۷)، سورة لقمان، الآية: ٦، ط: إدارة المعارف۔

(۲) قال الله تعالى: وأحل الله البيع وحرم الربوا۔ [سورة البقرة: ۲۷۵]۔

عن رافع بن خديج رضي الله تعالى عنه قال: قيل يا رسول الله! أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۲۴۲، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

المعجم الأوسط: (۳۳۲/۲) رقم الحديث: ۲۱۴۰، باب الألف، من اسمه أحمد، ط: دار الحرمين، القاهرة۔

وغیرہ ٹیپ ہوں، تو ان کیسٹوں کا کاروبار ناجائز اور حرام ہے، اور ان کی آمدنی بھی حرام ہے، کیونکہ یہ گناہوں کے کاموں میں اعانت اور مدد ہے اور گناہوں کے کاموں میں مدد کرنے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں منع فرمایا ہے۔ (۱)

کیکڑا

احناف کے نزدیک کیکڑا حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو تو اس کی خرید وفروخت جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ (۲)

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ [المائدة: ۲]۔

قال النووی: فیه تصریح بتحریم کتابة المترابیین والشهادة علیهما، وبتحریم الاعانة علی الباطل۔ (مرقاة المفاتیح: (۶/ ۵۱) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشیدیه۔

الاعانة علی المعصیة وترویجها وتقریب الناس الیها معصیة وفساد فی الأرض۔ (حجة اللہ البالغة: (۲/ ۱۶۹) البیوع المنهی عنها، ط: دار الجیل، بیروت۔

(ویکره) تحریماً (بیع السلاح من أهل الفتنة... لأنه اعانة علی المعصیة... قلت: وأفاد کلامهم أن ما قامت المعصیة بعینه یکره بیعه تحریماً والا فتنزیهاً نهر۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۲۶۸) کتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب فی کراهة بیع ما تقوم المعصیة بعینه، ط: سعید۔

النهر الفائق: (۳/ ۲۶۸) کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشیدیه۔

(۲) والحاصل أن جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المنتقی مع مجمع الانهر: (۳/ ۸۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)

یجوز بیع الحیات إذا کان ینتفع بها للأدویة، وما جاز الانتفاع بجلده أو عظمه، أی من حیوانات أو غیرها، قال الحاوی: ولا یجوز بیع الهوام کالحیة والفارة والوزغة والضب والسلحفاة والقنفذ، وکل ما لا ینتفع به ولا بجلده، وبیع غیر السمک من دواب البحر ان کان له ثمن کالسقنقور وجلود الخز ونحوها یجوز۔ (شامی: (۵/ ۶۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

ویجوز بیع الحیات إذا کان ینتفع بها فی الأدویة، وإن کان لا ینتفع بها لا یجوز، والصحیح أنه یجوز بیع کل شیئ ینتفع به... ویجوز بیع جمیع الحیوانات سوی الخنزیر، وهو المختار۔ (الهندیة: (۳/ ۱۱۴) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الرابع فی بیع الحیوانات، ط: رشیدیه)

کیکڑا کھانا حرام ہے[1] البتہ اگر اس سے دوائی بنائی جاتی ہے یا اس سے کسی طرح نفع حاصل کیا جاسکتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی زندہ ہونے کی حالت میں خرید وفروخت کرنا جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے البتہ مردہ ہونے کی حالت میں اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔[2]

واضح رہے کہ کچھوے، کیچوے اور تمام حشرات الارض کا حکم یہی ہے۔

کیمیکل استعمال کرنا معیار بہتر بنانے کے لئے

''معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) وقوله عزوجل: ويحرم عليهم الخبائث... والضفدع والسرطان والحية ونحوها من الخبائث۔ (بدائع الصنائع: (۳۵/۵)، كتاب الذبائح والصيود، ط: سعيد)۔

خلاصة الفتاوى: (۳۰۴/۴)، كتاب الصيد، الفصل الخامس فيما يؤكل وما لا يؤكل، ط: رشيديه۔

مجمع الأنهر: (۱۶۱/۴)، كتاب الذبائح، فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها في الأدوية، وإن كان لاينتفع بها لايجوز، والصحيح أنه يجوز بيع كل شيء ينتفع به۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۴/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات۔ ط: رشيديه)۔

ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها في الأدوية۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳۳۸/۸) رقم: ۱۲۱۱۹ كتاب البيوع، الفصل السابع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، نوع آخر في بيع الحيوانات۔ ط: مكتبه فاروقيه)۔

ردالمحتار: (۶۸/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز۔ ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۸۷/۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: دار المعرفة۔

لم يجز بيع الميتة لانعدام المالية التي هي ركن البيع۔ (البحر الرائق: (۱۱۵/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

گارمنٹ تصویر والے

''تصویر والے گارمنٹ بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۳/۲)

گارنٹی پر اشیاء فروخت کرنے سے بیع فاسد نہیں ہوگی

آج کل بازاروں میں بہت ساری چیزیں خاص طور پر چائنا کی تقریبا تمام چیزیں پانچ سال کی متعین مدت کی گارنٹی کے ساتھ خرید و فروخت ہوتی ہیں، گارنٹی کی مدت کے دوران اگر چیز خراب ہو جائے تو اس کے بدلے دوسری چیز دینی پڑتی ہے، یا بیچنے والے کمپنی سے یا اپنے خرچے پر اس کی مرمت وغیرہ کا کام کر کے دیتے ہیں، بائع (سیلر) اور خریدار کے درمیان طے ہونے والی گارنٹی کی یہ شرط آج کل عام اور معروف ہو چکی ہے، اس لیے عرف کی وجہ سے اس طرح گارنٹی کی شرط لگانے کی گنجائش ہے، اور اس سے عقد بیع فاسد نہیں ہوگا، اور بائع پر اس شرط کو پورا کرنا لازم ہوگا۔ [1]

---

(۱) قوله: استحساناً للتعامل) أی يصح البيع ويلزم الشرط استحساناً للتعامل... وتدل عبارة البزازية والخانيه، وكذا مسألة القبقاب على اعتبار العرف الحادث، ومقتضى هذا أنه لو حدث عرف فی شرط غير الشرط فی النعل والثوب والقبقاب أن يكون معتبراً اذا لم يؤد الى المنازعة... والعرف فی الشرع له اعتبار۔ لذا عليه الحكم قد يدار۔ (الشامية: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فی الشرط الفاسد اذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد۔

شرح عقود رسم المفتی: (ص: ۷۵)، ط: مكتبہ بشریٰ۔

وكل شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود عليه وهو من اهل الاستحقاق يفسده... الا أن يكون متعارفاً؛ لأن العرف قاض على القياس۔ (الهدايه: (۶۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

الا ان يكون متعارفاً) هذا استثناء من قوله: يفسده، أی أن يكون الشرط متعارفاً بين الناس، كما =

گارنٹی دینا

عام طور پر تجارتی اور صنعتی ادارے اپنی مصنوعات کے بارے میں یہ گارنٹی دیتے ہیں کہ ان کی مصنوعات صنعتی اور فنی اغلاط سے سالم اور پاک ہیں، اور یہ جس کام کے لئے خریدی جارہی ہیں، اس کے لیے بالکل مناسب ہیں، اگر مصنوعات مذکورہ معیار کے مطابق نہ ہوئیں تو ادارہ ان کو واپس لینے یا تبدیل کرنے یا صحیح کر کے دینے کا ذمہ دار ہوگا، اس سے خریداروں کا ادارے پر اعتماد بڑھ جاتا ہے، اور وہ اطمینان کے ساتھ مصنوعات خریدتے ہیں، خریداروں کو اطمینان دلانا بھی اسلامی تجارت کا خصوصی امتیاز ہے۔

اور مصنوعات کی گارنٹی دو قسم کی متعارف ہیں:

❶ چیز کی صلاحیت کی گارنٹی دینا۔

اس میں بائع (بیچنے والا) اس بات کی گارنٹی دیتا ہے کہ مقررہ مدت کے اندر چیز کی صلاحیت اور اس کا فنی کمال متاثر نہ ہوگا، اگر مسئلہ ظاہر ہوا یا پیدا ہوا تو بائع خود اس کو ٹھیک کرے گا، اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس کو تبدیل بھی کر دے گا، یہ گارنٹی زیادہ تر برقی آلات، ٹیلی فون اور موبائیل وغیرہ میں دی جاتی ہے، تاہم اس میں اگر مشتری (خریدار) کے غلط استعمال یا غفلت کی وجہ سے نقص پیدا ہو گیا تو اس کا بائع (سیلر) ذمہ دار نہیں ہوگا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس چیز کی صلاحیت میں سودا ہونے سے پہلے ہی سے

= لو اشتری نعلاً أو شراكين بشرط أن يحذوه البائع فلا يفسد به البيع... وفي المبسوط: لا يقال فساد البيع بشرط ثابت بالحديث، والعرف ليس بقاض عليه، لأنه معلول بوقوع النزاع المخرج للعقد عن المقصود به وهو قطع المنازعة والعرف ينفي النزاع فكان موافقاً لمعنى الحديث۔ (البناية شرح الهداية: (۸/ ۱۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

نقص موجود ہے، تو یہ خیار عیب کی وجہ سے گارنٹی دینا ہوگا، جو بلاشبہ درست ہے[1]

اور اگر چیز کی صلاحیت میں بیع سے پہلے ہی سے نقص نہیں تھا بلکہ نئے پیدا ہونے والے نقص کی ذمہ داری کے ساتھ گارنٹی دی ہے تو یہ شرط کے ساتھ بیع ہوگی، لیکن چونکہ یہ شرط متعارف ہے، اس لیے جائز ہے۔

④ چیز اصلی اور معیاری ہونے کی گارنٹی دینا۔

اس میں بائع یہ گارنٹی دیتا ہے کہ مصنوعات کے اجزاء حکومتی یا بین الاقوامی ہدایات، صفات اور خصوصیات کے عین مطابق ہیں، اس قسم کی گارنٹی کا مصنوعات کے اشتہارات میں اعلان کیا جاتا ہے، یا ڈبوں پر یہ بات لکھی جاتی ہے، اور یہ جائز ہے۔[2]

گارنٹی فیس ایل سی میں

''ایل سی میں گارنٹی فیس دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۹۶)

گارنٹی کے ساتھ فروخت کرنا

موجودہ دور میں اپنی مصنوعات کو فروغ دینے اور گاہکوں کی ترغیب کے لیے خریدار کو ایک مدت تک سامان کی اصلاح، مرمت یا تبدیلی کی گارنٹی دیتے ہیں، یہ جائز ہے۔

---

(۱) وخیار العیب یثبت بلا شرط ولا یتوقت ولا یمنع وقوع الملک للمشتری ویورث، لأن المورث استحق المبیع سلیماً من العیب فکذا وارثہ۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۱۴۳) الکتاب الأول فی البیوع، الباب السادس، الفصل السادس فی بیان خیار العیب، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

شرح المجلة لخالد الأتاسی: (۲/۲۸۹) أیضاً، ط: رشیدیہ۔

الجوهرة النیرة: (۱/۲۴۰) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: حقانیہ۔

الشامیة: (۵/۳) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

(۲) أنظر رقم الحاشیة: ۱

واضح رہے کہ شریعت نے خرید وفروخت میں کسی اضافی شرط کو جائز قرار نہیں دیا ہے، اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس قسم کی گارنٹی کی وجہ سے یہ معاملہ ناجائز ہو، لیکن فقہاء کے نزدیک شریعت کی اس ممانعت کا منشاء جھگڑا فساد کے دروازہ کو بند کرنا ہے۔ اور جو شرطیں معروف اور مروج ہوجاتی ہیں وہ جھگڑا فساد کا باعث نہیں بنتی اس لیے ایسی شرائط جائز ہیں۔ [1]

گاڑی بک کرانا

گاڑی بک کرانا جائز ہے، یہ بیع استصناع ہے، [2] البتہ گاڑی بک کرانے کے بعد قبضہ میں آنے سے پہلے اس کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، [3] ہاں جتنے

---

(۱) ''گارنٹی پر اشیاء فروخت کرنے سے بیع فاسد نہیں ہوگی'' تحت تخریج ملاحظہ کریں۔

(۲) يجب أن يعلم أن الاستصناع جائز في كل ما جرى فيه التعامل، كالقلنسوة، والخف والأواني المتخذة من الصفر والنحاس، وما أشبه ذلك استحساناً... وجوزناه بتعامل الناس، فإن الناس يعاملون الاستصناع في هذه الأشياء من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا من غير نكير ولا رد من الصحابة رضي الله عنهم ولا من التابعين رحمهم الله، وتعامل الناس من غير نكير ولا رد من علماء كل عصر حجة يترك بها القياس، ويخص بها الأثر، ألا ترى أن دخول الحمام بالأجر جائز استحساناً لتعامل الناس من غير نكير من علماء كل عصر وان كان القياس يأبى جوازه، لأن مدة ما يمكث في الحمام، وقدر ما يستعمل من الماء مجهول۔ (المحيط البرهاني: (۱۳۴/۷، ۱۳۵) كتاب البيوع، الفصل الرابع والعشرون في الاستصناع، ط: دار الكتب العلمية۔

تبيين الحقائق: (۱۲۳/۴) كتاب البيوع، باب السلم، ط: امداديه ملتان۔

العنايه شرح الهداية: (۱۰۸/۷) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

كل شيء تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الاطلاق۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۷۵/۱) رقم المادة: ۳۸۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۳) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''من ابتاع طعاماً فلا يبعه حتى يقبضه''، قال ابن عباس رضي الله عنه تعالى عنهما: وأحسب كل شيء بمنزلة الطعام۔

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''من ابتاع طعاماً، فلا يبعه حتى يستوفيه'' قال حدثني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنهما يقول: =

میں بک کرائی ہے اتنی رقم لے کر دوسرے آدمی کو حوالہ کرنا جائز ہے۔ (۱)

گاڑی بک کرانے کے بعد قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا

مثلاً ایک آدمی کسی کمپنی کی ایک گاڑی پانچ لاکھ روپے کی قیمت پر خریدنے کی غرض سے ایک لاکھ روپے پیشگی ادائیگی پر اپنے لیے بک کرالیتا ہے، گاڑی کمپنی کے پاس تیار نہیں ہوتی، اس لیے وہ ٹائم دیتی ہے، مثلاً چھ ماہ کے بعد گاڑی ملے گی، کچھ رقم کمپنی اس سے وصول کرلیتی ہے، یہ سودا تو جائز ہے، کیونکہ یہ شرعاً استصناع کی صورت ہے، اور اس طرح کا معاملہ کرنا جائز ہے، مثلاً کپڑا بنوانے دیا یا جوتا بنوانے دیا وغیرہ وغیرہ۔ (۲)

لیکن جس شخص نے گاڑی بک کروائی ہے، اور اس کے پاس گاڑی بک کرانے، اور کچھ رقم ادا کرنے کی رسید اور کاغذات موجود ہیں، تو یہ شخص آگے کسی دوسرے شخص کو زائد یا کم قیمت پر گاڑی کی رسید اور کاغذات فروخت نہیں کرسکتا، کیونکہ گاڑی اب تک اس کی ملک اور قبضہ میں نہیں آئی، اس کے پاس صرف کچھ رقم جمع کرانے کی رسید اور کاغذات ہیں، لہٰذا گاڑی بک کرانے والا اگر پانچ، لاکھ روپے پر خریدی ہوئی گاڑی کے کاغذات فروخت کرتا ہے، اور ایک لاکھ روپے کے

= کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: " اذا ابتعت طعاماً فلا تبعہ حتی تستوفیہ"۔(الصحیح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی۔

سنن أبی داؤد: (۱۳۷/۲) کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل أن تستوفی، ط: امدادیہ ملتان۔

فیحرم بیع کل شیء قبل قبضہ، طعاماً کان أو غیرہ۔(تکملة فتح الملهم: (۳۵۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

لا یصح بیع المنقول قبل قبضہ، لنهیه علیه السلام عن بیع مالم یقبض۔(مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) أنظر رقم الحاشیة: ۱ علی الصفحة الآتیة۔

(۲) أنظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

مقابلہ میں خریدار سے دو لاکھ وصول کرتا ہے، اور باقی رقم ادا کرنے کے لیے کمپنی کے حوالہ کرتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گاڑی بک کرانے والا ایک لاکھ روپے کی رسید کے بدلے میں دو لاکھ روپے وصول کرتا ہے تو یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے، کیونکہ گاڑی اس کے قبضے میں نہیں ہے، صرف ایک لاکھ روپے کی رسید ہے، اس لیے زائد رقم اور منافع کی نسبت گاڑی کی طرف نہیں ہوگی بلکہ ایک لاکھ روپے کی رسید کی طرف ہوگی، لہٰذا اس طرح گاڑیوں کی بکنگ کے بعد بکنگ کی رسیدوں کی خرید و فروخت کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

اسی طرح اگر گاڑی بک کرانے والا کسی مجبوری کی بناء پر ایک لاکھ روپے پر بک کرائی ہوئی گاڑی کو جو کہ ابھی تک قبضہ میں نہیں آئی، کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہے، اس واسطے کہ گاڑی تو موجود نہیں ہے، صرف ایک لاکھ روپے کی رسید اور کاغذات ہیں، لہٰذا ایک لاکھ روپے کے کاغذات کو اس سے کم قیمت پر فروخت کرنا یہ بھی سودی معاملہ ہے، لہٰذا یہ بھی ناجائز ہے،[1] البتہ یہ ہوسکتا

---

(۱) واذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل والنساء... واذا وجدا حرم التفاضل والنساء، لوجود العلة۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانية)

ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والغطارفة، لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه يفتح باب الربا۔ (الهداية: (۱۱۵/۳) كتاب الصرف، ط: رحمانيه)

بيع فلوس معينة بالتفاضل، كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينها، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: انه لا يجوز ايضاً... والذي يظهر لهذا العبد الضيف أن قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فانه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلها في كل شيء، فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعينها لانفتح باب الربا بمصراعيه لكل من ذهب ودب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۸۸/۱) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، مكتبه دار العلوم كراچی)

"تحريم بيع السندات (الكمبيالات) والمتاجرة بها" هذه المسألة كثيرة الحصول متفشية في عصرنا الحاضر، اذ يبيع كبار التجار والمنتجون سلعاً مؤجل، ثم يأخذون على المشترين منهم وثيقة تعتبر سنداً لهم تسمى كمبيالة، ولكن التجار الدائنين لا يحبون الانتظار حتى تحل ديونهم، فيستعجلون=

ہے کہ ایک لاکھ کی رسید اور کاغذات پر ایک لاکھ روپے وصول کرکے گاڑی بک کرانے کی رسید دوسرے نام منتقل کردے تو یہ حوالہ ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا۔ (1)

گاڑی خریدنے میں دھوکہ

☆بعض گاڑیوں کے بروکر گاڑیوں میں بھاری اور اچھا موبل آئل ڈالتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ گاڑی اچھی حالت میں ہے، جبکہ وہ ایسی نہیں ہوتی، تو یہ دھوکہ ہے، ناجائز ہے۔

☆بعض لوگ خراب اور عیب والی گاڑی کو بیچتے وقت خریدار سے کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سامنے گاڑی ہے چلا کر دیکھ لیں، آپ کو پسند آئے تو لے لیں اور عیب کا ذکر نہیں کرتے، جبکہ عیب ایسا ہے کہ گاڑی چلا کر دیکھنے سے بھی اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا، تو یہ دھوکہ ہے جائز نہیں ہے۔

= استيفائها ولو بطريق الربا، فلهذا يلجؤون الى المصارف الربوية - البنوك - ويبيعون لها هذه السندات - الكمبيالات - ويقبضون ديونهم حالة من البنك، الذي لا يعطيهم ديونهم كاملة، بل يخصم منها فائدة معلومة مقدرة حسب المدة... وهذه الصورة لا شك تندرج تحت الأصل المعروف بربا النسيئة... وهو محرم حرمة [illegible] (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۲۵۶/۳) أنواع الربا، تحريم بيع السندات، ط: دار القلم)

(۱) قوله: وتصح في الدين) الشرط كون الدين للمحتال على المحيل... وأما الدين على المحال عليه فليس بشرط۔ (شامي: (۳۴۲/۵) كتاب الحوالة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۷۰/۶) كتاب الحوالة، ط: رشيدية

مجمع الأنهر: (۲۰۵/۳) كتاب الحوالة، ط: دار الكتب العلمية

(۲) وأما اذا أخذه بما فيه من غير زيادة أو نقصان فيمكن تصحيح المعاملة بجعله من باب الاستقراض والحوالة، كما هو المتعارف في المعاملة بالنوط، فان صاحب النوط يستقرض من آخر خمسة أو عشرة أو مائة، ويعطيه النوط بقدر ما أخذه، وليس معنى ذلك الا أنه يحيله على الحكومة في استيفاء حقه منها۔ (اعلاء السنن: (۵۳۲/۱۴) كتاب الحوالة، تتمة باب بيع الصكوك، ط: ادارة القرآن)

الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۲۵۷/۳) أنواع الربا، تحريم بيع السندات (الكمبيالات) والتعامل بها، ط: دار القلم

☆ بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ گاڑی کے بہت سے چھوٹے چھوٹے عیوب بتائیں گے تا کہ خریدار کو اعتماد اور بھروسہ ہو جائے اور اس کو اصل اور بڑے عیب سے بے خبر رکھیں گے، یہ بھی دھوکہ ہے، جائز نہیں ہے۔

☆ بعض تو گاڑی کو بیچتے وقت قسم اٹھا کر کہیں گے کہ یہ گاڑی تو نئی ہے، میں اس کو کسی مجبوری کی وجہ سے بیچ رہا ہوں، حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے، اس طرح جھوٹ بول کر دھوکہ دینا جائز نہیں۔ (۱)

☆ غرض کہ تاجر حضرات کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنی تجارت میں ہر قسم کے دھوکہ کے شائبے سے بچنے کی کوشش کریں، اور اپنے کاروبار کو دھوکہ کی تمام صورتوں سے پاک کریں، اس طرح اپنی تجارت کو پاکیزہ اور بابرکت بنالیں۔ (۲)

(۱، ۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء يارسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ وقال الترمذي رحمه الله تعالى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد۔

▭ عن حكيم بن حزام رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا أو قال: حتى يتفرقا، فان صدقا بورك لهما في بيعهما، وان كذبا وكتما محقت بركة بيعهما۔ صحيح البخاري: (۱/۲۷۹) كتاب البيوع، باب اذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ط: قديمي۔

▭ عن حكيم بن حزام رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وان كذبا وكتما محق بركة بيعهما۔ رواه مسلم۔

قوله: فان صدقا وبينا أي صدق البائع في اخبار المشتري صفة المبيع وبين العيب ان كان في السلعة۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/۳۷۷) كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: مكتبه دار العلوم كراچي۔

▭ من علم بسلعة عيباً لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتري فان لم يبينه فهو آثم عاص نص عليه أحمد۔ (اعلاء السنن: (۱۴/۵۸) أبواب البيوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن۔

▭ لايحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۴۷) =

گاڑی کو گاڑی کے بدلے میں فروخت کرنا

ایک متعین گاڑی کو دوسری متعین گاڑی کے ساتھ تبدیل کرنا، فروخت کرنا جائز ہے، چاہے ان کی جنس ایک ہو یا مختلف، خواہ ان کی قیمت برابر ہو یا کم وزیادہ ہو، کیوں کہ گاڑیاں سودی اشیاء میں داخل نہیں۔ (۱)

گاڑی کی انشورنس کرنا

انشورنس سود اور دھوکے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

انشورنس کروانے والا تھوڑا مال دیتا ہے اور زیادہ لے لیتا ہے کبھی کچھ نہیں لیتا، لہٰذا گاڑی کی انشورنس کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ (۲)

= کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فی جملة مایسقط به الخیار، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۳۵/۶) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس، والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء... لقوله عليه الصلاة والسلام: إذا اختلف النوعان فبيعوا كيف شئتم يدا بيد ولا خير فيه نسيئة. (الجوهرة النيرة: (۲۵۹/۱)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: حقانيه)۔

الهداية: (۸۳/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا۔ ط: سعيد۔

(۲) ياأيها الذين إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔ (المائدة: ۹۰)

القمار كله من الميسر... وهو السهام التي يجيلونها فمن خرج سهمه استحق منه ماتوجبه علامة السهم... وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۴۶۵/۲)، المائدة: ۹۰، ط: دار الكتاب العربي)۔

والميسر) المراد به القمار: هو كل كسب عن طريق المخاطرة، والمغالبة وضابطه: أن يكون فيه إما غانم وغارم۔ (تفسير العثيمين: (۲۸/۳)، المائدة: ۹۰، ط: دار ابن الجوزي)۔

وسمي القمار قمارا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامي: (۴۰۳/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)=

گاڑی کے حصے فروخت کرنے کا ایک سودی طریقہ

ایک شخص کو رقم کی ضرورت ہے، وہ اپنی گاڑی کا ایک حصہ مثلاً ایک لاکھ میں فروخت کرتا ہے، اور رقم وصول کر لیتا ہے، پھر دوبارہ اسی وقت اس سے یہ حصہ ایک لاکھ دس ہزار میں قسطوں میں خرید لیتا ہے، اس طرح وہ ایک لاکھ اور گاڑی لے کر چلا جاتا ہے، شریعت کی رو سے یہ خرید وفروخت نہیں ہے بلکہ سود دینے اور لینے کا ایک حیلہ ہے، لہٰذا ناجائز اور حرام ہے، اور ایک لاکھ روپے پر دس ہزار جو نفع کے نام سے سود دینے کا معاہدہ ہوا اس کا بھی لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، دوسرے آدمی نے اگر ایک لاکھ سے زائد رقم وصول کی ہے تو اس کو واپس کرنا لازم ہے۔ (١)

عن أبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر۔ (صحيح مسلم: ٢/٢، كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة والبيع الذي فيه غرر، ط: قديمي)۔

(١) وقال محمد: هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال اخترعه أكلة الربا، وقد ذمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "اذا تبايعتم بالعينة واتبعتم أذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم" أي اشتغلتم بالحرث عن الجهاد، وفي رواية: "سلط عليكم شراركم فيدعوا خياركم فلا يستجاب لكم" وقيل: اياك والعينة فانها اللعينة، ثم قال في الفتح ما حاصله: ان الذي يقع في قلبي أنه ان فعلت صورة يعود فيها الى البائع جميع ما أخرجه أو بعضه كعود الثوب اليه في الصورة المارة وكعود الخمسة في صورة اقراض الخمسة فيكره يعني تحريماً۔ (الشامية: (٥/٣٢٦) كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ط: سعيد۔

ومن صور العينة أن يقرضه مثلاً خمسة عشر ثم يبيعه ثوباً يساوي عشرة بخمسة عشر ويأخذ الخمسة عشر القرض منه فلم يخرج منه الا عشرة وثبت له خمسة عشر... وقال محمد: هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال اخترعه أكلة الربا، وقد ذمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: "اذا تبايعتم بالعينة واتبعتم أذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم" أي اشتغلتم بالحرث عن الجهاد۔ وفي رواية: "سلط عليكم شراركم فيدعوا خياركم فلا يستجاب لكم" وقيل: اياك والعينة فانها اللعينة... ثم الذي يقع في قلبي أن ما يخرجه الدافع ان فعلت صورة يعود فيه اليه هو أو بعضه كعود الثوب أو الحرير في الصورة الأولى، وكعود العشرة في صورة اقراض الخمسة عشر فمكروه۔ (فتح القدير: (٧/١٩٨، ١٩٩) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية۔

وكذا في البناية شرح الهداية: (٨/٣٢٢) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية۔

گاڑی گزرگاہ پر پارک نہ کرے

''بازار جانے کے آداب'' عنوان کے نمبر ۱۸ کے تحت دیکھیں۔ (۴۵/۲)

گاڑی والے کا پولیس کو رشوت دینا

☆ اگر کسی گاڑی والے کے پاس گاڑی کے صحیح کاغذات، لائسنس وغیرہ نہیں، یا سرکاری ٹیکس ادا نہیں کیا، یا قانونی طور پر جتنے مسافر یا مال لانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ مسافر یا مال لاد دیا ہے، یا اس قسم کی کسی اور قانونی خلاف ورزی کی وجہ سے پولیس والے گاڑی روک لیں، پھر گاڑی والے چالان سے بچنے کے لیے پولیس والے کو پیسے دیں، تو یہ رشوت ہے، جو ناجائز ہے، رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں سخت گنہگار ہوں گے۔

لیکن اگر گاڑی والے کے پاس اپنی گاڑی کے صحیح کاغذات موجود ہیں، اور سرکاری ٹیکس وغیرہ ادا کرنے کی رسید بھی موجود ہے، اور کسی طرح کی قانونی خلاف ورزی بھی نہیں کی، پھر بھی حسب عادت بلاوجہ پولیس والے گاڑی والوں کو تنگ اور پریشان کریں، اور پیسے کے بغیر نہ چھوڑیں یا بے بنیاد الزام یا غلط دفعہ ڈال کر چالان کرنا چاہیں، تو ان حالات میں پولیس کے ظلم سے بچنے کے لیے مجبوراً ان کو رشوت دینی پڑے تو اس کی گنجائش ہوگی، دینے والا گنہگار نہیں ہوگا، لیکن رشوت لینے والے پولیس اہلکار گنہگار ہوں گے، اور ان کے حق میں یہ پیسے رشوت کہلائے گی جو کہ حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) وعن عبداللہ عمرو قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۳۲۶) کتاب الامارۃ والقضاء، باب رزق الولاۃ وھدایاھم، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

▭ واعلم أن الرشوۃ أنواع... منھا أن یھدی الرجل الی رجل مالاً بسبب أن ذلک الرجل قد خوفه لیھدی الیه مالاً لیدفع الخوف عن نفسه أو یھدی الی السلطان مالاً لیدفع الظلم عن نفسه أو عن ماله =

گانٹھوں کے حساب سے خرید وفروخت

جو چیز گانٹھوں کے حساب سے خرید وفروخت کرتے ہیں وہ کیلی یا وزنی نہیں ہیں، اگر یہ چیزیں گانٹھوں کی صورت میں سامنے موجود ہیں، تو ان کی طرف اشارہ کر کے بیع (خرید وفروخت) کرنا جائز ہے، تولنا ضروری نہیں ہے، لیکن جتنی چیز کی بیع کی جائے گی اس کا سامنے موجود ہونا ضروری ہوگا۔ (۱)

گانجہ

گانجہ کی تجارت مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر کسی نے کر لی تو صحیح ہوجائے گی،

= وهذا نوع لا يحل الأخذ لأحد، واذا أخذ يدخل تحت الوعيد المذكور في هذا الباب وهل يحل للمعطى الاعطاء؟ عامة المشايخ على أنه يحل لأنه يجعل ماله وقاية لنفسه أو يجعل ماله وقاية للباقي۔ ونوع منها أن يهدي الرجل الى رجل مالأ ليسوى أمر فيما بينه وبين السلطان ويعينه في حاجته وانه على وجهين الوجه الأول أن تكون حاجته حراماً وفي هذا الوجه لا يحل للمهدي الاعطاء ولا للمهدى اليه الأخذ۔ (الفتاوى الهندية: (۳۳۱/۳) كتاب أدب القاضي، الباب التاسع في رزق القاضي وهديته ودعوته... الخ، ط: رشيديه۔

المحيط البرهاني: (۱۹۰/۲) كتاب القضاء، الفصل التاسع في رزق القاضي وهديته... الخ ومما يتصل هذا الفصل فصل الرشوة، ط: ادارة القرآن۔

الشامية: (۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد۔

(۱) اذا كان المبيع حاضراً في مجلس البيع تكفي الاشارة الى عينة مثلاً لو قال البائع للمشتري: بعتک هذا الحصان وقال المشتري اشتريته وهو يراه صح البيع۔

وقال العلامة سليم رستم باز: وكذا لو قال: بعتک هذه الصبرة من الحنطة وهي مجهولة الكمية صح البيع ايضاً لأن المبيع اذا كان مشاراً اليه لا يحتاج الى معرفة قدره ووصفه مالم يكن ربوياً بيع مثله۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۹/۱) رقم المادة: ۲۰۲، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: مكتبه فاروقيه۔

والأعواض المشار اليها لا يحتاج الى معرفة مقدارها في جواز البيع، لأن بالاشارة كفاية في التعريف وجهالة الوصف فيه لا تفضي الى المنازعة۔ (الهداية: (۲۱/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه۔

الجوهرة النيرة: (۲۲۶/۱) كتاب البيوع، ط: حقانيه۔

اور آمدنی حرام نہیں ہوگی۔ (۱)

---

(۱) یحرم أکل البنج والأفیون والحشیشة، لکن دون حرمة الخمر، فان أکل شیئاً من ذلک لاحد علیه وان سکر، بل یعزر بمادون الحدّ۔ (شامي: (۶/۴۵۷) کتاب الأشربة، ط:سعید)

یحد مسلم ناطق مکلف شرب الخمر ولوقطرة أسکر من نبیذ طوعاً۔ (الدرمع الرد: (۴/۳۷) کتاب الحدود، باب حدالشرب المحرم، ط:سعید)

حرم أکل بنج وحشیشة وأفیون، لکن دون حرمة الخمر، ولوسکر بأکلها لایحد، بل یعزر۔ (شامي: (۴/۴۲) کتاب الحدود، باب حدالشرب، ط:سعید)

ویحرم أکل البنج والحشیشة والأفیون لکن دون حرمة الخمر، فان أکل شیئاً من ذلک لاحد علیه بل یعزر بمادون الحد۔ (الدرالمنتقی علی هامش مجمع الأنهر: (۴/۲۵۱) کتاب الأشربة، ط:مکتبه غفاریه کوئٹه)

وشرب البنج للتداوي لابأس به۔ (البزازیة علی هامش الفتاوی الهندیة: (۶/۱۲۶) کتاب الاشربة، ط:رشیدیه)

المبسوط للسرخسي: (۹/۲۴) کتاب الاشربة، ط:غفاریة کوئٹه۔

شامی: (۴/۴۲) کتاب الحدود، باب حدالشرب، ط:سعید۔

ثم السبب ... إن لم یکن محرکاً وداعیاً بل موصلاً محضاً، وهومع ذلک سبب قریب بحیث لایحتاج في إقامة المعصیة به إلی إحداث صنعة من الفاعل کبیع السلاح من أهل الفتنة وبیع العصیر ممّن یتخذه خمراً فکلّه مکروه تحریماً بشرط أن یعلم به البائع والآجر دون تصریح به باللسان، فإنه ان لم یعلم کان معذوراً۔ (جواهر الفقه: (۲/۴۵۲) تفصیل الکلام في مسئلة الاعانة علی الحرام، أقسام السبب وأحکامه، ط:مکتبه دار العلوم کراچی)

یجوز بیع العصیر ممن یعلم أنه یتخذه خمراً؛ لأنّ المعصیة لاتقوم بعینه بل بعد تغییره۔ (الدر المختار) (قوله: حتی یعلم) فیه إشارة إلی أنه لو لم یعلم لم یکره بلاخلاف۔ (شامی: (۶/۳۹۱) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط:سعید)

(ویجوز بیع العصیر ممن یتخذه خمراً) أي: من ذمي، فلو من مسلم کره بالاتفاق؛ لأنه إعانة علی المعصیة، ومفاده أنه إن لم یعلم ذلک لم یکره بلاخلاف۔ (الدر المنتقی علی هامش مجمع الأنهر: (۴/۲۱۲) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط:غفاریه کوئٹه)

إن العصیر ممّن یتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلایحرم وإن قصد به لأجل التخمیر حرم۔ (شرح الأشباه والنظائر: (۱/۹۷) الفن الأول، مباحث النیة، باب البیع الفاسد، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه کراچی)

گانوں کی سی ڈیز

''گانوں کی کیٹیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۶/۵)

گانوں کی کیٹیں

گانوں اور فلموں کی کیٹیں اور سی ڈیز وغیرہ کی تجارت کرنا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حرام ہے کیوں کہ یہ فحاشی، بے حیائی، بے راہ روی اور انار کی پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالی نے ایسے لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی دھمکی دی ہے۔ (۱)

گاہک

گاہک اور خریدار اللہ تعالی کی طرف سے ایک بڑی نعمت ہے اور دکاندار کی روزی کا ذریعہ ہے اگر دکان میں کوئی گاہک نہ آئے تو کمائی کہاں سے ہوگی، گھر کا چولہا کیسے جلے گا، اس لئے خریداروں کی قدر کرنی چاہئے۔ (۲)

گاہک کو قرض دیکر نفع لینا

''نفع کی شرط پر گاہک کو قرض پر رقم دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۹/۶)

---

(۱) إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة، والله يعلم وأنتم لا تعلمون۔ النور: ۱۹۔

لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن، ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام في مثل هذا أنزلت هذه الآية "ومن الناس من يشتري لهو الحديث"۔ (الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: (۳/۱۴۲۳)، حرف اللام، ط: دار الكتاب العربي)۔

جامع الترمذي: (۲/۱۵۳)، أبواب التفسير، ومن سورة لقمان، ط: سعيد۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

(۲) [illegible] گاہک کے ساتھ حسن سلوک'' کے تحت تخریج دیکھیں۔

گاہک کو مال خریدنے کے لیے وکیل بنانا

''خرید کر بیچ دو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٥٠/٣)

گاہک کی خرید وفروخت

موجودہ دور میں بازاروں میں گاہک بھی فروخت ہوتے ہیں مثلاً ایک دکاندار کا مستقل گاہک ہے اور وہ دکاندار اپنا کاروبار ختم کر رہا ہے یا دوسری جگہ منتقل ہو رہا ہے تو وہ گاہک دوسرے دکاندار کے حوالے کر کے کچھ پیسے لے لیتا ہے حالاں کہ گاہک کو اس کا پتہ بھی نہیں ہوتا، اس طرح گاہک کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ گاہک مال نہیں اور جو مال نہیں اس کی تجارت جائز نہیں۔ [١]

اخبار اور دودھ بیچنے والے جب اخبار اور دودھ گھر گھر پہنچانے کا اپنا کاروبار خوب مستحکم کر لیتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد پورے علاقے کے گاہوں اور گھروں کو اخبار اور دودھ بیچنے والے نئے آدمی پر فروخت کرتے ہیں اور پگڑی کے طور پر کچھ رقم لے لیتے ہیں اس طرح گاہک اور گھروں کو بیچنا جائز نہیں اور اس سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے۔ [٢]

گاہک کی رائے معلوم کریں

تاجروں کے چاہیے کہ اپنی مصنوعات کے بارے میں گاہک کی رائے

(١، ٢) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة.

قوله: كحق الشفعة) قال في الأشباه: فلو صالح عنها بمال بطلت ورجع. (الدر المختار مع الرد: (٤/ ٥١٨) كتاب البيوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد).

☜ الأشباه والنظائر: (ص: ٢١٠)، الفن الثاني، الفوائد، كتاب البيوع، ط: قديمي.

☜ لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي، وإن أخذ ولو على ظن أنه ملكه وجب عليه رده. (شرح المجلة لرستم باز. (١/ ٥١)، المادة: ٩٧، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية. ط: فاروقيه)

معلوم کریں اور اسے اہمیت دیں، اور رائے معلوم کرنے کے لیے اپنے اہم گاہکوں کو سوال نامہ بھی بھیجیں پھر جوابات آنے پر ان کی چاہت کے مطابق چیز بنائیں تاکہ چیز ان کو پسند آئے۔

گاہک کے پیسے سے مال خرید کر اسی پر نفع سے فروخت کرنا

''خریدار کے روپیہ سے مال خرید کر اسی پر نفع سے بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۲/۳)

گاہک کے ساتھ حسن سلوک

گاہک اور خریدار اللہ تعالی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے اور کمائی کا ذریعہ ہے لیکن یہ چلتی راہ کے مسافر ہوتے ہیں، اس لئے ان کے ساتھ اچھے اخلاق اور بہترین برتاؤ کے ساتھ پیش آنا چاہئے اس سے گاہک متاثر ہوتا ہے۔ ترشی، سختی اور بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے سے بچنا چاہئے، اگر بدمزگی پیدا ہوگی تو گاہک کی پوزیشن خراب نہیں ہوگی، دکاندار کی پوزیشن خراب ہوگی، پھر بعد میں رونا پڑے گا اور عاملوں کی جیب گرم کرتا رہے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میزان عمل میں اچھے اخلاق کے برابر کسی عمل کا وزن نہیں ہوگا اور اللہ تعالی گالی گلوچ کرنے والے بدزبان سے بغض رکھتے ہیں۔ [1]

---

(۱) قال اللہ تبارک وتعالی: وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ سورۃ القلم: ۴۔

عن أبی الدرداء رضی اللہ عنہ عن النبي - صلی اللہ علیہ وسلم - قال ان أثقل شیء یوضع فی المیزان للمومن یوم القیامۃ خلق حسن وان اللہ یبغض الفاحش البذي رواہ الترمذي۔ (التفسیر المظھری: (۳۲/۱۰) سورۃ القلم، الآیۃ: ۴، ط: رشیدیہ)

جامع الترمذی: (۲۰/۲)، أبواب البر، باب ماجاء فی حسن الخلق، ط: سعید۔

گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے

گاہک دکاندار کے پاس آکر سامان دیکھ رہا ہے یا مختلف قسم کے سامانوں کا معائنہ کرر ہا ہے اس دوران اس کے ہاتھ سے کوئی چیز گر کر یا ویسے ٹوٹ گئی یا خراب ہوگئی تو گاہک پر ضمان واجب نہیں ہے۔ (۱)

گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا

بعض دکاندار ایک گاہک کو ایک دام سے کوئی چیز فروخت کرتے ہیں، اور دوسرے گاہک کو وہی چیز کسی دوسرے دام سے فروخت کرتے ہیں، شرعاً تمام گاہکوں میں برابری کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ شریعت میں ایک کے مال کو دوسرے کے مال کے عوض رضامندی کے ساتھ تبدیل کرنے کو بیع کہتے ہیں، اور شریعت نے اس معاملے میں کسی کو پابند نہیں کیا اس لیے دکاندار کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، البتہ ناجائز منافع سے پرہیز کرنا چاہیے، ورنہ برکت ختم ہوجائے گی، اور کاروبار تباہ ہوجائے گا۔ (۲)

---

(۱) أما علی سوم النظر فغیر مضمون مطلقا۔

قوله: (أما علی سوم النظر) بأن یقول: هاته حتی أنظر إلیه أو حتی أریه غیري ولا یقول فإن رضیته أخذته۔ وقوله (مطلقا) أي سواء ذکر الثمن أو لا اهـ ح عن النهر، ولا یخفی أن عدم ضمانه إذا هلك۔ أما لو استهلکه القابض فإنه یضمن قیمته۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۷۴) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب المقبوض علی سوم النظر، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۳۲/۳)، کتاب البیوع، باب خیار الشرط۔ ط: دار المعرفة

النهر الفائق: (۳/ ۳۷۰)، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رشیدیه۔

(۲) فقال: فخر الاسلام البیع لغة مبادلة المال بالمال و کذا فی الشرع، لکن زید فیه قید التراضی۔ (فتح القدیر: (۵/ ۴۵۵) کتاب البیوع)

وجاء تعریف البیع فی کثیر من کتب الفقهیة بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۱۰۶) مقدمة فی بیان الاصطلاحات الفقهیة ط: دار الجیل)

تبیین الحقائق: (۴/ ۲) کتاب البیوع، ط: امدادیه ملتان۔

گاہکوں کے ساتھ خیر خواہی

اسلام خیر خواہی سکھاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الدین النصیحة: دین سراسر خیر خواہی ہے۔

یعنی جو دین دار شخص ہوگا وہ ہمیشہ بندے کا خیر خواہ ہوگا، وہ ہر کسی کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے گا، یہ دین اسلام کی ایک بنیادی تعلیم ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ ایک دن ظہر کے بعد دکان بند کر کے اپنے گھر کی طرف جارہے تھے، آپ سے ایک آدمی ملے، انہوں نے پوچھا: نعمان! کیا آپ دکان بند کر کے گھر جارہے ہیں؟ امام اعظم نے فرمایا ہاں میں نے دکان بند کر دی ہے پوچھا کیوں بند کر دی ہے؟ فرمانے لگے اس لئے بند کر دی کہ آج آسمان پر بادل آگئے ہیں، روشنی پوری نہیں ہے، جس کی وجہ سے کسٹمر کو کپڑے کی کوالٹی کی صحیح ججمنٹ نہیں ہوتی، اس لئے میں نے دکان بند کر دی ہے تاکہ کوئی کم قیمت والے کپڑے کو بیش قیمت سمجھ کر مجھ سے نہ خرید لے، اسے دھوکہ نہ لگ جائے، ایک دکاندار اپنے کسٹمر کا اتنا خیر خواہ تھا۔

گائے کے بچے نے کتیا کا دودھ پی لیا

"کتیا کا دودھ پینے والے گائے کے بچے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۵)

گائے کے بدلے بھینس خریدنا

"بھینس کے بدلے گائے خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۷/۲)

گائے مر گئی

"مرغی مرگئی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۶)

گاہک چھیننا

"مارکیٹنگ کے ذریعہ دوسروں کی حق تلفی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

گائے کا گوشت دیکر بکری کا گوشت لیا

گائے کا گوشت دیکر بکری کا گوشت لیا تو دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں، کمی بیشی جائز ہے، مگر ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے، ورنہ سود ہونے کیوجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

"گٹکا" کی تجارت

اگر گٹکے میں ناپاک اور حرام چیز شامل نہیں ہے تو اس کی تجارت حرام نہیں ہے لیکن کچھ اچھا بھی نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) ویجوز بیع اللحمان المختلفة بعضها ببعض متفاضلاً یعنی لحم البقر بلحم الابل، أو بلحم الغنم۔۔۔ للاختلاف بین أصلیهما فجاز أحدهما بالآخر متفاضلاً، ولا یجوز نسیئة، لأنه قد جمعهما قدر واحد وهو الکیل، أو الوزن کذا فی النهایة۔ (الجوهرة النیرة: (۲۶۱/۱، ۲۶۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: حقانیه۔

لحم الابل والبقر والغنم وألبانها اجناس مختلفة یجوز بیع البعض بالبعض متفاضلاً یداً بید ولا خیر فیه نسیئة۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۲۰/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل السادس فی تفسیر الربا وأحکامه، ط: رشیدیه۔

واللحوم معتبرة بأصولها فان۔۔۔ اختلف الأصلان اختلف اللحمان فیجوز بیع أحدهما بالآخر متساویاً، ومتفاضلاً بعد أن یکون یداً بید، ولا یجوز نسیئة لوجود أحد وصفی علة ربا الفضل وهو الوزن۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۹/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید۔

(۲) (وصح بیع غیر الخمر) مما مر، ومفاده صحة بیع الحشیشة. قلت: وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة هل یجوز؟ فکتب لا یجوز، فیحمل علی أن مراده بعدم الجواز عدم الحل.

(قوله وصح بیع غیر الخمر) أي عنده، خلافا لهما في البیع والضمان، لکن الفتوی علی قوله في البیع، وعلی قولهما في الضمان إن قصد المتلف الحسبة وذلك یعرف بالقرائن، وإلا فعلی قوله کما في التتارخانیة وغیرها. ثم إن البیع وإن صح لکنه یکره کما فی الغایة۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۵۳/۶) کتاب الأشربة، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۲۲۵/۴)، کتاب الأشربة، ط: دار المعرفة۔

اور اگر اس میں ناپاک یا حرام چیز شامل ہے تو اس کی تجارت جائز نہیں ہے (۱) اور کمائی بھی حلال نہیں ہے۔ (۲)

گدھے کا گوشت

☆ اگر گدھے اور کتے کو با قاعدہ ذبح کیا گیا، تو ان کا گوشت اور چمڑا بیچنا جائز ہے، لیکن کھانا جائز نہیں۔ (۳)

☆ اور اگر گدھے اور کتے کو با قاعدہ ذبح نہیں کیا گیا تو مردہ گدھے اور مردہ

---

(۱) وإذاوقعت قطرة من البول أوالدم في خل أوزيت لايجوزبيعه ، كذافي التاتارخانية۔(الفتاوى الهندية:(۱۱۶/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز۔ الفصل الخامس في بيع المحرم الصيدوفي بيع المحرمات۔ ط:رشيديه)۔

الفتاوى التاتارخانية:(۳۴۳/۸)، كتاب البيوع، الفصل السابع عشر في بيع المحرمات، نوع آخر في بيع المحرمات۔ ط:فاروقيه۔

قاضيخان على هامش الهندية:(۱۴۳/۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:رشيديه۔

(۲) عن ابن عباس: وقال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله تعالى إذاحرم شيئاحرم ثمنه۔ (إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴)، كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتةوالخنزيروالأصنام۔ ط: إدارة القرآن)

ولايجوزبيعها، لحديث مسلم، لذي حرم شربها حرم بيعها۔ (الدر المختارمع الرد:(۴۴۹/۶) كتاب الأشربة، ط:سعيد)۔

وقال عليه السلام: إن الذي حرم شربها، حرم بيعهاوأكل ثمنها۔ (الهداية:(۴۹۷/۴)، كتاب الأشربة، ط:رحمانيه)

(۳) ويجوز بيع لحوم السباع والحمر المذبوحة في الرواية الصحيحة ولايجوز بيع لحوم السباع الميتة، كذافي محيط السرخسي ، وأما جلود السباع والحمر والبغال فما كانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بيعهاومالافلا۔ (الهندية: (۱۱۵/۳) الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات ط:رشيديه)

قوله : وجلد ميتة قيد بها لأنها لو كانت مذبوحة فباع لحمها أو جلدها جاز ؛ لأنه يطهر بالذكاة الا الخنزير "خانية"۔ (شامي: (۷۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت للرمدقولان، ط:سعيد)

البحرالرائق:(۸۱/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد۔

کتے کا گوشت اور چمڑا فروخت کرنا حرام ہے۔ (۱)

گڈول

آج کل کی اصطلاح میں کاروبار، دکان اور کمپنی وغیرہ کے نام کو ''گڈول'' کہتے ہیں، یہ مال نہیں ہے۔ (۲)

شریعت کی رو سے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، دنیوی قانون میں اس کو مالی حیثیت حاصل ہے، لیکن شریعت کی رو سے یہ صحیح نہیں ہے، اس لیے گڈول فروخت کر کے معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، البتہ کاروبار، دکان اور کمپنی کے ادارے کو اس نام کی وجہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے۔

اسی طرح دکان، کاروبار اور کمپنی سے دست برداری کی صورت میں اپنے حصے کا عوض لینا جائز ہے۔ (۳)

گڈول چرانا

''تجارتی نام چرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۴/۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۳، علی الصفحة السابقة۔

(۲) المال مایمیل إلیه طبع الانسان، ویمکن ادخاره إلی وقت الحاجة منقولاً کان أو غیر منقول۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۱۷/۱) رقم المادة: ۱۲۶، الکتاب الأول فی البیوع، المقدمة فی بیان الاصطلاحات الفقهیة المتعلقة فی البیوع، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۵۷/۱) رقم المادة: ۱۲۶، مکتبه فاروقیه۔

البحر الرائق: (۲۵۶/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

(۳) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة، وعلی هذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف، وفیها فی آخر بحث تعارض العرف مع اللغة: المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لکن افتی کثیر باعتباره، وعلیه، فیفتی بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (شامی: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، مطلب فی النزول عن الوظائف، ط: سعید)

شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۱۲۱/۲) رقم المادة: ۲۱۶، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الثانی: فی مایجوز بیعه و مالا یجوز، ط: رشیدیه۔

گراج کارڈ

گراج کارڈ کا طریقہ یہ ہے کہ کمپنی لوگوں کو گراج کارڈ دیتی ہے، اس طور پر کہ جب لوگ گراج کارڈ کے ذریعہ پیٹرول خریدیں گے تو کمپنی گراج کو خود بل ادا کردے گی، پھر کمپنی مہینے کے آخر میں حساب لگا کر پورا اسٹیمنٹ بھی بھیجے گی، اور اس دوران کمپنی نے جتنی رقم ادا کی ہے وہ بھی وصول کرے گی اور اس پر مزید پندرہ فیصد سود بھی وصول کرے گی تو شرعاً یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ واضح طور پر سود ہے اور سود لینا دینا حرام ہے، اس لئے گراج کارڈ کی تجارت کرنا یا اس سے پیٹرول خریدنا جائز نہیں ہے۔ [۱]

گردے کی خرید وفروخت

گردے کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، انسان اپنے جسم اور اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے، اس لئے انسان کے لئے اپنا گردہ یا جسم کا کوئی عضو کسی کو دینا یا بیچنا جائز نہیں۔ [۲]

---

(۱) قال الله تعالى: أحل الله البيع وحرم الربوا۔ [سورة البقرة: ۲۷۵]

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم آكل الربوا ومؤكله وكاتبه وشاهديه، وقال هم سواء۔ (صحيح مسلم: (۲/۲۷) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: قديمی۔

مشكاة المصابيح: ص: ۲۴۳، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمی۔

(۲) والآدمي محترم بعد موته على ما كان عليه في حياته. فكما يحرم التداوي بشيء من الآدمي الحي إكراما له فكذلك لا يجوز التداوي بعظم الميت. قال صلى الله عليه وسلم: كسر عظم الميت ككسر عظم الحي. (شرح السير الكبير: (۱/۹۲)۔ باب دواء الجراحة، ط: دار الكتب العلمية)۔

الانتفاع بأجزاء الآدمی لم یجز۔ قیل للنجاسة، وقیل: للکرامة، هو الصحیح كذا فی جواهر الأخلاطی۔

الفتاوی الهندية، (۵: ۳۵۴)، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات۔ ط: رشيديه۔

وحرمة الانتفاع بأجزاء الآدمی لكرامته۔ (الهداية: (۱/۴۱)، كتاب الطهارة، باب الماء الذی يجوز به الوضوء۔ ط: شركة علمية ملتان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھانے پر سخت وعید کا ذکر فرمایا ہے، اور انسان کے کسی عضو کی بیع بھی اس میں داخل ہے۔ (۱)

مزید یہ خرابی ہے کہ یہ انسان کے اعضاء کی تجارت کا ذریعہ بن جائے گا اور غریبوں کو مال کا لالچ دے کر گردہ لے لیا جائے گا، ہسپتال میں آپریشن کے دوران چوری چھپے گردہ نکال لیا جائے گا، اور ظالم بے رحم لوگ، لوگوں کو اغواء کر کے گردہ نکال لیں گے اس طرح اغواء کا معاملہ بڑھ جائے گا، لوگ گم ہوتے جائیں گے، مریضوں کا اضافہ ہو جائے گا اور اموات کی کثرت ہو جائے گی، معاشرہ برباد ہو جائے گا۔

گروی پر مکان لینا دینا

آج کل ایک طریقہ یہ بھی رائج ہے کہ جو شخص اپنا مکان کرایہ پر دینا چاہتا ہے، وہ کرائے پر دینے کے بجائے کرایہ دار سے ایک بڑی رقم مثلاً پانچ لاکھ روپے یکمشت لے لیتا ہے اور اس کو رہائش کے لیے اپنا مکان دے دیتا ہے، کہ جب کرایہ دار مکان خالی کر کے واپس کرے گا یا مکان کا مالک واپس لے گا، تو مکان کا مالک لی ہوئی رقم واپس کر دے گا، اس کو گروی پر مکان لینا دینا کہتے ہیں۔

یہ طریقہ مکان کے مالک اور کرایہ دار دونوں ہی کے لیے پر کشش ہے، کرایہ دار سمجھتا ہے کہ اس کو کچھ دینا نہیں پڑا اور اس نے جو رقم دی وہ اسے پوری واپس مل گئی، جبکہ مکان کے مالک کو اگر کاروبار میں سرمایہ کی ضرورت ہے تو وہ سمجھتا

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره.
(صحيح البخاري: (۱/۲۹۷)، رقم الحديث: ۲۲۲۷، كتاب البيوع، باب إثم من باع حرا. ط: قديمي)
سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷٦)، أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي.
السنن الكبرى للبيهقي: (٦/۱۲۱)، كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره. ط: إدارة تاليفات أشرفيه.

ہے کہ اسے اس طرح مطلوبہ سرمایہ مل گیا، اور اگر اسے سرمایہ کی ضرورت نہ ہو تو وہ یہ سوچتا ہے کہ وہ یہ رقم بینک میں جمع کرادے گا جہاں سے اس کو کم از کم رائج کرایہ کے بقدر نفع باعزت طریقہ سے ملتا رہے گا اور اس کو کرایہ وصول کرنے کے لیے ہر مہینے کرایہ دار کے پیچھے بھاگنا نہیں پڑے گا۔

یہ معاملہ سودی ہے، ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ مکان کے مالک نے جو یکمشت رقم وصول کی ہے، اس کی حیثیت قرض کی ہے، اس قرض کے مقابلہ میں وہ قرض خواہ کو اپنا مکان مفت رہائش کے لیے دیتا ہے، اور قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے۔[1]

گروی رکھی ہوئی چیز کو بیچنا

”رہن کو بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۴)

گریٹنگس کارڈ (Greetings Card)

عید کارڈ کی طرح سال گرہ اور مدرز ڈے وغیرہ میں عیسائی لوگ کارڈ استعمال کرتے ہیں جس کو گریٹنگس کارڈ سے موسوم کرتے ہیں، اس قسم کے کارڈ کی تجارت جائز اور درست ہے، کیونکہ اس میں تصویر مقصود نہیں ہوتی، بلکہ تابع ہوتی ہے، جیسا کہ موجودہ دور میں اکثر چیزوں کے لیبل پر تصویر ہوتی ہے، اس قسم کی چیزوں کی تجارت بلا کراہت جائز ہے، البتہ دکان یا مکان میں تصویر والی اشیاء کو چھپا

---

(۱) عن علی قال: قال رسول اللہ ﷺ: کل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (کنز العمال: (۲۳۸/۶) رقم الحدیث: ۱۵۵۱۶، حرف الدال، کتاب الدعوی، الکتاب الثانی، الباب الثانی، فصل فی لواحق کتاب الدین، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن: (۴۹۸/۱۴، ۵۰۰) کتاب الحوالة، ط: ادارة القرآن۔

فیض القدیر للمناوی: (۴۴۸/۹)، رقم الحدیث: ۲۳۳۶، ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض۔

کر رکھنا چاہیے تاکہ حدیث کی خلاف ورزی نہ ہو۔ (۱)

''گڑ'' سے شہد بنانے والی مکھیوں کا شہد

''فارمی شہد'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۶/۵)

گڑیا

بچوں کے کھلونوں کے طور پر جو گڑیا بازار میں ملتی ہیں وہ جاندار کے مجسمے ہیں، ان کو بنانا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہیں، اور آمدنی بھی حرام ہے۔

یہ حقیقت میں بت ہیں، بت بنانا اور ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) لکن فی الخزانة: ان کانت الصورة مقدار طیر یکره، وإن کانت اصغر فلا۔ (شامی: (۱/۶۴۸) کتاب الصلاة، باب ما یفسد الصلاة وما یکره فیها، مطلب: اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة کان ترک السنة أولی، ط: سعید۔

الأمور بمقاصدها: یعنی أن الحکم الذی یترتب علی أمر یکون علی مقتضی ما هو المقصود من ذلک الأمر... ثم اعلم أن الکلام هنا علی حذف المضاف، والتقدیر: حکم الأمور بمقاصد فاعلها: أی الأحکام الشرعیة التی تترتب علی أفعال المکلفین منوط بمقاصدهم من تلک الأفعال، فلو أن الفاعل المکلف قصد بالفعل الذی فعله أمراً مباحاً، کان فعله مباحاً، وان قصد أمراً محرماً کان فعله محرماً۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۱۴) رقم المادة: ۲، المقالة الثانیه فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: مکتبه فاروقیه۔

الأمور بمقاصدها۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۱) القاعدة الثانیة، الأمور بقاصدها، ط: قدیمی۔

وذکر قاضیخان فی فتاواه ان بیع العصیر ممن یتخذه خمراً أن قصد به التجارة فلا یحرم وان قصد به لأجل التخمیر حرم۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۱) القاعدة الثانیة، الأمور بمقاصدها، ط: قدیمی۔

(۲) فقال ابن عباس لا احدثک الا ما سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم سمعته یقول: ''من صور صورة فان الله معذبه حتی ینفخ فیها الروح ولیس بنافخ فیها ابدا'' فربا الرجل ربوة شدیدة واصفر وجهه فقال ویحک ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بهذا الشجر کل شیء لیس فیه روح۔ (البخاری: (۱/۲۹۶) کتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیها روح وما یکره من ذلک، ط: قدیمی)

اذا ثبت کراهة لبسها ثبت کراهة بیعها وصیغها لما فیه من الاعانة علی ما یجوز و کل ما ادی الی مالا یجوز لایجوز۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۶۰) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، ط: سعید) =

گڑیاں

بچوں کے کھیل کے لیے مٹی یا پلاسٹک، یا پتھر یا کسی بھی چیز کی بنی ہوئی گڑیا اور مورتیاں خریدنا اور فروخت کرنا بیع باطل ہے۔ شریعت میں ان کھلونوں کی کچھ قیمت نہیں۔ لہٰذا ان چیزوں کے کچھ دام نہ دلائے جائیں گے، اور اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی دینا نہ پڑیگا،[1] ایسے کھلونوں کا بنانا حرام ہے،[2] اور ان کو آمدنی کا ذریعہ بنانا بھی حرام ہے۔[3]

= عمدة القاری: (۱۲/ ۳۸) باب بیع التصاویر، ط: دار إحیاء التراث العربي۔

لا یحل عمل شيء من هذه الصور ولا یجوز بیعها ولا للتجارة لها والواجب ان یمنعوا من ذلک۔ (بلوغ القصد والمرام، (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، "تصاویر کی تجارت، ص: ۸۹" ط: إدارة المعارف)

جواهر الفقه (۷/ ۲۶۴) ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

ماقامت المعصیة بعینه یکره بیعه تحریما والافتنزیها۔ (الدرمع الرد: (۶/ ۳۹۱) کتاب الحظر والاباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۸/ ۳۷۱) کتاب الکراهیة، فصل في البیع، ط: سعید۔

(۱) "گڑیوں کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) وظاهر کلام النووي في شرح مسلم، الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان، وقال: وسواء صنعه لما یمتهن أو لغیره، فصنعته حرام بکل حال، لأن فیه مضاهاة لخلق الله تعالیٰ وسواء کان في ثوب أو بساط، أو درهم، واناء، وحائط وغیرها۔ (الشامية: (۱/ ۶۴۷) کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة، مطلب: اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲/ ۲۷) کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید۔

تکمله فتح الملهم: (۴/ ۱۶۳) کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان، حکم الصور الشمسية، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۳) لا یحل عمل شيء من هذه الصور، ولا یجوز بیعها ولا التجارة لها، والواجب أن یمنعوا من ذلک۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، ص: ۸۹، عنوان: تصاویر کی تجارت، ط: ادارة المعارف۔

ما قامت المعصیة لعینه یکره بیعه تحریماً والا فتنزیهاً۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۹۱) کتاب الحظر والاباحة، فصل في البیع، ط: سعید۔ =

گڑیوں (Dolls) کی تجارت

☆اگر گڑیوں میں سر، آنکھ، کان، ناک وغیرہ اعضاء واضح موجود ہیں، تو ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اور یہ مٹی کی بنی ہوئی ہوں یا کپڑے یا پلاسٹک وغیرہ سے سب کا حکم برابر ہے۔ اور یہ خریدنا، گھر، دکان، آفس یا گاڑی وغیر میں رکھنا یا بچوں کے کھیلنے کے لیے لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

موجودہ زمانے کی جاندار کے مجسمے والی گڑیوں کے جواز پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جائز ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں متعدد احتمالات ہیں اور متعدد احتمالات رکھنے والی حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں۔ (۲)

= والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أول شرحه لِ"فصل فيما يكره" من الهداية: "لما كان دون الفاسد، أخرعنه، وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي، بل في عدم فساد العقد، والا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافاً في الاثم اهـ" ومقتضاه أن لا يطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۸/۱) الشرط الثاني: كون المبيع متقوماً، القسم الأول: ماوضع لمحظور، ط: مكتبه معارف القرآن۔

(۱) وكذا باطل بيع مال غير متقوم كالخمر والخنزير... ويدخل فيه فرس أو ثور من خزف لاستيناس الصبي؛ لأنه لا قيمة له، ولا يضمن متلفه۔ الدر المنتقى مع المجمع: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

اشترى ثوراً أو فرساً من خزف لاجل استئناس الصبي لا يصح ولا قيمة له فلا يضمن متلفه۔ (الدر مع الرد: (۲۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

اشترى ثوراً أو فرساً من خزف لاستئناس الصبي لا يصح ولا قيمة له ولا يضمن متلفه كذا في القنية۔ (الهندية: (۲۱۵/۳) الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، فصل في الاحتكار، ط: رشيديه۔

(۲) ويحتمل ان يكون مخصوصا من احاديث النهي عن اتخاذ الصور لما ذكرنا من المصلحة، ويحتمل ان يكون قضية عائشة رضي الله تعالى عنها هذه في أول الهجرة قبل تحريم الصورة۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۶۸/۶) كتاب النكاح، باب الولي في النكاح، ط: رشيديه۔) =

گڑیوں کی خرید وفروخت

جو گڑیا جاندار کی شکل کی ہو، اس کو گھر میں رکھنا اور اس کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، اور لعنت کا باعث ہے، حدیث میں جاندار کی تصویر رکھنے پر بڑی سخت وعید آئی ہے، بچوں کے لیے بھی اس قسم کی چیز گھر میں لانا جائز نہیں، ہاں ایسے کھلونے جو جاندار کی شکل پر نہ ہوں بچوں کے لئے لانا جائز ہے۔[1]

گز اور میٹر

''میٹر اور گز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۴/۶)

گز پر کپڑا بیچنا میٹر پر خرید کر

''میٹر پر کپڑا خرید کر گز پر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۲/۶)

= والمراد ههنا مايلعب به الصبية من الخرق والرقع، ولم يكن لها صور مشخصة كالتصاوير المحرمة. (حاشية مشكوٰة شريف: (۲۸۲/۲) رقم الهاشية: ۵، كتاب النكاح، باب عشرة النساء، ط: قديمی)

وجزم ابن الجوزی بان الرخصة لعائشة رضی الله تعالیٰ عنها فی ذٰلک كان قبل التحريم. (عمدة القاری: (۲۶۳/۱۵) كتاب البر والصلة، باب الانبساط إلى الناس، ط: دار الفكر، بيروت)

(۱) وظاهر كلام النووی فی شرح مسلم، الاجماع علی تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالیٰ؛ وسواء كان فی ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها اھ.........

قوله: أو لغير ذی روح) لقول ابن عباس للسائل "فان كنت لابد فاعلاً فاصنع الشجر وما لا نفس له" رواه الشيخان، ولا فرق فی الشجر بين المثمرة وغيره. (الشامية: (۶۴۷/۱، ۶۴۹) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۲۷/۲، ۲۸) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد.

تكملة فتح الملهم: (۱۶۳/۴) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، حكم الصور الشمسية، ط: مكتبه دار العلوم كراچی.

گز چھوٹا ہے

"چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۰/۳)

گز سے ناپ کر بکنے والی چیز

جو چیزیں تول کر نہیں بکتیں بلکہ گز سے ناپ کر، یا گن کر بکتی ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دے کر اسی قسم کی چیز لیں، جیسے کیلے دے کر دوسرے کیلے لیں، یا گلاس دے کر گلاس، یا کپڑا دے کر دوسرا کپڑا لیں، تو برابر ہونا شرط نہیں کمی بیشی جائز ہے، لیکن اسی وقت لین دین ہو جانا واجب ہے۔ [1]

گفٹ

آج کل عام طور پر حکومت اور کمپنیوں کی جانب سے مال وسامان خریدنے والے ملازم، دکانداروں سے تحفے تحائف اور گفٹ وصول کرتے ہیں اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر دکاندار صرف ان کو تحفے تحائف دیتے ہیں عام خریداروں کو نہیں دیتے تو یہ ایک قسم کی رشوت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، [2] اور

---

(۱) ويجوز بيع البيضة بالبيضتين الخ) أى بيع العددى المتقارب بجنسه متفاضلاً جائز ان كانا موجودين لانعدام المعيار، وان كان أحدهما نسيئة لايجوز، لأن الجنس بانفراده يحرم النساء۔ (العناية شرح الهداية: (۲۰/۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱۸۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار احياء التراث العربية۔

الربا... لغة الفضل مطلقاً، وشرعاً: فضل أحد المتجانسين على الآخر... بالمعيار الشرعى وهو الكيل والوزن ففضل عشرة أذرع من الثوب الهروى على خمسة أذرع منه لا يكون رباً، لانتفاء المعيار الشرعى۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱۸٦/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار احياء الكتب العربية۔

شرح الوقاية: (٦٣/٣) كتاب البيوع، باب الربا، ط: ادارة الحرم۔

(۲) وفى المصباح: الرشوة مايعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له أو يحمله على مايريد۔ (شامى: (۳٦۲/۵)، كتاب القضاء، مطلب فى الكلام على الرشوة، ط: سعيد)۔

عن عبد الله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشى والمرتشى۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲٦)، كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثانى، ط: قديمى)=

اگر دکاندار تمام خریداروں کو تحفے تحائف دیتے ہیں تو اس صورت میں تحفہ تحائف لینا جائز ہے، (۱) مگر یہ ملازم کا حق نہیں بلکہ حکومت کے ادارے یا کمپنی کا حق ہے، اس قسم کے تحفے تحائف ملازم کے لئے اپنے پاس رکھنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

گمراہ کن کتابوں کی تجارت

شریعت مقدسہ نے مسلمانوں کو شرک و بدعت، فحش ناول، اور لادینیت اور گمراہی پھیلانے والی کتابیں، اور جرائم پیشہ لوگوں کے جرائم پر مبنی کتابیں مطالعہ کرنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ دین سے دوری اور گمراہی کا سبب بنتی ہیں، اور مطالعہ کرنے والوں کے عقائد اور اعمال برباد ہونے کے ہوتے ہیں اور وہ اس کی وجہ سے مجرم اور معاشرے کے لیے ناسور بھی بنتے ہیں اس لیے ایسی کتابوں کے

= والإسلام يحرم الرشوة في أى صورة كانت وبأى اسم سميت، فتسميتها باسم الهدية لايخرجها عن دائرة الحرام إلى الحلال۔ (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوى: (ص: ۲۷۱) ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)۔

(۱) أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب مال من الحلال فلابأس۔ (الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۴۲) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)۔

اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۴۶۲)، كتاب الصيد، ط: سعيد)

الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه۔ (الهندية: (۳/ ۱۷۱)، كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن والحط... إلخ، ط: رشيديه)۔

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا، ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمى)۔

لايجوز التصرف في مال غيره بغير إذنه۔ (شرح الحموى: (۲/ ۴۴۴)، كتاب الغصب، ط: إدارة القرآن)۔

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلاإذنه... وإن فعل كان ضامنا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱)، رقم المادة: ۹۶، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقية)۔

مطالعہ سے اور تجارت وخرید وفروخت سے بچنا ضروری ہے، تاکہ یہی تاجر لادینیت کا آلۂ کار اور معاون نہ بنیں، اور مجرموں کے جرائم میں حصہ دار نہ بنیں۔

تاہم اچھے اور پختہ علماء کرام کے لیے حقیقت معلوم کر کے جواب دینے کی نیت سے ایسی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی گنجائش ہے، تاکہ لوگوں کو ان کتابوں کے مطالعہ سے منع کر سکیں۔ (۱)

گمشدہ کی بیع

گمشدہ جانور یا گم شدہ چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ بائع (سیلر) گمشدہ چیز کو فی الحال حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے اور جس چیز کو بیع (بیچنے) کے وقت پر حوالہ پر قدرت نہ ہو اس کی بیع صحیح نہیں ہوتی۔ (۲)

---

(۱) قال العلامة محمود آلوسی: واستدل بعضهم على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتريها النضر بن الحارث على حرمة مطالعة التواريخ الفرس القديمة وسماع ما فيها، وقراءته وفيه بحث، ولايخفى ان فيها من الكذب ما فيها فالاشتغال بها لغير غرض ديني خوض في الباطل۔ (روح المعاني: (۱۰۷/۲۱) سورة لقمان، ۲، ط: رشيديه۔

إذا أصاب المسلمون الغنائم وكان فيما اصابوا مصحف فيه شيئ من كتب اليهود والنصارى... فإنه لاينبغي للإمام ان يقسم ذلك في غنائم المسلمين مخافة ان يقع في سهم رجل من المسلين... ربيعه من المشركين مكروه، (فتاوى التاتارخانية: (۲۱۳/۵) كتاب السير، الفصل الثاني والعشرون في قسمة الغنائم، نوع آخر في الخطأ يظهر في القسمة في الغنيمة، ط: قديمي)

الفتاوى الهندية: (۲۱۵/۲) كتاب السير، الباب الرابع في الغنائم، الفصل الثاني في كيفيته القسمة، ط: رشيديه۔

(۲) ومنها أن يكون مقدور التسليم عند العقد فان كان معجوز التسليم عنده لاينعقد وان كان مملو كاله كبيع الآبق۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۷/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع الى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔

يلزم أن يكون المبيع مقدور التسليم، فبيع غير مقدور التسليم باطل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) رقم المادة: ۱۹۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: مكتبه فاروقيه۔=

گناہ کا ذریعہ بننے والی چیز

جو چیز گناہ کا ذریعہ بنتی ہے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیوں کہ گناہ کا ذریعہ بننے والی چیز بھی گناہ ہے اور گناہ کا ارتکاب کرنا حرام ہے۔[1]

گناہ معاف ہوتا ہے تجارت سے

''تجارت سے گناہ معاف ہوتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۶/۲)

گناہ میں مال خرچ کرنا مال کی بربادی ہے

مال اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، گناہ کے کاموں میں مال کو خرچ کرنا اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے، اور ناشکری نعمت کو گھٹاتی ہے اور اس سے محروم کرتی ہے، عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مال کی فراوانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہے، پھر یہ نافرمانی، مال کی بے برکتی، مصیبت، حادثہ، ایکسیڈنٹ، خطرناک بیماری، تنگی اور غربت کا سبب ہوتی ہے اور پانی سر سے گذر جانے کے بعد احساس ہوتا ہے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو برباد اور ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے، بربادی یہ ہے کہ اللہ پاک حلال کمائی سے

= بیع ماهو غير مقدور التسليم باطل، كبيع سفينة غرقت لا يمكن اخراجها من البحر أو حيوان نافر لا يمكن امساكه وتسليمه.(شرح المجلة لسليم رستم باز:(۱۸/۱) رقم المادة:۲۰۹، ط:مكتبه فاروقيه.

(۱) وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. المائده:۲۔

فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدى إلا ما لا يجوز لا يجوز.(الدر المختار مع الرد:(۳۶۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة فصل في اللبس، ط:سعيد)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور.(شامي:(۳۵۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة قبيل فصل في اللبس، ط:سعيد)۔

نوازے اور اسے اللہ کے حرام کئے ہوئے راستہ میں خرچ کیا جائے۔ (1)

گناہ میں معاون نہ بنیں

ہر مسلمان پر دینی اعتبار سے فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت اور استعداد کی حد تک برائی اور فحاشی کے انسداد کے لئے جدوجہد کرے، لہذا کسی بھی مومن کے لئے مال ودولت کی خاطر برائی اور فحاشی کے فروغ میں معاون اور مددگار بننا بالکل جائز نہیں ہے، قرآن مجید نے دنیا میں زندگی گزارنے کا بہترین اصول یہ بتایا ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ. (سورۃ المائدہ: ۲)

ترجمہ: نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہو، گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کے معاون نہ بنو، اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک وہ سخت عذاب والا ہے۔

گنتی کے حساب سے خرید وفروخت کرنا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۲/۶)

گندگی کھانے والے جانوروں کی خرید وفروخت کرنا

بعض جانور مثلاً مرغی، گائے اور بکری وغیرہ گندگی اور بدبودار چیزیں کھانے

(۱) عن محمد بن سوقة، قال: سأل رجل سعيد بن جبير: عن نهي النبي، صلى الله عليه وسلم عن إضاعة المال، قال: هو أن يرزقك الله رزقا حلالا، فتنفقه فيما حرم الله عليك۔ (اصلاح المال لابن أبي الدنيا: (ص: ۲۰۰)، رقم الحديث: ۱۱۵، ط: دار الوفاء)۔

حلية الأولياء لأبي نعيم: (۲۸۱/۴)، فمن الطبقة الأولى من التابعين، سعيد بن جبير، ط: دار الكتاب العربي۔

مصنف ابن أبي شيبة: (۳۳۱/۵)، رقم الحديث: ۲۶۶۰۲، كتاب الأدب في الإسراف في النفقة، ط: مكتبة الرشد۔

کے عادی ہوتے ہیں، اگر ایسی چیزیں کھانے کی وجہ سے ان سے بدبو محسوس ہوتی ہو، تو ایسی صورت میں ان کا کھانا اور خرید وفروخت کرنا مکروہ ہے، تاہم اگر ان کو گندگی کھانے سے روک لیا جائے اور بدبو زائل ہونے تک بند رکھا جائے تو پھر ان کا کھانا اور خرید وفروخت کرنا بلا کراہت جائز ہوگا۔ (۱)

گندم کا آٹا اور چنے وغیرہ کا آٹا

اگر ایک طرف گندم کا آٹا ہے، اور دوسری طرف چنے کا آٹا ہے یا جوار وغیرہ کا آٹا، تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا لازم نہیں، البتہ دونوں جانب سے ہاتھ در ہاتھ لین دین ہونا ضروری ہے، ورنہ سود کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۲)

گندے انڈے فروخت کرنے کا حکم

☆ انڈے جب خراب ہو جائیں تو وہ مال نہیں رہتا، ان کا فروخت کرنا جائز نہیں، اگر کہیں ایسا معاملہ ہو گیا اور گاہک ان گندے انڈوں کو استعمال میں نہیں

---

(۱) الجلالة التی تأکل العذرہ کرہ لحمها، وتحبس الجلالة حتی یذهب نتن لحمها، وفی المنتقی: الجلالة المکروهة التی اذا قربت وجدت منها رائحة، فلاتؤکل ولایشرب لبنها، ولایعمل علیها، وتلک حالها، ویکرہ بیعها وهبتها وتلک حالها۔ (شامی: (۶/۳۴۰) کتاب الحظر والإباحة، ط: سعید)

ولاتؤکل الجلالة ولایشرب لبنها؛ لأنه علیه السلام نهی عن أکلها وشرب لبنها، والجلالة التی تعتاد أکل الجیف، ولاتخلط فیکون لحمها منتناً، ولو حبست حتی یزول النتن حلت۔ (البحر الرائق: (۸/۱۸۲) فصل فی الأکل والشرب، ط: سعید)

الهندیة: (۵/۲۸۹) کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان ما یؤکل من الحیوان وما لا یؤکل، ط: رشیدیه۔

(۲) ولو باع الحنطة بالشعیر متفاضلاً یداً بید جاز۔ (الفتاوی الهندیة: (۳/۱۱۹) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لایجوز، الفصل السادس فی تفسیر الربا وأحکامه، ط: رشیدیه۔

اذا باع الکیلی بالکیلی والجنس مختلف مثل الحنطة بالشعیر جاز فیها التفاضل ولا تجوز النسیئة۔ (النتف فی الفتاوی: (۱/۵۱۳) کتاب الهبة، ط: مؤسسة الرسالة، بیروت۔

العنایة شرح الهدایة: (۷/۱۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار الکتب العلمیة۔

لایا تو شرعاً اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دکاندار کو گندے انڈے واپس کر کے اس سے اپنے پیسے لے لے۔ (۱)

گن کر بکنے والی چیزوں کا تبادلہ

''گز سے ناپ کر بکنے والی چیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۵)

گنیشن کی مورتی

شوجی اور پاربتی کا بیٹا، جسے ہندو دانائی اور مشکل کشائی کا بیٹا مانتے ہیں ان کی تجارت حرام اور آمدنی بھی حرام ہے، اور ایسے تاجروں پر آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ (۲)

---

(۱) من اشترى بيضا أو بطيخا أو قثاءً أو خيارًا، أو جوزًا فكسره، فوجده فاسدًا، فإن لم ينتفع به رجع بالثمن، لأنه ليس بمال فكان البيع باطلاً۔ (الهداية: (۴۵/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه)

تبيين الحقائق: (۴۷/۴) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: امداديه ملتان۔

الفتاوى الهنديه: (۸۴/۳) كتاب البيوع، الباب الثامن في خيار العيب، الفصل الثالث فيما يمنع الرد بالعيب... الخ، ط: رشيديه۔

(۲) والحاصل ان جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في دود القز، ط: سعيد)

الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۸۴/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئٹه۔

المحيط البرهاني: (۳۳۲/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: إدارة القرآن۔

والضابط عندهم ان كل ما فيه منفعة تحل شرعاً فان بيعه يجوز لان الاعيان خلقت لمنفعة الانسان۔ (الفقه الاسلامي وادلته: (۳۴۳۱/۵) الفصل الاول، عقد البيع، المبحث الرابع البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه)

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريمًا وإلا فتنزيها۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في المبيع، ط: سعيد۔

عن ابن عباس، عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: ان الله تعالى اذا حرم شيئاً حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطني: (۳۸۸/۳) رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

گوبر کی خرید وفروخت

(۴۱۸) گوبر کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (خالص گوبر بیچنا بھی جائز ہے، ''اوپلے'' کی شکل میں بھی، اور کھاد کی صورت بھی)[1]

گوشت درآمد کرنا کافر ممالک سے

''کافر ممالک سے گوشت درآمد کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۱/۵)

گوشت کے اندر پانی ڈالنا

گوشت اور اوجھڑی کو پانی کی ضرورت نہیں ہوتی، فروخت کرنے والے گوشت کے وزن کو بڑھانے کے لئے پانی ڈالتے ہیں، یہ دھوکہ ہونے کہ وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، آج کل قصائیوں میں یہ طریقہ شروع ہوا ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت مشینی پریشر یا کسی اور ذریعہ سے گوشت میں پانی بھر دیا جاتا ہے، ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق ایسا گوشت متعدد خطرناک امراض کا سبب بنتا ہے، عام طور پر ایسا

---

(۱) ویجوز بیع السرقین والبعر، والانتفاع بها، وأمّا العذرة فلایجوز الانتفاع بها مالم یخلط بالتراب، ویکون التراب غالبًا، وهذا؛ لأنّ محلیة البیع بالمالیة، والمالیة بالانتفاع، والنّاس اعتادوا الانتفاع بالبعر والسرقین من حیث الالقاء فی الأرض لکثرة الریع۔ (المحیط البرهانی: (۳۰۲/۷) کتاب البیع فی بیع المحرمات، ط: غفاریة کوئٹه)

ویکره بیع العذرة خالصة، وجاز لو مخلوطة، وجاز بیع السرقین مطلقًا فی الصحیح عندنا، لکونه مالا منتفعا به لتقویة الأرض فی الانبات۔ (مجمع الانهر: (۲۱۱/۳) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: غفاریة کوئٹه)

کره بیع العذرة لا السرقین؛ لأنّ المسلمین یتمولون السرقین وانتفعوا به فی سائر البلاد والامصار من غیر نکیر فإنّهم یلقونه فی الأراضی لاستکثار الریع۔ (البحر الرائق: (۳۶۵/۸) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: رشدیه)

قال الاتقانی: ولنا ان السرقین مال فجاز بیعه کسائر الاموال۔ (حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق: (۵۷/۷) کتاب الکراهیة، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

گوشت بازار میں فروخت ہوتا ہے، یہ دوگنا گناہ اور ظلم ہے، تمام مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ (۱)

گوشت میں پانی بھر دینا

''گوشت کے اندر پانی ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۵)

گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت میں ہوا بھر کر بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

آج کل گوشت میں پانی بھرا جاتا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں پانی کو گوشت کے بھاؤ میں فروخت کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ سے قسطوں پر نیلام کی جانے والی زمین خریدنا

اگر حکومت زمین نیلام کرتے وقت یہ اعلان کرتی ہے کہ اگر نقد روپے سے

---

(۱) ویکره النفخ في اللحم الذي يريده للبيع، لمافيه من الغش۔ (المغني لابن قدامة: (۳۱۰/۱۳) كتاب الصيد والذبائح، رقم المسألة: ۱۷۳۱، فصل: ويكره سلخ الحيوان۔ ط: دار عالم الكتب)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً فقال: ماهذا ياصاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يارسول الله! قال: أفلاجعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس منا ۔رواه مسلم وابن ماجه والترمذي وأبوداود۔ (الترغيب والترهيب: (۲/ ۳۵۰)، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية)

صحيح مسلم: (۷۰/۱)، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: قديمي۔

انظر أيضا الحاشية الآتية تحت عنوان: ''گوشت میں ہوا بھر کر بیچنا''۔

(۲) عن راشد بن سعد رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النفخ في اللحم للبيع. (مصنف ابن أبي شيبة: (۳۰۸/۷)، الرقم: ۲۳۶۶۹، كتاب البيوع والأقضية، في اللحم ينفخ فيه للبيع، ط: دار القبلة)

خریدی جائے تو اس کی قیمت کم ہوگی، اور اگر قسطوں پر ادھار خریدی جائے تو قیمت زیادہ ہوگی تو یہ صورت جائز ہے، لیکن اگر قسطوں کی صورت میں یہ کہے کہ قیمت تو وہی نقد روپے کی ہے باقی سود کے طور پر اتنی اضافی رقم لی جائے گی، تو یہ صورت جائز نہیں ہوگی، اس طرح قسطوں پر نیلام کی جانے والی زمین خریدنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

گورنمنٹ کی زمین خریدنا

گورنمنٹ سے گورنمنٹ کی زمین خریدنا جائز ہے۔ (۲)

گوشت کی تجارت

حلال جانور کے گوشت کی تجارت کرنا جائز ہے، یعنی ہر روز یا جب بھی

---

(۱) نهى رسول الله ﷺ عن بيعتين في بيعة۔ وقال الترمذي: وقد فسر بعض اهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة، وبنسيئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على احد منهما۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) كتاب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: سعيد)

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا، وبالنقد كذا، أو قال: إلى شهرين بكذا فهو فاسد... وهذا إذا افترقا على هذا فإن كانا يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم، وأتما العقد عليه فهو جائز... الخ۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۳/۷، ۸) باب البيوع الفاسده، ط: غفارية كوئٹه)

ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الاجل بمقابلة زيادة الثمن۔ (شامي: (۵/۱۴۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد۔

البيع مع تاجيل الثمن وتقسيطه صحيح۔ (المجلة: (۱/۵۰) رقم المادة: ۲۴۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة، ط: نور محمد)

(۲) اعلم ان اسباب الملك ثلاثة: ناقل: كبيع وهبة، وخلافة، كارث، واصالة وهو الاستيلاء۔ (الدر مع الرد: (۶/۴۶۳) كتاب الصيد، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر: (۴/۲۲۸) كتاب الصيد، ط: المكتبة العربية۔

فالاسباب ثلاثة: مثبت للملك وهو الاستيلاء: وناقل للملك وهو البيع ونحوه، وخلافه وهو الميراث والوصية۔ (غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر: (۳/۱۳۳) القول في الملك، ط: إدارة القرآن)

چاہے حلال جانور ذبح کر کے گوشت بیچ کر نفع کمانا جائز ہے۔ (۱)

گونگا

گونگا آدمی خرید وفروخت کرسکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۲)

گونگے کی خرید وفروخت کے احکام

گونگے کے لیے اشارہ کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اسی طرح لکھ کر بھی وہ معاملہ کرسکتا ہے، اس کے حق میں اشارہ، زبانی ایجاب وقبول کے قائم مقام ہے، جس طرح بیع تعاطی جائز ہے، حالانکہ اس میں قدرت کے باوجود زبانی ایجاب وقبول نہیں ہوتا گونگا تو زبان سے بولنے پر قادر ہی نہیں، جبکہ انسان ہونے کے اعتبار سے اس کو بھی معاملات، خرید وفروخت وغیرہ کی ضرورت ہے، لہٰذا اس کے حق میں اسی اشارہ یا لکھائی کو گویائی کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔ (۳)

---

(۱) کل ماینتفع به فجائز بیعه والاجارة علیه۔ (القواعد الفقهیة: (ص: ۱۲۸) ط: دار القلم دمشق)

والحاصل أن جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الدر المنتقی علی هامش مجمع الانهر: (۸۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه۔

ویجوز لحم حیوان بلحم حیوان غیر جنسه متفاضلاً۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانهر: (۲۵/۳) باب الربا، ط: غفاریة کوئٹه)

تبیین الحقائق: (۲۶۵/۴) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲، ۳) النطق لیس بشرط، لانعقاد البیع والشراء ولا لنفاذهما وصحتهما، فیجوز بیع الأخرس وشراؤه اذا کانت الاشارة مفهومة فی ذلک، لأنه اذا کانت الاشارة مفهومة فی ذلک، قامت الاشارة مقام عبارته۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الرکن، ط: سعید۔

الاشارة من الأخرس معتبرة وقائمة مقام العبارة فی کل شیء من بیع واجارة ـــ الا فی الحدود ولو حد قذف، وکتابة الأخرس کاشارته۔ (مجمع الضمانات: (ص: ۷۹۰)، الباب الثامن والثلاثون فی المتفرقات، باب المتفرقات، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت۔ =

گوہ

احناف کے نزدیک گوہ حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو، یا اس کی کھال کارآمد ہو تو اس زندہ جانور کی خرید وفروخت جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ (۱)

گوہ کے چمڑے کا حکم

اگر ''گوہ'' کو بسم اللہ اللہ اکبر'' کہہ کر ذبح کر کے چمڑا نکالا گیا تو دباغت کے بغیر بھی اس کی خرید وفروخت جائز ہوگی، اور اگر اس کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر ذبح نہیں کیا گیا تو اس کے چمڑے کو اتارنے کے بعد دباغت سے پہلے خرید و

= الاشارات المعهودة للأخرس كالبيان باللسان، يفهم من هذه المادة أن اشارة الأخرس المعهودة منه كالاشارة باليد أو الحاجب هي كالبيان باللسان، لأنه لو لم تعتبر اشارته لما صحت معاملته لأحد من الناس، ولكان عرضة للموت جوعاً، ويفهم من ايرادهذه المادة مطلقة أن اشارة الأخرس تكون معتبرة سواء، كان عالماً بالكتابة أو غير عالم لأن الكتابة والاشارة بدرجة واحدة تقريباً من حيث الدلالة على المراد۔ (درر الاحكام شرح مجلة الأحكام: (۶۲/۱) رقم المادة: ۷۰، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۱) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المنتقى مع مجمع الانهر: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

يجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها للأدوية، وما جاز الانتفاع بجلده أو عظمه، أي من حيوانات أو غيرها، قال الحاوي: ولا يجوز بيع الهوام كالحية والفارة والوزغة والضب والسلحفاة والقنفذ، وكل مالاينتفع به ولا بجلده، وبيع غير السمك من دواب البحر ان كان له ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز۔ (شامي: (۶۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها في الأدوية، وإن كان لاينتفع بها لايجوز، والصحيح أنه يجوز بيع كل شيئ ينتفع به ... ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير، وهو المختار (الهندية: (۱۱۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيدية)

فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ البتہ دباغت کے بعد خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

واضح رہے کہ مردہ جانور کی کھال کو دباغت دینے کے لیے ہاتھ سے چھونا اور نمک لگانا اور کیمیکل ڈالنا سب جائز ہے۔ (۲)

نیز یہ کہ گوہ کی کھال بہت مضبوط ہوتی ہے، اس لیے اس سے جوتا وغیرہ بنایا جاتا ہے۔

گھاس بیچنا قبرستان کی

''قبرستان کی گھاس فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۷/۵)

گھاس کی خرید و فروخت

''خودرو گھاس کی خرید و فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۶/۳)

---

(۱) ''مردار جانور کا چمڑا'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

"وجلد ميتة قبل الدبغ "لو بالعرض، ولو بالثمن فباطل (وبعده) أى الدبغ (يباع) الا جلد الانسان وخنزير وحية... (الدر مع الرد: (۷۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

وأما جلود السباع والحمير والبغال، فما كانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بيعها، وما كان بخلافه لم يجز، وهذا بناء على ان الجلود كلها تطهر بالذكاة او الدباغ... وإذا طهرت بالدباغ أو بالذكاة جاز الانتفاع به، ويكون محلا للبيع۔ (المحيط البرهاني في الفقه النعماني: (۳۰۲/۷) كتاب البيع، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: مكتبه غفارية كوئٹه)

وبيع جلود الميتات باطل إذا لم تكن مذبوحة أو مدبوغة۔ (فتاویٰ قاضيخان على هامش الفتاوىٰ العالمگيرية: (۱۳۳/۲) فصل في البيع الباطل، ط: رشيدية)

(۲) والدباغ على ضربين: حقيقى و حكمى: فالحقيقى هو ان يدبغ بشيئ له قيمة كالشب والقرظ والعفص و قشور الرمان ولحى الشجر والملح وما أشبه ذلك۔ (البحر الرائق: (۱۷۹/۱) كتاب الطهارة، ط: رشيديه)

عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: استمتعوا بجلود الميتة إذا هى دُبغت ترابا كان أو رمادا أو ملحا، أو ما كان بعد ان يزيد صلاحه۔ (فتح القدير: (۹۵/۱) كتاب الطهارات، ط: مصطفى البابى الحلبى مصر)

سنن الدار قطنى: (۷۳/۱) رقم الحديث: ۱۲۶، كتاب الطهارة، باب الدباغ، ط: مؤسسة الرسالة۔

گھٹیا مال کو اچھے مال میں چھپا کر بیچنا

بے کار اور گھٹیا مال کو اچھے مال میں چھپا کر بیچنا جائز نہیں، اگر بکنے کے سامان میں کوئی خرابی یا عیب ہو تو خریدار کو بتادینا ضروری ہے، تاکہ وہ اس عیب سے آگاہ ہوجانے کے بعد مذکورہ عیب کے ساتھ خریدنا چاہے تو خرید لے ورنہ چھوڑ دے۔ [1]

اگر خریدنے کے بعد خریدی ہوئی چیز کا اصل عیب معلوم ہوجائے، تو اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے، وہ عیب دار چیز رکھ لے یا واپس کردے، لیکن اگر رکھ لے تو پوری قیمت ادا کرنی ہوگی، اس عیب کے عوض قیمت میں کمی کرنا درست نہیں، الا یہ کہ بیچنے والا اس عیب کی وجہ سے قیمت کی کمی پر راضی ہوجائے، تو اس صورت میں قیمت میں کمی کرنا درست ہوگا۔ [2]

---

(۱) عن أبی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام، فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السمآء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتی يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ وقال الترمذی: حديث أبی هريرة حديث حسن صحيح، والعمل علی هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء فی كراهية الغش فی البيوع، ط: سعيد۔

من علم بسلعته عيباً لم يجز بيعها حتی يبينه للمشتری فان لم يبينه فهو اثم عاص نص عليه أحمد۔ (اعلاء السنن: (۵۸/۱۴) أبواب البيوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن۔

لا يحل كتمان العيب فی مبيع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر مع الرد: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب فی جملة مايسقط به الخيار، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳۵/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

(۲) واذا اطلع المشتری علی عيب فی المبيع فهو بالخيار ان شاء أخذه بجميع الثمن، وان شاء رده... وليس أن يمسكه ويأخذ النقصان؛ لأن الأوصاف لا يقابلها شیء من الثمن، ولأن البائع لم يرض بخروج المبيع من ملكه الا بجملة ما سماها من الثمن فلا يجوز أن يخرج ببعضها الا برضاه۔ (الجوهرة النيرة: (۲۴۰/۱) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: حقانيه۔

الهداية: (۴۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه۔

الفتاوی الهنديه: (۶۶/۳) كتاب البيوع، الباب الثامن فی خيار العيب، الفصل الأول فی ثبوت خيار العيب وحكمه وشرائطه... الخ، ط: رشيديه۔

گھٹیا مال لینا کمیشن کے لئے

"کمیشن کے لئے گھٹیا مال لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۳۶۰)

گھنٹی کی خرید و فروخت کرنا

جانوروں کے گلے میں جائز مقاصد کے لیے گھنٹی ڈالنا جائز ہے، اسی طرح جائز کام کے لیے گھنٹی استعمال کرنا بھی جائز ہے، جیسا کہ مدارس، اسکول وغیرہ میں طلبہ کے اوقات اور گھنٹوں کی تبدیلی، یا کسی کے گیٹ یا دروازہ پر آنے کے بعد آمد کی اطلاع دینے کے لیے گھنٹی بجانا جائز اغراض میں داخل ہے، اسی طرح اگر جانور کے گلے میں گھنٹی باندھنے سے جانور کو چلنے میں نشاط اور آسانی ہوتی ہو یا راستے پر چلنے والوں کی اطلاع کی غرض سے ہو کہ وہ سامنے سے ہٹ جائیں، یا گم ہونے کی صورت میں گھنٹی کی آواز سے ملنا آسان ہو تو یہ جائز ہے۔

اور اگر گھنٹی کا استعمال ناجائز مقاصد کے لیے ہو تو ناجائز ہے، جیسا کہ کفار و مشرکین وغیرہ کے مندر اور عبادت خانوں میں بتوں کے سامنے حاضری دینے کے لئے گھنٹی بجانا ناجائز اور حرام ہے۔

اور جو چیز جائز اور ناجائز دونوں کاموں میں استعمال ہوتی ہو، اسکی خرید و فروخت جائز ہوتی ہے، لہٰذا گھنٹی کی تجارت بھی جائز ہے۔[1]

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: ان رسول الله ﷺ قال: لاتصحب الملائكة رفقة فيها كلب ولاجرس۔ وفی رواية له عن أبی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: الجرس مزامير الشيطان۔ (مسلم: ۲/۲۰۲) كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس فی السفر، ط: قديمی۔

وقال شيخ مشائخنا السهارنفوری رحمه الله فی بذل الجهود: (۱۲/۵۳) وهذا (أی كراهة الكلب والجرس) إذا خليا عن المنفعة، وأما ما احتيج إليه منهما فمرخص فيه، والذی يظهر لهذا العبد الضعيف عفا الله عنه ان الكراهة المذكورة فی الحديث انما تنصرف إلى كلب وجرس قصد منهما اللهو والغناء كما كان يعتاده بعض أهل القوافل ويدل عليه قوله عليه الصلاة والسلام فی الرواية الآتية: =

= "الجرس مزامير الشيطان " اما الكلب إذا كان للحراسة والتحرز من اللصوص فهو مرخص فيه ككلب زرع وماشية وكذلك الجرس إذا كان لمقصود مباح فلابأس به۔ (تكملة فتح الملهم: (۴/ ۴۷۹) كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس في السفر، ط:مكتبه دار العلوم كراچی۔

اختلف العلماء في كراهة تعليق الجرس على الدواب فمنهم من قال بكراهته في الاسفار كلها الغزو وغيره في ذلك سواء ... قال محمد: فأما ما كان فيه منفعة لصاحب الراحلة فلابأس به، قال وفي الجرس منافع جمة: منها: إذا ضل واحد من القافلة يلحق بها بصوت الجرس ومنها: ان صوت الجرس يبعد هوام الليل عن القافلة كالذئب وغيره۔ ومنها: ان صوت الجرس يزيد في نشاط الدواب فهو نظير الحداء كذا في المحيط۔ (الهندية: (۳۵۴/۵) كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء واللهو وسائر المعاصي، ط:رشيديه۔

وفي الجرس منافع:

منها: إذا ضل واحد من القافلة يلتحق بصوت الجرس۔

ومنها: ان صوت الجرس يبعد هوام الليل۔

ومنها: أنه يزيد في نشاط الدواب، كذا في "متفرقات استحسان المحيط"۔

وان جعل الاجراس في غير الابل، والحمار الذى يحمل عليه الاثقال لا احب ان يفعل ذلك لمكان النهي۔

سئل على بن احمد عن القلادة التى فيها الأجراس تجعل على عنق الفرس، هل يجوز؟ كما هو العادة في بلادنا؟ قال: نعم، كذا أجاب ابو حامد۔ (نفع المفتي والسائل: (ص: ۳۹۱، ۳۹۲)...، ط:بيروت)

لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة لأنه ليس عينها منكراً وانما المنكر في استعمالها المحظور... وعرف بهذا أنه لا يكره بيع مالم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطوح والحمامة الطيارة والعصير والخشب الذى يتخذ منه المعازف۔ (الشامية: (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط:سعيد۔

من كسر لمسلم بربطاً أو مزماراً أو دفاً أو أراق له سكراً أو منصفاً فهو ضامن وبيع هذه الأشياء جائز وهذا... عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى وقال أبو يوسف رحمهما الله لا يجوز بيعها، ولأبي حنيفة أنها أموال لصلاحيتها لما يحل من وجوه الانتفاع وان صلحت لما لا يحل فصار كالأمة المغنية وهذا لأن الفساد لفعل فاعل مختار فلا يوجب سقوط التقوم۔ (فتح القدير: (۲۹۳/۸) كتاب الغصب، فصل في غصب مالا يتقوم، ط:رشيديه كوئٹه۔

بدائع الصنائع: (۱۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل وأما الذى يرجع الى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔

لاٹری (Lottery)

☆ موجودہ زمانہ میں بازاروں میں مختلف ناموں سے لاٹریاں رائج ہیں جیسے اسکریچ کاڈ لاٹری (Serach Card Lottery) اسٹیٹ لاٹری (State Lottery)

وغیرہ، ان سب میں ایک بات مشترک ہے کہ ایک سے زائد افراد سے رقم جمع کر کے قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آتا ہے اسے ایک مخصوص اور معین رقم دی جاتی ہے جو اس کی جمع کی ہوئی رقم سے زیادہ ہوتی ہے اور جس کا نام قرعہ اندازی میں نہیں آتا وہ اپنی رقم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اس کے جوا ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس قسم کی ساری لاٹریاں حرام ہیں۔ (۱)

---

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ: ۹۰)

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله حرم على أمتي الخمر والميسر (مسند أحمد بن حنبل، (۱۱/۱۲۴)، رقم الحديث: ۶۵۶۴، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، ط: مؤسسة الرسالة)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم: نهى عن الخمر والميسر والكوبة۔ (سنن أبي داود: (۲/۱۶۳)، كتاب الأشربة، باب ماجاء في السكر، ط: رحمانيه)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً فقال: ماهذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس منا۔ رواه مسلم وابن ماجه والترمذي وأبو داود۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۴۵۰)، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية)۔

صحيح مسلم: (۱/۷۰)، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: قديمي۔

☆ لاٹری میں مختلف نمبرز ہوتے ہیں، جو بہت بڑی تعداد میں نمبروں والے کاغذوں کی صورت میں جاری کئے جاتے ہیں، پھر ایک دن ان نمبرات کی قرعہ اندازی ہوتی ہے اور قرعہ اندازی کے نتیجہ میں کچھ لوگ نفع کماتے ہیں اور کچھ نقصان اٹھاتے ہیں، بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ انتہائی معمولی رقم کے بدلے لاٹری خرید کر غیر معمولی منافع کمالیتے ہیں اور کبھی خسارہ بھی اٹھاتے ہیں، یہ عمل اسلام میں حرام ہے۔ (۱)

لاٹری ٹکٹ خریدنا

لاٹری ٹکٹ خریدنا جائز نہیں ہے، وہ جوا ہے اور جوا حرام ہے۔ (۲)

لاٹری کا ٹکٹ

ہار جیت والی لاٹری کا ٹکٹ خریدنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ جوا ہے، اور جوا حرام ہے۔ (۳)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲) قال الله تعالی: {یأیها الذین امنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون} [المائدة: ۹۰]

عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ان الله حرّم علی امتی الخمر والمیسر، والمزر والکوبة۔ (مسند الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالی: (۳۵۱/۲) رقم الحدیث: ۶۵۱۱، ط: دار إحیاء التراث العربی)

ولا خلاف بین أهل العلم فی تحریم القمار، وان المخاطرة من القمار، قال ابن عباس رضی الله تعالی عنهما: ان المخاطرة قمار، وأن اهل الجاهلیة کانوا یخاطرون علی المال والزوجة وقد کان ذلک مباحا إلی ان ورد تحریمه۔ (احکام القرآن للجصاص: (۳۵۰/۱) باب تحریم المیسر، البقرة، ط: قدیمی)

الشامیة: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

(۳) قال الله تعالی: {یأیها الذین امنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون} [المائدة: ۹۰] =

لاٹری کا ٹکٹ خریدنا

''انعامی ٹکٹ خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۳/۱)

لاٹری کے ذریعے اشیاء کی خرید وفروخت کرنا

بعض ادارے یا دکاندار رقم جمع کرنے کے لیے گاڑی، موٹر سائیکل، سلائی مشین، کمپیوٹر، اور موبائل وغیرہ سینکڑوں کی تعداد میں قیمتی اشیاء رکھ کر پچاس، سو اور ہزار روپے کا ٹکٹ عوام کو فروخت کرتے ہیں، اور ایک معین تاریخ تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، پھر ایک متعینہ تاریخ کو جلسہ کر کے قرعہ اندازی کرتے ہیں، اور قرعہ اندازی میں جن لوگوں کے نام نکلتے ہیں، ان کو مذکورہ چیزیں دے دیتے ہیں، یہ صورت سود بھی ہے، جوا بھی اس لیے جائز نہیں ہے۔ (۱)

= عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ان الله حرّم علی امتی الخمر والمیسر، والمزر والکوبة۔ (مسند الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالی: (۳۵۱/۲) رقم الحدیث: ۶۵۱۱، ط: دار إحیاء التراث العربی)

ان النبی ﷺ نہی عن الخمر والمیسر والکوبة۔ (سنن أبی داود: (۳۲۷/۲) باب ماجاء فی السکر، ط: امدادیہ ملتان)

ولو شرط فیهما من الجانبین لأنه یصیر قماراً۔ الدر المختار۔ (قوله: لأنه یصیر قماراً) لأن القمار من القمر الّذی یزداد تارة وینقص اخری۔ وسمی القمار قمارا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذهب ماله إلی صاحبه، ویجوز أن یستفید مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (شامی: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

وحرم لو شرط المال من الجانبین۔ (تبیین الحقائق: (۲۱/۷) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

لو کان الخطر من الجانبین جیمعا ولم یدخلا فیه محللا لایجوز؛ لأنه فی معنی القمار، نحو أن یقول؛ أحدهما لصاحبه، ان سبقتنی فلک علی کذا، وان سبقتک فلی علیک کذا، فقبل الآخر۔ (بدائع الصنائع: (۳۵۰/۸) کتاب السباق، فصل فی شروط جواز السباق، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

(۱) ''لاٹری کا ٹکٹ'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

لاش انسان کی

''انسان کی لاش''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۳/۱)

لاگا

''پھلوں میں آڑھت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۰/۲)

لالچ سے پرہیز کریں

''رزق مقدر ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۸/۴)

لاوارث مال

کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ کسٹم میں کسی نے مال بھیجا لیکن بعد میں اس نے کسی وجہ سے مال وصول کرنے کے لئے رابطہ ہی نہیں کیا، اور کسٹم حکام بھی بعض دفعہ کسی وجہ سے رابطہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں، ایسے مال کا حکم بھی لقطہ والا ہے ایسی صورت میں کسٹم حکام جب تک ممکن ہو مالک کے آنے کا انتظار کریں اور اگر انہوں نے اتنی مدت تک انتظار کیا کہ اگر مالک آنا چاہتا تو آسکتا تھا لیکن خود بھی نہیں آیا، رابطہ بھی نہیں کیا، کسی کو وکیل اور نمائندہ بھی نہیں بنایا تو اس صورت میں مجبوراً کسٹم حکام ایسے مال کو فروخت کرسکتے ہیں اور لوگوں کے لئے ایسے مال کو خریدنا بھی جائز ہے، البتہ مال فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی وہ کسٹم حکام کے لئے حلال نہیں ہوگی بلکہ وہ رقم مالک کو واپس کردینا ضروری ہوگا۔[1]

---

(۱)إنما ينتفع بها بعد الإشهاد والتعريف إلى أن غلب على ظنه أن صاحبها لايطلبها والمراد جواز الانتفاع بها والتصدق ولہ إمساكها لصاحبها۔وفي الخلاصة:له بيعها أيضا وإمساک ثمنها۔ (شامی: (۲۷۹/۴) كتاب اللقطة، ط:سعيد)۔

البحر الرائق:(۱۵۳/۵)، كتاب اللقطة، ط:سعيد۔=

لباس باریک ہے

’’باریک لباس‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۲/۲)

لباس کی تجارت کے اصول

آج کل بازاروں میں مختلف قسم کا لباس فروخت ہوتا ہے، اس میں غیر مسلموں کے ملبوسات بھی شامل ہیں جیسے لیڈیز شرٹ، بلاؤز، لیڈیز نیکر، جینز وغیرہ، ان کے بارے میں اصول یہ ہے کہ جس لباس کا صحیح استعمال بھی موجود ہو اور غلط بھی، تو اس کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے ہاں اگر خریدار اسے ناجائز طور پر استعمال کرتا ہے تو وہ خود گناہ گار ہوگا فروخت کرنے والا دکاندار گناہ گار نہیں ہوگا، اور اگر اس لباس کا صرف ناجائز طور پر ہی استعمال ہوتا ہے جائز طور پر صحیح استعمال ہوتا ہی نہیں تو اس کی تجارت جائز نہیں۔[1]

= وعنه (أي: سمرة رضى الله عنه) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: على اليد ما أخذت حتى تؤدي. (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٥)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

قال على اليد ما أخذت أي يجب على اليد رد ما أخذته... (حتى تؤدى) أي تؤديه إلى مالكه... من أخذ مال أحد بغصب أو عارية أو وديعة لزمه رده ۔ (مرقاة المفاتيح: (١٣٧/٦)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)۔

(١) (ويكره) تحريما (بيع السلاح من أهل الفتنة إن علم) لأنه إعانة على المعصية۔

(قوله: لأنه إعانة على المعصية) ؛ لأنه يقاتل بعينه، بخلاف ما لا يقاتل به إلا بصنعة تحدث فيه كالحديد... وكذا لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة؛ لأنه ليس عينها منكرا وإنما المنكر في استعمالها المحظور. اهـ. قلت: لكن هذه الأشياء تقام المعصية بعينها لكن ليست هي المقصود الأصلي منها، فإن عين الجارية للخدمة مثلا والغناء عارض فلم تكن عين المنكر، بخلاف السلاح فإن المقصود الأصلي منه هو المحاربة به فكان عينه منكرا إذا بيع لأهل الفتنة، فصار المراد بما تقام المعصية به ما كان منكرا بلا عمل صنعة فيه، فخرج نحو الجارية المغنية؛ لأنها ليست عين المنكر، ونحو الحديد والعصير؛ لأنه وإن كان يعمل منه عين المنكر لكنه بصنعة تحدث فلم يكن عينه۔ (الدر المختار مع الرد: (٢٦٨/٤)، قبيل كتاب اللقيط۔ ط: سعيد)=

لعنت ہے عیب چھپانے والے پر

’’عیب چھپانے والے پر لعنت ہے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۲/۴)

لقمۂ حلال

’’حلال لقمہ‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۲/۳)

لکڑیاں بیچنے کا پیشہ اختیار کرنا

☆لکڑیاں بیچنے کا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (۱)

= لایکره بیع الجارية المغنية، والكبش النطوح، الديک المقاتل، والحمامة الطيارة، لأنه ليس عينها منكرا، وإنما المنكر في استعماله المحظور (تبيين الحقائق: (۲۹۷/۳)، كتاب السيرة، باب البغاة، ط: امدادية ملتان)۔

رجل آجر بيتا ليتخذ فيه نارا أو بيعة أو كنيسة، أو يباع فيه الخمر، فلابأس به وكذا كل موضع تعلقت المعصية بفعل فاعل مختار۔ (خلاصة الفتاوى: (۳۷۶/۴، ۳۷۷)، كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات، جنس آخر، ط: رشيديه)۔

ولا بأس بأن يواجر دار أمن الذمي ليسكنها؛ فإن شرب فيها الخمر، أو عبد فيه الصليب، أو دخل فيها الخنازير، لم يلحق المسلم إثم في شيئ من ذلک، لأنه لم يواجرها لذلک، والمعصية في فعل المستأجر۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۹/۱٦)، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار المعرفة)

ثم السبب إن كان... موصلا محضا وهو مع ذلک سبب قريب بحيث لا يحتاج في إقامة المعصية به إلى إحداث صنعة من الفاعل كبيع السلاح من أهل الفتنة وبيع العصير ممن يتخذه خمرا وبيع الأمرد ممن يعصي به... وأمثالها فكله مكروه تحريما، بشرط أن يعلم به البائع والآجر من دون تصريح به باللسان۔ (جواهر الفقه: (۴۵۳/۲)، تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) عن انس بن مالک رضی الله عنه أن رجلا من الأنصار جاء إلى النبي صلى الله عليه وآله وسلم يسأله، فقال: لک في بيتک شيئ؟ قال: بلى، حلس نلبس بعضه ونبسط بعضه، وقدح نشرب فيه الماء، قال: ائتني بهما... وقال: اشتر بأحدهما طعاما فانبذه إلى أهلک، فاشتر بالآخر قدوما، فائتني به، ففعل، فأخذه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فشد فيه عودا بيده، وقال: اذهب فاحتطب، ولا أراک خمسة عشر يوما فجعل يحتطب ويبيع الخ۔ (ابن ماجه: (ص: ۱۵۸، ۱۵۹) كتاب البيوع، باب بيع المزايدة، ط: قديمی)

سنن أبي داود: (۲۴۳/۱) كتاب الزكاة، باب كم يعطى الرجل الواحد من الزكاة، ط: رحمانيه =

☆ پھل دار درختوں کو بے فائدہ ضائع کرنا مکروہ ہے، لیکن تجارت کی غرض سے پھل دار درختوں کو بھی کٹوانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ [1]

لکڑیاں جنگل سے کاٹ کر فروخت کرنا

''جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۴/۳)

لکھ پتی بننا ناجائز کاروبار سے

''ناجائز کاروبار سے لکھ پتی بننا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۱/۶)

لکھ لینا معاملے کو

''لین دین کے وقت لکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۹/۵)

لمیٹڈ آرڈر (Limited Order)

شیئرز میں ''لمیٹڈ آرڈر'' سے مراد یہ ہوتا ہے کہ ایک قیمت مقرر کر کے آرڈر دیا جائے کہ اگر اس قیمت پر شیئرز مل جائیں تو لے لئے جائیں، اس سے زیادہ قیمت پر نہ خریدے جائیں۔

= نصب الراية: (۲۲/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فيما يكره، ط: مؤسسة الريان، المكتبة المكية.

المسند الجامع: (۴۳۴/۱) حرف الألف، رقم الحديث: ۶۳۲، عن أنس بن مالك، ط: دار الجيل، بيروت.

(۱) قال الله تعالى: {ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين}. [الأعراف: ۳۱]

وأصل المسامحات في التصرفات والبر والإحسان مشروع إلا أن الإسراف حرام كالإسراف في الطعام والشراب، قال الله تعالى: {إذا أنفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا}. (شامي: (۱۴۷/۶) كتاب الحجر، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۹۲/۵) كتاب الحجر، ط: امدادية ملتان.

لمیٹڈ کمپنی

''لمیٹڈ کمپنی'' سے مراد اس کی ذمہ داری (Liability) کا محدود ہونا ہے، یعنی لمیٹڈ کمپنی کے حصہ داروں کی ذمہ داری ان کے لگائے ہوئے سرمایہ کی حد تک محدود ہوتی ہے، یعنی اگر کمپنی اتفاق سے خسارے میں گئی تو ان حصہ داروں کا زیادہ سے زیادہ نقصان یہ ہوگا کہ ان کا لگایا ہوا سرمایہ ڈوب جائے گا۔ اگر کمپنی پر قرض زیادہ ہوگیا تو ان حصہ داروں سے ان کے لگائے ہوئے سرمایے سے زیادہ کا مطالبہ نہیں ہوگا، اسی طرح کمپنی کی ذمہ داری بھی اس کے اثاثوں کی حد تک محدود ہوگی، قرضے ادا کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ کمپنی کے اثاثے قرق کرائے جاسکتے ہیں، اثاثوں سے زیادہ مطالبہ نہیں ہوگا۔ اسی لیے لمیٹڈ کمپنی کے ساتھ ''لمیٹڈ'' لکھنا ضروری ہے، تاکہ قرض دینے والا اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرض دے کہ اس مدیون کی ذمہ داری محدود ہوگی۔

عام طور پر تو کمپنیاں ہی لمیٹڈ ہوتی ہیں، لیکن کبھی شرکت (Partnership) بھی لمیٹڈ ہوتی ہیں۔ [1]

لوڈنگ کا خرچہ

''وزن کا خرچہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۳/۶)

لونڈی کی بیع

☆ اگر شرعی طریقے پر دین کے لیے جہاد کیا جائے اور اس میں اسلام کے دشمن کافروں کو گرفتار کر کے قیدی بنایا جائے، اور ان کو امیر المؤمنین مجاہدین، اور غازیوں کے درمیان تقسیم کردیں تو ایسے قیدی مرد کو ''غلام'' اور قیدی عورت کو ''لونڈی''

(۱) اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۶۱، ۶۲)، عنوان: لمیٹڈ کمپنی کا تصور، مکتبہ معارف القرآن۔

کہتے ہیں۔ (۱) اور ایسے غلام اور لونڈی کی خرید وفروخت جائز ہے۔ (۲) اور جب تک لونڈی کی شادی نہ کردی جائے مالک کے لیے اس سے مباشرت کرنا جائز ہے۔ (۳) ایسی لونڈی سے مباشرت کے بعد اگر بچہ پیدا ہوتو وہ مالک کا آزاد بیٹا ہوگا، اور مالک اس کا باپ ہوگا، مالک باپ کے انتقال کے بعد اس کو وراثت سے حصہ ملے گا۔ (۴)

ہاں اگر مالک اپنی لونڈی کا نکاح کسی اور آدمی سے کردے تو پھر مالک کے لئے اس سے مباشرت وغیرہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۵)

---

(۱) الاسلام أباح الاسترقاق بشرط ان یکون فی جهاد شرعی ضد الکفار . . . وإنما الإمام له فی أمرهم خیارات أربعة: اما أن یقتلهم واما ان یسترقهم۔ (تکملة فتح الملهم: (۱/۲۶۳) کتاب العتق، الرق فی الاسلام، ط: دار العلوم کراچی)

الرق فی عرف الفقهاء عبارة عن عجز حکمی شرعی فی الاصل جزاء عن الکفر، ویقابله الحریة، والرقیق من یتصف بالرق۔ (قواعد الفقه، التعریفات الفقهیة: (ص: ۳۰۸) ط: الصدف پبلشرز کراچی)

القاموس الفقهی: (ص: ۱۵۲) حرف الراء، ط: إدارة القرآن کراچی۔

(۲) رکن البیع مبادلة المال بالمال۔ (الدر مع الرد: (۵/۵۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

مجمع الانهر مع ملتقی الابحر: (۳/۷۷) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه۔

الهندیة: (۳/۲) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع ورکنه ۔۔۔ الخ، ط: رشیدیه۔

(۳) قال الله تعالیٰ: { والذین هم لفروجهم حفظون الا علی أزواجهم أو ماملکت أیمانهم} [سورة المؤمنون: ۵]

وقال تعالیٰ: {فإن خفتم أن لاتعدلوا فواحدة أو ماملکت أیمانکم} [سورة النساء: ۳]

(۴) ولم یکره استیلاد الأمة بملک الیمین؛ لأن ولده منها یکون حرا۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۲/۲۲) سورة النساء، ط: قدیمی)

أقرب العصبات الابن، ثم ابن الابن وإن سفل۔ (الهندیة: (۶/۴۵۱) کتاب الفرائض، الباب الثالث فی العصبات، ط: رشیدیه)

شامی: (۶/۷۷۴) کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ط: سعید۔

(۵) من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلایسقی ماءه ولد غیره۔ (جامع الترمذی: (۱/۲۱۳) أبواب النکاح، باب الرجل یشتری الجاریة وهی حامل، ط: سعید)

مشکوة المصابیح: (ص: ۲۹۰) کتاب النکاح، باب الاستبراء، ط: قدیمی۔

من ملک استمتاع الأمة ... حرم علیه وطؤها، وکذا دواعیه فی الأصح۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۷۴) کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره، ط: سعید)

واضح رہے کہ غلام اور باندی کا حکم ہمیشہ کے لیے ہے، جب بھی اللہ پاک مسلمانوں کو ایسی غیرت اور شان وشوکت عطا فرمائیں گے کہ امیر المؤمنین شرعی طریقہ پر جہاد کریں اور اس میں کافروں کو گرفتار کریں تو وہ غلام اور لونڈی بن جائیں گے۔ (۱)

لوہے کے بت

لوہے کا بت بنانا اور اس کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے اور آمدنی بھی حرام ہے، صرف لوہے کے وزن کا حساب لگا کر بیچنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ مشتری اس کو گناہ اور شرک کے کام میں استعمال کرے گا ہاں اس کو توڑ کر ریزہ ریزہ کرنے کے بعد فروخت کرنا جائز اور درست ہے۔ (۲)

---

(۱) فالحق الواضح الصريح ان الاسترقاق مباح في الإسلام بأحكامه وحدوده الّتي سبقت لم ينسخه شيئ، وفيه الحكم الّتي اسلفناها، والقول بنسخه مردود مخالف للإجماع لاحجة له في الأدلة الشرعية. (تكملة فتح الملهم: (۲۷۲/۱) كتاب العتق، رد من زعم ان الاسترقاق منسوخ، ط: دار العلوم كراچی)

(۲) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه انه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام۔ (البخاری: (۲۹۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والاصنام، ط: قديمی)

لايجوز بيع الميتة والاصنام؛ لأنه لايحلّ الانتفاع بها، ووضع الثمن فيها إضاعة المال، وقد نهى الشارع عن إضاعته، قلت: على هذا التعليل اذا كسرت الاصنام وأمكن الانتفاع برضاضها جاز بيعها عند بعض الشافعية وبعض الحنفية۔ (عمدة القاری: (۵۶۹/۸) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والاصنام، ط: دار الفكر، بيروت)

وأما علّة تحريم بيع الاصنام فقيل لأنها لامنفعة فيها مباحة، وقيل ان كانت بحيث اذا كسرت تنفع بأكسارها جاز بيعها، والأولى أن يقال: لايجوز بيعها وهي أصنام للنهي، ويجوز بيع كسرها إذ هي ليست بأصنام ولا وجه لمنع بيع الاكسار اصلا۔ (سبل السلام: (۵/۳) كتاب البيوع، باب شروطه ومانهي عنه، ط: مكتبه مصطفى البابی الحلبی)

وفي تحريم بيع الاصنام دليل على تحريم بيع جميع الصور المتخذة من الخشب والحديد والذهب والفضة وغيرها، وعلى تحريم بيع جميع الات اللهو والباطل مثل الطنبور والمزمار والمعازف كلها، فإذا طمست الصور، وغيرت الات اللهو عن حالتها، فيجوز بيع جواهرها وأصولها، فضة كانت أو حديدًا أو خشبا أو غيرها۔ (شرح السنة للإمام البغوی: (۲۸/۸) باب تحريم ثمن الخمر والميتة، ط: المكتب الاسلامی)=

لہسن زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

"آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

لے بائے (Lay Buy)

(تعارف) موجودہ دور میں مروجہ بیوعات میں سے ایک مشہور بیع "لے بائے" ہے، اس کا طریقہ یہ ہے مثلاً مشتری (خریدار) کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے جس کی قیمت پچاس ہزار ہے، لیکن فی الحال مشتری کے پاس پچاس ہزار نہیں ہیں، تو مشتری صرف دس ہزار ادا کرتا ہے، اور چالیس ہزار قسطوں کے طے ہوتے ہیں، یا جب اس کے پاس چالیس ہزار ہوں تو ادا کر کے اپنی چیز وصول کرلے، فی الحال مبیع (بیچی گئی چیز) بائع (سیلر) کے قبضہ میں رہے گی۔

"لے بائے" کی صورت میں ثمن (مقررہ قیمت) کی وصولیابی کے لیے مبیع کو روکنا جائز نہیں ہے، کیونکہ قسطوار بیع نقد بیع نہیں ہے، نقد بیع کی صورت میں ثمن وصول ہونے تک مبیع کو روکنا جائز ہوتا ہے، نقد نہ ہونے کی صورت میں قسطوار بیع میں مبیع کو روکنا جائز نہیں ہوتا اس لئے مبیع روکنے کی صورت میں بیع جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

= قال اشتری ثورا أو فرسا من خزف لاجل استئناس الصبی لایصح، الدر المختار۔ وفی الشامية: قوله من خزف أی طین قال ط: قید به لأنها لو کانت من خشب أو صفر جاز اتفاقًا فيمایظهر لامکان الانتفاع بها وحرره، وهو ظاهر۔ (الدر مع الرد: (۲۲۶/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

(۱) البیع مع تاجیل الثمن وتقسیطه صحیح، أی والتاجیل لازم، فلیس للبائع حبس المبیع حتی یقبضه ولا المطالبة به قبل حلول الاجل. . .

وفیه (البحر) عن المحیط: وإذا رضی البائع بالتاجیل فقد اسقط حقه فی حبس المبیع فلو حل الاجل قبل قبضه فللمشتری قبضه قبل نقد الثمن۔ (شرح المجله لمحمد خالد الاتاسی: (۲/ ۱۶۶) رقم المادة: ۲۴۵، الکتاب الأول، الباب الثالث، الفصل الثانی فی بیان المسائل المتعلقة بالنسیئة والتأجیل، ط: رشیدیه۔

حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق: (۱۴/۴) کتاب البیوع، قبیل باب خیار الشرط، ط: امدادیه ملتان۔ =

ہاں ثمن کے عوض میں قسطوار بیع میں مبیع کو روکنے کی ایک صورت ہوسکتی ہے کہ مشتری (خریدار) پہلے مبیع پر قبضہ کرلے، پھر بائع کے پاس رہن کے طور پر رکھ دے، تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

Liabilities (واجبات)

کمپنی کے املاک کے علاوہ دوسروں کے جو حقوق کمپنی کے ذمہ واجب ہوتے ہیں، ان کو ذمہ داریاں اور عربی میں ''دیون'' یا ''حقوق'' یا ''مطلوبات'' اور انگریزی میں (liabilities) کہتے ہیں۔

یعنی وہ مالی واجبات مراد ہیں جو کمپنی کے ذمہ دوسروں کے لئے ادا کرنا واجب ہیں۔ (۲)

= قال اصحابنا رحمہ اللہ للبائع حق حبس المبیع لاستیفاء الثمن إذا کان حالاً، کذا فی المحیط، وإن کان مؤجلا فلیس للبائع أن یحبس المبیع قبل حلول الأجل ولا بعده، کذا فی المبسوط، ولو کان بعض الثمن حالا، وبعضه مؤجلا فله حبسه حتی یستوفی الحال، ولو بقی من الثمن شیئ قلیل (فی البیع المعجل) کان له حبس جمیع المبیع کذا فی الذخیرة۔ (الهندية: (۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع فی حبس المبیع، الفصل الأول فی حبس المبیع بالثمن، ط: رشیدیه۔

(۱) ومن اشتری ثوبا بدرهم، فقال للبائع: امسک هذا الثوب حتی اعطیک الثمن، فالثوب رهن۔ (الجامع الصغیر للإمام محمد: (ص: ۵۲۹) کتاب الرهن، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: (۵۵/۶) کتاب الرهن، ط: رشیدیه۔

قال: لأن الثوب لما اشتراه و قبضه کان هو، و سائر الاعیان المملوکة سواء فی صحة الرهن۔ (الکفایة علی هامش فتح القدیر: (۹۹/۹) کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتهانه والارتهان به وما لا یجوز، ط: رشیدیه)

ولو کان ذلک الشیئ الذی قال له المشتری: أمسک هو المبیع الذی اشتراه بعینه لو بعد قبضه؛ لأنه حینئذ یصلح أن یکون رهنا بثمنه ولو قبله لا یکون رهنا، لأنه محبوس بالثمن، الدر المختار۔ وقال فی رد المحتار: قوله لأنه حینئذ یصلح، أی لتعین ملکه فیه حتی لو هلک یهلک علی المشتری ولا ینفسخ العقد۔ (الدر مع الرد: (۴۹۷/۶) کتاب الرهن، باب ما یجوز ارتهانه وما لا یجوز، ط: سعید)

(۲) اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۹۸)، عنوان: ذمہ داریاں، مکتبہ معارف القرآن۔

لیٹر آف کریڈٹ

''درآمد، برآمد میں بینک کا کردار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۰/۳)

لیزنگ

''کار لیزنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۷/۵)

لیز پر زمین لینا

''ننانوے سال کے پٹہ پر زمین خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۷/۶)

لے لو جب دل چاہے پیسے دے دینا

''فلانی چیز ہم کو دے دو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۸/۵)

لین دین کے وقت لکھنا

اگر خرید وفروخت کا معاملہ نقد ہے، چیز لی اور پیسے ادا کردئے تو اس کو لکھنے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر خرید وفروخت اور لین دین کا معاملہ ادھار ہے، اور خریدار ایک متعینہ مدت کے بعد قیمت ادا کرے گا تو اسے لکھ کر گواہوں کے دستخط بھی کروا لینے چاہئیں، تا کہ بھول، انکار اور اختلاف کا دروازہ بند ہو جائے، اور جب ضرورت پیش آئے لکھا ہوا کاغذ پیش کر دیا جائے، جس میں ہر چیز لکھی ہوئی ملے گی، اور انکار یا اختلاف کی گنجائش نہیں ہوگی۔

غرض کہ ادھار کا کوئی بھی لین دین ہو اس کو لکھ لینا چاہئے تا کہ حقوق محفوظ

ہو جائیں۔ (۱)

لینے یا نہ لینے کا اختیار

☆ خریدتے وقت یہ کہہ دیا کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن تک ہم کو لینے کا اختیار ہے دل چاہے گا لے لیں گے، نہیں تو واپس کر دیں گے، تو یہ درست ہے، جتنے دن کا اقرار کیا ہے، اتنے دن تک واپس کر دینے کا اختیار ہے، چاہے لے، چاہے واپس کر دے۔ (۲)

☆ کسی نے کہا تین دن تک مجھ کو لینے، نہ لینے کا اختیار ہے، پھر تین دن گزر گئے اور اس نے کچھ جواب نہیں دیا اور چیز بھی واپس نہیں کی، تو اب خریدار کو وہ چیز لینی پڑے گی، واپس کرنے کا اختیار نہیں رہے گا، اگر بیچنے والا رعایت کر کے واپس لے لے تو واپس کرنا جائز ہوگا، رضامندی کے بغیر واپس نہیں کر سکتا۔ (۳)

---

(۱) وَلَا تَسْـــــئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ • ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا (البقرة: ۲۸۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ (البقرة: ۲۸۲)

(۲، ۳) وصح خيار التعيين فيما دون الأربعة) وهو أن يبيع أحد العبدين أو الثوبين على أن يأخذ أيهما شاء أو يبيع أحد الثلاثة على أن يأخذ أيها شاء، ولا يجوز ذلك في أربعة وهذا استحسان ــــ فان شرط ذلك ثبت له خيار الشرط مع خيار التعيين فاذا ردهما بخيار الشرط في المدة أو رد أحدهما بخيار التعيين كان له ذلك واذا مضت المدة بطل خيار الشرط فلا يملك ردهما جميعاً ويبقى له خيار التعيين فيرد أحدهما۔ (تبيين الحقائق: (۲۱/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۴۶/۳، ۴۸) كتاب البيوع، باب الخيارات، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۵۸۶/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في خيار التعيين، ط: سعيد۔

(صفحہ نمبر |٣١٣| کے بقیہ حوالجات ملاحظہ ہو)

وعن عون يعني ابن عبد الله بن عتبة قال: قلت لعمر بن عبد العزيز إن ابن مسعود كان يقول: إنها ستكون أمور مشتبهة فمن رضيها ممن غاب عنها فهو كمن شهدها ومن كرهها ممن شهدها فهو كمن غاب عنها. فأعجبه. رواه الطبراني، وعون لم يدرك ابن مسعود، والمسعودي اختلط. (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب فيمن كره الفتن ومن رضي بها، (٧/ ٢٩٠) رقم الحديث (١٢٢٦٣) ط: مكتبة القدسي، القاهرة)

قوله تعالى: ﴿فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره﴾ أي غير الكفر. ﴿إنكم إذا مثلهم﴾ فدل بهذا على وجوب اجتناب أصحاب المعاصي إذا ظهر منهم منكر، لأن من لم يجتنبهم فقد رضي فعلهم، والرضا بالكفر كفر، قال الله عز وجل: ﴿إنكم إذا مثلهم﴾. فكل من جلس في مجلس معصية ولم ينكر عليهم يكون معهم في الوزر سواء، وينبغي أن ينكر عليهم إذا تكلموا بالمعصية وعملوا بها، فإن لم يقدر على النكير عليهم فينبغي أن يقوم عنهم حتى لا يكون من أهل هذه الآية. وقد روي عن عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه أنه أخذ قوما يشربون الخمر، فقيل له عن أحد الحاضرين: إنه صائم، فحمل عليه الأدب وقرأ هذه الآية ﴿إنكم إذا مثلهم﴾ أي إن الرضا بالمعصية معصية، ولهذا يؤاخذ الفاعل والراضي بعقوبة المعاصي حتى يهلكوا بأجمعهم. وهذه المماثلة ليست في جميع الصفات، ولكنه إلزام شبه بحكم الظاهر من المقارنة. (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، سورة النساء (٥/ ٤١٧) [الآية: ١٤٠] ط: دار عالم الكتب، الرياض، السعودية)

قوله تعالى: ﴿وقتلهم الأنبياء بغير حق﴾ أي ونكتب قتلهم الأنبياء، أي رضاهم بالقتل. والمراد قتل أسلافهم الأنبياء، لكن لما رضوا بذلك صحت الإضافة إليهم. وحسن رجل عند الشعبي، قتل عثمان رضي الله عنه فقال له الشعبي: شركت في دمه. فجعل الرضا بالقتل قتلا، رضي الله عنه. قلت: وهذه مسألة عظمى، حيث يكون الرضا بالمعصية معصية. (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي، سورة آل عمران (٤/ ٢٩٥) [الآية: ١٨١] ط: دار عالم الكتب، الرياض، السعودية)

وقوله: ﴿إنكم إذا مثلهم﴾ قد قيل فيه وجهان: أحدهما: في العصيان وإن لم تبلغ معصيتهم منزلة الكفر، والثاني: أنكم مثلهم في الرضا بحالهم في ظاهر أمركم، والرضا بالكفر والاستهزاء بآيات الله تعالى كفر، ولكن من قعد معهم ساخطا لتلك الحال منهم لم يكفر، وإن كان غير موسع عليه في القعود معهم. وفي هذه الآية دلالة على وجوب إنكار المنكر على فاعله وأن من إنكاره إظهار الكراهة إذا لم يمكنه إزالته وترك مجالسة فاعله والقيام عنه حتى ينتهي ويصير إلى حال غيرها. (أحكام القرآن للجصاص، سورة النساء (٣/ ٢٨٧) [الآية: ١٤٠] ط: دار احياء التراث العربي، بيروت)۔

= (٢) وإذا رأيت الذين يخوضون في آياتنا فأعرض عنهم حتى يخوضوا في حديث غيره - قال الضحاك عن ابن عباس دخل في هذه الآية كل محدث في الدين وكل مبتدع إلى يوم القيامة. إنكم أيها المؤمنون إذا يعني إذا قعدتم عند من يكفرون ويستهزءون بالآيات ورضيتم به كفار مثلهم غير أن الرضاء بالكفر من غير تفوه نفاق. (التفسير المظهري، سورة النساء (٢/ ٢٦٣) [الآية: ١٤٠] ط: المكتبة الرشيدية، باكستان)

(٣) وقوله تعالى ﴿وقد نزل عليكم في الكتاب أن إذا سمعتم آيات الله يكفر بها ويستهزأ بها فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره إنكم إذا مثلهم﴾ أي: إذا ارتكبتم النهي بعد وصوله إليكم، ورضيتم بالجلوس معهم في المكان الذي يكفر فيه بآيات الله ويستهزأ وينتقص بها، وأقررتموهم على ذلك، فقد شاركتموهم في الذي هم فيه. فلهذا قال تعالى: ﴿إنكم إذا مثلهم﴾ [أي] في المأثم، كما جاء في الحديث: "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يجلس على مائدة يدار عليها الخمر. (تفسير ابن كثير، سورة النساء (٢/ ٤٣٥) [الآية: ١٤٠] دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية، ١٤٢٠ - ١٩٩٩)

بیت العمار کراچی

+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224